۷۸۶

محاربات تھسلی

یعنے

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصّون مین

جس مین ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مدبر و نویسندہ سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب محاربات تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے اور سرحدی محاربات تیراہ وغیرہ و محاربہ سوڈان کے حالات ایزاد کر دیئے گئے ہین۔ اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کر دیئے گئے ہین

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد وجھاڑ ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر وطن لاہور

حصہ اول

مطبع حمیدیہ لاہور مین باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی

قیمت فی حصہ (عہ)

بھیلی کے چھوڑ دینے اور کریٹ کو جو مبدا و منبع فساد تھا۔ انگلستان۔ روس۔ اٹلی و فرانس کے تقاضا و اصرار پر عللا آزادی دلجانیسے اگرچہ
اس محاربہ کی فتوحات کی عام خوشی میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو جلالتمآب کو بے نظیر تدبیر پر کامل بھروسہ ہے۔ اور جو یہ جانتے ہیں۔
کہ امیر المومنین سلطنت و خلافت کو جہاز کو گذشتہ اٹھیں تیئس برسوں میں کیسے کیسے خطرناک طوفانوں سے بخیریت اور نمونًا لکامیابی صحیح و سالم
بچا سکتے رہے ہیں۔ اونکو کامل یقین ہے کہ شوکتمآب کی یہ تدبیر بھی سلطنت علیہ و خلافت عثمانیہ کے حق میں بالآخر نہایت مفید ثابت ہوگی
اس مسئلہ کے متعلق میں اپنی رائے چند مضامین میں جو اس کتاب کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کیے گئے ہیں مفصل ظاہر کر چکا ہوں۔ یہاں اوس
کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ یونان اور کریٹ کو سابقہ حالات بالتفصیل تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا ہوں۔ اون کو اس کتاب
میں دوبارا بیان کرنا فضول طوالت کا باعث تھا۔ شائقین کتاب مذکورہ سے اونہیں مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ اور نیز میں نے اس کتاب میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفانہ پالیسی پر جیسے انگلستان اور ٹرکی کا کوئی سچا خیر خواہ کبھی
پسند نہیں کر سکتا۔ اکثر جگہ نہایت سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ جیسا کہ میں اسی کتاب کے کسی نوٹ میں لکھ چکا ہوں۔ آج
تاج برطانیہ اور خلافت عظمیٰ عثمانیہ کے بہی خواہوں اور مخلص ہواخواہوں کی برسوں کی تمناؤں کے پورا ہونے کے زبردست آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ اور سر فلپ کری
کے جانشین سر او کونار نے خود سبقت کر کے جلالتمآب کی خدمت میں دونوں سلطنتوں کے اتحاد کی ضرورت اور فوائد جتلا کر بوضاحت عرض کیا۔ اور
شوکتمآب نے جو پہلے ہی سے گورنمنٹ انگلشیہ کی غلط پالیسیوں سے سخت متعجب ہو رہے تھے۔ ان مصروضات کو بنظر استحسان دیکھا۔ سوڈان کو
معاملہ سے سابقہ شکر رنجی اور کدورت باہمی بہت اور بیشی ہو جانے کا سخت احتمال تھا۔ مگر اس واقعہ نے جو سوڈانی مشکلات سے کئی مہینے بعد
حال میں گذرا ہے۔ نہ فقط اوس احتمال کو ہی زائل کر دیا ہے بلکہ اس بات کی مضبوط امید دلا دی ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے پھر رفیق صمیم
اور یکجان و دوقالب ہو جانے میں صرف چند دنوں کا توقف ہے۔ واللہ یهدی من یشاء الی سواء السبیل ۔

محاربہ کی تاریخ کو فی الواقع مکمل بنانے کے واسطے جہانتک ممکن تھا ضروری نقشوں اونکو بہم پہونچانے میں کوشش اور تحقیق کا کوئی دقیقہ حتی الامکان فرو گذاشت نہیں کیا
گیا۔ تاکہ ناظرین کو لڑائیوں کے تفصیلی حالات پڑھتے وقت موقع کا نقشہ موجود نہ ہونے سے پریشانی نہ ہو۔ میدان کارزار اور مختلف لڑائیوں کے متعدد نقشے شامل کر دیے گئے
ہیں تاکہ اونکو گویا بعینہٖ مشاہدہ ہو۔ ترکوں کی شہامت و جلادت شرافت و ذہانت اور لیاقت و قابلیت خداداد کا کافی ثبوت بہم پہونچ جائے۔ غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اور
رضا پاشا سر عسکر کے علاوہ جو اگرچہ میدان جنگ سے دور تھے مگر کارزار کا انصرام درحقیقت انہی کے ہاتھ میں تھا۔ اونہی کی مساعی جمیلہ اور کوششوں کی طفیل سلطنت سنیہ ایسی
آسانی سے اسقدر عجیب طرح سے آراستہ و مکمل عظیم الشان فتح حاصل کر سکی تھی نتائج تفصیلی ذکر تقریباً تمام اعلیٰ ماتحت افسروں کی تصویریں دی گئی ہیں جس محنت و کوشش اور اہتمام سے
یہ بہم پہنچائی گئی ہیں اوسکا اندازہ ناظرین کو اونکو دیکھ کر ہو سکتا ہے علاوہ ازیں یونان کے چند اعلیٰ فوجی کمانڈروں کی بھی تصویریں اضافہ کر دی گئی ہیں تاکہ اونکی شکلوں سے بھی [illegible]
[illegible] کا مقابلہ ہو سکے۔ خاتمہ کتاب پر [illegible] بغداد دمشق حجاز کی مجوزہ ریلوے کو شرکت اسلامی [illegible] کی تحریک کو متعلق چند ضروری مضامین یکجا جمع کر کے بطور ضمیمہ ازاد
کر دیے گئے ہیں۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۷۸۹)

تاریخ جنگ روم و یونان

دیباچہ

جرمن سٹاف افسروں کی کتاب کا دیباچہ بالفاظ ذیل تحریر کرتا ہے:-

یونان اور ٹرکی کی باہمی سخت معرکہ آرائی جو کریٹ کی بغاوت اور وہاں کے جنگ و جدال مابعد کی وجہ سے معرض ظہور میں آئی۔ گو یورپ کی دول عظام کی مداخلت پر اچانک اور بسرعت ختم ہو گئی۔ تاہم قیام امن کے متعلق یوروپین اغراض کی یکجہتی کی بدولت ان دونوں اقوام کے محاربہ نے کل یوروپ کی توجہ کو حیرت انگیز حد تک اپنی طرف منعطف کر لیا تھا۔ اور ایک عام ہمدردی پیدا کر دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر ایک کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ مشرق میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اون میں سے ہر ایک میں مزید معرکہ آرائی کا تخم موجود ہوتا ہے۔ اور اس مزید معرکہ آرائی کی نسبت کوئی شخص وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا آخری انجام اور نتیجہ کیا ہوگا۔

جرمنی کو اگرچہ ان متضاد اغراض سے جو جزیرہ نما بلقان میں پائی جاتی ہیں۔ براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر پھر بھی وہ ان واقعات کی رفتار کو جو اپریل اور مئی ۱۸۹۷ء میں تھسلی اور اپائرس میں حادث ہوئے دلی اشتیاق سے دیکھتی اور خاص وجوہات کے باعث اون پر نہایت توجہ سے غور کرتی رہی ہے۔ جرمنی کی آنکھیں محض اسی وجہ سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ ٹرکی پر نہیں لگی رہیں کہ محاربہ کی رفتار اور اسکے انجام نے پہلے سے زیادہ پولیٹکل ہمدردی اور دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ جب سے جرمن افسر ترکی فوج کی اتالیقی پر مامور ہوئے۔ اور اونہوں نے اتالیقوں اور منتظموں کی حیثیت میں اپنے اقتدار کا اثر پیدا کیا۔ اب پہلی مرتبہ اس محاربہ میں یہ فوج ایک وسیع پیمانہ پر جنگی کارروائی میں مشغول ہوئی۔ اور جرمن تربیت کے نتائج کو پرکھنے کا موقعہ ملا۔

ترکی فوج کی شاندار جنگی فتوحات اور اوس کے اون متواتر و مستعدانہ حملوں اور ضربات کی جن سے غنیم کی فوجی قوت اور طاقت مدافعت بالکل پامال ہو گئی۔ جرمنی میں پوری پوری قدر کی گئی۔ اور اوس سے اس رائے کی تصدیق ہو گئی۔ کہ محاربہ کی کارروائیوں اور انتظام میں جو کمالیت اور قابل تعریف برجستگی پائی گئی۔ وہ زیادہ تر جرمن افسروں کی با اختیار امداد اور منصب وروں کی سرگرمی اور جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ عثمانیہ فوج میں اس امر کا علی التواتر اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جرمن افسر خاص امتیاز اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اہم کام اونہیں سپرد کئے جاتے ہیں۔ اونکی اقتدار کے دائرے بہت وسیع پائے جاتے ہیں۔ اور زمانہ حال کے سب حال اصلاحات کی بنیاد قائم کرنے میں اونکی کوشش تسلیم کی جاتی ہے۔ اور ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یا مغرب کی سواحل پر (یعنی قسطنطنیہ اور یورپین لحاظ کل سلطنت عثمانیہ میں) جرمنوں کو

کو نہایت ہی معزز اور اہم عہدات اور منزلت حاصل ہو گئی۔

گذشتہ محاربہ میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ اس منزلت کی بابت ہر طرح سے کل دنیا کو تصدیق و تحقیق ہو گئی ہے۔ بطور مثال ایک واقعہ کا جسے ٹائمز کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے ذکر کر دینا کافی ہوگا۔ یہ نامہ نگار ترکی فوج کے ساتھ رہا تھا۔ اور یہ واقعہ لاریسا پر ترکی افواج کے قابض ہونیکے وقت گذرا تھا۔ نامہ نگار مذکور (مسٹر بگلم) لکھتا ہے :-

"میں ایک شام بعد ہوا خوری سیر شہر کو واپس آتے کسیقدر دیر ہو گئی میرے ساتھ ایک چرکس سوار تھا۔ شہر کے پھاٹک بند ہو چکے تھے جب ہم دروازہ پر پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے رات کے سناٹے میں حسب دستور آواز دی "کون جاتا ہے" میری اردلی نے بلا تامل جواب دیا "جرمن پاشا" چونکہ مجھے لفظ مقررہ[1] معلوم نہ تھا میں نے اندر داخل ہونیکے وقت تک جرمن پاشا کے خطاب کو بخاموشی قبول کر لیا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے پکار کر کہدیا "میں انگریز ہوں" جب پھاٹک کھلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پہرہ کے سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور سلامی کیلئے بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا سبب گارڈ کے افسر سے دریافت کیا اس نے جواب دیا "کیونکہ آپ جرمن افسر ہیں"

اس بیان پر جرمن اتالیقوں کے کام اور انکے کام کے حاصل شدہ نتائج کی مختصر کیفیت درج کر دینے کیلئے میں ناظرین سے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔

موجودہ صدی کے ساتویں عشرہ کے انجام کے قریب جب سلطان نے قیصر ولیم اول سے یہ خواہش ظاہر کی کہ چند جرمن افسروں کی خدمات عثمانیہ فوج کی مکمل ترتیب جدید کیلئے ترکی گورنمنٹ کو سپرد کر دیجاویں۔ تو قیصر مرحوم نے اس کام کیلئے کرنیل کالر، میجران ہوب و کامفوئنر اور کپتان ریسٹو کو منتخب کیا۔ اس سے ایک سال پیشتر پرشوی محکمہ کمسریٹ کا مشیر وان شلگن ترکی فوج کے صیغہ کمسریٹ میں ملازم ہو گیا ہوا تھا۔ سلطان نے ان سب افسروں کو پاشا[2] کے عہدہ پر فائز کر دیا۔ اور انہوں نے تین برس خدمت کرنیکا اقرار نامہ لکھدیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس میعاد کے ختم ہونے پر وہ پھر پرشوی فوجیں واپس چلے جائیں گے۔ سلطان نے ان سب کو شرف حضوری عطا فرما کر ہر ایک افسر کو جدا جدا صیغہ پر مامور فرمایا۔ اور ادسے ادسے صیغہ کے متعلق مفصل رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔

جنرل کالر کو جنرل اسٹاف (ارکان حرب)[3] کے نظم و نسق پر رپورٹ کرنیکی ہدایت کیگئی۔ میجر کامفوئنر کو دیگر فرائض و خدمات مفوضہ کے علاوہ فوج پیدل پر۔ میجر وان ہوب کو کیولری (فوج سواران) پر۔ کپتان ریسٹو کو آرٹلری (توپخانہ) پر۔ اور وان شلگن کو کمسریٹ پر رپورٹ کرنے کا

[1] انگریزی میں اسے واچ ورڈ کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے واسطے چول کا لفظ ہے۔ بحالت صلح اور چھاونیوں میں سنتری کے پکارنے پر عموماً جواب میں "دوست" کہا جاتا ہے۔ مگر میدان جنگ میں ہر شام ایک خاص لفظ مقرر کیا جاتا ہے اور پہرہ کے سنتریوں اور کیمپ کے حدود سے باہر جانیوالوں کو بتادیا جاتا ہے اور بہت احتیاط کیجاتی ہے کہ دشمن کے کسی آدمی کو یہ لفظ معلوم نہ ہو سکے تاکہ ادھر ادھر کی تفتیش جاسوسی میں آسانی نہ ہو جائے۔ درست جواب نہ ملنے پر سنتری گذرنیوالے کو گرفتار کر لیتا ہے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے۔ تو اسے گولی مار دیتا ہے اور دوسرے سنتریوں کو اس کا تعاقب کرنیکے لئے الارم سے خبر دیتا ہے

[2] فوجی افسر یعنی کرنیل وغیرہ اس اور اوپر کے رتبہ کے افسر پاشا کا خطاب رکھتے ہیں زیادہ توضیح کیلئے دیکھو کتاب ہذا کا باب پلیونا ۱۸۷۷ء

[3] جنرل اسٹاف جس میں کرنیل سے اوپر کے درجہ کے تعلیم یافتہ افسر تمام کام کو چلاتے ہیں (ایک)۔ انسپکٹر کوارٹر ماسٹر ملٹری سیکرٹری ایجوٹنٹ افسران توپخانہ۔ چیف انجینئر۔ چیف سگنل افسر۔ فوجی انجینئر ان تعلیم یافتہ افسروں کے

کام خاص طور پر سپرد کیا گیا۔ ان تمام افسروں کو وسیع اختیارات عطا کئے گئے۔ اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ترک افسر نائب مقرر کیا گیا تاکہ وہ اسے تمام ضروری حالات و معلومات سے مطلع ہونے میں مدد دیا کرے۔

ان اتالیقوں نے اپنے اپنے کام کو جوش و خلوص سے شروع کر دیا۔ ہر ایک کی یہ کوشش و خواہش تھی کہ وہ اپنے اپنے صیغہ کے متعلق ایسی واقفیت تامہ حاصل کرے۔ کہ عملی اصلاحات کو تجویز کرنے سے پیشتر وہ یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے کہ کون کون سے تغیرات ضروری ہیں۔ جب ان افسروں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں تو ان پر غور کرنے کے لئے دو کمیٹیں مقرر کی گئیں۔ ایک کا یہ کام تھا کہ وہ تجویز کردہ اصلاحات پر جنگی لحاظ سے رائے قائم کرے۔ اور دوسری کا یہ تھا۔ کہ مالی لحاظ سے اپنی رائے دے۔ سلطان عبد الحمید نے کچھ عرصہ بعد ان اصلاحات میں سے اکثر کو جن کی فوجی کمیشن نے جو فوجی ترتیب جدید کیلئے قائم ہوئی تھی۔ سفارش کی تھی منظور کر دیا۔ مجوزہ اصلاحات میں اس فوجی نظام کی بنیاد جو اس وقت نافذ العمل ہے۔ فوج کی آرمی کوروں (فیلق جیش) اور ڈویژنوں میں اور ملک کی بارہ فوجی اضلاع میں تقسیم جدید ہوئی۔ فوج کو بالکل وجوہ از سر نو جدید اسلحہ سے مسلح اور ریزرو فوج کا باقاعدہ طور پر قائم کیا جانا۔ اور اسی طرح کی دیگر اصلاحات شامل تھیں۔

۱۸۸۳ء میں پرشیائی فوج کے ہیڈ کوارٹری کا افسر بیرن وان ڈر گولز بھی مذکورہ صدر جرمن افسروں کے ساتھ ملا۔ یہ افسر عثمانیہ فوجی نظم و نسق کی مکمل تجدید میں راہنما کا کام دینے کیلئے بلایا گیا تھا۔ اس افسر نے ترکی ہیڈ کوارٹری سٹاف کی اصلاح و درستی میں حیرت انگیز کام دیئے۔ اور نیز اپنے تعلیمی کام کی بے نظیر اور دیر پا سود مندی اور بلحوس خوبی و قابلیت۔ اپنے علم و فضل اور لیاقت و معلومات کی ہمہ گیری و گونا گونی۔ اور مزید برآں اپنی دلفریب خوش اخلاقی اور معاشرتی اوصاف کی طفیل بہت جلد شہنشاہ کی نظر میں خاص عزت و وقعت اور قسطنطنیہ کے تمام فوجی دوائر اور حلقوں میں محبانہ ہمدردی حاصل کر لی۔

۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بیرن وان ڈر گولز نے اپنی توجہ بالخصوص فوجی مدارس کی درستی و اصلاح پر منعطف رکھی۔ سب سے اول اس فرسودہ طریقہ تعلیم اور نصاب کو جو پرانی طرز کے فرانسیسی نمونوں کے مطابق قائم کئے گئے تھے بدلنے کا کام شروع کیا اور اس تغیر کے ساتھ ہی تعلیم کے نئے طریقہ اور نصاب اور بالخصوص عملی مشق و قواعد کو کہ جس طرف پہلے کبھی بہت ہی کم توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ بتدریج داخل کرتا گیا۔ یہ مشق و قواعد ایسی رکھی گئی۔ جو ہیڈ کوارٹر سٹاف کے افسروں کیلئے نہایت مفید ہو سکتی تھی۔ یا بالفاظ دیگر ایسے افسروں کو جو قواعد دینی پڑتی ہیں۔ انکی طالب علمی کے زمانہ میں عملی مشق کرانیکا قاعدہ جاری کیا۔ یعنی ان کاموں کی مشق بہم پہنچانے کے موقعہ پر جو میدان جنگ میں کرنے پڑتے ہیں۔ آزمائشی سفر زین سواری پر جس کے ساتھ ہی طلبا کو متعدد سوالات حرب کے متعلق حل کرنے کیلئے دئے جاتے ہیں اسی طرح لمبے لمبے سفروں اور مسافتوں کے طے کرانے کی مشق وغیرہ۔ مستعدی و چالاکی کی عادات کو راسخ ہو جانے نے جیسا اچھا پھل دیا ہے وہ حال میں ختم شدہ محاربہ سے بخوبی واضح ہو گیا ہے۔ سیف اللہ پاشا اور انور پاشا جنکے نام اس محاربہ کے دوران میں بارہا عزت و نیک نامی کے ساتھ لئے گئے ہیں۔ اس جدید طریقہ تعلیم کے اولین شاگردوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے طالبعلمی کے زمانہ میں ہی نمایاں قابلیت اور دلی شوق کا ثبوت دیا تھا۔

بیرن وان گولز ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بارہ برس فوجی مدارس اعلیٰ اور ابتدائی مکاتب کا انسپکٹر جنرل رہا۔ اس عرصہ میں فوجی مدارس نے قابل تعریف ترقی کی۔ اور اونکے طلباء کی تعداد چار ہزار سے چودہ ہزار ہو گئی ۱۸۹۶ء سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ بھی وان گولز کو تفویض کر دیا گیا۔ آخر الذکر منصب پر جنرل کا آنار تا دم مرگ مامور رہا تھا۔ اس عہدہ کے ساتھ ہی سلطان المعظم نے گولز پاشا کو فوجی اصلاح کیلئے تجاویز مرتب کرنیکا کام سپرد کیا۔ اوس نے اوسی سال فوجی اصلاح کی تجویز تیار کر دی۔ سلطان المعظم نے اوسے پسند فرمایا اور ۱۸۹۶ء کو ختم ہونے سے پہلے اوس کے تمام ضروری حصوں پر عملدرآمد ہو گیا۔ یہ تجویز ترکی جنگی طاقت کے موجودہ نظام کی بنیاد کا کام دے رہی ہے اور منجملہ دیگر امور کے ان باتوں پر مشتمل ہے۔

(۱) عام جبریہ فوجی خدمت کا قاعدہ تمام مسلمان آبادی پر نافذ کیا جاوے۔ اور اس غرض کیلئے بھرتی کرنیکے متعلق نیا قانون منظور کیا جاوے۔

(۲) ریزرو اور لینڈ سٹرم (ردیف و مستحفظ) کیلئے نیا ضابطہ قائم کیا جاوے۔ اور اس ضابطہ کے مطابق افواج ردیف و مستحفظ کو از سر نو مرتب کیا جاوے۔

(۳) جدید ضوابط کے رو سے جنگ کیوقت کام دینے کیلئے نئے لینڈ سٹرم اور نمبر ریزرو اور سپر نو میریری بٹالین مرتب کیجائیں۔ اور مزید برآں جدید ریزرو فوج اور سپر نو میریریوں کی دوسری قسم یا صنف نئی قائم کیجاوے

(۴) جنگی خدمات کیلئے افواج کی نقل و حرکت اور سریع اجتماع کا انتظام۔

(۵) کل سلطنت کی ۴۸ ڈویژن۔ ۹۶ بریگیڈیں۔ ۱۹۲ رجمنٹیں اور ۷۶۸ بٹالین اضلاع میں تقسیم جدید (یعنی ۴۸ بڑے ضلع جو فوجی ایک ایک ڈویژن کا صدر مقام ہوں۔ ۹۶ چھوٹے ضلع جو ایک ایک بریگیڈ کا صدر مقام ہوں وقس علیٰ ذالک۔ انہی اعداد سے ناظرین کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ترکی فوج میں چار بٹالینوں کی ایک رجمنٹ دو رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈوں کا ایک ڈویژن ہوتا ہے۔

۱؎ بیرن وان گولز نے ترکی خدمت سے کنارہ کش ہو کر ترکی فوج کے متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ بجنسہ بیست سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں درج ہے۔ ۲؎ آسٹریا اور جرمنی میں فوج کے اوس حصہ کو کہتے ہیں جو مقررہ میعاد کیلئے نظام اور ردیف میں کام کر چکی ہو۔ اور کبھی کبھی قواعد کیلئے گھروں سے آ جاتی ہو اور امن کی حالت میں فوجی خدمت سے معاف ہو۔ جنگ کیوقت فوج کی جو آخری قسم آخری وقت طلب کیجاتی ہے۔ اوسے ان ممالک میں لینڈ سٹرم کہتے ہیں جدید نظم و نسق کے رواج سے پہلے ترکی میں مستحفظ فوج اسکے مشابہ تھی۔ ۳؎ سپر نو میریری اوس زائد سپاہی یا ملازم کو کہتے ہیں۔ جو ضرورت کیوقت کام دینے کیلئے تعداد مقررہ سے زائد رکھے جاتے ہیں۔ فوجی اصطلاح میں اسکے جو معنی ہیں وہ اس تشریح سے سمجھ میں آ جائینگے۔ جن ممالک میں جبریہ خدمت کا قاعدہ نافذ ہے۔ وہاں یہ نہیں ہوتا کہ ہر سال جسقدر آدمی جبریہ خدمت عائد ہونیکے سبب ہی فوج میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں۔ بلکہ نئے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ زیادہ آبادی رکھنے والے ممالک میں ان نوجوانوں کی تعداد جن پر خدمت عائد ہوتی ہے رنگروٹوں کی مطلوبہ تعداد سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مطلوبہ تعداد قرعہ اندازی وغیرہ کے ذریعہ منتخب کر کے فوجی نظام میں داخل کر لیجاتی ہے۔ اور زائد تعداد کو چند مہینہ قواعد سکھا کر یا یونہی گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(۶) نیا قانون محاصل کے جنس میں ادا کئے جانے کے متعلق نافذ کیا جائے - تاکہ جنگ کے وقت باربرداری کی فراہمی میں سہولت ہو۔
(۷) ۱۸۹۵ء میں بعض حاضر افواج کیلئے جدید ضوابط مقرر کئے جائیں -

عثمانیہ قوم کی جنگی طاقت کو استحکام کے لیئے ان تمام بنیادی انتظامات اور اون میں سے ہر ایک کیلئے گولتز پاشا نے تجاویز تیار کیں اور اپنی آنکھوں سے اون پر عملدرآمد ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ ان تھک ہمت و کوشش سے وہ تمام مخالفتوں پر جو ہمیشہ اوسکے راستہ میں مشکلات حائل کرتی رہتی تھیں غالب آگیا - ایک سے زیادہ مرتبہ اوسے اپنی کئی تجاویز پر اسطرح سے عملدرآمد کرانا پڑا - کہ ملازمت کی پہلی میعاد کو ختم ہو جانے پر اوس نے تجویز مذکورہ کے نفاذ کو ملازمت کے معاہدہ کی تجدید کیلئے مقدم اور لازمی شرط قرار دیا -

اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا - کہ یہ انتظام و ترتیب جدید جس کا اشد ضروری ہونا ترکی افواج کے اوس تجمع سے جو ۱۸۸۶ء[1] میں یونان کے مقابلہ کیلئے کیا گیا تھا اچھی طرح ثابت ہو گیا تھا - محض اس افسر کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور جد و جہد کی طفیل معرض ظہور میں آیا - اور بمرتبہ تکمیل پہونچا -

متذکرہ صدر کام کے علاوہ جس کی تعمیل و تکمیل میں اوسے نہایت ہی سخت مشکلات پیش آئیں جنرل وان ڈر گولتز نے ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات لازمہ کی مختلف شاخوں میں افسروں کی عملی تربیت پر بھی توجہ منعطف کی اور خود اس غرض کیلئے سٹاف خدمات کے متعلق لمبے لمبے سفر کئے مصنوعی لڑائیاں کرائیں کھلے میدانوں میں سواروں کے رسالوں سے نمائشی جنگ و جدال کرائے - اور اسیطرح کی اور دیگر مشقیں کراتا رہتا - اس عملی جد و جہد کے دوش بدوش اوسنے مندرجہ ذیل کتابیں ترکی میں شائع کیں - جنکی بہت اشاعت ہوئی -

(۱) جنگی کاروائی کے متعلق افسروں کا راہنما (۲) فن صف آرائی کے متعلق مسائل و مثالیں (۳) ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات دو حصوں میں (۴) جنگ کے وقت قلعوں کی مدافعت اور اون پر حملہ کرنے کے متعلق راہنما ہدایات (۵) میدان جنگ کی خدمات کے متعلق راہنما - یہ پانچوں کتابیں تین ہزار مطبوعہ صفحے رکھتی ہیں - پہلی کتاب کے چار اور پانچویں کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں - ان کتابوں کی آمدنی جنگی مدارس کے سطح کو وقف کر دیگئی ہے -

اس پرشوق جرنیل کی مختلف الانواع اور دور رس اثر کرنیوالی مستعدی سے نہایت ہی نیک نتائج مترتب ہوئے ہیں - وہ ایک بچہ قسمت ہیں کوارٹر ماسٹر جنرل[2] - فن صف آرائی کا اعلٰی اتالیق - سپہ سالار - اعلٰی انجنیئر اور ساتھ ہی مترجم اور مجدد بھی تھا جسکی ترتیب جدید فوجی تعلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) بہ زاید از ضرورت نوجوان صوبہ زمیر یری کہلاتے ہیں ترکی میں حالانکہ ابھی مسلمان آبادی کا بھی حصہ کثیر فوجی خدمت سے مستثنٰی ہے تعداد مطلوبہ یا مقررہ سے تقریباً دگنے آدمیوں پہ ہر سال فوجی خدمت عائد ہوتی ہے جنکو بالعموم کچھ تو رو کے رکھا کر گھروں کو واپس کیا جاتا ہے - سالانہ تعداد مقررہ میں جنگی ضرورتوں اور مالی گنجائش کے لحاظ سے عموماً کمی بیشی ہوتی رہتی ہے -

---

[1] اس وقت حیرت انگیز سرعت سے ترکی نے تین لاکھ سے زائد فوج یونانی سرحد پر چپ چاپ باسانی تمام چند ہفتوں میں جمع کر دی تھی - اوس کا مفصل تذکرہ اسی کتاب کے عہد حکومت کی ایک حاشیہ میں درج ہے -

[2] صیغہ کوارٹر ماسٹر کا اعلٰی افسر کوارٹر ماسٹر جنرل وہ افسر ہوتا ہے جسکے ذمہ فوج کیلئے مکان - سامان - گولہ بارود وسی - ایندھن - سامان - اسباب نوشت و خواند اور بار برداری وغیرہ بہم پہونچانے اور رسد رسانی کی نگرانی کرنے کا کام سپرد ہوتا ہے -

اور شافی اصلاح کے متعلق اس افسر نے بےنظیر قابلیت اور لیاقت سے جو کام کیا تھا اوسکا اثر بصراحت تمام اون فوجی کارروائیوں کی تجویز کے چندر سیج عملدرآمد کے وقت ہی جو ترکوں نے ۱۸۹۷ء میں یونان کے برخلاف جبکہ لڑائی ہو رہی تھی۔ کی تھیں۔ واضح ہو گیا تھا اور سلطان المعظم نے اوس کا نہایت ہی عزت بخش پیرایہ میں اعتراف کیا تھا۔ ترکی فوج سے علیحدہ ہونے سے چند ماہ پیشتر جلالتماب نے اپریل ۱۸۹۵ء میں گولز پاشا کو فیلڈ مارشل (مشیر) کا ممتاز مرتبہ عطا فرما کر ایک بیش قیمت اعزازی تلوار بھی عطا فرمائی۔ باضابطہ الوداعی سلام کے موقعہ پر خلیفۃ المسلمین نے گولز پاشا کو پرائیویٹ باریابی کا شرف عطا فرما کر اون ممتاز خدمات کا جو اس نے جلالتماب اور اون کی فوج کی کی تھیں۔ شکریہ ادا کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ یہ علیحدگی اور جدائی آخری نہیں ہوگی۔ اور کہ ترکی حکام صیغہ جنگ اوس کو پھر واپس آنے اور اوس کی حوصلہ افزا نیک نظیر اور مستعدی سے مزید فائدہ اوٹھانے کی توقع رکھنے میں غلطی پر نہیں ہونگے۔ یہ جرنیل جس کی ایسی شاندار عزت و توقیر کی گئی۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ اپنے وطن کی فوج میں واپس آ گیا ہوا ہے۔ جس میں وہ ایک ممتاز کمان پر مامور ہے۔ جرمن فوج اس قابل افسر کو پھر اپنی صفوں میں دیکھکر اور یہ جاننے سے کہ اوس کی قابلیتوں اور اوصاف و لیاقت خداداد سے پھر اوس کا ملک مستفید ہو رہا ہے۔ جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ باقیماندہ جرمن افسر وہ تھے سب ترکی فوج میں بلند مراتب پر فائز ہیں لفٹنٹ جرنیل گرمیکو پاشا فوج توپخانہ کی تربیت کر علاوہ چند قیود کر ساتھ توپخانہ کے اسلحہ و گولہ بارود اور نیز اوس کے آدمیوں کی نگرانی کر کام پر مامور کیا گیا تھا۔ لاریسا کے برخلاف اور اوسکے مستعدانہ عمل اور اوسکی اوس بہادرانہ کارروائی کے طفیل جس سے وہ شہر مذکور پر قابض ہو گیا سلطان المعظم کی خاص نظر عنایت مبذول ہو گئی ہے۔

جب ۱۸۸۳ء میں یہ جرمن معلمین ترکی ملازمت میں داخل ہوئے۔ تو اونہوں نے ترکوں کو فوجی مہارت کے لحاظ سے اوسی حالت میں پایا۔ جس حالت میں کہ وہ چھ برس پیشتر محاربہ روس کے وقت تھے۔ ان مسلمان سپاہیوں کیلئے جو فوج کیواسطے نہایت بیش قیمت مسالہ ہیں قابل اور تربیت یافتہ افسر تقریباً مفقود تھے۔ اور وہ بحالت امن فنون حربیہ میں باقاعدہ اور مکمل طور پر مشاق بنائے جانے کی سخت محتاج تھے انتظامی کل کے پرزے بیٹھے تھے۔ اور اس کل کے عہدہ دار چرخوں کے دندانوں میں کوئی گرفت نہ پائی جاتی تھی۔ توکل و قسمت کر گرانہ اعتقاد اور ہر وقت عام تصور میں محو رہنے اور قدیمانہ عادات کا جو کچھ اقتضا ہے اوسی کے حسب حال تمام کاروبار انصرام پاتا تھا جرمن افسروں کی نئی روح پھونک دینے والی مستعدی کی بدولت جس نے پندرہ برسوں کے اندر عثمانیہ فوج پر ترتیب تیاری تربیت اجتماع اور انتظام کے متعلق یورپین فوجی دستورالعمل کے ضروری لوازمات اور اصولوں کا نقش قائم کر دیا ہے۔ اور اوسے معظم یورپ کی دیگر افواج کی سطح کے بہت کچھ نزدیک پہونچا دیا ہے۔ سابقہ حالت بہت ہی بدل گئی ہے۔

ایسے ملک میں جہاں انفنٹری یا آرٹلری کی ایک کمپنی تک کو چاند ماری کی مشق کرانے کیلئے یا ایک رسالے کو استکشافی مشق کیواسطے باہر بھیجنے کیلئے سلطانی اجازت کا حاصل کر لینا ضروری ہو۔ اور یہ اجازت بہت دقت اور مشکل سے حاصل ہوتی ہو۔ اور جہاں لوازمات لڑائی کی سادہ تزئین اور بالکل صاف رپورٹوں کی پڑتال اور تصحیح میں بہت سا وقت خرچ کیا جاتا ہو۔ ایسے ملک میں ہر ایک واقعی مفید عملی نتیجہ اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اوسکے حصول کیلئے بے انتہا محنت استقلال عقلمندی اور تحمل سے کام لیا گیا ہے۔ اس مشکل کام کو جرمن افسروں کی مخلصانہ

مستقل مزاج و ثابت قدم اور جفاکش ۔ جدوجہد نے ممکن بنا دیا ۔ جن افسروں نے ایک اجنبی گورنمنٹ کو کار آمد خدمت دیکر کیسا مجھ ہی اپنے ملک
کے لئے نیکنامی حاصل کی کہ اوس کے فرزندوں کی ہمت و کوشش سے ایک طاقتور اور دوست قوم کیلئے فوجی طاقت اور فوجی اسکے کام
کا نیا دور شروع ہوگیا ہے ۔

اس تمہید کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ اوس نے یہ صفحات تاریخی کتاب کا کام دینے کی بجائے تجارب کی یادگار و حالات کا مختصر سا خاکہ
کھینچنے کیلئے تحریر کئے ہیں ۔ ہمارے نزدیک مستند تاریخی کتاب لکھنے کا ابھی وقت نہیں آیا ۔ چشم دید شاہدوں کی شہادتیں اور فریقین کے
افسروں کے بیانات ایک دوسرے سے بہت مختلف بلکہ متضاد ہیں ۔ اور مختلف معرکوں کے حالات و واقعات بھی ابھی تک بالتفصیل معلوم نہیں ہوئے
بنا بریں تاریخی تحقیق و تدقیق اور باقاعدہ ترتیب کا کام ابھی شروع نہیں کیا جا سکتا ۔ بعد ازاں وہ جرمن اور انگریز نامہ نگاروں کے تحریر کردہ
حالات اور یادداشتوں سے اس کتاب کو مرتب کرنیکا ذکر کرکے اون نامہ نگاروں کی جفاکشی ۔ تندہی سے اپنے فرائض کو سر انجام کرنے
اور حتے الامکان انصاف کو مدنظر رکھنے کا اعتراف کرتا ہے ۔ اور پھر لکھتا ہے کہ اوس نے ان واقعات کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے ۔ تاکہ ناظرین
کو محاربہ کا عام نقشہ اور اوس کے نمایاں پہلو معلوم ہو جائیں ۔ اگرچہ اکثر واقعات کو سر اشتبیڈ نے بالتفصیل اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ آگے مندرج
ہے بیان کر دیا ہے ۔ تاہم اس میں جرمن مصنف کی کتاب کا پورا ترجمہ دیدیا گیا ہے ۔ تاکہ ناظرین کو حتے الامکان مکمل آگاہی اور واقفیت
ترکی فوج کے کارناموں اور یورپین پالیسی کے متعلق ملسکے ۔ اس تمہید کے ساتھ ہی جس میں مصنف نے جرمنی کی ہمدردی کے چند وجوہات
تحریر کئے ہیں ۔ ایک اور نامور جرمن مدبر کی رائے اس مسئلہ کے متعلق درج کردینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔

اس مدبر کا نام ہز اکسیلنسی البرٹ وان شیفل ہے ۔ جو سنہ [illegible] میں آسٹریا کے [illegible] تجارت کا وزیر تھا ۔ اور اوس کے بعد وائنا اور
ٹیوبنگن کی یونیورسٹیوں میں پولیٹیکل اکانومی (سیاست مدن) کا پروفیسر رہا ہے ۔ اسنے لندن کے ماہواری رسالہ فورم بابت ماہ نومبر [illegible]
میں جرمنی اور انگلستان کے باہمی تعلقات پر اوس عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے ۔ کہ جرمنی انگلستان سے کیوں بیزار اور متنفر
ہے ۔ اور پھر اس بیزاری کی علت مثل ترکی یونانیوں وغیرہ کے برخلاف جرمنی کی ترکوں سے ہمدردی ہونیکا بہت کچھ باعث قرار دیتا ہے
ناظرین کو یہ تو بتانے کی احتیاج نہیں معلوم ہوتی کہ انگلستان اور جرمنی کے تقریباً کل باشندے ایک ہی نسل سے ہیں ۔ [illegible]
آگے لکھتا ہے کہ جرمنی اس قومی قرابت اور دونوں ملکوں کے اغراض کی یکجہتی کو جن کا طبعی تقاضا یہ ہے کہ دونوں قومیں آپس
میں متحد و متفق رہیں ۔ تسلیم اور اونکا احترام کرتی ہے ۔ مگر انگلستان کی سرد مہری بلکہ اوس کے اس سے کہیں بڑھ کر خود غرضی نے
کبھی اتحاد نہ ہونے دیا ۔ جو عرصہ سے یگانگت وغیرہ کو بالائے طاق رکھکر جرمنی کی تخریب کے درپے ہو رہا ہے ۔ جرمنی اپنی چھوٹی
چھوٹی باتوں کی وجہ سے انگلستان سے ناراض نہیں ہے ۔ کہ دونوں ملکوں کے درباروں کے تعلقات اچھے نہیں ۔ انگلستان کے گذشتہ
جنگی اخبارات معاندانہ تحریریں لکھتے رہتے ہیں ۔ یا انگریز مدبر نامناسب تقریریں کرتے رہتے ہیں ۔ اور جرمن قیصر کو [illegible] لفظوں
سے یاد کیا جاتا ہے ۔ جرمنی اس وجہ سے بھی ناراض نہیں ہے ۔ کہ انگریز جرمنی کی تجارتی ترقی پر حسد [illegible]
کلام نہیں کہ لنکاشائر کو [illegible] کے اوس [illegible] بہت کچھ آزردگی پیدا ہوتی تھی ۔ جس [illegible]

قیصر کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ "وہ اپنی نانی کی دانشمندانہ نصیحت کا خیال رکھے" لیکن بیکانگٹ کی اصل وجہ انگلستان کی وہ پالیسی ہے جو اوسنے مقبوضات بعیدہ اور مشرق میں جرمنی کے متعلق اختیار کر رکھی ہے ۔ اور جو عملی طور پر اوسی پالیسی کی مثال ہے جو سنہ ۱۸۷۰ء سے پہلے پہلے لارڈ پامرسٹن کے زمانہ میں انگلستان کی تھی ۔ اس پالیسی کا ایک بڑا اصول یہ تھا کہ کسیطرح جرمنی کو روس کیساتھ بھڑا دیا جاوے مگر جرمنی کے بادشاہت کی بجائے شہنشاہت ہوجانے سے انگلستان کیلئے ایسا کرانا ناممکن ہوگیا ہے ۔ اور خواہ ملکہ وکٹوریہ کی لڑکی بہت عرصہ پہلے ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم ہو جاتی ۔ یا ۹۹ دن کی بجائے جو مرحوم قیصر فریڈرک کے مختصر عہد حکومت کی میعاد ہے ۔ زیادہ عرصہ ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم رہتی ۔ وہ اس مدعا میں کامیاب نہ ہوسکتا ۔ شہنشاہت کے قیام سے بعد فوراً ہی جرمن صنعت و حرفت اور تجارت ترقی ہونی شروع ہوگئی ۔ اور اس فروغ کو قائم رکھنے کیلئے جرمنی نے یورپ اور مقبوضات بعیدہ میں امن قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا ۔ جن دونوں باتوں میں انگلستان نے اوسے زک دینی چاہی کمر ہمت چست باندھ لی ۔ مذکور کے الفاظ بجنسہ حسب ذیل ہیں :۔

"صدہا برس سے انگلستان ہر جگہ ہماری کوئیل (مقبوضات بعیدہ کے متعلق) پالیسی کی مخالفت کر رہا ہے ۔ اور ہر چند برسوں سے ترکی میں جو طریقے اوسنے اختیار کر رکھے ہیں ۔ اونکا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے ۔ کہ وہ کل براعظم یورپ کو نقصان پہنچا کر خود تنہا فائدہ اوٹھانے کیلئے دول یورپ میں عالمگیر جنگ مشتعل کرنیکی کوشش کر رہا ہے ۔ اور اوسکی یہی چالیں ہماری ناراضگی کا باعث ہوگئی ہیں ۔ چند برسوں سے ان چالوں کی ریشہ دوانی میں ایسا انہماک ہوگیا ہے ۔ کہ اونکی بدولت ہماری محبت کو کاسہ کا پیمانہ جو کبھی کناروں تک بھرا ہوا تھا ۔ بلکہ چھلکا پڑتا تھا ۔ بالکل الگ ہوگیا ہے ۔ اور آج بہت کا جو ہمیں انگلستان کیساتھ تھی اب ایک قطرہ باقی نہیں رہ گیا ۔ ان کے پیمانہ چھلک جانے کی وجہ سے اوس پر اثر ہوسکتا ہے ۔ اور اسوقت ظہور میں آیا جب کہ انگلستان نے آرمینیا کے فسادوں سے بیکاریاں جنہیں ترکی کی چند دینی کتب سے معلوم ہوتی ہیں سلطانوں کی تاریخ میں [illegible] کے نام دیا گیا ہے ۔ جا بجا ایسی سرگرمیاں آرائیں جن کا مدعا کل براعظم یورپ کے شعلوں کو مشتعل کر دینا تھا ۔ تاکہ وہ اکیلا اس عالمگیر تباہی سے فائدہ اوٹھائے ۔ اوسکی ان کارروائیوں سے کل دنیا کو یہ عام یقین ہوگیا تھا جس یقین کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ درستی پر مبنی تھا یا کہ غلطی پر ۔ کہ انگلستان محاربہ کریمیا ایسا ایک اور محاربہ روس کے برخلاف کرنا چاہتا تھا ۔ مگر جب اس مجوزہ محاربہ کیلئے محاربہ کریمیا کیطرح اس دفعہ وہ فرانس کو اپنا ساتھی کر سکا تو اوس نے اتحاد ثلاثہ کی طاقتوں (جرمنی ۔ آسٹریا ۔ اٹلی) کو روس کیساتھ لڑا دینے کی کوشش شروع کی ۔ تاکہ اسطرح سے وہ ان طاقتوں کی قومی خوشحالی اور ترقی کو اونہی کے ہاتھوں سے برباد کرا دے اور پھر اس دنیا میں دنیا کی تجارت کا بلا مقابلہ فائدہ اوٹھا کر خود

قیصر ولیم کی والدہ ملکہ معظمہ انگلستان کی سب سے بڑی شاہزادی تھیں جنکا شوہر شہنشاہ فریڈرک [illegible] دن حکومت کر کے بہ عارضہ سرطان فوت ہوگیا تھا ۔ [illegible] اور [illegible] والدہ ماجدہ کے پاس رہتی تھی قیصر اور اونکی والدہ کے باہمی تعلقات پر [illegible] کی وجہ سے [illegible] [illegible] ہوا ہے کہ [illegible] کو اون کے ارمان [illegible] ہیں [illegible] پوشیدہ نہیں [illegible] [illegible] [illegible] انگلستان [illegible]

[illegible] اور بھی بڑھ گئی ہے ۔۔۔

اپنے جال سمندر میں پھیلا دے - اور شکار کی بے انتہا مقدار حاصل کر لے - انگلستان کا یہ عام رویہ ہو رہا ہے - کہ وہ صلیب یعنی مذہب کی آڑ میں اپنے پولیٹکل مطالب نکالا کرتا ہے - انگلستان کی چالوں پر شبہ اور کبھی کوئی شخص نہیں ہوا کیونکہ اس کا مذہبی نام ہمیشہ سلسلہ قائم کرتا رہا تھا - اور چونکہ ہم تعلیم یافتہ جرمن کو جب کہ انگلستان صلیب کی آڑ میں پولیٹکل کارروائی کرتا ہے ہمیشہ مذہبی ریاکاری کی بو آجاتی ہے جس کی صداقت بآسانی وسعت تمام دنیا میں پھیل گیا - مگر اس مرتبہ انگلستان کی چال خطا کر گئی - اور جرمنی کی گہری نگاہ نے اس کا ارادہ تاڑ لیا - اور وہ یہ سمجھا کہ سنہ ۱۸۷۸ء کے بعد ایسی ہی ایک چال کا کارگر ہونا ناممکن ہو گیا ہے - لیکن جب جرمنی نے دیکھا - کہ باوجود اس کے انگلستان اپنی ضد سے باز نہیں آیا - اور متواتر کامیابی نے شکستہ دل نہ ہو کر برابر تین سالوں سے اپنی چال پر قائم ہے - تو اوس کی آزردگی اس حد تک پہنچ گئی کہ اوسنے جرمنی کے دل میں اوس شخص کی ہمدردی پیدا کر دی جسے گلیڈسٹون سے جو تمام انگریزی مدبروں کی نسبت جرمنی میں بہت ہی کم ہر دلعزیز تھا - ایکدفعہ پریذیڈنٹ کو شک کا قاتل کہا تھا - اور جب ارمنیوں کو سلطان کی ذبح میں دکھلانے کی متواتر ناکام کوششوں کے بعد انگلستان آخرکار کریٹیوں اور یونانیوں کا حامی ہوا - تو جرمنی ان لوگوں سے بھی متنفر ہو گئی - اونکی قومیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ انگلستان کی حمایت میں چلے گئے تھے - اور اوسکے فسادی مشعلوں کے اٹھانے والے بن گئے تھے "

ترکوں کے مشہور بہی خواہ اور منصف مزاج و جہاندیدہ اور عاقبت اندیش مدبر و ممبر پارلیمنٹ انگلستان سر ایشمیڈ بارٹلٹ جو اپنی کتاب تجارب تھیسلی کو جس میں کو الف جنگ کے علاوہ اونکے ذاتی مشاہدات چشم دید واقعات اور معلومات وسیعہ با تفصیل بیان کئی گئی ہیں - شجیع و بے نظیر منظم و باانتظام صبور اور ثابت قدم و مستقل مزاج عساکر مظفرہ و قاہرہ عثمانیہ کو جس نے اپنی شجاعت و بہادری اور مستقل مزاجی سے اپنے ملک کی اوس کے اعداء سے بارہا مدافعت و حفاظت کی ہے - ڈیڈیکیٹ کرتے ہیں - بالفاظ ذیل کتاب مذکور کا دیباچہ اور جنگ کی اصل قدر و منزلت کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں :-

دیباچہ تحریر کردہ سر بارٹلٹ

سر موصوف اپنی کتاب کے مقاصد بایں الفاظ بیان کرتے ہیں :- اس کتاب کے تحریر کرنے سے میرا زیادہ تر مدعا اون ذاتی تجربوں کی جو ہمارے تھیسلی میں پھر اور جنیڈ پیش آئے - اور پھر بعد ازاں ایتھنز اور قسطنطنیہ جانے کے حالات کی داستان تحریر کرنا ہے - تھیسلی میں ہم نے ترکی سپاہیوں کو کئی موقعوں میں لڑائی کرتے دیکھا - اور ہر وقت سفر و قیام میں فوج کے ساتھ رہے - اور ہمیں کامل مشاہدہ اور تجربہ سے عثمانیہ افواج کی بہادری اور قدر کی ہی نہیں بلکہ اون کی رحمدلی - حسن اخلاق - عمدہ چلن اور قابل تعریف باانتظامی اور فرمانبرداری کی پوری پوری قدر و منزلت اچھی طرح سے معلوم ہو گئی -

ہم تھیسلی میں دروہ ملونا سے ویسٹیونگ کے گذرے اور سلسلہ کوہ اولمپس اور اوس کی برف پوش چوٹیوں - دریا پنی اوس کے خوبصورت نظارے - وادی ٹمپی کے بے نظیر منظر - زرخیز میدانوں کے لہلہاتے کھیتوں - اور شاندار کہی پشتوں کو جو چاروں طرف سے تھیسلی کو گھیرے ہوئے گویا اوسکی حفاظت کرتے ہیں - دیکھکر حیرت زدہ ہوتے رہتے -

---

ملہ یعنی ہیکر پرشیا نے فرانس کو شکست دیکر جرمنی کے متفرق اجزا کو ایک جگہ باندھ دیا - اور جرمن سلطنت قائم کر لی -

شہزادہ ہم پاشا۔ اوس کا کل شاف (ارکان حرب) اور کمتر درجہ کے افسر سب ہمارے ساتھ نہایت و احترام اور شفقت و نوازش سے پیش آتے مسافر کے ساتھ ترکی فوج کے ادنے و اعلےٰ کل ایسا مسافر پرورانہ سلوک کرتے ہیں اور ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ کہ عثمانیہ فوج کو ساتھ جانے اور اُس میں رہنے سے طبیعت ہر وقت باغ باغ رہتی ہے۔

یونانیوں سے ملنے جلنے کا ہمیں بہت کم اتفاق ہوا۔ تاہم اون کے جنگی جہازوں پر ہمارا غیر اختیاری اور اضطراری طور پر پہونچنا نہایت ہی دلچسپ واقع تھا۔ اس کی بدولت ہمیں کئی خوش اخلاق یونانی افسروں سے شناسائی پیدا کرنے۔ ایتھنز کی شان و شوکت اور نوادرات کو دیکھنے اور شاہِ یونان کی آرا اور خیالات سننے کا موقعہ ملگیا۔ یونانیوں نے ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کیا جس سے ہمیں کسیطرح کی شکایت ہو سکتی۔

ایک لحاظ سے جو معاملہ ہمیں پیش آیا وہ غالباً عجیب و بیمثال تھا۔ واقعی رزم آرائی کے دوران میں اور تین دن کے عرصہ میں ہمیں دو نوں جنگ کنندہ فریقوں کے فرمانرواؤں (سلطان المعظم اور شاہ یونان) کی خدمت میں حاضر ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ بریں دونوں ملکوں کے وزراء اعظم اور سربرآوردہ مدبرین سے بھی ہماری ملاقات اور گفتگو ہوئی۔

تھسلی، ایتھنز اور قسطنطنیہ تینوں جگہ ہم نے اپنی مختصر مگر پرماجرا اقامت کی دوران میں جو کچھ دیکھا اور سنا۔ اوس سے میرا یقین مستحکم ہو گیا۔ کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق انگلستان کی قدیمی پالیسی بالکل درست اور ضروری پالیسی ہے۔ دنیا کے مقتدر ترین اور اعظم آزاد اسلامی طاقت کے ساتھ دوستانہ روش کو چھوڑ کر مخالفت کی پالیسی اختیار کرنے سے انگریزی اغراض اور نیز ادنیٰ اقوام کی حق پسندی تائید و امداد کا انگلستان نے بیڑہ اوٹھایا۔ نقصان کے سوا، اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ہمارے حق میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہ اور سب سے بڑھ کر ہندوستان میں اس بے اصل جدید پالیسی کا یہی نتیجہ ہوا ہے۔ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوستی و رفاقت کا مسلک اختیار رکھنا اس ملک (انگلستان) کیلئے اشد لازمی ہے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی یہی پالیسی تھی۔ عسکریہ، قومی، جغرافی اور سیاسی ضرورت دائماً اسی مسلک کی مقتضی ہیں۔ اور اگر ہم سخت ترین خطرات اور زلازل سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اسی پالیسی کو پھر لازمی طور پر اختیار کرنا پڑیگا۔

میں دستہ انجینیرز (استحکام طابوری) کے لفٹنٹ کروک شینک کا جنہے مجھے محاربوں کے نقشوں اور پلینوں کی ترتیب و تیاری میں مدد دی۔ اور مسٹر کلائیو بنگہم کی قابل تعریف کتاب "معہ عساکر عثمانیہ کے ہمراہ ۱۸۹۷ء" میں" اور نیز اخبار سٹینڈرڈ۔ ڈیلی نیوز اور رائٹر ایجنسی کے نامہ نگاروں کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے مجھے اپنے خطوط و مراسلات سے کام لینے کی اجازت دی۔

اس کتاب کا بہت سا حصہ دو مہینے ہوئے لکھا جا چکا تھا۔ مگر بوجوہات چند در چند اس کی اشاعت میں توقف ہو گیا۔ جسکا مجھے افسوس ہے۔ اگست ۱۸۹۷ء۔ ایس۔ ایشمیلڈ۔ بارٹلٹ۔

محاربۂ تھسلی کی حقیقی قدر و منزلت

کارزار روم و یونان کوئی بہت بڑا جنگ نہ تھا۔ معرکہ آرائی یکطرفہ رہی۔ اور کسیطرح پر سخت نہ تھی۔ شریک کارزار آدمیوں کی تعداد

ترکی اتحاد کی ضرورت وقت

محاربہ تھیسلی اور اوسکے متعلقہ واقعات سے ایک اور قابل غور اور اہم نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ ٹرکی سے قومی اتحاد کرنیکے لئے روس اور جرمنی میں زبردست رقابت پیدا ہوگئی ہے۔ اس محاربہ سے ایک یہ امر بھی واضح ہوگیا ہے کہ قسطنطنیہ میں انگلستان کا اقتدار بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو سکتا کہ بالکل ہی زائل ہوگیا ہے۔ جرمنی نے دوراندیشی سے کام لیکر ترکی سلطنت حفاظت و تائید کا پہلو اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اوسے اپنا دوست بنالیا۔ اسکے برعکس ہمارا شعار ترکوں اور ہر ایسی چیز کو جس سے اونکا تعلق ہو اندھا دھند سب و شتم اور طعن و تشنیع کرتے رہنا ہے۔ روس قسطنطنیہ میں جرمنی کے مقتدر ہوجانے کو بنظر رشک دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ روسی مدبر یہ سمجھنے لگ گئے تھے۔ کہ ٹرکی کا میدان خاص اونہی کیلئے وقف اور مخصوص ہوچکا ہے۔ اس شکارگاہ میں کوئی اور قدم رکھنے کا مجاز نہیں۔ بہرحال جرمنی نے ٹرکی سے ایسا تعلق پیدا کرلیا ہے کہ یورپ میں عالمگیر جنگ برپا ہوجانیکی صورت میں وہ شاندار عثمانیہ فوجکی تائید و امداد ملنے پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد کرسکتی ہے اور اس اتحاد کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ جنگی طاقت کے لحاظ سے جرمن سلطنتوں (آسٹریا و جرمنی) کو اپنے اہم رقیبوں روس و فرانس کے مقابلہ پر بہت فوقیت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے (یعنے انگلستان کیلئے) لئے ترکوں کی جنگی طاقت اور مسلمانوں کی دوستی اور نیک ظنی جیسی کچھ کارآمد فائدہ مند اور اہم ہے اوس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ انہی وجوہات کے باعث اور نیز اوس بے بہا خدمت کی وجہ سے بھی جو سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ اور آبنائے باسفورس و ڈارڈنیلز کے محافظ کی حیثیت سے اس ملک (انگلستان) کی اغراض و مفاد کی کررہی ہے۔ اس کتاب کا نویسندہ ہمیشہ ٹرکی کے حکمراں اور ترکی حکومت کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرنے وقت اعتدال و صداقت اور پوری پوری سچائی کو مدنظر رکھنے کی ضروریات پر اصرار کرتا رہا ہے۔ سلطان المعظم لاکھوں مردان جانباز اور سپاہ جاں نثار کے ہی مالک نہیں ہیں۔ وہ **خلیفۃ المسلمین** بھی ہیں۔ ترکوں اور مذہب اسلام کے ساتھ انصاف کو مدنظر رکھنا اخلاقاً اور انصافاً ہی واجب و درست نہیں۔ انگریزوں کیلئے جو ایک وسیع اسلامی علاقہ پر حکمراں ہیں۔ ایسا کرنا قرین مصلحت اور نہایت ضروری بھی ہے۔

جھوٹی ہمدردی

بدقسمتی سے اس ملک کے اخبارات اور مدبرین کے حصہ کثیر نے جن کی جماعت صرف ریڈیکل (یا نہایت آزاد) فریق تک ہی محدود نہیں رہ گئی۔ حزم و احتیاط و مصلحت اور ساتھ ہی صداقت و درستی کے لوازمات اور ملحوظات کو برطاق رکھکر سلطان المعظم اور اونکے وزراء اور اہلکاروں کے برخلاف ایسی سفیہانہ طعن و تشنیع اور بدزبانی اختیار کرلی ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں۔ مگر اوس پر جھوٹی ہمدردی۔ اور مظالم فرضی کا جسے تذکرہ صدہا بار ہی اور اخبارات نے اپنا شعار بنا رکھا ہے کو میں ہمیشہ مطعون کرتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سے میری مراد وہ واجب و معقول ناپسندیدگی نہیں۔ جو اون افعال قبیحہ پر جن کا ارتکاب سنہ ۱۸۹۵ء کی آخری تین مہینوں میں آرمینیا میں ہوا تھا۔ ظاہر کیگئی تھی۔ اس کا باعث دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کے بعد کے دس مہینوں میں بغاوت سازش اور مسلمانوں کے متعلق بالکل فرضی اور اخباروں کی من گھڑت کہانیوں کی بنا پر نہایت ہی قبیح اور ازحد پاجیانہ بدزبانی اور لعن و طعن سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ان کہانیوں کی اصل تو بالکل کچھ حقیقت و صداقت ہی نہ تھی یا تھی۔ تو نہایت ہی خفیف اور کمزور

مظالم فروشی اور جھوٹی ہمدردی و رقت سے میری مراد یہ دو چیزیں ہیں۔ اول کسی قوم یا دولت پر ایسے مظالم کا الزام لگانا جن کا کوئی
وجود نہو۔ اور دوم یہ کہ اس غلط جور و جفا سے اس ملک میں دہشت ہر بندی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے کام لینا۔ تو مہینوں تک
سلطان المعظم۔ ترکی گورنمنٹ۔ ترکی فوج اور عثمانی قوم پر اون موہومہ مظالم کی بدولت جنکی نسبت بیان کیا جاتا تھا کہ اونسے بغاوت
سیاسون کو انتقام میں کام لیا گیا۔ مگر درحقیقت اونکا مطلقاً کوئی وجود ہی نہ تھا۔ انگلستان میں نہایت سختی اور درشت کلامی سے حملے کئے
گئے۔ اور تبرے بھیجے گئے کل حال یہ تھا کہ آرمینیا میں بغاوت ہوگئی اور اوسکے فرو کرنے میں کچھ ۲۰۰ آدمیوں کی۔ یا نہایت ہی مبالغہ آمیز
روایات کے مطابق پانچ سو آدمیونکی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس معاملہ کو بڑھا چڑھا کر مکروہ ترین قسم کے مظالم کے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا
مشہور کیا گیا کہ تیس ہزار ارمنی ان مظالم کی بھینٹ چڑھے ہے۔ ان مہیب مظالم کا درحقیقت کہیں نام و نشان موجود نہ تھا۔ یہ روایتیں محض
من گھڑت اور خیالی تھیں۔ اور اوس دولت عظیمہ کے تنخواہ دار گماشتوں نے اونہیں مشہور کیا تھا۔ جو سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے ذرائع
سامان کرتی رہتی ہے۔ اور پھر اس بربادی سے انگلستان کی سلطنت کو مہلک ضرب و صدمہ پہونچانیکا عزم رکھتی ہے۔ اقیشیا اور کریٹ میں
خوفناک کارروائیاں کیگئیں۔ مگر یہ آرمینیا کے متذکرہ صدر واقعات سے بعد میں کیگئی تھیں۔ اور اونکا باعث زیادہ تر وہ تحریک تھی
جو انگلستان میں برپا ہوگئی تھی۔ اس جھوٹی ہمدردی اور رقیق القلبی نے ترکی کو تو جو نقصان پہونچایا سو پہونچایا۔ آرمینیوں کو ترکی
سے زیادہ اور خود انگلستان اور اوس کے اغراض سے بڑھکر نقصان پہونچایا۔ اور یہی وہ جھوٹی اور نقصان رساں مظالم فروشی
ہے جسے مطعون کرنا واجب ہے۔ اون مہیب واقعات پر جو ۱۸۹۶ء کو اخیر میں اقیشیا اور کریٹ میں ظہور پذیر ہوئے۔ میں بھی دل سے
متاسف ہوں۔ چنانچہ جب جنوری گذشتہ ۱۸۹۷ء میں مجھے سلطان المعظم کے حضور باریابی اور مکالمہ کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے دلیری
کر کے صاف صاف جلالتمآب کی خدمت میں عرض کردیا۔ کہ ان افعال نامناسب سے انگلستان پر بہت برا اثر پڑا ہے اور مناسب ہے
کہ ذات ستودہ صفات شہنشاہی ایسے افعال کو پھر دوبارہ نہ ہونے دینے کیلئے سخت ترین وسائل سے کام لینے سے دریغ نہ فرمائے۔
یہ سنکر جلالتمآب نے وہ کل انتظامات و تدابیر مجھے بالتفصیل بتائیں۔ جنہیں اسی غرض کیلئے انہوں نے اس مکالمہ سے پہلے کا ہی عملدرآمد
شروع بھی کردیا ہوا تھا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ان تدابیر سے کامل یقین ہے کہ امن و امان اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت
کے متعلق نتیجہ مطلوبہ مترتب ہو جائیگا ⁂

مسلمانوں کو اشتعال

پیشتر اسکے کہ ایسے الزامات کیلئے کوئی معقول وجہ موجود ہو سلطان المعظم اور اونکے عمال
کی نسبت نامناسب اور بیجا بدزبانی شروع کردیئے جائینگے یہ اثر ہوا کہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ کو

[illegible]

سرکاری حلقوں اور ملازموں کی جماعتوں ہی میں نہیں بلکہ مسلمان آبادی کے طبقہ عامیان میں بھی نہایت سخت ناراضگی کا جوش پھیل گیا۔ اور عثمانی قوم میں کچھ عرصے سے جو یہ خیال پیدا ہو گیا ہوا تھا۔ کہ عیسائی طاقتوں نے جنکا سرغنہ اور پیش مقدم انگلستان بنا ہوا ہے۔ عثمانیہ حکومت کی بربادی اور مذہب اسلام کی بیخ کنی کیلئے خوب گہری اور عالمگیر سازش کر لی ہے۔ اس سے اور تقویت پہنچ گئی۔ یہ خیال انقلاب چاہنے والے ارمنی سازشیوں کی متواتر اشتعال دہیوں سے جو انکے ذریعہ سے ترکوں کو سختی کے ساتھ ترکی بترکی جواب دینے پر مجبور کر کے (باعانت دول اجنبیہ) پولیٹکل آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور مشتعل ہو گیا۔ اور اس آگ پر جو پہلے ہی بھڑک اٹھنے پر تیار تھی ہماری سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی نامبارک غلطیوں۔ روس اور فرانس کے ہاتھ میں اسکو کٹھ پتلی بنجانے اور بالآخر اوسکی ناقابل عمل اور آبادی کو سب سے بڑے عنصر یعنی مسلمانوں کو برافروختہ کرنے والی مجوزہ اصلاحات سے جو اگست ۱۸۹۵ء میں مشتہر کیگئی تھیں اچھی طرح تیل پڑ گیا۔ ترکوں کی سرشت اور کیرکٹر اور مذہب اسلام کی نسبت خواہ کچھ ہی رائے کیوں نہ قائم کیجائے ایک باحمیت اور غالب و حکمران قوم و مذہب سے ایسی توقع رکھنا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے صدیوں کے تابع اور فوقیت سے دست بردار ہو جائیگی۔ خود انسانی فطرت اور سرشت کی نقیض ہے۔ ترکوں کے غیظ و غضب کی سلگتی ہوئی آگ میں ارمنیوں کی اوس مجنونانہ اور سخت نقصان رساں حرکت نے جس کے ۲۶ ستمبر ۱۸۹۶ء کو وہ قسطنطنیہ میں مرتکب ہوئے چنگاری پڑ گئی۔ تاریخ مذکورہ دو ہزار مسلح ارمنوں نے بابعالی کیطرف بارادہ بد بڑھنا شروع کیا۔ اور اوس پولیس افسر کو جس نے اونہیں رکجانے کی آشتی و ملاطفت سے نصیحت کی قتل کر دیا۔ اور اوس کے بیس سے زیادہ ماتحتوں کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ خاص دار الخلافہ میں اپنے خلیفۃ المسلمین اور شہنشاہ کے برخلاف ایسی دلیری اور جسارت کا ارتکاب دیکھا تھا کہ یک تمام مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر برق سرعت کے ساتھ دوڑ گئی۔ اور ۱۸۹۵ء کے باقیماندہ تین مہینوں میں ارمنی آبادی پر جو تباہی و مصیبت وارد ہوئی وہ اسی تمرد و عصیان کی جوابی کارروائی تھی۔

مشرقی مسئلہ جہاں تک انگلستان کا تعلق ہے۔ دو بڑے عناصر پر مشتمل ہے۔ انمیں سے ایک ہمدردی انسانی سے تعلق رکھنے والا عنصر ہے۔ اور ان مذہبی و قومی مخالفتوں اور عداوتوں کے مشتعل اور بے قابو ہو جانے کے خوفناک خطرہ پر مبنی ہے جو سلطنت عثمانیہ کی مختلف الجنس و المذہب اقوام کے دلوں میں ایک دوسرے کیطرف سے راسخ ہیں۔ یہ خطرہ انگلستان کے گذشتہ مدبروں کے ہر وقت مد نظر رہتا تھا۔ اور اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کے مدبرین اور اہل الرائے کے جم غفیر نے بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کیا تھا۔ دوسرا عنصر وہ انتہا اہمیت ہے جو یورپین طاقتوں کے موازنۂ قوت اور بالخصوص انگلستان کی مشرقی سلطنت اور اوسکی بحری فوقیت قیام کے متعلق قسطنطنیہ اور اوسکی آبناؤں کو حاصل ہے۔ قسطنطنیہ اور آبناؤں کا روس کے قابو اور اقتدار میں ہونا بحیرہ روم میں انگلستان کے بحری غلبہ کی سرعت منقطع کے مرادف ہوگا۔ اور بحری اقتدار کو رخصت ہوتے ساتھ ہی مصر اور نہر سویز لازمی طور پر اور باغلب وجوہ مالٹا بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ روسی اقتدار کا تو یہ نتیجہ ہوگا۔ اور اگر قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو جائے تو روس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ وہ بے نظیر اور بے شمار فوجی سپاہ اور سامان جس سے ترکی فوج تیار کیجاتی ہے روس کے تصرف میں چلا جائیگا۔ اور اوس کی طفیل روس کے پاس ایسی فوج ہو جاویگی کہ اگر یورپین اقوام اوسکے مقابلہ پر متفق ہوں تو اوسکی حملہ آوری سے ہم ہندوستان کو بچا سکنے کی پھر کوئی امید نہیں رکھ سکینگے +

گذشتہ تین برسوں سے ریڈیکل فریق نے ان دونوں نہایت اہم عناصر کو بالکل نظرانداز کردیا ہے صرف اسی فریق نے نہیں۔ بلکہ مزید افسوس اور خطرہ اس امر کا ہے۔ کہ یونینسٹ[۱] (متحدہ فریق) کے حصہ کثیر کا بھی یہی طریق عمل رہا ہے +

میدان جنگ کو جانے کی وجوہات

ایسٹر[۲] کے تیوہار کی تقریب پر جب پارلیمنٹ کا اجلاس حسب معمول ملتوی ہوا تو ان تعطیلوں نے مجھے میدان کارزار کو جو ٹرکی اور یونان میں گرم ہو رہا تھا جانے کا موقعہ ملگیا۔ اور میں نے اوس سے باشتیاق تمام فائدہ اوٹھایا۔ میرے جانے کی چار وجوہات تہیں۔ میں عثمانیہ فوج کی اصلی حالت۔ اوسکی جنگی طاقت و انتظام اور اوسکے افسروں کی سپہ گرانہ قابلیت اور لیاقت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ ترکوں کا طریق عمل دشمن کے ملک میں کیسا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مغلوب عدو سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش دستاویز سے زور شور سے موجزن تھی۔ کہ جہانتک میرے مقدور میں ہے میں اس لڑائی کو مختصر اور دونوں ملکوں اور قوموں میں جن کی فلاح بہتری و منفعت کا ہر ایک پہلو اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ دشمن نہیں بلکہ آپس میں دوست ہو کر رہیں۔ صلح کرا دینے کی کوشش کروں۔ چوتھی وجہ جو میری نگاہوں میں سب سے زیادہ موثر اور باوقعت تھی یہ زبردست تمنا تھی کہ محاربہ میں جو علم و تجربہ مجھے ہوگا اوس کی بنا پر میں شاید سلطنت عثمانیہ سے دوستی و رفاقت کی قدیمی اور لازمی مسلک کی تائید اپنے ملک میں پہلے سے زیادہ عمدگی اور قابلیت سے کر سکوں۔ مخالفانہ دباؤ کی بجائے ٹرکی کو دوستانہ فہمایش کرتے رہنے کی پالیسی کی میں ہمیشہ سے تائید کرتا رہا ہوں — انگلستان کے مدبروں کی قدیم الایام سے یہی[۳] پالیسی چلی آتی ہے۔ پچھلے تین برسوں سے مخالفانہ دباؤ کی جو پالیسی اختیار کیگئی ہے اوس سے ٹرکی میں کسی قوم یا مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برعکس ازیں اس نے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ٹرکی میں بہت سی تباہی اور ہلاکت برپا کی۔ انگلستان اور ٹرکی میں منافرت پیدا کردی اور انگلستان کے اقتدار اور رسوخ کو بہت گھٹا دیا

۱؎ یہ فریق لبرل اور کنسرویٹو مدبرین کے اتحاد سے جو کئی باتوں میں متفق تھے پیدا ہوا ہے۔ اس کی بنا آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کے مسودہ قانون سے جسے مسٹر گلیڈاسٹون نے پیش کیا قائم ہوئی۔ کنسرویٹو فریق تو اس تجویز کا لازمی طور پر مخالف تھا۔ کئی لبرل بھی اس مخالفت میں اون سے ہمراہ ہو گئے۔ اور ۱۸۹۵ء سے یہ ایک نیا فرقہ پیدا ہوگیا۔ اس وقت وزارت اسی فریق کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے کوئی رکن مسٹر چیمبرلین و مسٹر گوشین وغیرہ لبرل یونینسٹ اور لارڈ سالسبری وغیرہ کنسرویٹو یونینسٹ ہیں +

۲؎ عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اس دن مسیح علیہ السلام قبر سے زندہ ہو کر آسمان پر گئے تھے۔ اس دن کی تعیین قمری حساب سے اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ جو قمری مہینہ ۲۱ مارچ کو یا اوس سے بعد شروع ہو۔ اوسکی چودھویں تاریخ سے بعد جو پہلا اتوار آتا وہ ایسٹر کا دن ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ایسے تمام تیوہاروں کی تعیین چونکہ قمری حساب سے ہے تاریخیں معین نہیں۔ اسی ایسٹر سنڈے کی تاریخ بدلتی رہتی ہے +

۳؎ مگر گو یہ پالیسی قدیم الایام سے بلاغرض چلی آتی ہے۔ اور اوس میں کوئی ذاتی منفعت مدنظر نہیں رکھی گئی تھی۔ اس پر سابقہ عہد حکومت اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں جابجا مفصل بحث کیگئی ہے +

(مؤلف)

فصل دوم

محاربہ کی اصل وجہ اور اوس کا سبب

بقول جرمن افسر جنگ روم و یونان کا پیش خیمہ جس نے کئی برسوں کے بعد پھر ایکدفعہ یوروپ کو اس میں خلل ڈالا۔ کریٹ کی بغاوت تھی اس بغاوت سے ترکی اور یونان میں وہ آتش عناد پھر بھڑک اوٹھی جو اگرچہ دس برسوں سے زیادہ عرصہ سے بظاہر سوئی ہوئی تھی مگر ۱۸۶۹ء کی معاہدہ صلح کے انعقاد کیوقت سے بیرونی سطح کے نیچے ہی نیچے برابر سلگ رہی تھی۔ اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے تھیسلی اور اپائرس پر یونان کے دعاوی کو ایک حد تک تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان صوبوں کی قطعی حوالگی کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔

۱۸۸۱ء میں ترکی یونانی مسئلہ پھر تازہ ہوا۔ اور ثالث دول عظام اور باب عالی میں کسیقدر طویل نامہ و پیام کے بعد قسطنطنیہ میں کانفرنسیں منعقد کیگئیں۔ ان کانفرنسوں میں طول طویل مباحثے ہوئے۔ جن میں ترکی کی یہ کوشش تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم علاقہ دیدے۔ اور یونان کی یہ تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لے۔ جتنے کہ آخر الذکر اپنے مطالبات کی تائید اور اون کو زیادہ وزن دار بنانے کیلئے اور اون اضلاع کو جو دریا سالا ما دریا کے جنوب میں صوبہ تھیسلی میں اور دریا آرٹا سے بجانب جنوب اپائرس میں تھے لینے کے لئے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول نے ان اضلاع کی حوالگی کا فیصلہ کرکے قرار دیا انتقال کی کارروائی دول کے وکلاء کی مشترکہ کمیٹی کی نگرانی میں کیجائے۔ اور اوس کی تکمیل کے بعد ایک اور مشترکہ کمیشن کی معرفت درست سرحد کی تعین کیجائے۔ ترکوں کے سپاہ مقررہ کے اندر علاقہ مفوضہ کو خالی کر دیا۔ اور نومبر ۱۸۸۱ء میں یونانیوں نے اوس پر قابض ہو کر ریاست یونان میں اوسکے انتظامی۔ فوجی اور پارلیمنٹری الحاق کیلئے فی الفور باضابطہ کارروائی شروع کر دی[1]۔

[1] اس یونانی تنازع اور اوس کے تصفیہ کی تاریخ کسی قدر مشرح و بسط سے بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا ۱۸۸۵ء کے حالات روم و روس سے بلقان کی دوسری مسیحی اقوام کیطرح یونانیوں کے سر پر بھی حرص ملک گیری کا جن سوار ہوگیا۔ اور یونان کے ملحقہ ترکی صوبوں کے یونانیوں اور جزائر کریٹ کے عیسائیوں نے فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ جن کو فرو کرنے اور عیسائیوں کو باشی بزوقوں کے جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے بہانہ سے یونان نے دس ہزار فوج یکم فروری ۱۸۸۶ء کو تھیسلی میں بھیجدی۔ مگر ترکی گورنمنٹ روس سے شکست یاب ہونیکے باوجود ایسی بے سکت نہیں ہوگئی تھی۔ کہ وہ اس ریاست کی گوشمالی نہ کر سکے۔ اوس نے فوراً ایک زبردست جنگی بیڑا یونانی سواحل کو بھیجنے کے علاوہ کئی ہزار فوج براہ سمندر تھیسلی میں اور اسیقدر فوج کریٹ میں بھیجدی۔ ادہر دیگر دول یوروپ اور بالخصوص روس نے جسپر یونان کو بہت بھروسہ تھا۔ اوس کی کوئی حمایت نہ کی۔ کیونکہ انگلستان تو پھر آتش جنگ کے شعلہ بھڑک اوٹھنے سے محوف تھا۔ اور روس اوس وقت یونانیوں کی رقیب قوم

دَرویش پاشا کے زیر کمان صوبۂ مذکور میں بھیجی گئی۔ ۲۰ اپریل ۱۸۸۱ء کو درویش پاشا نے بمقام ورتی سودک علی پاشا سرغنہ مفسد کو مغلوب کیا۔ اور اس فتح کے بعد باغیوں کے مرکز قصبہ پرسرند پر قابض ہوگیا۔ جسپر کچھ عرصہ کیلئے جزیرہ نما بلقان میں پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) آسان راستے مل جائینگے۔ دوسرے ان علاقوں کے باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ دول یورپ نے دوبارہ اس فیصلہ کو مان لئے جانے کی تحریک کی۔ باب عالی نے پھر انکار کر دیا۔ اور قصبات لاریسا متروفو اور یانینا کو چھوڑنا منظور نہ کیا۔ آخر الذکر دونوں قصبوں کے چھوڑ دینے سے بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحل پر سلطانی اقتدار محض برائے نام رہ جاتا تھا۔ اسپر یونان نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور کہا کہ وہ بزور شمشیر برلن کانفرنس کا فیصلہ ترکی سے منظور کرائیگا۔ مگر ترکی نے بھی اس نبٹنے سے بہادر کو ہوش میں لانیکے لئے لڑنے کا انتظام کر لیا ہوا تھا۔ دول یورپ نے یونان کو بربادی سے بچانے کیلئے اور نیز اس خوف سے کہ کہیں شعلہ حرب کی ایک دفعہ بھڑک اٹھنے سے اس کی چنگاریاں کل یورپ میں پھیل جائیں۔ فریقین کو لڑائی سے روک دیا اور مصالحت سے فیصلہ کر لینے کی تاکید مزید کی۔ دریں اثنا فرانس نے تجویز پیش کی کہ دول یورپ کسی ایک طاقت کو اس تنازعہ کے تصفیہ کیلئے ثالث مقرر کر دیں۔ اس پر باب عالی نے تجویز کیا کہ برلن کانفرنس کے فیصلہ کو منسوخ کر کے نئی کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد کی جائے۔ اور اس میں یونان و ترکی کے وکلاء کو بھی داخل کیا جائے۔ دول نے اسے مان لیا۔ اور کانفرنس جمع ہو گئی۔ جس کے بعض ممبروں کی رائے تھی کہ جزیرہ کریٹ اور تھیسلی کا کچھ حصہ۔ اور بعض کی رائے تھی بلکہ کل تھیسلی اور ایپائرس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جائے۔ آخر یورپین وکلا نے یہ فیصلہ کیا کہ کل تھیسلی اور دریائے آرٹا تک صوبہ ایپائرس یونان کے حوالہ کیا جائے۔ صرف پریوزا اور ملونا ترکی کے پاس رہیں۔ مگر اس کے قلعے گرا دئے جائیں۔ یونان نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۱ء کو یہ فیصلہ بھی منظور کر لیا۔ مگر باب عالی نے اس کے مقابل پر یہ شرائط پیش کیں۔ اوّل مفتوحہ علاقوں کے مسلمان جب تک کہ ترکی کے یونانی باشندے ترکی فوجوں میں داخل نہ کئے جائیں۔ یونانی فوجوں میں بھرتی نہ ہوں۔ دوم ملونا کے قلعے مسمار کر دئے جائیں۔ سوم یونانیوں کی امتیازات منسوخ سمجھے جائیں۔ اور جو یونانی رعایا ترکی میں مقیم ہو ان کے مقدمات یونانی قونصلوں کی بجائے ترکی عدالتوں میں پیش ہوا کریں۔ ایماندار مسیحی طاقتوں کے مذہبی تعصب نے یہ نہایت ہی مناسب اور عادلانہ شرائط بھی منظور نہ کرنے دیں۔ اور انہوں نے ۱۲ مئی کو باہم فیصلہ کر لیا کہ اگر ترکی انکار پر مصر رہے تو جبراً اس سے یہ قسطنطنیہ کی کانفرنس کا فیصلہ منوایا جائے۔ جسپر ترکی گورنمنٹ کو متحدہ زبردست اعدا یا معاندوں کے مقابل صرف یکہ و تنہا تھی۔ مجبوراً یہ فیصلہ مان لینا پڑا۔ اور پانچ مہینہ کے اندر علاقہ جات مذکورہ بالا خالی کر کے یونان کے حوالہ کر دئے۔

لہ معاہدہ برلن کی رو سے مونٹی نیگرو۔ اور سرویا کو خاص البانیا کے علاقہ کا کچھ کچھ حصہ ملنا تھا جسے شمالی البانیا کے عیسائی مسلمان دونوں مذاہب کے باشندے محض قومی حمیت سے اپنے وطن کو صحیح و سالم رکھنے کا قابل تعریف عزم کر کے برسر بغاوت ہو گئے تھے۔ اسکے برعکس جنوبی البانیا (علاقہ یانینا) کے یونانی عیسائی حسب معمول کوئی کام بیکر تھیسلی کے عیسائیوں کے دوش بدوش یونان کے ساتھ ملحق ہونیکے لئے باغی ہو رہے تھے۔ آخر الذکر دونوں علاقوں کی بغاوت تو جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ترکی افواج نے تھوڑے ہی عرصہ میں فرو کر دی۔ مگر شمالی البانیا کی بغاوت جو انکے حسب سلطانی حکومت کے برخلاف نہ تھی۔ بلکہ معاہدہ برلن کے فیصلہ کے برخلاف تھی۔ روز بروز زیادہ زور پکڑتی گئی۔ جسکے فرو کرنیکے لئے محمود پاشا جو غریدی ۱۸۸۰ء میں کریٹ بھیجا گیا تھا۔ مگر باغی نوانک بکر ۔
باہمی شرارت سے مجبور ہو کر بعد بھی ترکی کیطرف سے پیش کیگئی تھی۔ ان امتیازات سے جو ترکی کو نقصان پہنچ رہا ہے اسکا مفصل ذکر تاریخ خاندان آل عثمان جلد دوم میں کیا گیا

امن و امان قائم اور آتش فتنہ و فساد فرو ہو گئی مگر یہ امن زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا ۱۸۸۵ء میں شہزادہ اسکندر والی بلگیریا نے صوبہ مشرقی رومیلیا کو جو براہ راست سلطان کے ماتحت ایک عیسائی گورنر کے زیر حکومت رکھا گیا تھا ۔ عیسائی رعایا کی سازش سے کسی جنگ و جدال کے بغیر اپنی ریاست میں شامل کر لیا ۔ اس انقلاب و الحاق سے جزیرہ نما کی دیگر آزاد اقوام کو موازنۂ طاقت کو یکساں کرنے کی بہانہ سے مزید علاقوں کے مطالبہ کرنے کا موقع مل گیا ۔ اس دفعہ سرویا نے اس موازنہ کو یکساں کرنے کا سب سے اول بیڑہ اوٹھایا ۔ اور یہ پہلی مرتبہ ایک عیسائی ریاست نے ٹرکی کی قطع برید کی بجائے ہمسایہ عیسائی ریاست پر چڑھائی کرنیکا عزم کیا جسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ٹرکی کی سرحد جیسی مضبوط اور اوس کا فوجی انتظام ایسا مکمل تھا کہ کامیابی کی امید تو درکنار وہ سخت نقصان اوٹھانے کے خدشہ کے بغیر اوس پر چڑھائی نہیں کر سکتی تھی ۔ دوم قومی بغض و کینہ جو سرویوں کو بلغاریوں سے ہے مذہبی تعصب پر غالب آ گیا ۔ اور اوس نے سرویوں کو ترکوں کی بجائے بلغاریوں سے بھڑا دیا) میلان شاہ سرویا نے اس الحاق سے چند ہی ہفتہ بعد ۱۸۸۵ء میں بلگیریا پر حملہ کر دیا ۔ جس طوفان بے تمیزی کو یونان نے اپنی تمام سابقہ خواہشوں کے پورا کرنے کیلئے غنیمت سمجھکر جنگی تیاریاں شروع کر دیں ۔ دول یورپ نے جو الحاق مشرقی رومیلیا اور پھر سرویا کے یکبارگی خلاف توقع ظہور پذیر ہو جانے سے ۱۸۷۸ء سی ہوکھلا گئی ہوئی تھیں ۔ اور مشرقی مسئلہ کو پھر چھیڑنے کیلئے تیار نہیں یونان کو ان تیاریوں سے باز آ جانیکی فہمائش کی اور چونکہ روم اور یونان میں جنگ ہو جانے سے یونانیوں کی تائید میں روس یا فرانس کے بھی شامل کارزار ہو جانیکا احتمال تھا یورپین دول نے بالجبر یونانیوں کو باز رکھنے کا ارادہ کر لیا ۔ مگر یونانی وزیر اعظم نے یورپین دھمکیوں اور فہمائشوں کے علی الرغم صاف طور پر کہدیا ۔ کہ خواہ اوسے کتنا نقصان اوٹھانا پڑے ۔ یونان اپنے مطالبات و دیگر تفصیلی دعاوی پر مصر رہنے کو تیار ہے ۔ اور بشرط ضرورت اونکو پورا کرنیکے لئے فی الفور جنگ کرنے کو بھی آمادہ ہے ۔

یونان کو فتح کا کامل یقین تھا اسے خیال تھا کہ ترکی فوج کی پہلی ہی حرکت پر البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت ہو جائیگی ۔ اور جب معاملہ اس طرح طول پکڑ گیا تو یورپ خاموش نہیں رہیگا ۔ دول یورپ کو بھی اس امر کا اندیشہ تھا ۔ چنانچہ ۱۳ جنوری ۱۸۸۶ء کو شش دول عظام نے یونان کو مشترکہ مراسلہ بھیجکر چند دن بعد یہ دہمکی دی کہ چونکہ یونان کے پاس ٹرکی کے بر خلاف جنگ کرنیکے لئے کوئی معقول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) روس کی بادشاہی ۔۔۔ ترکی اہلکاروں نے پھر بغاوت کی جسکو ستمبر ۱۸۶۶ء کو استقلال کر دیا ۔ بعد یہ فساد برابر ۱۸۶۸ء تک جاری رہا جسکے دوران میں محب وطن عیسائی مسلمانوں نے صوبہ میں ایک طرح کی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی ۔ مگر روس کا شہنشاہ برابر سلطان کو تسلیم کرتے رہے تھے ۔ کریٹ کی بغاوت بھی بدستور بند پڑ رہی تھی ۔ جس کو بہ صلح و آشتی فرو کرنیکے لئے ستمبر ۱۸۷۸ء میں غازی مختار پاشا جزیرہ میں بھیجے گئے ۔ اور انہوں نے اوسی مہینہ میں بمقام ہلیپہ باغیوں کے اکثر مطالبات کو دو تین ہفتوں کی بحث کے بعد منظور کر کے امن قائم کر دیا لیکن ان نوازشات و مراحم خسروانہ کا ان احسان فراموشوں نے باغوائی دیگراں ۔ یا اپنے کو باطنی جذبات نفسانی کی تحریک سے سنین مابعد میں جو عوض دیا ۔ وہ اب کسی اخبار بین سے پوشیدہ نہیں رہ گیا ۔ جس ابلیسانہ گمراہی اور اوس نفرت انگیز ظلم و ستم کے باوجود جو مسلمان باشندوں پر کیا گیا ۔ اپنے ہم مذہب اقوام یورپ کی امداد و اعانت سے آخر اونکا ۱۸۹۶ء میں اپنے مدعا میں کامیاب ہونا بھی کل کی بات ہے ۔ ۔۔۔ مسیحی یورپ نے کیسا اوٹھائی پڑیں ۔ اور آخر دول یورپ نے بیچ بچاؤ کر کے فریقین میں صلح کرا دی ۔ کسی فریق کو کوئی تاوان وغیرہ نہ دینا پڑا ۔

درجہ نہیں ہے۔ اور نیز چونکہ ایسا محاربہ دنیا کے امن اور تجارت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ اس لیئے دول یونان کو ٹرکی پر کبھی بحری
حملہ نہیں کرنے دینگی[1]۔ یونان نے ۲۰ فروری کو اوس کے جواب میں لکھا کہ "اس کو اپنی افواج سے حسب منشا کام لینے سے روکنا
اوس کی آزادی میں دست اندازی کرنا ہے۔ جسے یونان کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ اور نہ وہ لڑائی سے محترز رہنے کا ذمہ اوٹھاتا
ہے"۔

چنانچہ وہ اپنی ضد پر برابر قائم رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد انگلستان کی وزارت بدل جانیسے اوسکا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اوسے یقین ہو
گیا کہ لبرل وزارت جواب قائم ہوئی ہے۔ اور اوس کا سرغنہ گلیڈسٹون جو ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ صرف اتحاد یورپ ہی جو یونان
پر زور ڈال رہا ہے الگ نہ ہو جائیگا۔ بلکہ یونان کی طرفداری کریگا۔ اوس کا یہ یقین باطل ثابت ہوا۔ لارڈ روزبری جدید وزیر
خارجیہ اپنے پیشقدم کی پالیسی پر عامل رہا۔ ودیکولا شاہ یونان نے ۲ دسمبر ۱۸۹۳ء کو فرمان شاہی صادر کرکے بارہ ہزار فوج کی مشق و قواعد
کے لیئے کیمپ قائم کیئے جانے اور متعدد دیگر فوجی تیاریوں کا حکم دیدیا تھا۔ ملک میں بھی (جس کے باشندوں اور حکمرانوں نے آزادی
سے بعد جو نیز اونہیں محض حامیوں کی طفیل ملی تھی پھر کبھی ترکوں کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ اور شجاعت اور بسالت کے بڑے لمبے چوڑے
دعوے رکھتے تھے) لڑائی کا اسقدر اشتیاق پھیلا ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کا مخالف فریق بھی اس معاملہ میں حکمران فریق یعنی موجود الوقت
گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہوگیا تھا۔ اور دارالوکلا نے باتفاق رائے گورنمنٹ کی پالیسی کے حق میں پسندیدگی کی رائے ظاہر کردی
تھی۔ اس عام جوش و اشتیاق سے فائدہ اوٹھاکر بتاریخ ۱۶ دسمبر ۱۸۹۶ء ڈلیانیس وزیر اعظم نے بمقام تھیبس مستقل کیمپ قائم کرنے ریزرو
فوج کے دو اقسام یا صنفوں کو گھروں سے بلائے جانے اور گھوڑوں کی خریداری کیلیئے ۱۰ لاکھ درہم (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) قرض لینے کی
اجازت طلبی کی پارلیمنٹ سے باضابطہ درخواست کردی۔ یہ وزیر جواب اسطرح سے یونانی فوج کے عام اجتماع کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہی
ڈلیانیس تھا جسنے ۱۸۸۶ء میں دوسروں کے علاقہ کے حصول کیلیئے کل ملک میں بیفائدہ[2] عام قومی جوش پھیلا کر اوسکی بدولت اپنے
پچیس لاکھ ابنائے ملک کو ۲۰۰ ملین درہم کاغذی[3] اور ۵۵ ملین درہم طلائی قرضہ کے کمرشکن بوجھ کے نیچے دبا دیا تھا۔
ادھر ترکی نے کئی لاکھ جرار فوج یونان کی سرحد پر جمع کردی ہوئی تھی۔ اور اس نے ایک دو معرکوں میں یونانی قزاقوں بمقابلہ

[1] اگرچہ سترہ اٹھارہ برسوں میں بھی فریقین کی بحری طاقتوں میں اسقدر فرق ہوگیا تھا کہ ۱۸۷۷ء کے شروع میں ترکی بیڑہ یونان کے سواحل پر حملہ کرنے
کیلیئے یونانی سمندروں میں داخل ہوا۔ اور یونانی جہاز بندروں میں چھپ گئے۔ اور آٹھ برس بعد یونانیوں کو ٹرکی پر بحری حملہ کرنے کی
دہمکی دینے کی جرأت ہوگئی۔ مگر ترکوں کی جنگی انتظام اور فوجی مستعدی نے اس بحری کمزوری کی اوسوقت بھی کافی تلافی کردی تھی ۔

[2] بیفائدہ اس لیئے کہ یونانیوں کو جوش و خروش ظاہر کرنے اور فوجی تیاریوں پر اسقدر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی
دول یورپ جیسا کہ اونہوں نے کیا خود بخود اونہیں ٹرکی سے علاقہ مطلوبہ دلادیتی۔ جس کی امداد کے بغیر وہ تھیسلی یا کسی کا ایک انچ بھی نہیں لے سکتی

[3] کاغذی قرضہ سے مراد سکہ جاری کردہ کرنسی نوٹ مراد ہوتے ہیں۔ اور طلائی قرضہ وہ جو پرامیسری نوٹوں کے عوض ساہوکاروں
وغیرہ سے برداشت کیا جائے ۔

اور نظام فوج کو بھی جو بلا اطلاع سرحد عبور کر آئی ہوئی تھی۔ مار کر پیچھے ہٹا دیا تھا۔ ان یورشوں سے تنگ آ کر باب عالی نے دول
یوروپ کو لکھا۔ کہ یا تو وہ خود یونان کو سمجھا دیں کہ سرحد سے فوجیں واپس منگا لے۔ یا ٹرکی کو اُسے سیدھا کرنے کی اجازت دیدیں
جس پر دول یوروپ نے (محض یونان کی بہتری اور بچاؤ کیلئے) ۲۶ اپریل ۱۸۸۶ء کو اوسے الٹی میٹم بھیجدیا۔ کہ آٹھ دنوں کے
اندر فوجوں کو واپس بلا کر منتشر کر دے۔ ورنہ بصورت انکار وہ اپنی حرکات کا خود ذمہ وار ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اوس سے قطعی
جواب مانگا گیا۔ ڈیلیانیس نے ۲۹ اپریل کو اس کا جو جواب دیا۔ سفراء دول نے اوسے صریح انکار کے مساوی سمجھا۔ اور فرانس کے
سوا باقی تمام ممالک کے سفراء ۷ مئی کو اتھنز سے رخصت ہو گئے۔ اور ۱۰ مئی کو اُن کے قائم مقاموں نے جو پیچھے چھوڑ گئے تھے ڈیلیانیس
کو اطلاع دی کہ یونانی سواحل کو بحری محاصرہ میں کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا جو یونانی تجارت کے حق میں سخت نقصان رساں
تھی۔ یہ نتیجہ ہوا کہ ڈیلیانیس نے ۱۹ مئی کو استعفا داخل کر دیا۔

ایسی حالت میں نئی وزارت قائم کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ تمام یونانی مدبر جانتے تھے کہ نئی وزارت کا سب سے پہلے
کام یہ ہوگا۔ کہ دول کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اور اس ذلت کو جھوٹی حمیت کی وجہ سے کوئی برداشت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر ۲۱
مئی کو ترکوپیس نے حوصلہ کر کے نئی وزارت قائم کر لی۔ اور دول کے فیصلہ کو قبول کرنے سے پیشتر یہ چال چلا کہ کچھ یونانی فوج کو ترکی فوج
کے ہراول پر سرحد عبور کر کے حملہ کرنے کا خفیہ حکم بھیجدیا۔ اور پھر یہ مشہور کر دیا۔ کہ ترکی فوج نے پیش دستی کی ہے۔ اوسے خیال تھا کہ دول
یوروپ اس حکمت عملی سے ترکی کے بر خلاف یونان کی طرفدار ہو جائیں گی۔ اور بحری محاصرہ کو اوٹھا دینگی۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ جس پر
اوس نے فوراً بربرو سپاہیوں کو گھروں کو رخصت کر کے فوج کو ترکی سرحد سے واپس بلا لیا۔ اور پھر باب عالی سے براہ راست نامہ و پیام کر کے
صلح صفائی کر لینے کے بعد بتاریخ ۳۱ مئی ۱۸۸۶ء جرمنی۔ آسٹریا۔ انگلستان۔ روس اور اٹلی کو اطلاع کر دی۔ کہ یونان نے تعمیل ارشاد
ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ جس پر دول یوروپ کے سفراء نے دوسرے ہی دن ترکوپیس کو محاصرہ کے اوٹھا دئے جانے کی خبر دیدی۔ اور اسطرح سے
کچھ عرصہ کیلئے لڑائی پھر ملتوی ہو گئی۔ اور ترکوں کو یونانیوں کے ہوش میں لانے کا موقعہ نہ ملا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ یوروپ کی طفیل سخت
ذلت بخش شکست سے بچ جانے کیلئے خدا کا شکر بجا لانے اور آیندہ کے لئے حزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے یونانیوں کے دلوں میں
قومی و مذہبی تعصب و بغض کی آگ دن بدن زیادہ تیز ہو اور اپنی جوانمردی اور شہ زوری کی نسبت اون کا زعم باطل میں اضافہ ہوتا
گیا۔ اس لحاظ سے ۱۸۹۷ء کا محاربہ اونکے حق میں شافی دوا کا کام کر گیا ہے۔ اور اوس نے اونکے غرور باطل کو توڑ کر اونپر اونکی حقیقت اچھی طرح سے واضح
کر دی ہے۔ مگر چونکہ یہ مرض اونکی طبیعت میں راسخ ہو چکی ہے اور مذہبی و قومی عداوت بہت زور پکڑ گئی ہوئی ہے۔ اس سے پوری شفا ہو جانیکی
توقع رکھنا درست نہیں ہوگا۔ تاہم ادہم پاشا کی فتوحات یونانیوں کو عرصہ دراز تک جیسا کہ اون کے وزراء کی تقریروں سے بھی واضح ہو رہا ہے

---

[1] دسمبر ۱۸۹۷ء میں یونانی وزیر اعظم نے اپنے ملک کیلئے تعلیمی۔ تجارتی۔ زراعتی۔ انتظامی اور فوجی اصلاحات مجوزہ کے مسودہ میں اس امر پر بھی بڑا
زور دیا تھا۔ کہ "کم از کم" ان اصلاحات کو عرصۂ عمل میں لانے کیلئے سلطان المعظم سے برسر صلح رہنا نہایت ضروری ہے" اس حیثیت سے یہ فقرہ جو
یونانیوں کو اپنی کامات [illegible] کی خبر دے رہا ہے وہاں اوسکے ساتھ اونکے الفاظ "کم از کم" قطعی ازالہ مرض کے نہ ہونیکا پتہ بتا رہے ہیں۔ مترجم

کریٹ کو بالآخر عملی طور پر کامل اندرونی آزادی مل جانیکے باوجود بھی جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ کریٹ کو یونانیوں کی کسی بہادری یا کوشش سے نہیں بلکہ محض فرانس، انگلستان اور روس و اٹلی کے متفقہ دباؤ[1] کی وجہ سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ مترجم}

اسی دلی بغض و عناد نے ۱۸۹۶ء کے موسم بہار میں پھر نیا فساد[2] برپا کرادیا۔ جو اس مرتبہ کریٹ کے جزیرہ میں ہوا۔ وہاں کی مسیحی المذہب یونانی آبادی جو کل آبادی کے دو تہائی کے قریب ہے۔ بعمل گورنر ظفر خان پاشا کو عام معافی کا اشتہار دیدینے کے باوجود ترکی افواج مقیمہ کریٹ سے کھلم کھلا مشغول پیکار[3] ہوگئی۔ اور فریقین میں سخت بیرحمی اور سنگدلی کے ساتھ متفرق و بیقاعدہ لڑائی شروع

---

[1] ان چاروں کی بجائے اگر اکیلے انگلستان کو دباؤ ڈالنے والا کہا جائے۔ تو شاید زیادہ درست ہوگا۔ کیونکہ قرائن اور حالات مابعد سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ انگلستان اپنی بحری طاقت کے گھمنڈ میں کریٹ کو سلطانی افواج کے تخلیہ سے پہلے جانے پر سلطانی حکومت سے آزاد کرانیکا مصمم ارادہ کرچکا تھا۔ جس ارادہ میں وہ کسی دوسرے کی امداد کے بغیر بلکہ اوروں کے علی الرغم بحری طاقت کی طفیل بآسانی کامیاب ہوسکتا تھا۔ اس لیئے دیگر تینوں طاقتیں مسئلہ آرمینیا کیطرح جسمیں انگلستان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ بلکہ دراصل اوسکی حرکات اور چالوں کی نگرانی کرتے رہنے کیلئے اوس کے ساتھ شامل ہوگئے تھے۔ مسئلہ کریٹ میں بھی اوس کے ساتھ شامل ہوگئیں اور جب اون کو اس ارادہ کا پتہ ملا تو اس خوف سے کہ کہیں مصر کیطرح اس جزیرہ پر بھی اکیلے انگلستان کا تسلط نہ ہو جائے۔ اونہوں نے انگلستان کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہنے دینے کیلئے سلطان کو کریٹ خالی کردینے پر رضامند کرلیا۔ اور پھر انگلستان کی چالوں کی نگرانی اور اونکا کلہ بکلہ جواب دیتے رہنے کیلئے خود بھی جزیرہ میں ڈیرے ڈالدئے۔ اس مسئلہ پر میں تاریخ خلافت عثمانیہ جلد دوم میں مفصل بحث کرچکا ہوں۔

[2] اس فساد کے ابتدائی واقعات بابت سالِ بعد حکومت کے ضمیمہ میں بالتفصیل درج ہیں۔

[3] عیسائی باغیوں کے شیطانی ظلم و ستم اور سفاکی کا کچھ اندازہ ناظرین کو ایک انگریز وقائع نگار کی مندرجہ ذیل تحریر سے جو لندن کے ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیگا۔ تحریر مذکور وکیل کے اڈیٹوریل تمہیدی ریمارک کے سمیت حسب ذیل ہے۔

"کریٹ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کیطرف سے طرح طرح کے جور و ستم ہونیکے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی باشندوں کو مظلوم اور بیکس بتایا جا رہا ہے۔ اس خلاف بیانی سے برافروختہ ہوکر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر [illegible] نے جو انگلستان کا مشہور معتبر نامہ نگار ہے۔ کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کی چشم دید حالات لندن کے نہایت ہی معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کرکے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدبرین اور مفسدہ پرداز پادریوں کی غلط بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھولدی ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے آرٹیکل کا عنوان عیسائی بغاوت کریٹ کے متعلق امر واقع کا تھوڑا سا اظہار رکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ یہاں دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک تو خود ہندوستان میں بعض تنگ طبیعتوں کو مسلمانان کریٹ کی دردناک بیکسی اور درماندگی کی روایتوں کی نسبت جو مبالغہ آمیز ہونیکا شبہ ہے۔ وہ ایک انگریز کی تحریر پڑھ کر رفع ہو جائیگا۔ دوسرے شاید ان لوگوں کو جو نتیجہ لیے ہمارے نوجوان خوش مزاج یکدم نیت ملکی دولت و ثروت ہی سرمست۔ انسانی، قومی اور برادرانہ حقوق و فرائض کی

ہوگئی جس مین گو فریقین ظالمانہ جبر و تعدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ مگر تقریباً ہر موقعہ پر ترکون اور مسلمانون کو نقصان کثیر اٹھانا پڑتا رہا۔ ۴ جولائی کو سفرائے دول متعینہ آتھنز نے یونانی گورنمنٹ کو دوستانہ نصیحت کی کہ وہ کریٹیون کو باب عالی کی پیشکردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) تعمیل سے غافل بیٹھے ہین۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبانی اپنے مذہبی بھائیون کی عاجزی و بیکسی حالات سنکر اونکی دستگیری کرنیکا کچھہ خیال پیدا ہوجائے لیکن اگر اب بھی اُن کو ذاتی تن پروری اور عیش پرستی یا خودغرضانہ چالون نے اسطرف متوجہ ہونے دیا۔ تو مجبوراً یہ کہنا پڑیگا کہ اگر اسلام کی مقدس جماعت اور ہندوستان کی پاک سرزمین ایسے غافلون کے وجود سے خالی ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمدردانِ قوم و ملت کو تاسف پہ تاسف اور رنج پر رنج نہ اوٹھانا پڑتا۔

مسٹر ٹیٹ نے اصلی واقعات کے منکشف اور عیسائی باغیون اور اونکے معاونون کی سیہ کاریون اور مفسدانہ کارروائیون کے واضح کرنے مین حتی الامکان کوئی کوتاہی نہین کی۔ مگر پوری بارہ صفحے ٹائپ کے لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قومی تعصب اور جوش مذہبی اس نیک نفس پر بھی مستولی ہوگئی۔ اپنے مضمون کے خاتمہ پر آخری چار پانچ سطرون مین وہ ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہے جس سے صاف ظاہر کردیا ہے کہ مسلمان غیر قوم کے منصف مزاج سے منصف مزاج اور نہایت ایماندار شخص سے بھی پوری انصاف و رحق شناسی کی توقع نہین کرسکتے تو قوم پرستی و حب الوطنی ایسے شخص کو بھی مسلمانون کا معاملہ درپیش آجانے پر کچھہ دیر کیلئے جادۂ مستقیم سے ہٹا دیتی ہے مسلمانون سے یہ تو امید توقع نہین ہوسکتی کہ وہ عیسائیون سے ستیو حاصل کرکے انکے ساتھہ بھی اسیطرح معاملہ کرنا سیکھ جائین لیکن اسمین کچھ شک نہین کیا کہ اگر دلمین وجود کو قائم رکھنا چاہتے ہین تو اونکو دوسرون کی مصنفانہ دیانتداری و صفت خواپروری پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنی ہی ہمت و قوت ارتباط اور اتفاق و اخوت پر تکیہ کرنا لازمی ہے۔ جسکا ثبوت حسب ذیل ہے: پچھلے دنون انگریزی اخبارات اور رسالون مین مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریرین مضامین اور خطوط کی بھرمار ہورہی ہے عوام نے تاراضگی کے اظہار کیلئے عام جلسے کرکے ٹرکی کے جور و ظلم اور یورپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ مین لعن طعن کیا ہے جن کنفرمسٹ (وہ عیسائی جو کلیسائے انگلستان کے پابند نہین یہ لوگ انگلستان کی آبادی کے نصف حصہ سے زیادہ ہین) اور انگریزی چرچون کے پادریون نے جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسائیون کی امداد اور اُن سے ہمدردی کرنا خواہ اونکی پولیٹیکل اغراض و مقاصد کی اہمیت کچھہ ہی ہو ہمارا فرض عین ہے۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔

ان پرجوش تقریرون و تحریرون کی جیسے یہ تعداد جہان مین کیجا وہ تو ظاہر ہوجاتا ہے کہ وہ کسیقدر تو محض یا وہی انتظاری قیاسات پر مبنی ہین اور زیادہ تر نامہ نگارون کے پیغامات تار برقی پر اگر کریٹ سے چند گمنام شخصون نے اس مضمون کا پیغام بھیجا کہ مسلمانون نے فلان گرجا کو نہر شرٹ کردیا ہے۔ یا انگریزی جہاز کے گولہ سے بمقدر باغی مارے گئے ہین تو ادہر فوراً یا دریون نے منصفین کے لئے خاص عبادت کا وقت مقرر کردیا۔ یا کسی جنوبی نے اپنی پولیٹیکل جماعت سے علیحدہ ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ یورپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات کے ناظرین بے شک حیران ہوتے ہون گے۔ کہ اون کے ایڈیٹر آرٹیکلون مین تو کریٹی معاملات پر منصف مزاجی اور سلامت روی کے ساتھہ بحث ہورہی ہے۔ اور انہی اخبارات مین دوسری جگہہ تار کے پیغام درج ہین جو بالکل یکرخہ ہین۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہین سکتا۔ چند دن گذرے ہین کہ مسٹر گلیڈسٹون نے

اصلاحات قبول کر لینے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرے۔ اسکا گورنمنٹ مذکور نے جواب دیا کہ اوسے جزیرہ کے معاملات سے کوئی دخل نہیں ہے وہ وہانکے واقعات کی ذمہ وار ہوا سپر سفرائے دول متعینۂ قسطنطنیہ نے کریٹیون کی کمیٹی یا جماعت مصلحین (یا مفسدین) کو تحریر اطلاع

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵)۔ اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لیکر دار العوام میں اس خلاف پر بڑا زور دیا تہا۔ کریٹ سے یونانی قونصلین اور نامہ نگارون کے بہ جبر نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہو گئی تھی۔ جو لوگ یونانی اخبار نویسون کے رویہ سے واقف ہین ان پر اسکی برائی کی اشد ضرورت نہ ہوگی اوضح ہو گئی ہوگی۔ مشہور لاطینی قدیم شاعر جووی نل (جسکو قدیم زمانہ کا سوڈا سمجھنا چاہیے۔ نوی برس کی عمر میں ۱۲۹ء میں فوت ہوا) نے یونانیون کی ریشہ بازی کا جو اندازہ لگایا تھا۔ وہ اس وقت بھی ویسا ہی درست ہے جیسا کہ اسکے ہمعصر حواری سینٹ پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیون کی نسبت تہا۔ یوروپین طاقتون کو تا مقام (یعنی ایڈمرلز) کریٹ مین امن قائم کرنیکے لئے جو عمدہ عمدہ کوششین کی تہے انکے اثر کو یہ نا مین جو از سر تا پا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی تہین بہت کچھ کمزور کر دیتی تہین یونانی اخبارون اور ان سے بڑھکر ایتھنز کی تار رسان ایجنسیان جو یونان مین تعداد کثیر رہیلے سیلے کو بکتی ہین۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ہمارے نیا نہاد قونصل متعینہ خانیا مسٹر ایلفرڈ بلیوٹی اس بغاوت کے دوران مین ترکون اور باغیون دونون کے ساتھ کامل انصاف سے کارروائی کرتے رہے ہین جسکی وجہ سے تمام یونانی جو کریٹ مین موجود ہین کرنیل واسوس سے لیکر ادنے ترین آدمی تک انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو عمدًا غلط رپورٹین بہیجتے رہے ہین اور ترکون سے رشوت لیکر اون کے طرفدار ہو گئے ہین۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسون کے چلے جانے کے بعد بہی ان مراسلات کا حصۂ کثیر مین جو کریٹ سے روانہ کی جاتی ہین یکرخی اور طرفداری کی بو پائی جاتی ہے۔ یوروپین اخبارون کے نامہ نگار قصبون مین رہتے ہین سوا معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان بول نہیں سکتے۔ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہین اور زیادہ تر عیسائیون کی بتائی ہوئی خبرون پر بہروسہ کرتے ہین جن کی فطرتی دروغ بیانی انکی جائدادون کی تباہی سے کچھ کم نہیں ہو گئی۔ نامہ نگار کریٹ مین جو ترجمان مقرر کرتے ہین وہ تقریبًا عیسائی ہوتے ہین پس یہ یقینی امر ہے کہ جہان تک ممکن ہو۔ وہ کوئی امر باغیون کے برخلاف ظاہر نہیں کرینگے۔ علاوہ برین کریٹ مین جو نامہ نگار ہین اون کا زیادہ حصہ پہلے ہی سے یونانیون کا طرفدار ہے۔ خانیا کی ایک مشہور تار ایجنسی کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار مین ہے جو ظاہر ہے کہ طبعی طور سے ہی طرفداران یونان کی جماعت کی اغراض و مقاصد کا پورا موید ہے۔ ایسے لوگون مین طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی امر ہے۔ مگر یوروپین نامہ نگارون کو راستی سے تجاوز کرکے ترکی اور دول یورپ کے مخالف تار روانہ کرتے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ ایسے واقعات جن کے معلوم ہونے پر دنیا باغیون سے متنفر ہو جائے جان بوجہکر فروگذاشت کر دیئے جاتے ہین اور بعض اوقات فرضی سوانح کی خبر باوجود اسکے کہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اُن کے برخلاف موصول ہو چکی ہو۔ یوروپ کو بذریعہ تار بہیجدیجاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جس کی بنیاد پر ایک رد انگیز پیغام تار برقی گھڑا جا سکتا ہو۔ تو ذاتی طور پر اوسکی تصدیق کرنے کی کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی کے بیان کو فورًا روانہ کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی جور و ظلم۔ بدعہدی اور سیہ کاری کی اُن داستانون کو لیلو جو اُن حضرات کی تقریرون مین جو گورنمنٹ کے

بہیجکر رواداری سے دست بردار ہوجانے اور دائمی صلح کرلینے نامہ و پیام اور گفتگو شروع کرنیکی صلاح دی۔ اس صلح کیلئے بنیادی اصول
یہ قرار دیا گیا کہ جزیرہ کو عیسائی گورنر کے زیر فرمان مالی لحاظ سے آزادی ملجائیگی۔ اور سے محاصل پر سلطنت کی آمدنی اپنی پاس رکہنے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہین۔ بافراط پائی جاتی ہین۔ دارالعلوم اور دیگر مقامات مین کرنیل واسوس کو اس
الزام پر بہت زور دیا گیا کہ ترکی حکام نے اپنے قول و قسم کی صریح خلاف ورزی کر کے تصبہ لیبنو کے مہاجر مسلمانون کو دوبارہ مسلح کر دیا ہے
یہ بہتان بلا کسی تحقیقات یا تصدیق کے فی الفور یوروپ مین مشتہر ہوگئی۔ مگر بعد مین یوروپین افسرون کی کمیشن نے اوسکو بالکل
بے بنیاد ثابت کر کے ترکی افسرون کو تمام الزامات سے جو ان پر لگائے گئے۔ بالصراحت مبرا کر دیا۔ تہوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ ایک مضحکہ خیز خبر شائع
ہوئی کہ ترکون نے قصبہ کیساموکستلی مین چند عیسائیون کے گہرون کو منہدم کر دیا ہے۔ اور یوروپین تریب کہڑے تماشا دیکہتے رہے۔ اصل حقیقت
یہ ہے کہ ان مکانون کا گرایا جانا اشد ضروری تہا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ مین قلعہ کی دیوارون کو سرنگ سے اوڑانیکی کوشش کر رہے تہے

۲- اپریل کو ایک کریٹی بشپ (بڑا پادری) صاحب مسیحی المذہب یوروپ کے مہذب باشندون کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب
ذیل تقریر فرماتے ہین: "مقدس گرجون اور ظروف کی تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتون اور بچون کا کشت و خون عیسائیون
کی جایداد و املاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جو ابتک بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کر رہے ہین۔ وہ ناگفتہ ہے"
اس فقرہ مین اسقدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک فترادون کا مجموعہ ہے۔ اور ہم ممکن وہ اصلی واقعات
بتاتے ہین۔ جن کو ایماندار بشپ صاحب نے نہایت احتیاط کے ساتہ نظر انداز کر دیا ہے (اٹلی کی) امیر البحر کا نی وارو نے کامل تفتیش کر کے اچہی
طرح ثابت کر دیا ہے کہ کینیڈیا کے کیتہولک گرجے کو ترکی سپاہیون کے لوٹ لینے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہے۔ ایکنے منہ لگا کر تار دیا
ہے کہ خانیا کے قریب قصبہ آلیا ماس کی گرجے کو ترکون نے ناپاک کر دیا ہے۔ اوس نے باور نے ایسی روایت کی صدق و کذب کی خود کوئی تحقیقات
نہ کی آخر مین وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی ہین کینیڈیا مین سب سے پرانے یونانی گرجا کو دیکہنے گیا۔ اوس مین فقط ایک پادری باقی
رہ گیا تھا۔ باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیون کیطرح شہر سے دم دبا کر بہاگ گئے ہوئے تہے۔ اس شہر
مین ہزارہا مسلمان مہاجرین پناہ گزین تہے۔ گرجہ کے پادری بہاگ چکے تہے۔ وہ بالکل خالی پڑا تہا۔ اور کوئی اوسکا محافظ نہ تھا۔ آپ
خیال کرو کہ کسی مذہبی بہیانات مین اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تہا۔ مگر عمارت کو ذرہ بہر نقصان نہین پہونچایا گیا حتی کہ
کہڑکیون کا ایک شیشہ تک بہی نہین توڑا گیا۔ اب عیسائی نیک بخت ہی بتائین کہ کینیڈیا۔ خانیا اور دیگر متعلقہ شہرون سے باہر
مسلمانون کی کتنی مسجدین قائم و استادہ رہنے دیگئی ہین؟۔ ایک بہی نہین!!! خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیون کی کرتوت ہے
ایرلینڈ کے صوبہ آلسٹر کے جہان تقریباً تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب رکہتے ہین اور اعلیٰ درجہ کے مہذب ہین آئرلینڈ
کے باقی تین صوبون مین زیادہ کیتہولک آبادی ہے) کسی موضع مین اگر رومن کیتہولک گرجہ کے معتقدین اوسکو خالی چہوڑ جائین تو
بتاؤ وہ کسی کو اوڑا اور کہاں کتنی مدت صحیح سالم رہنے پائیں گے۔ یہ کہنا کہ عیسائی عورتون و بچون کو بے لگام ترک قتل کر رہے ہین
محض مجذوبانہ بکواس ہے۔ اس قسم کی کوئی حرکت ترکون سے سرزد نہین ہوئی۔ جب کبہی دونون گنیڈیا گیا تو تین عیسائیون نے مجہکو اطلاع دی

استحقاق رہے۔ اور ترکی افواج جزیرہ کے قصبات سے واپس بلا لی جائیں سفراء نے کمیٹی کو ساتھ ہی متنبہ کر دیا کہ اگر یہ تجاویز منظور نہ کی گئیں تو
پھر یورپ کو کریٹیوں سے کوئی ہمدردی نہیں رہ جائے گی۔ مگر معاملہ مصالحت کی حد سے گذر چکا تہا۔ اور وہیں اثنا میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) کہ باغی یونانیوں کی ایک جماعت موضع ایلیا پر دہاوا کرکے ابہی واپس آئی۔ اور دو عیسائیوں کو اپنے ساتھ لائی ہے جنہیں ان سرکردوں کے لئے کونہ شہر کا چپہ چپہ مارا۔ پر وہ کہیں نہ ملے۔ اور آخر کار مخبروں پر چند جرح کر سوالات کرنے سے واضح ہوگیا کہ انکی روایت خارج از امکان گھڑت تھی۔ باقی رہی لوٹ مار سو کسی عیسائی کے مکان کو جو قصبہ کے باہر ہو لوٹنا اوسقدر فائدہ بخش ہی نہ تھا کہ لکڑیوں کے جل گئے ہوئے ڈھیر کو لوٹتا عیسائی اگر اپنے مکانوں میں خاک بہی باقی نہ چہوڑ کر اندرونی مقامات جزیرہ کو بہاگ گئے ہوں تو ترکوں نے انہیں کیا لوٹنا کیا تھا۔ میں نے ان مکانوں کے سوختہ ملبہ پر گاہ بگاہ چند مردوں وغیرہ کو خاک چہانتے دیکہا ہے جس سے ان کو لوہے کی پرانی میخوں اور کیل کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ شہروں میں عیسائیوں کے جو مکان کہڑے ہیں ما یا انکی کما حقہ حفاظت یوروپین افواج کے ہتہول کرتے ہیں کیونکہ پولیس کے فرائض ان فوجوں کو تفویض کر دیے گئے ہیں۔ لیکن اس سے یہ قیاس کر لیا جائے کہ یوروپین فوجوں کے آنے سے پہلے ترک ان مکانوں کو لوٹتے رہتے تہے۔ انگریزی فوجکے داخلہ سے پہلے میں کینڈیا میں ۳ راتیں مقیم رہا جسکی نسبت عیسائیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان ہر رات عیسائیوں کے خالی مکانات کو لوٹا کرتے ہیں۔ مگر میں نے اس تاخت و تاراج کی کوئی علامت نہ دیکہی۔ گو میں گلیوں گلیوں میں پہرتا رہا تہا عیسائیوں کو بہاگ جانے کیلئے کافی موقع ملگیا تھا۔ اور وہ کوئی قیمتی چیز پیچھے نہ چہوڑ گئے شہر ہزاروں مسلمان مہاجرین سے بھرا پڑا ہے جو مال متاع سب کچھ چہوڑ کر صرف اپنی جانیں عیسائیوں سے بچا کر جنہوں نے انکے گہروں کو خاک سیاہ اور ان کے اعزہ واقربا کو بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا ہے بہاگ آئے ہیں۔ یہ قسمت مہاجرین ہر وقت فاقہ کشی کے کنارے پر رہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے اتنے ہزار بہوکوں کے واسطے کھانا بہم پہونچانا ناممکن ہے۔ ۱۸ مارچ تک ان لوگوں کو جو مقدار غذا کی ملی ہے وہ فی کس تین پاؤ ہوتی ہے۔

مسٹر سٹیڈ نے اس اندازہ میں غالباً سخت غلطی کھائی ہے ہم کیل میں وقتاً فوقتاً ترکی سے مہاجرین کی امداد کیلئے کئی ہزار بوری آٹا پہونچنے کی خبر درج کرتے رہے ہیں۔ مگر پہر بہی ظاہر ہے کہ ان بیچاروں کی حالت واقعی بہت قابل رحم ہوگی کیونکہ جب برٹش گورنمنٹ جیسی متمول حکومت چند لاکہ فاقہ کشوں کو مفت کہانا نہیں دے سکتی۔ اور اسے مجبوراً چندہ کی درخواست کرنی پڑی تو ترکی کئی لاکہہ خانماں برباد گردگان کو دو وقت کب شکم سیر کر سکتی ہے (اڈیٹر) یہ فاقہ کش اگر کبہی کبہار عیسائیوں کے خالی شدہ گہروں سے کوئی بالکل بے قیمت اور ناکارہ سی چیز اوٹہا لیں۔ تو بتاؤ کہ کونسی اچنبے کی بات ہوگی یا اسکو کون تاخت و تاراج تصور کریگا۔ باغیوں نے جیسا کہ خود ان کے ایک سرگروہ نے مجھسے بیان کیا عرصہ دراز سے مسلمانوں کی کوئی جائداد کسی قسم کی بہی باقی نہ چہوڑنے کا مصمم ارادہ ٹھان لیا ہوا ہے اور جزیرہ کے اندرون میں سرسری طور پر گذرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے ارادہ کی کیسی کامل تعمیل کر دی ہے۔

(رابطہ میں مسٹر ولن شخص آبرٹس جماعت کا خزانہ اور بیجا سفر ہے۔ اڈیٹر) اور دیگر اشخاص باغی بعد قوں کو جنکو غلطی سے عموماً باقاعدہ سپاہیوں سے تمیز نہیں کیا جاتا یعنی ان کو بہی نظام فوج کا سپاہی سمجھا جاتا ہے) خونخوار بدمعاش بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

کئی خونریز معرکہ آرائیاں ہو چکی تھیں - ترکوں کو تاریخ ۲۳ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام رتیمو اور پھر ۱۸ اگست کو بمقام کینیا (خانیان)
شکست ملی - اس فتح کے حصول پر جزیرہ کے تمام اضلاع کے (عیسائی) نائیوں نے جماعت مصلحین کی جگہ اپنی عارضی گورنمنٹ قائم

(بقیہ حاشیہ ۲) کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبوں سے باہر نکلکر دھاوے کرتے رہتے ہیں لیکن در واقع یہ ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیوں (جو قصبوں کے باہر ہیں) اور باغیوں کی لینوں کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرہ کئے پڑے ہیں - کوئی چیز ہی نہیں جس پر باشی بزوق لوٹ سکیں - اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسے وہ قتل کریں یہ بالکل درست ہے کہ بہ ترکی بے قاعدہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکلکر اوسکے مضافات میں ایک آدھ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو جلا دیتے ہیں یا ایندھن کیلئے اسے کاٹ لیتے ہیں - مگر ایسے واقعات بہت شاذونادر ہوتے ہیں - مین کئی دفعہ ترکی چوکیوں سے پرے تک گیا ہوں - اور ذاتی مشاہدہ سے یہ امر بیان کر رہا ہوں - اسکے ساتھ ہی یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ مسلمان آبادی کے حصہ کثیر کی فصلیں اور انگوروں کے باغ اسوقت ان کے دشمنوں (عیسائیوں) کے قبضہ میں ہیں - باقی رہا بندوقوں کی باڑھیں چلانا - اسبارہ میں ہمیشہ ابتدا عیسائیوں کیطرف سے ہوتی ہے - وہ ہر وقت ترکوں پر آتشباری کرتے رہتے ہیں - مگر ترک شاذونادر جواب دیتے کیونکہ ایک تو طاقتوں نے ان سے درخواست کر رکھی ہے کہ حتی الامکان وہ آتشباری سے پرہیز کرتے رہیں - دوسرے کریٹی چٹانوں کی اوٹ میں چھپکر جس ترک کو دیکھتے ہیں - اسپر بندوق داغ دیتے ہیں - اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہیں کہ انکو گولی کا لگنا قریباً ناممکن ہوتا ہے -

قصبہ بیرو کوری میں مسٹر ملٹن پرائیر میں اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چھت پر چڑھے تو فوراً ہی تین گولیاں ہمارے سروں پر سے سنسناتی ہوئی گذر گئیں جن کو باغیوں نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا - باشی بزوقوں نے باغیوں اور یورپینوں کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جھنڈے کی پناہ میں جا رہی تھی بندوقیں چلائی تھیں - اسپر مسٹر لیبوشر (مالک ایڈیٹر اخبار ٹرتھ) نے پارلیمنٹ میں یہ اودہم مچایا تھا کہ الامان - میں ان باشی بزوقوں کیطرف سے کوئی وکالت تو نہیں کرتا - مگر اپنے ذاتی تجربہ سے اسقدر جانتا ہوں کہ سفید جھنڈا عیسائی بندوقچیوں کی گولیوں سے مطلقاً کوئی حفاظت نہیں کر سکتا -

پچھلے دنوں میں جتنے واقعہ ہوئے ہیں - تقریباً ان میں باغیوں نے ابتدا کی چند ہفتے گذرے پہلے انہوں نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبینکو پر جان بوجھکر بندوقیں چلائیں - اور چالیس سے زیادہ گولیاں جہاز کو لگیں - میں کشتی پر سوار ہو کر مقام رتھمنا کو جہاں یہ واقعہ گذرا گیا - اور عیسائی سرغنوں سے دریافت کیا کہ انہوں نے یہ اشتعال دلانے والی حرکت کیوں کی ؟ جواب ملا کہ ہم نے جہاز سیبینکو کو ترکی کروزر سمجھا تھا - یہ انکا بدیہی جھوٹ ہے ...... وہ ترکی نشان کو بخوبی جانتے ہیں اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکھائی دیتا تھا مقامات مالاکسا کیراطیدی عز... الدین اور کنا سلی پر جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ سب عیسائیوں نے بلا وجہ اور خود بخود کئے - امیر البحروں نے باغیوں کو اطلاع دی کہ مقام مالاکسا کے اردگرد جو ترکی گڑھیاں ہیں وہاں باغی ضرور رسد پہونچ جانے دیں - اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنل واسوس نے اطلاع ملتے ہی تین میدانی توپیں علی کمیانو سے کو نطوپولو بھیجدیں تا کہ دوسرے دن مالاکسا پر حملہ کرنیکے لئے تیار رہیں - کئی نامہ نگاروں نے بڑی گرمجوشی سے باغیوں کیطرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ ان کو امیر البحروں کے مشترکہ مراسلہ کے مضمون سے آگاہی نہیں ہوتی تھی - یہ محض غلط ہے - باغیوں کے

کرلی جب معاملہ اس انتہائی حد تک پہونچگیا تو ۲۹ اگست کو سلطان اعظم نے باغیون کو سفرائے دول کی تجویز کردہ رعایات عطا کردین۔ اور ۵ ستمبر کو اونہین باغیون کے نایبون نے بہی قبول کرلیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) کم از کم تین شخصون سعادی کلو جلیس اور بانوسی کو پورا علم تہا۔ کیونکہ جس وقت توپ خانہ پہونچا ہے ان کے پاس تہا اور اونہون نے مجہکو اوسکی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تہی۔ اگر بفرض محال عیسائی باغیون کے سپاہیون اور دیگر فریقون کو امیر البحر وغیرہ کے مراسلہ کا علم نہ ہوا تو اوسکی ذمہ داری کرنیل واسوس اور غنہ باغیون پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دو سرے دن کیرا طیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تہی۔ مگر صبح کے تین بجے بمقام کو نطو پولو ہین یہ خبر سنا کر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گڑہی کو چہوڑ گئے ہین قلعہ جزیرالدین اور کستلی پر اس کے بعد باغیون نے حملے کیے۔

یورو پئین امیر البحر نہایت ہی سخت مشکل مین گرفتار رہین۔ وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قائم رکہنے کے مشترکہ کام پر مامور کیے گئے مگر جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی غیر مستقل مزاجی اور باہمی رشک و حسد کیوجہ سے باحسن وجوہ پورا نہین کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ اسکا انکار نہین کرسکتا کہ یورو پئین بیڑون کے کمانڈر غایت احتیاط اور اعتدال سے کار فرما ہوتے رہے ہین۔ اسپر بہی یورو پئین اخبار نگاران کو برا اور ناقابل فہم کار نے کہتے ہین اور انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ عیسائیون پر بلا وجہ گولہ باری کرتے ہین اور باغیون کے ساتہ نہ کبہی کامیابی سے مصالحت کی گفتگو نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونصلون کا ہے جس کو خواہ وہ اپنے ہاتہ مین لیے ہوئے ہین۔ لیکن جس شخص کی آنکہون کو تعصب نے اندہا نہ کردیا ہو وہ کنڈا لون کی سڑک پر باغیون پر گولہ باری کیے جانے پر کبہی حرف نہین رکہ سکتا جنگی جہاز سے فقط ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی سٹے فورڈ ر انفلیون کی باڑہ ماری گئی تہی جس سے ان بدمعاشون مین سے جو بے پناہ اور بیکس مسلمان مہاجرین اور ان کے محافظ سپاہیون پر جہپٹ پڑتے تہے۔ بیندرہ ہلاک ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت سیکڑون بیگناہ مسلمانون کا خون کر ڈالتے۔ دوسری گولہ باری باغیون پر بمقام خانیا کی گئی تہی۔ شہر کو ان چشمون سے پانی بہم پہونچتا ہے جو فصیل سے باہر بیرونی مورچون کے احاطہ مین واقعہ ہین۔ باغی ان مورچون پر قابض ہونا چاہتے تہے۔ قابلترین جنگی و بحری اہل الرائے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہوگئے تو شہر پیاسا مر جائیگا چنانچہ امیر البحر وغیرہ نے باغیون کو متنبہ کردیا کہ شہر کے بیرونی مورچون پر ان کو حملہ آور نہین ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کرنے کے بعد یہ کس طرح سے ممکن تہا کہ وہ باغیون کے ہاتہون شہر کی سلامتی کو معرض خطر مین پڑنے دیتے۔ وہ بیرونی قلعون اور مورچون سپاہیون کی سلامتی کے اخلاقاً ذمہ دار ہوچکے تہے۔ باین ہمہ بمقام ملاکسا باغیون پر گولہ باری کیے جانے پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کیگئی ہے۔ ایک سر آوردہ انگریزی اخبار مین تار شائع ہوا کہ یہ باغی یورو پئین جہازون کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجہ سکے۔''

لیکن مین اوپر بتا چکا ہون کہ کرنیل واسوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ لکر پر حملہ کرنیکی صورت مین دیا۔ جس مراسلہ کا مضمون باغی شخصون کو بخوبی معلوم تہا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب مین اونکے ساتہ کہانا کہا رہا تہا تو انہین سے ایک نے مجہ سے کہا: "ہم سنتے ہین کہ کل ہم کو تمہارے چند گولے دیکہنے پڑینگے۔" اس گولہ باری کا مدعا عیسائیون کو قتل کرنا نہ تہا۔ بلکہ اونپر صرف یہ واضح کردینا تہا کہ ان کو قلعہ ملاکسا پر قابض نہین ہونے دیا جائیگا۔ اسی لیے پہٹنے والے اور دہار دار گولون کی بجائے جو باغیون مین تباہی برپا کردیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے۔

مگر اس فساد کی حرارت جزیرہ سے باہر تک سرایت کر چکی تھی۔ اس سے یونانیوں کی قومی ومذہبی پرجوشی پھر تازہ ہوگئی تھی۔ کل یونانیوں کو ایک سلطنت کے ماتحت متحد ومتفق کرنے کا خیال ہر کس وناکس کے دلوں میں پھر بشدت رائج ہوگیا تھا۔ اور یونانی اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰)۔ اور کل معرکہ میں جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا۔ اور جسمیں یورپ میں جہازوں نے صرف دس منٹ گولہ باری کی عیسائیوں کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیوں کے طرفداروں کی تقریروں میں جن سے ہمارے اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہیں۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیوں کو فاقہ مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ میں گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیوں کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے۔ اسیطرح تھوڑا عرصہ ہوا۔ لندن کے ایک عام جلسہ میں ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا۔ کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت نفرت انگیز حملہ ہے۔ یہی واویلا کریٹ والے محاصرہ پر کرتے ہیں۔ الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کے مخالف خفگی آمیز تقریروں اور تحریروں میں سخت کراہیت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ عیسائیوں میں کسی جگہ بھی فاقہ کشی نہیں پائی جاتی نہ غالباً آیندہ پائی جائیگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامان خوراک بافراط موجود پاؤگے۔ گوشت بسکٹ ترکاری پھل شراب سب جگہ بکثرت اور گندمی روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کونطو پولو علی کیانو۔ اور تمام دوسرے مقامات میں جہاں یونانی یا باغی جمع ہیں۔ شراب خانے اور نانبائیوں کی دوکانیں خوب رونق پر ہیں۔

علی کیانو میں میرے اور میرے چار دوستوں کے کھانے پر جس میں اعلےٰ قسم کا گوشت۔ شراب ومیوہ جات موجود تھے۔ چار فرینک سے کچھ زیادہ (دیکھو) خرچ آئے۔ دودھ پر یہاں کچھ خرچ ہی نہیں آتا۔ اور بڑا مرغ فرینک سے کچھ زیادہ پر ملجاتا ہے۔ بھائی ایسا قحط تو کل یورپ میں ہوا!!۔ علاوہ بریں ان ہفتوں نے مسلمانوں کے گھروں کو توڑی باقاعدگی سے لوٹا۔ اور جلایا۔ مگر اُن کی فصلوں اور اُن کے گوداموں کو آیندہ کے استعمال کے لیئے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیوں کا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل اور سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو بھی ہم دو برس کے لئے کافی سامان خوراک رکھتے ہیں۔ لیکن دراصل کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے۔ کہ لاکھ نگرانی کرو۔ پہونچنے والے ہر وقت پہونچتے رہینگے۔ چند ہفتوں کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو والینٹر ایک سو دس صندوق کارتوسوں کے۔ اور سیکڑوں من آٹے اور آلوؤں کے سو بوری کامیابی کے ساتھ اتار دیئے گئے۔ اور ۲۷ مارچ کو بسکٹوں کی پچاس پارچہ خانے سے چھ سات میل کے اندر علی کیانو کے قریب خشکی پر اتارے گئے۔

قصہ مختصر یونانیوں کے پرجوش حامیتوں کی یہ خوفناک کہانیاں کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور وظلم سے فاقہ کشی کی حد تک پہونچ گئے ہیں عجب مضحکہ خیز اور ساتھ ہی نقصان رساں بھی ہیں۔ بغرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ میں اگر گرانی موجود بھی ہو تو اسکے ذمہ وار کرنیل واسوس اور یونانی گورنمنٹ ہوگی۔ جب تک کہ دول جزیرہ کو خالی کئے جانیکا مطالبہ کرتی رہیں وہ کسیطرح بھی سامان جنگ کو جزیرہ میں داخل نہیں ہونے دیسکتیں۔ اس میں کلام نہیں کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونوں کو ناگوار ہے۔ مگر اس سے اون کو فقط خیالی تکالیف پہونچتی ہیں۔ نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ علی کیانو کے کیمپ میں سامان آسایش وآرام اور ضرورت

قومی غرور و ذعم کو سہلانے کے لئے طرح طرح کی طفلانہ حرکات اور باغیون کو ترکیب ہوئی تھی اسی پر جوشی سے متاثر ہو کے پائی تخت کی گریری یونانی گورنمنٹ نے جو باوجود سابق اپنی عہد ادلیت بھی باغیون کی در پردہ امداد کرتی رہی تھی ایک علم کھلا ایک فوجی دستہ کرنیل واسوس کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو بھیجدیا۔ مترجم)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) - کی کوئی چیز ایسی نہین جو موجب ہمدردی کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھہ ٹھیک طور پر قائم نہین کر سکتے تاہم کرنیل واسوس کی آیلیون کو ذریعہ سی راہ جزیرہ سیری گو اتہنز سے باآسانی خط و کتابت کر سکتا ہی اگلو دن کی بات ہی کہ مینے ایک نامہ خبار مین پڑھا جو اسی علی کیا نوسی بھیجی گئی تھی نہایت تعجب کے ساتھہ پڑھا کہ محاصرہ کی وجہ سے باغی مجروحین ڈاکٹری امداد اور ادویات سے بھی محروم ہین اور ان بیچارون کو اپنی صحت یابی قدرت اور طبیعت پر چھوڑنی پڑتی ہی حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجھ سے ذکر کیا کہ علی کیا نو کے ہسپتال مین آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہی - امر حق یہ ہی کہ جو لوگ گرانی غلہ کی مصیبتین برداشت کر رہے ہین - اور جو حکام کی مدد نہ ملنے کی صورت مین عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہونچ جاینگے - وہ یونانی اور عیسائی نہین ہین - بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہین جو اپنے تباہ شدہ گھرون سے شہرون مین بھاگ آئے ہین - ابتک ترکی حکام ان بدبخت بیماری گزینون کی تا بمقدور دستگیری کرتے رہے ہین - مگر ان کا بیان ہی کہ ہم ان کو زیادہ کھانا نہین دے سکتے کیونکہ اس غرض کے لئے ہمارے پاس کوئی روپیہ نہین (اے مسلمانانِ ہند مظلومانِ کریٹ کی مفلوک الحالی کیا تم کو بھی اس سے بڑھ کر تصدیق چاہتے ہو - ایڈیٹر) کیا اچھا ہو اگر اوس ہمدردی کا جو ان نیک بخت عیسائیون کی خیالی مصائب پر ضائع کی جا رہی ہی کچھہ تھوڑا سا بھی حصہ نامراد و تباہ مسلمانانِ کریٹ کی طرف منعطف کر دیا جاوے جو اپنا کل خان و مان برباد اور کل اثاثہ غارت کر چکے ہین اور ہر روز فاقہ کشی کی بھیانک دیو کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھہ رہے ہین -

باشندگان انگلستان کے دلون مین ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیون اور باغیان کریٹ نے ہم مذہبی کا واسطہ ڈالکر بیشمار اپیلین کی ہین - انگلستان مین بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثون مین فقرہ "مظلوم عیسائیان" نہایت کثرت و تکرار سے استعمال کیا جاتا ہی - اس مسئلہ مین عیسویت کے مضمون کا کسیطرح بھی داخل ہو جانا نہایت قابل افسوس ہے - کیونکہ علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگون مین ہمدردی پیدا کرنیکا ذریعہ بنانے کی غرض سے کریٹیون کو عیسائی کے نام سے پکارنا لفظ "عیسائی" کو ناپاک کرنا ہی - یہ لوگ "عیسائی" عاجز و معصوم عورتون و بچون کو ابلیسانہ خونخواری کے ساتھہ نہایت بیدردی سے قتل کرتے ہوئے اور دیگر ناگفتہ بہ افعال ان سے اونکو یاد دلاتے ہین جو فی الواقع بھیڑون کے لباس مین بھیڑیئے ہین - اس بات پر کہ وہ ایسی جنگ کو کیا ذکر لانے کی گنجایش نہین رکھتے اونھون نے مسلمانون کی جایداد و ان و جانون کے باقی نہ چھوڑنیکا قطعی فیصلہ کر دیا ہی جو کچھہ جور و ظلم جاری ان "ہم مذہبون" (طنزاً) نے تعصب عیسائیانہ و شقی کی بنیاد پر مسلمانون پر توڑے ہین - اوسکو بیان کرنیکا قلم کو یارا نہین مختصر کیفیت یہ ہے کہ سب سے پہلے عیسائیون نے وہان کے مسلمانون کو ہتھیار رکھدینے کے لئے کہا مسلمانون نے (اور یہ بالکل طبعی امر تھا) اپنی بندوقین دینے سے انکار کر دیا کیونکہ پاس صرف یہی ایسی چیز تھی جس سے وہ اپنی اور اپنے قبائل کی حفاظت کر سکتے تھے - اسپر عیسائیون نے اون پر حملہ کیا - اور مسلمانون نے جو تعداد مین

یونان کو ولنسے اپنی فوج اور بیڑہ واپس منگوالینا ہم دواجب ہے۔ اس واپسی کیلئے کوئی تاریخ معین نہ کی گئی۔ کیونکہ سفرا کو اپنی اپنی گورنمنٹوں سے جو ہدایات موصول ہوئی تھیں۔ وہ اس بارہ میں مختلف تھیں۔ تاہم اسپر سب کا اتفاق ہوگیا تھا کہ فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) ۔ شامت اعمال سے بمقام کونلظرپولیس چند ترکی قیدیوں کو سنگسار اور سنگترے دے بیٹھا جس سے عیسائی بیانات دو
کو حیرت کرنے اور بطور فدیہ زیر حراست کر دینے کیلئے حجت ملگئی۔ بعد ازاں میرے سر پر دو گولیاں اس بیہودہ بنیاد پر کہ میں نے بھاگنے
کی کوشش کی ہے چلائی گئیں۔ میرے بھاگ جانیکا نتیجہ اس سے نکالا گیا کہ میں جس یونانی سپاہی کی حراست میں تھا اسنے ان گولیوں
سے بچنے کے لئے جو ہمارے ارد گرد پڑ رہی تھیں مجھے گالوں سے تقریباً پچاس گز پرے لیجانے پر اصرار کیا تھا۔ المختصر کریٹ میں بلوہ
بیکل عنصر عیسویت کی نسبت جسقدر تھوڑا کہا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

جو مزکی فوج باغیوں سے معرکہ آرائی کر رہی ہے۔ اسکو تعداد میں ان سے وہی نسبت ہے جو ایک کو تین سے مگر مجھے یقین ہے کہ اگر متخاصمین کریٹ کو آپس میں نپٹ لینے دیا جائے تو عیسائی اسسے زیادہ کامیابی حاصل کر سکیں جو انکو اب تک ہو چکی ہے یعنے بڑی سے بڑی کامیابی انکو یہ ہو کہ شہروں کا محاصرہ کریں۔ ان کریٹی محبان وطن کی بہادری کی تعریفیں ہم نے سنی تو بہت ہیں۔ لیکن جزیرہ میں جب کبھی کوئی فی الواقع لڑائی ہوتی ہے۔ تو انمیں یہ بہادری بہت ہی کم مقدار میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کریٹی باغی غنیم کے ساتھ دست بدست لڑائی کبھی نہیں کرتے مگر اس صورت میں جبکہ انکی تعداد دشمن سے بہت ہی زیادہ ہو۔ اسی لئے سنگین نہیں رکھتے انکا پسندیدہ طریقہ لڑائی کا چٹانوں کی اوٹ سے رائفل چلانا ہے۔ نظیر کے طور پر ملاکسا کی لڑائی کو ہی لیلو۔ اخبار ڈیلی گرافک کے نامہ نگار جب [illegible] نے لڑائی کو صرف خلیج سودا سے ملاحظہ کیا تحریر فرماتے ہیں کہ "چار بجے کے قریب باغیوں نے عمارت ملاکسا کی گڑھی یا چھوٹے قلعہ پر واقعی شاندار انداز سے دھاوا کیا"

مگر یہ بیان بالکل غلط ہے۔ میں میدان جنگ میں موجود تھا اور میں نے لڑائی کو ابتدا سے آخر تک اچھی طرح دیکھا۔ ۵۰ ترکوں نے جو گڑھی میں پیچھے رہ گئے تھے حملہ آوروں سے ایک بیس گنی سو باغیوں کے مقابلہ میں گڑھی کی نہایت بہادری سے حفاظت کی۔ تین دن سے انہوں نے پانی کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ اور غذا بھی انکو بہت کم ملی تھی۔ اس سے انکے جسموں کی نحافت اور کمزوری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ حملہ آوروں کی خطرناک گولہ باری اور رائفل باریوں کا جواب دینے کے مشکل قابل رہ گئے تھے۔ لیکن بایں ہمہ انہوں نے اس ٹوٹی پھوٹی گڑھی کی اس وقت تک حفاظت کی جبتک انہیں کچھ سکت باقی رہی۔ اور جب وہ اور زیادہ حفاظت نہ کر سکے۔ تو سفید جھنڈا لہرا کر انہوں نے کریٹیوں کو گڑھی میں داخل ہو جانے دیا۔ باغیوں نے عمارت پر مطلقاً کوئی دھاوا نہیں کیا تھا۔ برخلاف اسکے ترکوں کے ہتھیار رکھدینے سے پیشتر وہ کئی گھنٹوں تک چٹانوں میں ادھر ادھر دبکے بیٹھے رہے تھے اور اسطرح کتے اوس زخمی شکار کے گرد جسکو چھونے کی وہ جرأت نہیں کر سکتے غراتے رہتے ہیں۔ اسطرح سے وہ بیتادائے کرتے رہے "ہم نے اب تمکو قابو کر لیا ہے" "ذرا ٹھیرو تک صبر کرو" "جیسا اندھیرا ہو جائیگا ہم ڈائنامیٹ لیکر واپس آئیں گے اور تمکو اڑا دینگے" باغی فی الحقیقت غیر باقاعدہ ان بلوائیوں کا ایک گروہ ہیں۔ وہ اگر [illegible] مسیحی طاقت کے [illegible] کی باقاعدہ سپاہ کے مقابلہ میں آئیں تو ایک پل بھی نہ ٹھہر سکیں [illegible] سپاہی بھائی ہیں جنہوں نے [illegible] واقع [illegible]

یا کم از کم یونانی گورنمنٹ کو بھیج دیا جانا چاہئے۔ ورنہ اولاً روس نے جرمنی آسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے اس سے زیادہ مضبوط کارروائی کی۔ روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۲۵ فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دو ٹوک مطالبہ کیا گیا کہ یونان تین دن کے اندر کریٹ سے اپنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) بتیرہ جان توڑ حملے کئے تھے (نامہ نگار) ۱۸۷۷ء کے جنگ عظیم روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں پر جو حملے کئے تھے انکی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر) اگر ذکائی تعداد میں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدی جائے تو طرفۃ العین میں کریٹ کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کردیں۔

اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے ذاتی مشاہدہ و تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ کریٹی ایسے جاہل مطلق ہیں کہ الکلوف الحقیقت معلوم نہیں کہ وہ کیلئے ٹرکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ اکثر دہقانی تو محض اسلئے لڑ رہے ہیں کہ انکے آباؤ اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ مگر یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں نے بھڑکایا ہوا ہے کریٹی الحاق اور خود مختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ یونانی اور لاطینی مفسد جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسا سکھایا گیا ہے کہ جب ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو طوطے کی طرح فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کر دیا جائے۔ اور جبتک ہمارا ایک فرد بھی رہے آٹونومی (اندرونی خود مختاری) تسلیم نہ کریں گے انکی سفاہت اسی جواب سے مترشح ہو رہی ہے۔ یہ لوگ آزادی کیلئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنیکے لئے اپنی جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کر رہے ہیں مگر یونانیوں کو ایسے لوگوں سے کوئی دلی الفت نہیں۔

اس بحث کو ختم کر کے مسٹر ہیٹ دولِ یورپ کی باہمی رشک و رقابت کی وجہ سے مسئلہ کریٹ کی اب تک غیر منفصل رہنے کا مجملاً ذکر کرنیکے بعد فرماتے ہیں کہ جزیرہ پر ٹرکی کی کامل حکومت تو ختم ہو چکی ہے اور اسکا دانشمند ترکوں کو چنداں افسوس بھی نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کو جزیرہ سے کبھی فائدہ نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ کا درد سر اور خرچ کا مصالحہ ہے۔ مگر یہ مشکل درپیش ہے کہ کریٹ میں کیا کسی طرح کی آٹونامی چل بھی سکتی ہے کیونکہ سلف گورنمنٹ کیلئے باشندگان کریٹ سے چندہ کرنا قابل آبادی کا دینا پڑیگا مشکل ہے۔ یونان کے ساتھ الحاق کرنا آٹونومی سے بھی بدتر تجویز ہے یونان بالکل دیوالیہ ہے۔ اگر پرائیویٹ اشخاص امداد نہ کرتے تو سرحد تھسلی پر یقیناً سے فوجیں تک نہ جا سکتیں جو شخص یونان میں رہ کے آنکھوں سے افلاس اور بدنظمی کو دیکھ چکا ہے وہ کبھی توقع نہیں کر سکتا کہ یونان کے ماتحت کریٹ کی تمدنی و ملکی حالت سنور سکیگی۔

علاوہ بریں جب الحاق کی خوشی ختم ہو جائیگی تو ان خواہشمند الحاق کریٹیوں کو وہ محاصل اور ٹیکس ادا کرنے پڑینگے جو ترکوں کے عہد سلطنت سے جو خواہ وہ ادا کئے جاتے ہیں یا بہ پانچ گنہ سے بھی زیادہ ہونگے۔ اور انکی وصولی کیلئے یونان کو کریٹ میں کثیر التعداد فوج رکھنی پڑیگی کیونکہ کریٹی سیدھے ہاتھوں کوڑی دینا جانتے نہیں۔ اور اتنی فوج رکھنے کی یونان کو وسعت نہیں اور جب معقول فوجی انتظام نہ ہوا تو وصولی نقد درکنار مسلمانوں کی جان و مال کا بھی خدا حافظ ہوگا

آخر میں صاحب موصوف کو اسکا چارہ یہ نظر آتا ہے کہ کریٹ دول عظام میں سے کسی ایک کے حوالہ کیا جائے۔ وہ سخت افسوس کرتے ہیں کہ لارڈ بیکنسفیلڈ نے ۱۸۷۸ء میں قبرص کے فضول جزیرہ کی جگہ کریٹ کیوں نہ سلطان سے مانگ لیا۔ مگر دول کے باہمی رشک و حسد سے اس تجویز کے پورا ہونے کی امید بہت کم ہے اسلئے دول عظام سے مکرر التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے میں سے کسی ایک کو کریٹ دینا پسند نہ کریں۔ تو وہ جزیرہ کے امن و امان کا

بیڑہ اور کل ترکی فوج واپس منگوا لے۔ اگر اس نے مزید مزاحمت کی یا مزید مشکلات پیدا کیں یا اپنے آپ کو خود غرض اور اپنا نفع ڈھونڈنے والے دوستوں کی اغوا اور دھوکوں میں آ جانے دیا اور انکی شہ پا کر تیار رہا۔ تو روس فی الفور جوابی کارروائی شروع کر دیگا۔ اور یونانی [illegible] کریٹ کی ہی صورت کا اعلان کر دیگا۔

اگلی صبح کا چھپا یونان پر بڑا اگر اثر ڈالا یکم مارچ ۱۸۹۷ء تک کوئی جواب نہ دیا گیا۔ دول یورپ کے بیڑوں کے امیر البحروں نے عام طور پر کریٹ میں یکم مارچ کا اعلان شائع کر دیا کہ یورپین افواج نے جزیرہ کو روکنے کیلئے قصبات کینیا اور [illegible] پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور جب تک مسئلہ کریٹ کا قطعی تصفیہ قرار نہ پائے یہ قبضہ قائم رہیگا۔ اس اعلان کا باغیوں نے یونانی بحری کمانڈری کی معرفت زبردستی امیر البحروں کے مخاطبین) امیر البحر کانی وارو کو یہ جواب دیا کہ کریٹ اور باب عالی کا باہمی تعلق بالکل منقطع ہو چکا ہے اور کریٹ اسکے سوا اور کوئی تصفیہ منظور نہیں کریگا کہ کریٹ یونان کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔ اس جواب پر کئی سرغنہ باغیوں کے دستخط تھے۔ اور سیتیا جزیرہ میں ترکی آبادی بہت زور شور کے ساتھ مشتعل تھی۔ اور جا بجا باغیوں اور مسلمانوں میں مٹ بھیڑ ہو رہی تھی۔ ۸ مارچ کو [illegible] سامان رسد لانے کیلئے نظام فوج کی پناہ میں کینیا سے باہر نکلے۔ باغیوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور لڑائی میں کئی مسلمان اور نظام فوج کے سپاہی شہید ہو گئے۔ اس پر ایک ترکی فرانسیسی جنگی جہاز جو بندر میں موجود تھا۔ باغیوں پر گولہ باری شروع کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) معقول انتظام کر دیں۔ اور ملکہ انگلستان اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ وہ یونان کے سپرد نہ کیا جائے اگر ایسا کیا گیا تو انیسویں صدی کے سخت سنگین جرائم یا یوں کہیے نہایت ہی سخت پولیٹیکل غلطیوں میں سے ایک غلطی ہوگی

مگر ہم صاحب موصوف کی خدمت میں مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ابھی تحمل کریں تیل کی دھار دیکھیں۔ ترکی کو اپنی عملی [illegible] تو جزیرہ سے اٹھا لینے دو۔ پھر کسی نئے انتظام کا فکر کرنا۔ جناب والا آپکے دانشمند ترک خواہ کچھ ہی ہوں سلطان المعظم اس ملک کو جو اڑھائی سو برس ہوئے بیس برس کے مسلسل جنگ و جدال اور ہزاروں بہادر ترکوں کے خون سے فتح کیا گیا تھا کبھی ایسی آسانی سے اپنے ہاتھ سے نہیں نکلنے دیں گے۔ اون کے پاس بحیرہ روم میں اس جزیرہ کے سوا جسکے قلعے ناممکن التسخیر ہونے کی وجہ سے بعض سلطنتوں کی نظروں میں بطرح کھٹک رہے ہیں۔ اور کون کارآمد ٹاپو باقی رہ گیا ہے۔

مسٹر ارنسٹ بنیٹ صاحب ہمکو آپکی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں۔ مگر شاید آپ کو معلوم نہیں کہ اگر خدانخواستہ آج کریٹ سے سلطان المعظم کا اقتدار اٹھ جائے تو پھر مصر و تیونس پر کسی وقت سلطان کا تسلط قائم ہونا ہی ناممکن نہیں ہو جائیگا بلکہ دوسرے ہی دن شمالی افریقہ کے باقیماندہ ممالک طرابلس بنی غازی اور فیضان اور شام اور فلسطین بھی ترکی عملداری سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو جائینگے۔ اس امر کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم اسوقت بھی بخوبی جانتے ہیں۔ اور ۱۸۷۸ء میں بھی بخوبی جانتے تھے۔ پس آپکا نتیجہ جنگی کے خیالی نکالنا یا لارڈ بیکنسفیلڈ کی فروگذاشت پر آزردہ خاطر ہونا بالکل بیہودہ ہے۔

؎ یہ پیچھے سے بظاہر [illegible] اور اصل [illegible] دوسری طاقت کی حرکات کی نگرانی کرتے تھے [illegible] کر کے کوئی خاص اقتدار یا قابو حاصل کرنے کیلئے ۱۸۹۷ء میں کریٹ [illegible] ہیں۔

مگر وہ تین گولے ہی چلانے پایا تھا کہ دول اجنبیہ کے امرا البحر نے اوسے روک دیا۔ وہ آتشباری سے باز آگیا۔ اور مسلمان سامان رسد لیکر جھٹ پٹ شہر کو واپس چلے گئے۔ اسی دن باغیوں نے قصبات نکلا ریا اور بیرڈ کو روکو آگ لگا کر تودہ خاک بنا دیا۔

جب روس کی دھمکی بھی بے اثر رہی تو ٹرکی نے بسرعت تمام جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ یونان کئی ہفتوں (بلکہ برسوں سے) یہ تیاریاں کر رہا تھا۔ باب عالی نے سالونیکا حکم بھیجا کہ فوج ردیف کی ۲۷ پلٹنیں یونانی سرحد کو روانہ کر دیجاویں۔ ان پلٹنوں نے

بلاد امیر المؤمنین سے اسو اقعہ سے ۔۔۔۔۔ پکچھ عرصہ پیشتر کل ہی خواہان سلطنت و خادمان خلافت عظمی کو سلطنت نے آئندہ کام میں مدد دینے کا موقع بخشنے کیلئے فوجی درستی و استحکام کیلئے اعانت عسکریہ کے نام سے ایک فنڈ کھول دیا تھا جسمیں ابتک تقریباً ڈیڑھ کروڑ جمع ہو چکا ہے فرمان سلطانی کا خلاصہ انشاء وکیل نے حسب ذیل شائع کیا تھا۔

"باب عالی نے جدید پالٹیکس (دفتر بیشہ و سیہ) کے علاوہ تحریک اعانہ کیلئے چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ یہ گو علانیہ نہیں مگر بالکنایہ مسلمانوں ہی کا مذہبی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اسکے اعلان میں زیادہ کہا گیا ہے کہ عیسائیوں کیلئے یہ چندہ دینا اختیاری ہے۔ اس کیلئے ۵۔۱۰۔۱۴۔۱۶ ۵۰۔۱۰۰ پیاسٹر کے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں کہ حسب توفیق جس مالیت کا کوئی چاہے ٹکٹ خرید لے۔ مگر یہ کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زیادہ چندہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ جسقدر کوئی زیادہ دیگا اسیقدر زیادہ شکوری سے قبول کیا جاویگا۔ دو ہزار پیاسٹر چندہ دینے والیکو خلیفۃ المؤمنین کی بارگاہ سے تمغہ عطا ہوگا جسپر اسکا نام بھی کندہ ہوگا۔ سو پیاسٹر کا ایک ترکی پونڈ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک پیاسٹر ڈھائی آنہ کا ہوتا ہے۔ ممالک محروسہ اسیں مصر کے مسلمان اس فنڈ میں بڑی مستعدی سے چندہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ المؤید مصری سے جو پہلی ڈاک میں موصول ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے مشہور شہر منصورہ کے قبیلہ آل عبد اللطیف نے اپنے سردار شیخ مصطفیٰ کی معرفت پانچسو پونڈ (آٹھ ہزار روپیہ) اس میں ارسال کئے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ ہندوستان اس وقت قحط کی خوفناک مصیبت میں گرفتار ہے جس سے مسلمان اپنی مفلسی و تلاش ہونیکی وجہ سے زیادہ سرگرداں و پریشان ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی خاص ہندوستان میں متعدد تعلیمی خیراتی چندوں کا خرچ اون کے سر پر پڑا ہوا ہے۔ مگر اون کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے جو ممالک عثمانیہ میں آباد ہیں نظیر پکڑنی چاہیئے۔ ہماری طرح وہ بھی قحط کی بلا میں گرفتار ہیں۔ اسجگہ امساک بارش اسکا باعث ہوا ہے۔ تو وہاں کثرت باران۔ ہماری طرح اونپر بھی چندوں کی بھرمار ہے۔ ہم میں سے تو بہت تھوڑے ہیں جو کچھ دیتے ہیں۔ اور وہ برابر ہر کام میں حسب مقدور دریغ نہیں کرتے۔ آرمینیا۔ ایشیائے کوچک اور کریٹ کے فلاکت زدہ اور عیسائیوں کے دست ظلم سے ظلم رسیدہ مسلمان بھائیوں کیلئے وہ ابھی بڑی فراخ حوصلگی سے لاکھوں روپیہ دے چکے اور دے رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم تخمینت دینے والوں سے اسلام اور خلیفۂ اسلام کی خدمت و حفاظت میں اپنی جانوں کو بھی قربان کر رہے ہیں۔ علاوہ اپنی عمر کے کار آمد اور گرانمایہ وقت کو یعنی بیس برس کی عمر سے چالیس کی عمر تک (وقف کئے ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ ہندوستانیوں کیلئے باعث شرم و ننگ نہ ہوگا کہ وہ چند آنوں اور روپیوں سے بھی خلافت اسلامیہ کی خدمت کرنے سے پہلو تہی کریں۔ ۵ پیاسٹر ہمارے سکے میں ساڑھے بارہ آنہ ہوتے ہیں جسکو ہر قحط زدہ سے قحط زدہ مسلمان بھی دینے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں کو تیاری تعیلات اور کسیقدر دیگر بواعث

ایشیائی علاقہ سے (جیرہ) اسورا کے یوروپین ساحل کے بندرگاہ) روڈوسٹو کے راستہ (سالونیکا قسطنطنیہ ریلوے کے سٹیشن) اشو بو
پہنچکر وہاں سے یکے بعد دیگرے ایک سو ریلوے ٹرینوں (قطاروں) پر سالونیکا جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور پھر وہاں سے ہیڈکوارٹر میں
پہنچنا تھا۔ ہیڈکوارٹر اور فوج کے قیام کرنے کے لیئے کمپ مقام کیلا رتا یم کیا گیا۔ یہ قصبہ سالونیکا۔ مناسطر ریلوے کے سٹیشن سورووچ سے ۲ میل
کے فاصلہ پر ہے۔ دوسری طرف (اس امر کے حفظ ما تقدم کے لئے کہ نہیں بلگیریا بھی ٹرکی کو یونان کیطرف مشغول دیکھکر بر سر فساد
نہ ہو جائے) توپ خانہ۔ رائفلوں اور سامان حرب کی ایک سو ریلوے گاڑیاں (قسطنطنیہ سے) ایڈریانوپل بھیجدی گئیں۔ ان احتیاطوں
کے جواب میں یونانی گورنمنٹ نے بتاریخ ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۱ و سنہ ۱۸۹۲ء کے ریزرو سپاہیوں کی طلبی کا حکم صادر کردیا

یونان نے کئی دنوں کے بعد دول یورپ کے مراسلہ کا جواب نفی میں دیا۔ اور کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنیکے لیئے جدید معاملات
میں مداخلت کرنا اوس پر فرض عین ہے۔ مزید برآں تجویز خود مختاری سے اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس تجویز کی کامیابی
کیلیئے مقدم شرط یہ ہے کہ کریٹی بھی اوسے منظور کرلیں۔ اور چونکہ اونہوں نے اسے نامنظور کیا ہے۔ یونان اونکے فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے
پر پابند ہے۔ یونان نے اس جواب میں یہ بھی لکھا کہ بیڑہ اور فوج کے واپس بلا لینے پر یقیناً مزید بربادی ہو جائیگی۔ جن کو یونانی
کبھی پیچھے نہیں رہ سکیں گے۔

یونان کی اس سفیہانہ کم ظرفی کے برعکس ٹرکی نے دول کی مشترکہ یادداشت کو صورت حال کی اہمیت پر لحاظ کرکے بلا حجت
بتاریخ ۶ مارچ قبول کرلیا۔ اور اس قبولیت کے ساتھ صرف یہ اعتراض کرنے پر اکتفا کیا کہ اوسے امید ہے کہ کریٹ کی مجوزہ انتظامی خودمختاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷)۔ اپنی ذات کو ما سوا دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں۔ اور جن معدودے چند کو ہوش آئی ہے تو وہ زبانی ہمدردی ہی کو
کافی سمجھتے ہیں۔ عوام الناس تو علیحدہ رہے ہندوستان میں کم از کم چار سو مسلمان اخبارات ہونگے جنمیں سے سوائے دو ایک کے شاید ایک نے بھی اس
خالص قومی ہمدردی بلکہ محض انسانی ہمدردی کے معاملہ پر ایک سطر بھی نہیں لکھی ہوگی۔ ترغیب و تحریص تو بالائے طاق رہی۔ حتی کہ جب ایک
نیکدل صوفی مشرب ہندو اخبار نے نہ صرف پوری ہمدردی بلکہ معقول رقم زر چندہ میں عطا کرنے پر بھی مستعدی ظاہر کی۔ گو اسوقت بھی
کسیکی رگ حمیت مشتعل نہ ہوئی۔ آج کے اخبار میں اسی بارہ میں ہمارا ایک محب قوم نامہ نگار قوم اور اخبارات کی خدمت میں اپیل کرتا ہے دیکھیئے کہ
اثر قوم پر کہانتک پڑتا ہے۔ اور کیا اسکی خود غرضیاں اور تن پروریاں اسکو اسطرف متوجہ ہونے دیتی ہیں یا نہیں۔

اگر قوم اور اخبارات خواب غفلت یا نشہ خود غرضی سے بیدار ہو گئے (جسکی امید نہیں ہے) تو اسوقت بھی گو امر کار خیر کو با حسن وجوہ تکمیل
تک پہنچانے کیلیئے شہر بشہر اور دہ بدہ باقاعدہ چندہ کی فہرستیں کھولی جائیں اور مجالس قائم ہونیکی ضرورت ہوگی جس امر کا قوم کی بیداری سے
پہلے وقوع میں آنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اگر کوئی عالی حوصلہ اس نیک کام میں شریک ہو کر بہرہ اندوز سعادت دنیوی و اخروی ہونا چاہتا ہے
تو اسکے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسی انجمن یا مجلس کے انعقاد کا انتظار کرتا رہے۔ وہ جسقدر رقم فنڈ میں دینا چاہے اسکو ترکی قونصل جنرل
مقیم بمبئی کی خدمت میں بھیج سکتا ہے۔ اور انکا یہ فرض منصبی ہوگا کہ جو رقوم انکو اسطرح سے وصول ہوں انکو آستانہ علیہ میں پہنچا دیں۔ ہندو
جیسا کہ بہتر ہو سکتی ہو کہ اسطرح سے مہذب ممالک میں قاعدہ ہے۔ عالی ہمم احباب اخبارات کو جنہیں اعتبار ہو زر چندہ بھیجتے ہیں اور وہ اخبارات
بالمقابل انہیں شائع کرتے ہیں یا ... ایک معقول رقم جمع ہو جائے تو اسکو براہ راست یا بتوسط ترکی قونصل قسطنطنیہ کی سنٹرل کمیٹی کے
پاس بھیجدیں۔

کے متعلق دولِ یورپ کیساتھ اسکا عنقریب سمجھوتہ ہو سکیگا۔ دریں ولا یونان اور ٹرکی میں فوجی تیاریاں بھی بدستور سرگرمی کیساتھ جاری تھیں۔ فوجی آراستگی کیلئے باربردار سٹیمر لگاتار سامان حرب رسد اور اسلحہ تھسلی کو پہنچا رہے تھے۔ اور ترکی سرحد پر یونانی فوج مستعدی کیساتھ جمع ہو رہی تھی۔ یونانیوں کی جوشی کمال کو پہنچ گئی ہوئی تھی۔ فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونیکے لیے آئے تھے اتھینز میں جوش و خروش سے استقبال کیا گیا جو جنون کی حد تک پہنچ گیا ہوا تھا۔

ادھر ترکوں نے اسوقت تک جنوبی البانیا اور ضلع یم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھسلی پر بھیجا ہوا تھا۔ سرکاری طور پر یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ۲۰ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل۔ سولہ میدانی باٹریاں اور ۴۴ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہو جائیں گے۔ جنوبی البانیا کی تین ولایتوں کے باشی بزوقوں کا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے مستقل بالذات علیحدہ دستہ بنایا گیا۔ اور ان تمام افواج کی اعلے کمان مشیر ادہم پاشا کو تفویض کیگئی۔ دول یورپ بھی اپنے کام میں برابر مصروف تھیں۔ انہوں نے یونان کی بجائے اب کریٹ کے بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کرکے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جسپر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ القیدس اور نیوپس کریٹ سے واپس منگوالئے۔ یونانی کرودر موسومہ ویکالی ۱۸ مارچ کی رات کو اس سے پیشتر پایرس کو واپس چلا گیا ہوا تھا۔ بعد ازاں فرنچ اور اطالین افسروں نے یونانی کیمپ میں جا کر کرنیل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لیکر جزیرہ سے چلے جانیکا پیغام پہنچایا۔ مگر اس امر کا بھی کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کے چلے جانیکے بعد کریٹ پر کسکا قبضہ رہے۔ کوئی طاقت یہ دردِ سر خریدنے پر بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی۔ اٹلی اور فرانس نے تو اپنی اپنی ملک کی عام رائے کی لحاظ سے اس بات سے بالکل کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور روس انگلستان سے بھی کوئی آگے بڑھنے پر رضامند نظر نہ آتا تھا۔ نہ گورنر کی تقرری کیلئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی۔ اور بد امنی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ کینیا کے جرمن نائب قونصل نے شکایت کی کہ قونصلخانہ کے عام نشان و علم پارہ پارہ کر دیئے گئے ہیں۔ تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیے ۱۶ مارچ کو سرغنہ باغی طالبین امیر البحر کے جہاز پر گئے مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے اندرونی خود مختاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس انکار کے باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کر کے کینیا میں اس مختاری کا اعلان کر دیا کسامو ‏‏س۔ ریتمو سہر اکلیاف اور سیٹیا سے باغیوں کی بسعدستی پر لڑائی ہونیکی خبریں پے در پے موصول ہو رہی تھیں۔ ۱۹ مارچ کی رات کو کینیا کے قریب جوار میں پھر لڑائی ہوئی جس میں ۵۰ زخمی اور ۶ قتل ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو (نساف) دار کروز سبی نیکو نے ایک یونانی جنگی جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب مفسدین جہاز پر گولہ باری کی تھی سمندر میں غرق کر دیا مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر پہنچ گئے اور بچ گئے۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کے عزم کی باضابطہ اطلاع دیگئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفرائے دول مقیمہ اتھینز کے پاس اسکے برخلاف عذر خواہی مراسلہ بھیجا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑ جائیگا۔ کیونکہ فسادات کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی اور باشندوں کا مدار صرف باہر کی اجناس پر ہے جس کی درآمد محاصرہ سے رک جائیگی۔ مگر اس عرضی کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور محاصرہ کا یہ منصوبہ باغیوں کے عزم میں کچھ فرق نہ پڑا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ ۲۵ مارچ کو انہوں نے کینیا کے قریب ترکی

بیڑی چوکیوں پر حملہ کر کے بالخصوص گریٹی لاکسا پر بڑی سختی سے دباؤ ڈالا گیا۔ اور اسپر گولہ باری بھی کی جسپر گریٹی کے قلیل التعداد گیریسن (مقیمہ وقت) کو ۲۰۔ آدمیوں کے شہید و مجروح ہو جانیکے بعد اوسے خالی کر دینا پڑا۔ آخر ۲۰ مارچ کے ۴ بجے اجنبی جنگی جہازوں کو بھی جو خلیج سودا میں موجود تھے باغیوں کی پیشقدمی کو روکنے کیلیے آتشباری کرنی پڑی۔ اور تقریباً ایک سو گولے چلائے گئے۔

اس گولہ باری میں انگریزی جہاز بھی شریک تھے۔ بلکہ پہلا گولہ ایک انگریزی جہاز سے ہی چلایا تھا جسپر انگلستان کے متعصب اور پادریوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے عیسائیوں پر کیوں گولہ باری کی۔ مگر ان عیسائیوں کی بد اطواری اور خباثت ہی ایسی بڑھ گئی تھی کہ طاقتیں باہم ہم مذہبی کے باوجود اونپر زیادہ درگذر نہ کر سکتی تھیں۔ اسواقعہ سے کچھ عرصہ پہلے جبکہ کریٹ کے ستم رسیدگان مسلمانوں کی مظلومیت اور خلاکت انتہائی درجہ کو پہنچ گئی تو جلالتمآب امیر المؤمنین کے حسب الارشاد انکی دادرسی کیلیے قسطنطنیہ میں چندہ کی فہرست کھولی گئی۔ اور اس کام کی نگرانی کیلیے ایک خاص کمیشن قایم کی گئی جو ابتک لاکھوں من آٹا اور ہزاروں روپیہ کے پارچات کریٹ بھیج چکی ہے۔ اسیوقت مسلمانوں کے اکثر یتیم لڑکے سلطان المعظم نے قسطنطنیہ منگا لئے۔ اور اپنے خرچ سے انکی پرورش اور تعلیم کا انتظام کر کے انکو سلطنت کے مختلف صنعتی اور دیگر مدارس میں داخل کر دیا۔ متذکرہ صدر کمیشن کے قیام سے ہندوستان میں بھی چند عالی ہمت و سخی اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کیلیے تحریک کی جس تحریک میں ابتدا کرنے اور اپنی کوششوں کو لگاتار قایم رکھنے کا کریڈٹ اخبار وکیل امرتسر کو حاصل ہے۔ جس کے بعد سب سے نمایاں کارروائی مدارس کے مسلمانوں، پیسہ اخبار لاہور اور ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کلکٹر انعام سیا حیدر آباد دکن نے کی۔ مگر افسوس انگلستان اور ٹرکی کے پولیٹکل تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے اس خیراتی کام میں جو کسی حد تک گورنمنٹ کو بھی ناگوار نہیں گذر سکتا۔ ویسی کامیابی نہ ہوئی جیسی کہ محاربہ روس و روم کے وقت ہوئی تھی۔ اسوقت ہندوستان سے تقریباً چالیس پچاس لاکھ روپیہ بھیجا گیا تھا۔ اور کوئی شہر بلکہ معمولی قصبہ بھی ایسا نہ تھا جہاں چندہ کی تھوڑی بہت مقدار جمع نہ ہوئی ہو۔ اسکے برعکس اس دفعہ جو چندہ ہوا۔ اسکی مجموعی مقدار کا اندازہ چاروں زبردست تحریکوں کی وصول کردہ رقموں سے ہو سکتا ہے۔ اخبار وکیل اپنے سٹاف کی معقول رقم چندہ سمیت تقریباً ایک ہزار روپیہ۔ پیسہ اخبار تخمیناً نو سو روپیہ اور ملا عبد القیوم صاحب چھ ہزار کچھ سو اور مسلمانان مدارس تقریباً پندرہ ہزار روپیہ جمع کر سکے۔ وکیل نے مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں فراہمی چندہ کی دوبارہ باقاعدہ تحریک کرتے وقت ابنائے ملک سے جو اپیل کیا تھا اسکو یہاں بجنسہ نقل کر دینا نامناسب نہ ہوگا:۔

اپیل مسلمانانِ ہند کی خدمت میں (از مظلوم مسلمانانِ دولت عثمانیہ روم کی امداد کیواسطے)۔ کوئی قوم قوم کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی جبتک کہ تمامی حالت میں اسکے ہر فرد کو ایک دوسرے سے ہمدردی نہ ہو۔ کوئی مذہب مذہب کی تعریف میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ اسکے ماننے والوں کے دل میں باہمی اخوت کا خیال جاگزین نہ ہو۔ کوئی شخص انسان کے لقب سے ملقب ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا جبتک کہ وہ ان اوصاف سے موصوف نہ ہو یعنی غیرت۔ دیانت۔ راستبازی، انسانی ہمدردی اور حمیت قومی و دینی کا اثر نہ ہو۔

مسلمان من حیث القوم کل روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ آمد و رفت کی سہولتوں اور خبر رسانی کے ذریعوں نے ایک ملک کے مسلمان کی حالت سے آگاہ رکھنے میں اسقدر آسانی پیدا کر دی ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اگر وہ قوم کے ہمکنار ہونیکا دعویدار ہو باقی اسکے صفحہ

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہو گئی اور سارا دن جاری رہی ترکی نائب امیر البحر سامی پاشا (آمیدان) ایک ترکی جہاز باربرداری خشکی پر اتر کر جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بھی کچھ مقدار اتار لی - امراء بحر نے باغیوں کے سرغناؤں کو دول کی مجلس خود مختاری کی پہلی اطلاع دی مگر انہوں نے

تسلیم یا تقیہ حافظہ ایسا کچھ انکار نہیں کر سکتا کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت اور کیفیت سے اگر وہ خواہش کرے بخبر نہیں رہ سکتا اور اپنی ہمدردی کے اظہار کے فرض سے عدم واقفیت کے عذر کو پیش کرنے کا مستحق نہیں ہو سکتا +

من حیث المذہب کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پڑا ہو تمام دوسرے مسلمانوں کو جب تک وہ اپنا بھائی نہ سمجھے مسلمان نہیں کہلا سکتا اسلام نے مسلمانوں کو اگر وہ سچے مسلمان ہوں ایسا جامہ انسانیت پہنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس سے بڑھ کر پاک اور صاف خلعت نظروں کے سامنے پیش نہیں کر سکتی +

ہم اہل اسلام ہند کی خدمت میں نہایت ادب سے اس اپیل کو ان مسلمان بھائیوں کی امداد کی غرض سے پیش کرتے ہیں جو خلیفۃ المسلمین حافظ الحرمین شریفین کی مملکت میں رہتے ہیں اور جو اسی ملک کی عیسائی رعایا کی بغاوت کی وجہ سے وہ مصائب نازل ہوئے ہیں جو کسی دشمن کے حملہ کرنے سے وقوع پذیر ہو سکتے تھے ابھی آدمیوں کی شورش فرو نہیں ہوئی تھی کہ کریٹ کے مسلمانوں پر وہاں کے عیسائیوں نے دوبارہ ظلم ڈھانا شروع کر دیا گھر قصبے اور قریے جن میں مسلمان رہتے تھے پھونک کر خاک سیاہ کر دیے مسلمان خاتونان عفت مآب مسلمانوں کو معصوم بچوں کو خانماں برباد اور ادھر پھرتے ہیں اس موسم زمستان میں انکو اتنا بھی سہارا نہیں کہ کہیں سر چھپا سکیں آخر کل کریٹ کے مسلمانوں کی حالت واقعی قابل رحم ہے یونان کی خودسری اور عیسائی باغیان کریٹ کی حمایت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ ہماری برٹش جہاز نے یونانیوں کی فوج پر جبکہ وہ مسلمانوں کے کشت و خون پر آمادہ تھی گولہ چلایا - اور جبکہ ہماری برٹش گورنمنٹ اور دول یورپ کی توپوں سے سرکولی چلی جبکی یونانی فوج اپنی اس خونریزی سے باز آئی ولایت کے اخبارات تسلیم کرتے ہیں کہ قصبہ ستیا (واقعہ مشرقی کریٹ) کے قریب عیسائیوں نے تو سالم یہاں مسلمانوں کے جلا کر خاکسیاہ کر دی اور بارہ سو کے قریب مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا - باشندگان میں سے صرف سو مسلمان بمشکل جان بچا سکے الغرض وہی اخبارات دانستے ہیں کہ قریب ہی کیلئے تیس سے پینتیس ہزار سے زیادہ مسلمان عورتیں بچے اور مرد کریٹ کے متفرق مقامات میں تہ تیغ کئے گئے عیسائی باغیوں کی اس جبر دستی اور ظلم شعاری کے باوجود ہم مذہب اور ہم وطن جس مستعدی اور سرگرمی سے انکو مالی جسمانی الغرض ہر طرح کی امداد پہونچانے کی کوشش کر رہے ہیں اوسکا ایک شمہ اسلامی خبروں کی کالم سے معلوم ہو جائیگا ایسی صورت میں حمیت انسانیت اور قومیت ہندوستان کے مسلمانوں بالخصوص ہندوستان کے سب لوگوں سے ان مظلوم مسلمانان سلطنت عثمانیہ کی امداد کا تقاضا کرتی ہیں وہ کسی زیادہ تشریح و توضیح کا محتاج نہیں +

مذہبی جوش اور متعصبانہ دیوانگی کی وجہ سے جو عام عیسائیوں میں کامل مشغولی رکھتی ہیں مختلف عیسائی سلطنتوں کا گو کچھ ہی خیال ہو مگر پولیٹیکل حالت آجکل ایسی ہے کہ مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کیلئے مانع نہیں ہو سکتی مسلمانان ہند اور فرمانبرداری کے ساتھ اسلامی ہمدردی جنگ روم و روس کے وقت دکھائی تھی اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ باوجود قحط و افلاس کے ہمارے ہم وطن بھائی اپنے عثمانی دینی بھائی اور بہنوں اور ان کے یتیم و بیکس بچوں اور مصیبت زدہ بیواؤں کے ساتھ جو ہمدردی آجکل کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں صرف اس طریق سے ہو سکتی ہے کہ ہر ایک شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ بغرض امداد مصیبت زدگان فراہم ہو کر کے

کہ ہم ما قبل کو ترکی (یونان کی مفروضہ پیش دستی کو بہانہ بناکر باضابطہ اعلان جنگ بھیجا ہے) اطلاع دیں کہ بعد اوس نے بیان کیا کہ "ترکی کا یہ
بیان خلاف واقع ہے حق الامر یہ ہے کہ ترکی نے حملہ میں سبقت کی اور اوسکی افواج نے ایکطرف یونانی افواج پر جو ترکی کی سرحد کے متصل نیوٹرل علاقہ
میں مقیم تھیں حملہ کیا اور دوسری طرف خلیج آرٹا کے دہانہ میں ہمارا اسٹیمر غرق کردیا بہرحال ترکی نے اعلان جنگ کردیا ہے اور یونان نے
اوسے قبول کرلیا ہے" اس کے بعد اوس نے سرحدی واقعات کے متعلق تار خبریں پڑھ کر سنائیں۔

مگر یونانی وزیر اعظم نے ترکی پر پیش دستی کا اتہام غلط لگایا تھا یونانیوں کی متواتر یورشوں سے تنگ آجانے پر ہی ترکی وزراء نے غیر معمولی
اجلاس کرکے یونان کے برخلاف اعلان جنگ کا فیصلہ کیا تھا جس فیصلہ سے یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ پرنس ماوروکورڈاٹو کو مطلع کردیا گیا
اسپر وہ مسیو [illegible] یونانی سفارت خانہ سے یونانی علم اور نشان اوتار لے گئے۔ اور پرنس مذکور ترکی گورنمنٹ سے سفارتانہ تعلقات منقطع کرکے ۱۹ اپریل
کو قسطنطنیہ سے چلا گیا اسیطرح ترکی سفیر اتھنز سے روانہ ہوگیا اوسیوقت دونوں ملکوں نے فریق مخالف کی رعایا کو جو دونوں کے اندر رہکر اپنے
ملک سے نکل جانیکی اطلاع دیدی۔ یونانی وزیر خارجیہ نے ترکی اعلان جنگ کا جواب جو مراسلہ لکھا تھا وہ کئی پہلوؤں سے دلچسپ ہے اوسکو درج
کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل تھا "ہز مجسٹی بادشاہ یونان کے وزیر خارجیہ کو اوس مراسلہ کے وصول ہونیکا فخر حاصل ہوا جو ترکی سفیر
متعینہ ایتھنز نے جنگی تاریخ ثبت کرکے اوسے بھیجا۔ اور اوس میں اطلاع دی کہ ترکی کے برخلاف معاندانہ کارروائی کی آغاز میں یونان کیطرف سے
ابتدا ہونے کیوجہ سے دونوں ملکوں میں سفارتانہ تعلقات منقطع ہوگئے معلوم ہوتے ہیں ترکی کی شہنشاہی گورنمنٹ یونان پر انقطاع
تعلقات کی مسئولیت ڈالنیکی کوشش میں ہے مگر افسوس کہ کچھ دکھائی دیتی ہے کہ ترکی کے خلاف معاندانہ کارروائی شروع کرنا تو درکنار الٹا یونان
کو پچھلے چند دنوں میں کئی مقامات پر بالخصوص بمقام [illegible] بمقام الیاسن بتاریخ ۲۸ مارچ (طرز قدیم) مطابق ۹ اپریل ترکی افواج کے متواتر حملوں سے
نقصان اوٹھانا پڑا جبپر یونان کی شاہی گورنمنٹ نے زبانی پیغام کے ذریعہ عثمانیہ افواج کے طریق عمل کیطرف شہنشاہی گورنمنٹ کو توجہ دلانا
ضروری تصور کیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ توقع ظاہر کی تھی کہ باب العالی ایسا سریع و موثر انتظام کریگی جس سے پھر ایسے افعال کا اعادہ نہ ہوسکے
مگر شہنشاہی گورنمنٹ نے شاہی گورنمنٹ کی اس اعتدال پسندی میں اوسکی رفاقت کرنیکی بجائے ایسی کارروائی کی جس سے ظاہر ہوگیا
کہ وہ معاملہ کو طول دینی پر مائل ہے چنانچہ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ترکی فوج نے ایک سرحدی مقام [illegible] پر جو برضامندی فریقین
نیوٹرل تصور کیا جاتا تھا قبضہ کرنے کی کوشش کی یہ کوشش شاہی افواج کیطرف سے کسیطرح کا اشتعال دلائے جانیکے بغیر کیگئی اور صرف اسوجہ سے
اوس میں کامیابی نہ ہوئی کہ شاہی افواج نے مزاحمت کرکے نیوٹرل علاقہ کی بے حرمتی نہ ہونے دی اسکے ساتھ ہی شاہی گورنمنٹ اس معاملہ کو بلا تذکرہ
نہیں چھوڑ سکتی کہ پریویسا کے قلعوں نے پانچ بجے صبح سے یعنی امپیریل ترکی سفیر کے یونانی گورنمنٹ کو انقطاع تعلقات کی باضابطہ اطلاع دینے سے کئی گھنٹے
پیشتر دوراں ایکہ شاہی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو مذکورہ صدر اطلاع بہت رات گئے ملی مقابل کے یونانی بندرگاہ [illegible] کی چوکیوں پر گولہ باری شروع
کردی اور یونانی کمپنی کے جہاز [illegible] کو جو خلیج آرٹا سے واپس آرہا تھا غرق کردیا ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے باب العالی کے بے بنیاد [illegible]

جو ایسا علاقہ جو فریقین کے قبضہ سے باہر اسی غرض سے خارج رکھا گیا ہو۔ اگر نیوٹرل کسی سلطنت یا فریق کے لئے استعمال کیا جاتا ہو تو اوسکے یہ معنی
ہونگے کہ وہ سلطنت یا فریق خصومت سے الگ تھلگ ہے ✢

کر رہی ہیں کہ یونان ٹرکی کے برخلاف معاندانہ سبقت کرنیکا مرتکب ہوا شاہ یونان کی گورنمنٹ اونکی تاریخ کی کبھی ذمہ دار قرار نہیں
دیجا سکتی جبکہ معاملات کی ایسی اہم صورت سے نتیجہ منتج ہونا اغلب ہے +

اسباب و موجبات جنگ و موجودہ یونانیونکا کیرکٹر

مسٹر شمیلڈ اسباب و موجبات جنگ - آسٹریا کی پوزیشن و تعلقات اور اپنی روانگی بجانب سرحد یونان کے متعلق اپنی
کتاب کی فصل دوم و سوم و چہارم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں -

محاربہ روم و یونان کا اصلی سبب دریافت کرنا آسان نہیں ہے ہمارے مخالفان ترک معاصرین کی رائے میں اکثر کی مشکلات کا باعث
ترکی بدنسقی یا سلطانی حکومت کی کوئی نہ کوئی زبردستی اور کینہ توزی ہی ہوتی ہے - مگر اس محاربہ کو کسیطرح ان امور کیطرف منسوب نہیں کیا جا سکتا
ہاں اسے یونانی قوم کی اور بالخصوص اخبار کے پولیٹکل لیڈروں کی نخوت و سرشاری اور بلند پروازی کیطرف ایک حد تک ضرور بیجا طور پر منسوب
کیا جا سکتا ہے غالباً کسی ملک کی حکومت کی عنان ایسی ہی مغرور نخوت اور ناعاقبت اندیش مدبروں کی جماعت کے ہاتھ میں نہیں
جیسے کہ موجودہ یونانی ریاست کے مدبرین ہیں اونکے کیرکٹر کی قلعی ایک ایسی نویسندہ نے جو یونانیوں کا بہت بڑا خیر خواہ ہے خوب اچھی طرح
کھولی ہے یہ نویسندہ مسٹر بینٹ بہ لحاظ مشہور جنگی نامہ نگار ہے یونانیوں کے کیرکٹر کی نسبت جو کچھ اوسکی رائے ہے وہ ذیل میں درج ہے - وہ تمام محاربہ
میں یونانیوں کے ساتھ رہا - اور شمولیت سے پہلے یونانیوں کا بڑا حامی اور اونکے کاز اور مدعا کا بڑا ممد و معاون تھا - مگر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے
اوسکی غلط فہمی اور فریب خوردہ خیالات کو کامل طور پر دور کر دیا اسکی تصدیق اوسکے ایک مضمون کے مندرجہ ذیل خلاصہ سے جو جولائی ۹۷ء
کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں شایع ہوا بخوبی ہو رہی ہے اپنے تجارب جدیدہ اور وسیعہ میں میرا کسی ایسی قوم سے سابقہ نہیں پڑا جسکی
مصالح عمومیہ سیاسی امور اور کاروباری ربط و ضبط اور معاملات کا انصرام باقاعدہ دیکھ کر ہی اور ناپائیداری کی بنا پر ایسے عاجزانہ طور پر
ہوتا ہے جیسے کہ یونان میں ہو رہا ہے جو قومیں اسوقت یونان کا پرانا نام رکھتی ہیں ان میں قدیم یونانیوں کے جملہ کمال موجود ہیں بلکہ
اونکی حیلہ بازی اور اہمال و سست الوجودی نے انکی تجارت کا ستیاناس کر دیا اور ملک کی ترقی میں روک ڈال رکھی ہے تمام انگریز
سوداگروں اور تاجروں کا متفقہ بیان ہے کہ یونان کے محکمہ جات کا انتظام ایسا ابتر و منتشر ہے اور باشندوں کی ناجوازانہ ایسی کمزور اور
بودی ہے کہ یونانیوں کے ساتھ بیوپار کرنا تقریباً ناممکن ہے - ممالک اجنبیہ کے جسقدر نامہ نگار اس محاربہ کے وقت یونان گئے تھے - وہ بلا استثنا یا
معدودے چند مستثنیات کے علاوہ سب کے سب شروع میں یونانیوں کے بڑے طرفدار تھے مگر اونہیں جلد ہی یونانی سپاہیوں کی حقیقت معلوم ہو گئی
اور وہی لوگ جو پہلے یونانیوں پر تحسین کے پھول برساتے تھے اونپر تبرے بھیجنے لگ گئے - وہ صرف یونانی افسروں کے عدم لیاقت کی بزدلی یعنی خود سری اور نالایقیت
یا تمام اہلکاروں کی حیرت انگیز بے ایمانی بدکرداری اور بے ایمانی یا فوج کو از سر تا پا بلا ترتیب و بلا نظام پا کر ہی سخت بیزار ہو گئے - بلکہ
عوام الناس کو بھی سخت پاجی پایا جو ملک پر ایسی سخت اور نازک حالت وارد ہونے کے دوران میں بھی دغا و فریب کے کسی موقعہ کو خالی نہیں
جانے دیتے تھے - علاوہ یونانیوں کی بے ایمانی اور دغا بازی کے جنکا ہر اجنبی اور مسافر شکار تھے - ان نامہ نگاروں کو اسبات کی بھی شکایت تھی کہ الخ

سلہ یونانیوں کے کیرکٹر اور عادات پر تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کی گئی ہے

سکے مسند رہیں اس لئے ظلم کا اونکا منتظر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں مقرر کر دیتا ہو جج جو ذرا بھی وہ صریح بداعمالی کے مرتکب ہوں۔ قانوناً موقوف نہیں کئے جا سکتے مگر جدید وزارت اونکو بھی نہیں چھوڑتی اونکو جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتے رہکر اونکا دم ایسا ناک میں کر دیا جاتا ہے کہ ملازمت اونکے پیچھے وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود استعفا داخل کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو اور کوئی جج ثابت قدم رہے تو بلا تو معطل کو پنشن پر نکال دیا جاتا ہے۔

جبتک کوئی فریق عنان حکومت پر متصرف رہے۔ اوس فریق کے ممبران پارلیمنٹ کو اختیار ہے۔ رفقا اور آشنا بلکہ نوکر چاکر بھی قسمت کے پورے کے پورے لاٹ ڈریٹری ہیں اور کوئی امر نہیں جو اونکے لئے ناممکن ہو بہتر قسم کے آئینی بادشاہوں کیطرح اون سے کوئی برا یا نہایت سب فعل سرزد ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ یا کم از کم ایسا کوئی فعل جسکی پاداش میں عدالتیں سزا دے سکتی ہیں کچھ عرصہ ہوا ایتھنز میں ایک یونانی دوست سے بطور تعجب کہا کہ تم سچ کہہ رہے ہو کہ زید کے برخلاف جو تمنے فلان نہایت ہی مزل حیثیت مضمون شائع کیا تھا اوسکی پاداش میں تم قید نہیں کئے گئے تھے۔ جواب ملا وہاں میں قید نہیں کیا گیا تھا۔ میں۔ مگر ازالہ حیثیت عرفی تو کیا تھا۔ یونانی۔ اوہ بیشک میں اور تم نے اقبال کیا تھا۔ یونانی ٹھیک ہیں۔ تو پھر تم سزا سے کسطرح بچے۔ یونانی۔ میں اپنے دوست وزیر اعظم کے پاس گیا۔ اور اوس نے عدالت کو کہدیا کہ پرائیویٹ (غیر ملازم سرکاری) مستغیث کا دعوی خارج کر دے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے

جو لوگ پولیٹیکل[1] ایمان و عقیدت پر راسخ القدم ہوں اونکے عیوب صاف ہو جاتے ہیں اونکے جرائم قابل عفو گردانے جاتے ہیں[2] اونکو فی الفور انصاف جب سے اونکے برخلاف چارہ جوئی کیجائے تو اپنی آنکھوں سے بیٹوں کو کھول دیتا اور رحم کی ڈیڑھ کا روپیہ لیتا ہے اونکے لڑکوں کو فوجی خدمت معاف کر دیجاتی ہے۔ اور اونکی لڑکیاں مدرسوں میں معلمات مقرر کیجاتی ہیں۔ ڈاک اور تار کے محکمے اون کے غلام حلقہ بگوش ہیں وہ کوئی امر اون سے خفیہ نہیں رکھ سکتے۔ اور چونگی خانہ کے ملازم کبھی ایسی گستاخی نہیں کر سکتے کہ اون کے مال و اسباب کی پڑتال کریں قصہ مختصر کل محاصل اونکی خاطر وصول کئے جاتے ہیں فیصلیں اونکے واسطے ہی سب جمع کیجاتی ہیں اور سورج تک بھی گویا محض اونہی کے فائدہ کیلئے چمکتا ہے۔

یہ لوگ سب کے سب ملک کی آمدنی پر بسر اوقات کرتے ہیں مگر اکیلے یہی نہیں ہیں زمانہ امن میں ملک کو ۲۷۴۱۲ سپاہیوں اور ۵۷۰ بحری ملازموں کی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ گو انہیں پیشہ کے فرائض کی درست تعلیم و تربیت پانے کیلئے کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا علاوہ بریں ۱۶۲۳۵ ملازمان سول کا گذارہ ملک کی آمدنی پر منحصر ہے۔

لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اسقدر آدمی بیکار بیٹھے اپنی نوبت کے منتظر رہتے ہیں کہ اونکا فریق برسر حکومت ہو اور وہ پھر سرکاری اسامیوں پر قابض ہو جائیں ۱۸۸۰ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک ملک و قوم کی پیداوار اور آمدنی میں مشکل پچاس فیصدی کا اضافہ ہوا مگر سرکاری محاصل بتدریج دوگنے سے بھی زیادہ بڑہا دئے گئے۔

عدالتوں کی حالت بھی ایسی ہی ابتر اور ناگفتہ بہ ہے حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ سلطنت کا قیام منصفانہ عدل گستری پر ہی موقوف و منحصر ہے

---

[1] جن ملکوں میں آئینی حکومت ہے وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ قانون نے اون کے بادشاہوں کو کسی نامناسب کارروائی کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا ہوا اور اس لئے عدالتوں کو انپر کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ [2] یعنی جو برسر حکومت فریق کے معاون اور طرفدار ہوں۔ [3] انصاف کی دیوی کو بوقت انصاف اندھا تصور کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کی رعایت نہ کرے پیچھے نہ ہٹے اور بیشک اور دیکھ بھال کر حکم لگا سکے

۲۱ کو پھر خود ہی اسے منسوخ کر دیا۔ اور پھر ۲۴ کو بھی جہدہ دار بیڑہ کو اعلیٰ افسر ساختوریس کو فرہ ورنو پر گولہ باری کرنے اور چالیس میل تک سمندر میں گشت کرکے تمام ترکی جہازات بار برداری اور دیگر اجنبی جہازوں کو جو ممنوعہ اسباب حرب بار ہو گرفتار کرنے اور ترکی بیڑہ کو ڈاردانیلز سے نکلنے نہ دینے کا حکم صادر کرتا ہے۔ وزیر نے ترکوں پر بڑا رحم کیا کہ ابھی ابتدا کے جزائر کو لینے یا قسطنطنیہ بھی فتح کرنے کا حکم نہ دیا۔ ۲۵ اپریل کو اسی فرزانہ وزیر نے اس ایڈمرل کو ایک عجیب و غریب تار ارسال کیا جسکا کچھ حصہ یہ ہے۔ "ایسے بیہودہ اور گونشدل سلوک میں یہ بھی کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ تم سے کوئی شخص بھی میرے احکام کی تعمیل سے پس و پیش کرے یا کسی اور شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اونکی منظوری منگوالے جیسا کہ تم نے اوسوقت کیا تھا جبکہ میں نے تمہیں فرہ ورنو پر گولہ باری کرنیکا حکم دیا تھا۔ صاحب کیا تمہیں مقام پولاس اپنے پرنسپل انتخاب کے متعلق حالات یاد نہیں جبکہ تم سخت خطرہ میں تھے اور میں نے ہی تمہیں بچایا تھا دیئے ممبر منتخب کرا دیا تھا۔ پس تم پر واجب ہے کہ آنکھیں بند کئے بلا چون و چرا میری متابعت کرتے رہو ......"

یونانی بھی عجیب ہی قوم ہیں حاسد بھی اول درجہ کے ہیں جزیرہ نما بلقان میں بلحاظ النسل آبادی کی طاقت میں کچھ بھی انکو فوقیت آتش حسد و رشک اونکے غیظ و غضب کے سینوں میں فی الفور بھڑک اٹھتی ہے۔ یونانیوں کو یہ ابتک فراموش نہیں ہوا کہ وہ گیارہ صدیوں تک مشرقی روم سلطنت کے مالک و قابض تھے اور بائیزنطیم اور قسطنطنیہ کی سابقہ شان و شوکت اور حکومت کی باتیں اونہیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں۔ جب ۱۸۷۸ء میں بلگیریا کو خود مختار ریاست بنا دیا گیا اور ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کو اسکے ساتھ ملحق ہو جانے دیا گیا اور سرویا اور رومانیہ اور مانٹی نیگرو کو مزید علاقے مل جانے پر موقعہ پر یونانیوں کی آتش حسد قابو سے باہر ہو جاتا رہا اور اونکی امنگیں از سر نو متحرک ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہونا خلاف فطرت اور غیر طبعی نہیں ہے

(بقیہ صفحہ ۴۷) کیطرف سے آکر پریوزہ شہر پر حملہ کیا تھا جسکا حال اول عرض کیا گیا ہے۔ جبکہ پریوزہ کے قلعہ سے گولہ باری کیگئی تو حمیدیہ اور رشیدیہ دون کی توپوں سے جنمیں پندرہ سنٹی میٹر والی توپیں بھی تھیں دبا ہوا سخت گولوں نے یونان کے دو آگبوٹوں کو ضرب پہنچایا مگر تحقیق نہیں ہو سکا کہ نقصان کی مقدار کسقدر ہے۔ اسکی وجہ سے یونانیوں کا بیڑہ ہٹکر چلا گیا۔ اس خبر کے متعلق صباح اخبار نے یوں لکھا ہے "پریوزہ اور اوسکے قلعہ اور مورچوں پر حملہ کرنے کیواسطے یونان کے بیڑہ نے جسمیں چار آہن پوش اور تین لکڑی کے آگبوٹ تھے دو سو گز کا فاصلہ آپسمیں دیکر دو آسکو [illegible] بنا لئے اور قلعہ اور چند نامی مورچوں پر گولہ اندازی شروع کی جن میں سے حمیدیہ مورچہ کے خارج پر (۱) اور اوسکے اندر (۲) اور قلعہ کے خارج پر (۳) اور اوسکے اندر (۵) گولے لگے مگر کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے۔ یونانی آہن پوش ایک آگبوٹ جو حمیدیہ قلعہ کے آگے سے گذر رہا تھا۔ تو اوسکے اگلے حصہ میں پندرہ سنٹی میٹر والی توپ کا ایک گولہ مذکورہ مورچہ سے اور اوسکے پچھلے حصہ میں بھی قلعہ کی توپ کا ایک گولہ لگا جسکے سبب سے آگبوٹ ایکطرف کو جھک گیا۔ اور ایک دوسرے آہن پوش آگبوٹ کے اندر جاکر ایک گولہ پھٹا جسکے سبب سے یہ بیڑہ ہٹ گیا۔ علاوہ اوسکے واصلی مورچہ اور خضر قلعہ سے پندرہ اور گیارہ سنٹی میٹر والی توپوں کے گولوں نے ایک چوبی آگبوٹ کو رخنہ دار کر دیا جسکو دو آہن پوش آگبوٹ گھسیٹ لے گئے۔ غرض یہ کہ یونانی بیڑہ نقصان اٹھا کر ناکامیاب رہا۔

۲۲ اپریل کو اس شرقی بیڑہ کا ایک چوبی جنگی جہاز اور دو یونانی تارپیڈو کشتیوں نے منظاریہ کے بندرگاہ میں آکر جمع شدہ سامان کمیسٹ کو جلانے کیلئے گولہ باری شروع کی اور دوسری طرف بحری سپاہی کشتیوں پر سوار کرکے خشکی کی طرف روانہ کر دیئے۔ مگر ترکی دستہ نے ایسی باڑھیں ماریں کہ وہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئے اور شام کو جہاز مذکور بھی اپنا سا منہ لیکر رخصت ہو گیا۔

یا مہارت انہیں کبھی موجود نہیں ہوئی۔ شاعری فصاحت فنون لطیفہ اور ہر قسم کی دماغی لیاقت اوج کمال کی میں بیشک انہیں بطور کامل حاصل

رہا ہے مگر حکمرانی اور فرمانروائی کا اونمیں فقدان ہے جیسا مشہور ہے اتھنز کی ریاست اپنے عین عروج کے زمانہ میں صرف بیس ہزار آزاد باشندون

کا ملک تھی جو بیس ہزار آزاد اور ایک لاکھ غلام ہونگی جنکی محنت و مشقت کی کمائی پر بسر اوقات کرتے تھے مزید بران یہ ریاست ہی کل ملک میں تنہا راج نہی تھی بلکہ

اوسمیں بھی گیارہ بارہ اور بھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں موجود تھیں جو ہر وقت ایکدوسرے کے خون کی پیاسی رہتی تھیں اتھنز کی ریاست از حد نیک

تھی۔ زمانہ حال کی یونانیوں میں اتھنز کی قدیم عہد پریکلیز کے زمانہ کی یونانیوں کے عیوب تو کل موجود ہیں مگر اونکی دماغی اور فتوحی شاندار قابلیتو

اور مہارتوں کا جنہوں نے اس زرین زمانہ کی برائیوں کی تقریباً پوری پوری تلافی کر دی تھی۔ نام و نشان نہیں پایا جاتا ۔

یونان کئی برسوں سے دیوالیہ ہو رہا ہے اور اوسکو تنخواہ اپنے مطالبہ کی نہیں جو بخالی حصہ کے رسم چلے آتی ہیں ممالک غیر سے برداشت

کئے گئے ۔ فرضی یونان کو مسلح کرنے اور قلاش اخبار نویسوں اور قانون پیشہ مدروں کو جو اوسکی پارلیمنٹ میں بھرے پڑے ہیں ۔ جنہیں

دن میں حرف اپنے پیٹ بھرتے ہیں تمام ملک قانون پیشہ اشخاص سے پر ہے کیونکہ باشندہ حلال اور محنت کی کمائی کی بجا تحریک ۔ رعیت کی [illegible]

اور سیدھا کرنے رہنی کو بے ہر زمانہ ترجیح دیتی ہیں برعکس ازین کریٹ متمول تر ہے کیونکہ عام مطحون (?) ترکون کی زیر حکومت اوس کے باشندے ملکی ٹیکس ادا کرتے

ہیں تیس بیس یونانی اور ستر ہزار کاشتکار کا نام تنخواہ لگتی تھی۔ اسکے اتفاق کی خواہشمند ہیں تاکہ اوسکو دودہ اور مکھن اور خون پیریون فروخت ہو جا[ئے]

یہ حالت اور فتنہ و شورش دماغوں کو ایسا کند کر دیتی ہیں اور اونکو دوران میں سروں پر غیظ و غضب و خونریزی کا جنون ایسا سوار ہو جاتا ہے

کہ وہ ان کو کسی معاملہ پر ایکسادہ بیر غور کرنے کے قابل نہیں چھوڑتا۔ یہی حالت اسوقت کریٹیوں کی ہے اور اونسے سر دست اپنی تمنائین اور جنون

کی اصل غرض اور منصوبوں کو سمجھ سکنے اور اوسکی تہ کو پہنچ جانے کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی لیکن ہمیں کوئی کلام شبہ نہیں کہ اگر کریٹ کو

خود مختاری مل گئی۔ اور جزیرہ میں امن و امان قائم ہوگیا تو کریٹی اس معاملہ کو بخوبی سمجھ جائینگے یہی وجہ تھی کہ جبکہ عثمانی

اور مسلمانوں میں عداوت کا جوش خوب جنون اور خونریزی و نبرد آزمائی کا شوق سب پر مستولی ہو رہا تھا یونانی کریٹ

پر فی الفور قابض ہو جانے کیلئے سخت بیچین ہو رہے تھے ۔

یونان کی شرارتیں کریٹ میں

جسوقت یونان نے اگست ۱۸۹۶ء میں سنا کہ ضمانت دول عظام سلطان المعظم نے کریٹ کو اندرونی خود مختاری عطا کر دی۔ اوسوقت سے مادہ فتنہ کو پھر اکسانیکی پے در پے سعی اور مفسد کریٹ میں بھیجکر شروع کر دی

گئے ۔ اہالی کریٹ ترکی گورنمنٹ کی عطا کردہ مراعات پر بالکل خوش اور مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر فوراً ہی قلاش قانون پیشہ اور اخبار نویس ہمیشہ دو

ڈکیت یونان سے پہنچ گئی اور انہوں نے کریٹی عیسائیوں کو درغلایا بغاوت جاری رکھنی سے وہ ایکدن اپنے مسلمان بھائیوں کے املاک و مکانات

کے مالک ہو جائینگے فساد چھوڑنا مناسب نہیں۔ اونکا جادو اثر کر گیا اور ترکوں کو اشتعال دلانے اور خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کیلئے بیچارے مسلمانوں

کے کشت و خون اونکی ننگ و ناموس کی بیحرمتی اور انکے املاک و خانمان کے تاخت و تاراج کا بازار گرم ہوگیا۔ آسٹریا کی گورنمنٹ ان کاروائیوں

کی اصل کو سمجھ گئی ہوئی تھی اسنے بہتر سمجھا کہ اسلحہ اور مفسدین کی درآمد کو روکنے کیلئے دول عظام کریٹ کا گرد بحری حلقہ ڈالیں مگر کچھ اثر

خلے ۴۹۵ قبل مسیح میں پیدا اور ۴۲۹ قبل مسیح میں فوت ہوا ۔

نکالتا ہے ایسی صورت میں موجودہ شاہ یونان[1] کے عہد حکومت میں ہی وزارتوں کا پچاس سے زیادہ مرتبہ بدلنا کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہو سکتا۔

ڈینوبی ریاستیں کے جزیرہ نما بلقان کی اکثر ریاستوں کی طرح یونان کی بھی یہ سخت بدنصیبی ہے کہ ملک میں کوئی مستقل جماعت معقول یا امیر شریف اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی نہیں ہے کہ ملک کو ان میں سے بے غرض اور محب وطن لیڈر بہم پہنچ سکیں۔ پس ان کل چھوٹی چھوٹی بلقانی ریاستوں اور بادشاہتوں کے اندرونی پالیٹکس اور انتظام کی حالت نہایت ابتر متذبذب اور پست ہے سرویا کی حالت بھی ایسی ہی ابتر ہے جیسی کہ یونان کی بلگیریا کی حالت یونہی کچھ تھوڑی سی نسبتاً بہتر ہے کیونکہ بلغاری یونانیوں اور سرویوں کی نسبت زیادہ مستقل مزاج اور مضبوط ہیں رومانیا کی حالت سب سے اچھی ہے کیونکہ ایک تو وہاں زبردست جماعت امراء موجود ہے اور دوسری وہاں جرمن خاندان کا ایک شاہزادہ حکمران ہے جس نے وہاں بھی جرمن انتظام و سلیقہ اور استقامت کا اثر ڈال دیا ہے۔ بلقان ابھی زیر بحث ہے اور ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا کہ آزاد ڈینوب کی جنوب میں ان چھوٹی چھوٹی آزاد یا نیم آزاد ریاستوں کا قائم کیا جانا خود ان ریاستوں اور تمام بنی نوع انسان کے حق میں مفید ہوا ہے یا الٹا نقصان بخش تو ثابت نہیں ہوا تاہم متفق علیہ امر ہے کہ اس ملک کی اس حالت کو جو ہمدردی اخوت مذہبی اور رقت قلبی کی بڑی بنیاد مفروض یا مدعی ہے اور جس سے ان ریاستوں کے قائم ہونے پر محض اسلئے کہ وہ مسیحی کہلانے کی دعویدار ہیں۔ بڑا زور دیا تھا شروع شروع میں ان ریاستوں کے متعلق جو لمبی چوڑی اور شاندار امیدیں تھیں وہ باطل اور موہوم ثابت ہوئی ہیں سوا چند مستثنیات کے عام یونانی سرولی یا بلغاری نام کے سوا اور کسی بات میں عیسائی نہیں اندرونی شورشوں اور انقلابات کے علاوہ ان ریاستوں کے وزرا اور سیاسیوں ایسے بد اصول خائن مرتشی ہیں اور دیگر اقوام جو اونکی حدود کے اندر آباد ہیں یہ ریاستیں ایسا صریح اور ناشائستہ ظلم و ستم کرتی ہیں کہ دنیا کے امن کے حق میں وہ شیطان صفت پولیٹکل خرمن سوزوں سے کم نہیں وہ ہمیشہ مزید علاقہ اور ایسی اقوام اور ایسے اغراض و مقاصد کو غضب کرنے کو مزید موقعوں کی تلاش و تمنا میں رہتی ہیں جنسے انھیں کسی طرح کا تعلق و واسطہ نہیں۔ یونان کے ترکی پر حملہ آور ہونے کی تہ یہ وجوہات بھی ہیں طمع ملک اور تمنائے ناحق۔ قیاس نہیں اگر یہ سوال اسموقعہ پر کیا جائے کہ کیا ترکی حکومت یونانی حکومت سے بہتر نہیں تو نامناسب نہ ہو گا میری رائے میں اگر تھسلی کے عیسائی مسلمان دونوں مذاہب کے باشندوں سے رائے لیجائے اور اونکو اسطرف سے اطمینان ہو کہ آزادی اور سچائی سے اپنا دلی منشا ظاہر کر دینے کا نتیجہ اونکی حق میں مضر نہ ہوگا اور نہ اونپر کسیطرح کا دباؤ یا رعب ڈالا جائے تو یا غالباً صحیح سمجھا یہی ہے حصہ کثیر یونانی گورنمنٹ پر سلطانی حکومت کو ترجیح دیکر اوسکے حق میں رائے دیگا اور یہ تو یقینی امر ہے کہ غیر یونانی (عیسائی ہوں یا مسلم) بلا اختلاف اکثر تا سر ترکی حکومت کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مقابلہ جو ناواقف یورپ لوگ ترکی سلطنت کی قطع و برید اور ان نام نہاد عیسائی ریاستوں کے قیام پر بیحد مسرور و مبتہج ہو کر بغلیں بجا رہے ہیں سو وہ اس امر کو قطعاً نظر انداز کر رہے ہیں کہ اس قیام کا بطور قاعدہ کلیہ پہلا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب والی اقوام نہایت ہی ظالمانہ جبر و تعدی اور تیغ ستم کی آماجگاہ اور تختہ مشق بنجاتی ہیں بلکہ اکثر صورتوں میں یہ قیام قطعی ہلاکت کا باعث ہوا ہے کیا اونکو بلگیریا کے مسلمانوں کے رقت انگیز حالات فراموش ہو گئے ہیں اور کیا انکو یاد نہیں رہا کہ روسی حملہ کے بعد بلغاری عیسائیوں نے کس بیدردی سے بلگیریا اور مشرقی ... کے کل امن پسند اور بے گناہ مسلمانوں کی جن کا چوتھائی حصہ کو گھروں سے بیدخل اور ...

[1] شاہ جارج جو شاہ ڈنمارک کا دوسرا لڑکا ہے ۱۸۶۳ میں اہتھنز والوں کی منظوری سے یونان کا بادشاہ ہوا ہے۔

اور تقریباً ایک نصف کو ہلاک و شہید کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں سرلا کہہ سے زیادہ بیگناہ مسلمان جنمیں زیادہ تر عورتیں اور بچے تہے ہلاک کئے گئے
بلغاریوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا وہ یونانیوں کے ساتھ ترکوں سے کہیں زیادہ بغض و عناد رکہتے ہیں چنانچہ انہوں نے یونانی آبادی کی حصہ
کثیر کو دن رات ستا ستا کر اپنے ملک سے خارج کر دیا۔ یہ کوئی چہپی ہوئی بات نہیں کہ مقدونیہ میں داخل ہو جائیں تو بلغاریوں
یونانیوں کے درمیان ایسی سخت خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جب تک کل اونمیں تباہ و معدوم ہو جائیں وہ کبہی ختم نہ ہو سرویوں نے اپنے آپ
یورپ کی یہ خوشی سنائی ہے کہ بلگریڈ کے تمام مسلمان باشندوں اور کل ترکی عمارتوں حتیٰ کہ قلعہ کو کہاں وحشیانہ طریق سے فنا کر دیا ہے ٭

کیا اس سے کوئی شخص انکار کر سکتا ہے کہ یہ مسلمان ہی ہیں جو اپنے گہروں میں بیٹہے رہنے پر اپنی حمیت اور اعتبار بالکل رکہتے اور اپنے حصہ ایسی کاشت
میں ویسا ہی حق حاصل ہے جیسا کہ اونکی عیسائی ہمسایوں کو وہ ان نام نہاد اور بدنام کنندگان مسیحیت عیسائیوں کے حصہ کثیر سے جو مسلمانوں
سے خائف ہونے کے لئے ہی جوڑ توڑ کی خبان بکہا کرتے ہیں اور جنکی ہمارے ملک کے بیخبر و نادان مرج اندہا دہند تعریفیں کرتے رہتے ہیں اور
اونکو دشمنوں کے ہم پلہ بناتے ہیں بدرجہا زیادہ صبور سلامت رو متدین بہادر جفاکش متحمل اور محنتی ہیں۔ میں نہیں سمجہ سکتا کہ پہلے
عیسائی کو اچہے مسلمان سے کیوں انگریزی حمایت کا زیادہ مستحق اور سزاوار سمجہا جاتا ہے یہ درست ہے کہ ہم سب کا یہ دلی اعتقاد ہے کہ صرف
مسیحی مذہب ہی ایک ہے جو کل عالمی ہونے کی قابلیت رکہتا ہے وہ کل دوسرے مذاہب سے بڑہ کر بنی نوع انسان کو اخلاق و فلاح کی اعلیٰ
درجہ سطح پر پہونچانے کے قابل ہے مگر یہ نتیجہ مترتب ہونے کے لئے سچی اور زندگی بخش مسیحیت درکار ہے نہ کہ مذہب مذکور کا محض نام لینے والے جو اسی اعتقاد
و اظہار جسکے ساتھ اعتقاد کی صداقت و حقیقت کے ثبوت و اظہار کیلئے کوئی افعال و اعمال موجود نہوں در اصل لیکہ ترک ایشیاء کوچک کی دیہات
و قصبات میں جا پہنچے ہم خود ۱۸۷۷ء کی خوفناک روسی جہاد کے خاندان برباد شدگان اور ستم رسیدوں کو دیکہہ رہے ہوں تو لگ گیا اونکی انگریز غلبہ مال
کی منافقیت اور بد معاشی عمل کے جنہوں نے ۱۸۹۵ء کو مظالم آرمینیا کو بر خلاف جوابی صرف ہیں سچ کی عیسائی روسیوں نے بیزار ان اور بے پناہ
بیگناہ معصوم مسلمانوں پر توڑے ہے ہم خفیف سی آواز بلند نہ کی ہاں سخت حقارت کے ساتھ دیکہتے ہیں یہ کسی طرح کا تعجب ہو سکتا ہے ٭

بنی نوع انسان کو ان چہوٹی چہوٹی عیسائی ریاستوں کے قایم کرنے سے جو فایدہ پہونچا ہے اوسکا اندازہ کرتے وقت منصف مزاج اشخاص
پر اون مظالم و تباہی و بربادی کو بہی مد نظر رکہ لینا واجب ہے جو اون سے اور بیگناہ مسلمان آبادی پر وارد ہوئی ہے یہ بات کہ بلغاریوں کی واقعات نے
بالبداہت ظاہر کر دیا ہے کہ دست بالا حاصل ہونے پر کیرٹی عیسائی اپنے مسلمان ہمسایوں سے کیسا سلوک کرتے ہیں آرمینیوں کو اگر دست بالا حاصل ہو جاتا تو وہ جو کچہ
کر گذرتے اوسکا اندازہ اوس کیفیت بمقام زیتون ترکی اسیروں کے ارمنی عیسائیوں کے ہاتہہ سے بیدرد قتل عام۔ اور انہی سازشیوں کے قسطنطنیہ میں
اندہا دہند بم کے گولے پہینکنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے پہر بہی دول عظام میں سب سے زیادہ مسیحیت کادعوے کرنیوالی سلطنت عیسائیت کو عیسا

سلہ ایشیاء کوچک کا ایک قلعہ جہاں ارمنی باغی کئی ہزار کی تعداد میں قلعہ بند ہو کر افواج قاہرہ کا مقابلہ کرتے رہتے تہے مگر آخر مارشل ادہم پاشا
نے دشمنی و نرمی دونوں سے کام لیکر اس فساد کو فرو کر دیا اسکی مفصل حالات بسنت سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں درج ہیں اسی
ضمیمہ میں قسطنطنیہ کے فساد کے بہی حالات مندرج ہیں۔
سلہ قوم ادہم ہم پایا کر رہا ہے مگر انسے بدرجہا زیادہ سخت مظالم ہیں ٭

صلاح و مشورہ کرکے یورپ اور ایشیا کے معاملات کا خود ہی فیصلہ کر دیا لیکن ان تجربوں اور اس بحث و جرح سے یہ نظریہ طے ہو گیا کہ جرمن کو اون کے
مطلب سمجھنا اور بدظنی پیدا ہو گئی کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جبتک یورپ ایسے مساوی کیمپوں میں منقسم رہیگا جیسے کہ اسوقت ایکطرف روس و فرانس کا
اتحاد ہے اور دوسریطرف تین سلطنتوں کا اتحاد ہے تب تک انگلستان کا اتحاد لازمی طور پر نہایت قیمتی عنصر ہے اور جس فریق کے ساتھ وہ متحد ہو جائیگا
اوسے فریق ثانی پر یقیناً غلبہ اور فوقیت حاصل ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب اس امر کی کچھ بھی علامت دکھائی دیتی ہے کہ انگلستان دوسرے
فریق کی طرف جھک رہا ہے تو جرمنی میں فی الفور سخت تشویش اور بے چینی ناشی ہو جاتی ہے سنہ ١٨٩٣ء میں [illegible] کی مرتبہ انگریزی اخبارات
کی طرز تحریر اور وضع سے جرمنی میں مجدداً بالاتشویش شروع ہوئی اور جب جرمنی نے دیکھا کہ انگریزی پالیسی علانیہ روس اور فرانس کے ساتھ
ملکر قسطنطنیہ میں کام کر رہی ہے تو اوسکی تشویش میں اور اضافہ ہو گیا پریسیڈنٹ کروگر کو جرمن قیصر نے جو تار بھیجا تھا اس نامبارک واقعہ
کا کسیقدر موجب یہی رنجیدگی تھی۔

مزید براں جرمن گورنمنٹ نے بخوبی محسوس کر لیا کہ ٹرکی کی معدومیت سے یورپ میں موازنہ طاقت بالکل درہم برہم ہو جائیگا برعظم
کے امن میں خلل پڑ جائیگا۔ اور جرمن سلطنتوں کی سلامتی سخت خطرہ میں پڑ جائیگی آسٹریا کے فرزانہ اور عقلمند مدبروں کی بھی بدستور
یہی رائے ہے اسی احساس پر جرمنی گورنمنٹ نے اون سازشوں کو بے اثر کرنے کے لیے جو ٹرکی کی معدومیت یا اوسکی آزادی کو برباد کر کے سلطنت
عثمانیہ کو روسی علاقہ تابع بنا دینے کیواسطے کیجا رہی تھیں مستعدی کے ساتھ بالمقابل کارروائی شروع کر دی اس امر کا ذکر کرنیکی
وجہ موجود ہے کہ پرنس لوبانوف کی بیوقت موت پر جس واقعہ پر مسٹر گلیڈسٹون نے اونکا بڑا طرفدار ہونیکی وجہ سے انتہا مسرت ظاہر
کی تھی خواہان جنگ فریق کو روسی پایہ تخت میں غلبہ حاصل ہو گیا اور باسفورس پر روس کا عنقریب حملہ آور ہو جانا یقینی سا ہو گیا تھا درحقیقت
جنگ کا چند گذشتہ برسوں سے یہ خیال ہو رہا ہے کہ علاوہ تفلیس کے شمال مشرقی گوشہ میں یکبارگی فوج کثیر جہازوں سے اوتار کر [illegible] پر جہاں سے
قسطنطنیہ کو پانی بہم پہونچایا جاتا ہے قبضہ کر لیا جائیگا اور اون قلعوں پر جو باسفورس کی حفاظت کیلئے موجود ہیں عقب سے دھاوا کیا جائیگا
اس ارادہ کی اطلاع ملنے پر جرمنی اور آسٹریا نے روس کو متنبہ کر دیا کہ وہ ٹرکی کی معدومیت کی بزور شمشیر مزاحمت کرینگے تب سے
خواہان جنگ فریق کی جو نوجوان اور شریف النفس زار کی شریفانہ مخالفت آنکھ ہے انکھیں کھل گئیں اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا
ارادہ ترک یا ملتوی کر دیا گیا۔ اور اوسوقت سے جرمنی اور روس میں یہ دوڑ شروع ہو گئی کہ عثمانیوں کی فوجی طاقت سے
فایدہ اٹھانیکے لئے ترکی گورنمنٹ کو متحد بنانے کی بازی کون سلطنت جیتتی ہے۔

روسی سفیر کی ناکامی

یہ بازی جرمنی نے جیت لی ہے۔ روسی سفیر کی کسی کوتاہی یا ناقابلیت کیوجہ سے نہیں بلکہ محض
اسلئے کہ روسی سفیر کے برخلاف بہت سے اسباب جمع نہایت زبردست تھے حائل ہو گئے تھے کون

---

[1] یہ وزیر ۳۰ اگست سنہ ١٨٩٦ء کو زار اور زارینہ کے ہمراہ روس سے آسٹریا کو جاتا ہوا راستہ میں ٹرین پر دفعتاً فوت ہو گیا زار اور زارینہ نے فوراً [illegible]
کی پایہ تخت اور فرانس کے ساتھ اپنے تعلقات کی پختگی کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے ملک سے روانہ ہوئے تھے اور کئی ماہ کے بعد آسٹریا جرمنی ڈنمارک انگلستان
اور فرانس کی سیاحت کر کے واپس گئے تو کچھ عرصہ بعد سیاسی ملاقات کی جوابی فرانس کا پریسیڈنٹ فاجر فروری سنہ ١٨٩٩ء میں یکبارگی ناگہاں فوت ہو گیا روس گیا تھا

میں سیدان کی طرف سے جو بد ظنی اور رقابت سلطنت کے ساتھ ہے وہ غرضیکہ کبھی نہیں جاتی بلکہ معقول وجوہ پر مبنی ہے روس ہمیشہ قدیم الایام سے ٹرکی کا دشمن ہے اور دشمن بنا رہا ہے
اور ہمیشہ اس نے ترکوں سے کام لیا ہے پہلی روسی جنگ جو دو دفعہ ہوئی جس میں روسی افواج نے ترکی مسلمانوں کی خونریزی اور بے رحمی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی اور کسی قسم کا وحشیانہ ظلم
و ستم ایسا نہ تھا جو ان بیچاروں پر نہ کیا گیا تھا اب تک ترکوں کو بخوبی یاد ہیں۔ ان ہر دو مرتبہ اور بالکل معقول بجا تعصبات پر ایم نیلیڈوف کی
اعلیٰ درجہ قابلیت اور مدبرانہ فراست گو وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہیں کبھی غالب نہیں آسکتی نہیں مزید برآں یہ بخوبی معلوم ہے کہ جرمنی
روس کے برعکس ٹرکی کو نقصان پہنچا کر کوئی اراضی حاصل کرنا تو درکنار پولیٹیکل اقتدار کی بلا واسطہ توسیع کی بھی مطلق خواہش نہیں
رکھتی جرمنی کو قسطنطنیہ کے قبضہ کی آرزو تو کجا ایشیا کوچک کا کچھ حصہ دبا لینے یا آبنائے ڈارڈنیلز و باسفورس پر قبضہ کر لینے کی کوئی تمنا
نہیں ہے جرمنی کی بڑی سے بڑی خواہش ٹرکی کا فوجی استحکام اور چند تجارتی مراعات ہیں اور چونکہ یہ مراعات ٹرکی کیلئے بھی ویسی ہی
مفید ہیں جیسی کہ جرمنی کیلئے ٹرکی اونکو عطا کرنیکے لئے دل و جان سے تیار ہے الغرض ایم نیلیڈوف کو جلد منکشف ہو گیا کہ جرمن اقتدار کو دبانا
محال ہے اور بالجملہ سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ دونوں جگہ بے اندازہ غلبہ حاصل ہے اس سے تھوڑا ہی عرصہ بعد وہ ملازمت سے پنشن
پر علیحدہ ہو گیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بہ منشاء خود کنارہ کش ہوا یا حکماً لیکن با علم یا دو وجوہ اسکا باعث اس ناکامی کی حقیقت میں مشکلات
کریٹ اور اوس نازک موقعہ کے دوران میں جو محاربہ روم و یونان کے پیشتر حادث ہو رہا تھا جرمنی نے ہر کل اقتدار سے ترکی کی حمایت میں بالکل
خوب جانب اور برسر انصاف بھی کام لیا۔ روس نے بھی یونانیوں کی عملی مداخلت کو وقت سے معقول حد تک ترکی کی تائید کی زار نے محاربہ
کو بند کرانیکی درخواست جن الفاظ میں بذریعہ تار سلطان المعظم سے کی تھی اوس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روسی گورنمنٹ کو اس امر کا بڑا
خیال تھا کہ سلطان المعظم کو کسی طرح آشفتہ خاطر ہونیکا موقعہ نہ ملے زار نے از مقام سارسکو سیلو بتاریخ ۱۷ مئی ۱۸۹۷ء جو تار سلطان
المعظم کی خدمت میں ارسال کیا اوسکی عبارت جو سرکاری طور پر شائع کیگئی تھی حسب ذیل ہے۔

"اگر مجھکو دوستی کے تعلقات اور انس سے سابقت جو ہم دونوں میں ہیں مجھکو ذات شوکت مآب شہنشاہی کے نہایت ہی شریفانہ
خیالات کے پاس یہ التجا کرنیکی تحریک کریں اور میں دل میں اس امر کی پختہ امید رکھتا ہوں کہ ہر دو جنگ کے بدل جنگی اتباع
افواج کو جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں آپ ان فتوحات کی شان و شوکت کو اون امن پسند اور معتدل ارادوں پر صاد قائم رہنے سے
جو جلالتمآب نے آغاز محاربہ میں ظاہر کئے تھے بڑھا دینگے فرماوینگے تو ذات شوکت سمات شاہی اس التجا اور امید کو بنظر استحسان دیکھ کر یونان
میں اپنی افواج کی حرکت اور پیشقدمی کو فی الفور روکدینگے اور قیام امن و انعقاد صلح کیلئے دول عظام کے بیچ بچاو اور ثالثی کو منظور
فرما لینے سے جناب کی اعلیٰ عزت و وقعت میں جو اسوقت آپکو حاصل ہے اور بھی اضافہ ہو جائیگا اور ایسا کرنے سے آپ اپنی کمال عقلمندی
کا کام کرینگے جسکو میں ذاتی طور پر ہمیشہ یاد رکھونگا آخر میں میں ذات شوکت سمات شہنشاہی سے التجا کرتا ہوں کہ میری کبھی نہ بدلنے والی
اور سدا کی دوستی پر یقین رکھیں۔ نکولس"

اس تار سے ہمارے وہ ہموطن جو ترکوں کی دشمنی اور عداوت میں انتہا درجہ غرق ہیں مبہوت ہو گئے اور انکی متعصب طبیعت کو ایک عیسائی
بادشاہ کا ایک مسلمان فرمانروا کو ایسے الفاظ سے مخاطب کرنا سخت ناگوار گزریگا گو وہ یہ سمجھے کہ بین الاقوامی پیغام اور بالخصوص تحریری

فرمانروائیوں سے جو خط و کتابت کیجاتی ہے اسمیں مناسب القاب تعظیم اور خوش اخلاقی و مدارات شاہانہ و دانشمندانہ کیجاتی ہے اصل اصول کو سرفلیپ کری یا صرف نظر انداز کیا جاتا ہے اور اس امر کی بابت سے انگریزی اقتدار قسطنطنیہ میں کم ہو گیا جسکی نسبت سلطنت عثمانیہ کو پہنچایا ہے لیکن جماعت کو ترک اس سلطنت کو قابل اور اسکی گورنمنٹ کو شکر ہیں وقتاً کو مدد ترکی ہیں جرمنی کا دستخط کسی شخص کا جرمن یا المانی ہوتا ہے اسکی کامل خاطر تواضع ہوتی ہے لیکن ثابت کرتا ہے جنگ کریمیا کے بعد ایشیائے کوچک میں عام مقبول و مرغوب تھی بھی انگریز کے قول کی قسم ہوتی تھی افسوس اب اس حسن ظن اعتبار و یگانگت کا نام و نشان باقی نہیں رہ گیا گذشتہ بیس برس کی غلطیوں کی بدولت انگریزی اقتدار و رسوخ صفر تک پہونچ گیا ہے اور ہر جگہ جرمن اقتدار کا عالی شان اونچا ہو رہا ہے۔

جرمن اقتدار کا غلبہ

اسکے متعلق مسٹر بگلیو ایک نہایت موزون داستان سناتے ہیں جو حسب ذیل ہے:

ایکدفعہ میں رات کو وقت بہت دیر کرکے لاریسا کو واپس ہوا ایک جرکس سوار بطور اردلی میرے ساتھ تھا جب ہم تاریکی میں پھاٹک کے قریب پہونچے تو حسب قاعدہ سنتری نے دریافت کیا کیمدراؤ - کون جاتا ہے۔ اردلی نے فی الفور جواب دیا الامان یعنے آوازی مین (اکلیمر - یعنی انگریزی میں) دروازہ کھولا گیا اور جب ہم اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ گارڈ سلامی کیلئے صف بستہ کھڑا ہے مجھے تعجب ہوا اسکی وجہ دریافت کی مجھے امید نہ تھی وہ یہ جواب دیگا کہ پاسنا ہوئی کی وجہ سے مجھکو خطاب کیا جو میرے اردلی نے غلط لیا تھا گارڈ صف بستہ ہوا ہے مگر نہیں یہ خیال بالکل غلط تھا۔ اردلی نے جواب دیا او آفندم جیلیر گارڈ کو سلامی کیلئے آراستہ کیا کہ مجھے خیال تھا کہ تم جرمن ہو

جرمنی نے بہی اس فرزانہ اور دور اندیش پالیسی سے بہت فایدہ اٹھایا ہے یہ پالیسی چلینی کہ نہایت عاقلانہ اور مدبرانہ تھی۔ ویسے ہی اندیادہ ہند مظالم فروشی اور سلطان المعظم اور کل ترکوں کو بلا استثنا مشتہر کرنے کی ہماری پالیسی نہایت ہی کورانہ اور احمقانہ رہی ہے جرمنی کو جو فواید حاصل ہوئے ہیں انکی قدر و قیمت کا اسی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپین محاربہ کے برپا ہونے پر ترکی کی شاندار فوجی طاقت کا جرمنی کی طرف ہونا ٹیک آدہی روس فوجی بیکاری کے مرادف ہوگا یعنی بالفاظ دیگر جرمنی متحد و مصنوعی کی [illegible] دوسری طرف بلاد شرق میں دست بالا اور غلبہ حاصل کرنے کیلئے روس و انگلستان میں جنگ برپا ہو جائیگی تو اوسمیں اگر روس کو ترکی فوج کی اعانت ملگئی تو اسکا صریح نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

الغرض ٹرکی پر یونانی حملہ اوس علانیہ حملہ کا ایک حصہ تھا جو جولائی سنہ ۱۸۹۲ میں نہایت اعتبار کیساتھ تجویز اور مرتب کیا گیا تھا مخالف اسباب جنگ بالاجمال میں اوپر بتا چکا ہوں روس کو حملہ میں شامل ہونے سے روکدیا اور بلگیریا و سرویا کو حرکت کرنے دی یونانیوں کی بڑی بہاری حماقت و سستی اور یونانی مدبرین کی سفیہانہ بلند پروازی نے انکو اس تغیر کے سمجہنے اور محسوس کرنیکی فرصت نہ دی جو جولائی سنہ ۱۸۹۶ سے یورپین پالیٹکس میں واقع ہو گیا تھا وہ نام نہاد اتحاد یورپ کی کمزوری سے دلیر ہو کر اور روس کی بوقعی باطن حمایت و وعدہ امداد پر بہروسہ کرکے اندہا دہند بے سر پا خنگی سے غلطی پر غلطی کرتے چلے گئے اور بالآخر تہلکی دریا سے گذر آئے اور اپنی کشتیوں کو جلا دیا [illegible] جرمن اقتدار نے یورپ کو عالمگیر محاربہ اور سلطنت عثمانیہ کو بربادی سے بچالیا۔

ایشیائی تعلقات و پوزیشن

کے بنا پر بہت انکی احساس کہ ٹرکی کے ساتھ سخت نا انصافی کیگئی ہے اور نیز چونکہ مجھے یقین خود

ترکی فوج کی حالت اور طرز عمل دیکھنے کی بڑی تمنا تھی جس مقصد سے روانہ ہو گیا میں اپنے سب سے بڑے بیٹے کو جو سولہ برس کا تھا ساتھ لیکر ۱۲ اپریل انگلستان سے روانہ ہوا۔ اور راہ جرمنی و آسٹریا سالونیکا کو جو عثمانیہ افواج کا مرکز حرکات تھا گیا۔ راستہ میں ایکدن ویانا ٹھہرا اور وہاں کونٹ گولوچوسکی وزیر خارجیہ آسٹریا و ہنگری سے ایک نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی۔ مشرقی مسئلہ کے ساتھ آسٹریا کو جیسا گہرا تعلق ہے۔ ویسا کسی اور یورپین طاقت کو نہیں قسطنطنیہ کا روس کے قبضہ میں چلا جانا آسٹریا ہنگری کی تباہی و بربادی کے مرادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ آسٹریا میں ایک ایسا فریق بھی موجود ہے جو سالونیکا اور بوسینا و سالونیکا کے درمیانی ممالک کو قسطنطنیہ پر روسی قبضہ ہو جانیکے مقابلہ میں آسٹریا کیلئے کافی معاوضہ تصور کرتا ہے مگر اسنے شاید یہ سوچنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کی کہ سالونیکا تک بڑھنے کیلئے آسٹریا کو صرف مقدونیہ ہی نہیں بلکہ البانیا کو بھی فتح کرنا پڑیگا اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جو کوئی طاقت ان دونوں کو جو دنیا کی نہایت ہی جنگجو اور تند خو اقوام ہیں محکوم و مغلوب کرنے کی کوشش کریگی۔ وہ اس کام کو نہایت کٹھن بلکہ بالکل ہی ناممکن پائیگی ﴿

آسٹریا کے خطرات

روس اگر قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے تو آسٹریا کی سلطنت اس وقت تقریباً سب طرف سے ترقی کنندہ سلیو قوم سے گھر جائیگی۔ اور روس کیلئے پہلے آسٹریا ہنگری کو ایذا پہنچانے کیلئے اور پھر اس پر حملہ کرنے کیلئے بلغاریوں اور سربیوں سے کام لینا مشکل امر نہیں ہوگا قبضہ قسطنطنیہ سے بحر و بر دونوں جگہ روس کی طاقت اسقدر بڑھ جائیگی کہ بحیرہ روم اور پھر بحیرہ بلقان میں آسٹریا کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھ جائینگے ﴿

مزید برآں آسٹریا کا منذکرہ صدر فریق جو قسطنطنیہ کے بدلے سالونیکا کا حصول کافی تصور کرتا ہے۔ اور نیز انگلستان کے بہت سے پولیٹیکل پارٹی ایک دریڑ عنصر کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ کے قبضہ سے کل عثمانیہ فوج پر بھی اس کا تصرف ہو جائیگا اور اس کے بیچ کوئی انکار نہیں کہ تجربہ آزمائی اور اوصاف جنگی میں ترکی سپاہی کل دنیا میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور کوئی قوم میدان میں ان کی برابری نہیں کر سکتی اگر یہ سپاہی اول درجہ کے یورپین افسروں کے زیر کمان ہوں تو ان کو مغلوب کرسکنا ایک طرح سے قطعاً ناممکن ہے۔ پس اس پولیٹیکل و بحری اقتدار اور طاقت و استحکام کے علاوہ جو روس کو قسطنطنیہ کے قبضہ سے حاصل ہو جائیگا۔ اسکی فوجی طاقت میں بھی اس قدر اضافہ ہو جائیگا کہ آسٹرین سلطنت کی زندگی بالکل اسکے رحم و کرم پر منحصر ہو جائیگی اور اسی وجہ سے ہندوستان کو منفقہ روسی و ترکی حملہ سے بچانا تقریباً قطعی ناممکن ہو جائیگا ﴿

گو چند اوچھے اور کم واقف شخص اس کی ایک جماعت اب تبادلہ کی پالیسی کی طرفدار ہے مگر آسٹریا کے حقیقی اور دور اندیش مدبرین کو متذکرہ صدر اندیشے اور خطرات کبھی ایک لحظ کیلئے فراموش نہیں ہوتے یہ درست ہے کہ ۱۸۷۷ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگووینا کو دیکر آسٹریا سے ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت حاصل کر لی تھی مگر قسطنطنیہ کے حصول کا مسئلہ پیش ہوا تو آسٹریا نے اس بے نظیر دارالخلافہ کو اس روسی فوج کی چنگل سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ۱۸۷۸ء میں بمقام سان سٹیفانو خیمہ زن تھی۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی جسکی یہی خواہش و تمنا تھی بڑے زور سے تائید کی ﴿

۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۷ء کے درمیان روس اور آسٹریا کے جو تعلقات آپس میں تھے ان کی داستان ڈپلومیسی کی تاریخ میں نہایت ہی عجیب و غریب

اور عبرت بخش ہے پرنس بسمارک نے حال میں جو راز اور سازشیں منکشف کی تھیں اُنمیں ایک ایسی پولیٹیکل سازش کا بھی پردہ فاش کیا۔ جو نہایت ہی بالیسانہ اور اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھی جائے ۱۸۷۶ء میں جرمن چانسلر کو زار الکزنڈر ثانی کی طرف سے ایک خفیہ دستِ خاص لکھا ہوا خط موصول ہوا جسمیں زار نے گورنمنٹ آسٹریا پر متفقہ حملہ کرکے اُسکی تقسیم باہمی کی یہ تجویز پیش کی کہ روس کو صوبجات گلیشیا آسٹرین پولنڈ اور کچھ مزید علاقہ ملے اسکے بدلے میں جرمنی جو علاقہ چاہتی ہے۔ اُسکی اطلاع دے۔ اس قدر انتہا اختصار کیلئے جہت پیش لگئی کہ جنگ کریمیا کو بیس برس ہوگئے ہیں۔ اس عرصہ میں روسی فوج کو کوئی جنگ نہیں کرنا پڑا۔ وہ بیکاری سے سخت اُکتا گئی ہے اور کام ملنے کیلئے کمال بیتابی ظاہر کر رہی ہے ٹھیک یہی حجت اور دلیل جنوبی افریقہ کو حبشی علاقہ) وقوم متابلی کے بادشاہ کسی بیگچاہ اور امن پسند قبیلہ پر فوجکشی کرنیکیلئے پیش کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے ہمارے نوجوان بہادر اپنے نیزوں کو خون سے رنگنے کیلئے بیچین ہو رہے ہیں۔

جرمن چانسلر کو خط بھیجنے کے علاوہ جرمن سفیر متعینہ سینٹ پیٹرز برگ پرنس ریوس کی معرفت باضابطہ طور پر بھی یہ تجویز جرمن گورنمنٹ کے سامنے پیش کی گئی۔ پرنس بسمارک نے اس شیطانی تجویز میں شامل ہونے سے انکار کر کے پرنس ریوس کو جسنے اسکی تائید کی تھی۔ واپس بلالیا۔ اسکے بعد ۱۸۷۸ء تک برلن میں پھر اس مدبرانہ سکیم کے متعلق کچھ نہ سنا گیا اُسوقت پرنس بسمارک کو معلوم ہوا کہ روس نے آسٹریا سے سلسلہ جنبانی کر کے اُس سے سمجھوتہ کرلیا ہے۔ اور کہ اب روس آسٹریا کی بجائے ٹرکی پر حملہ کریگا۔ اس سازش کا کچھ علم غالباً لارڈ ڈربی وزیر خارجہ انگلستان کو بھی ہوگیا تھا۔ اور اسی علم کی وجہ سے اُس نے عام مشہور مراسلہ بولن سے جو ٹرکی کے نام لکھا گیا تھا۔ کچھ بھی تعلق رکھنے اور اُس میں دخل دینے سے صاف انکار کردیا تھا۔ ترکوں کو بھی غالباً علم ہوچکا تھا کہ روس بہر حال لڑائی کرنے کا عزم بالجزم کرچکا ہے۔ اور وہ ضرور لڑائی کریگا۔ اور یا غالب وجوہ اسی علم کی وجہ سے ترکوں نے یورپین کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کردیا تھا اور لارڈ سالسبری ۱۸۷۷ء کے شروع میں اپنے مشن پر جسپر وہ قسطنطنیہ بھیجے گئے تھے۔ ناکام واپس لوٹے تھے۔

مظالم بلگیریا | متذکرہ صدر سازش اور قرارداد کے مطابق روسی ایجنٹوں نے بلگیریا میں فساد کرانیکا انتظام کیا۔ مگر چونکہ بلگیریا والوں کو حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی۔ نظم ونسق عادلانہ اور ملک خوشحال تھا۔ یہ ایجنٹ بڑی مشکلوں سے فلپاپولی کے قریب ایک جگہ بلغاریوں سے بغاوت برپا کراسکے۔ اس کے دوران میں عیسائیوں نے اپنے مسلمان ہمسایوں بالخصوص مسلمان عورتوں پر خوفناک اور مہیب مظالم توڑے جنکا لازمی طور پر کچھ عرصہ بعد ترکوں کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ملا اور یہی روسیوں کی تمنا تھی چنانکہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ جنرل اغناٹیف نے سلطان عبدالعزیز شہید کو مشورہ دیا کہ بلغاری بغاوت فرو کرنے کیلئے مقامی ملیشیا فوج طلب کیجائے اور فوج نظام کو بھیجنا فضول ہے سلطان نے اس بد نیتی پر مبنی مشورہ کو قبول کرلیا۔ اس سے زیادہ ناموزوں اور بُری کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی تھی۔ کیونکہ مقامی ملیشیا میں زیادہ مسلمان بلغاری شامل تھے۔ اور عیسائی اور مسلمان بلغاریوں میں

سلہ یہ مشہور آفاق جرمن مدبر ۸۳ برس کی عمر میں ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو فوت ہوگیا اسکے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد میں درج ہیں اور اُس میں آسٹریا روس کی متذکرہ بالا سازش کی کیفیت بالوضاحت درج کردیگئی ہے جو مسٹر بولٹن سے برکھولنڈن کا اخبار سٹینڈرڈ مورخہ نومبر ۱۸۹۶ء میں اخبار نوفرائی پریس کا اقتباس دیا گیا ہے مصنف

ویسی ہی سخت قسمتی تھی جیسی کہ کریٹ کے عیسائی مسلمان ہمقوم باشندوں میں موجود ہو۔ اور اس قدیمی عناد کی حرارت اُن مظالم سے جو باغیوں نے ۱۸۷۶ء کے شروع میں مسلمان باشندوں پر توڑا اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

مسلمانوں نے شیطان سیرت و جفاکار باغیوں سے بدلا لینا شروع کر دیا۔ جو بعض صورتوں میں بیشک ظالمانہ اور حد مناسب سے متجاوز تھا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ اُن مبالغہ آمیز بیانات سے جو انگریزی اخبارات نے مشتہر کئے بدرجہا کم تھا۔ ان اخبارات کے اکثر نامہ نگار تو بلغاریہ اور روس کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ان شخصوں نے بیان کیا کہ تیس ہزار بلغاری ہلاک ہوئے ہیں۔ حالانکہ کل تعداد دو یا تین ہزار کے قریب تھی۔ ان مبالغہ آمیز روایات سے ایک عظیم انگریزی فریق اپنے ناعاقبت اندیش اور کوتاہ بین فصیح و بلیغ سرغنہ اور گمراہ کنندہ یعنی مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت انگلستان کے دشمنوں کے فریب میں آ گیا۔ یہ محقق امر ہے کہ اس کل معاملہ کا بانی مبانی منصرم اور اُس کے اخراجات کا متحمل روس ہی تھا۔

روسی مظالم وحشیانہ

مسٹر گلیڈسٹون اور اس کے رفقا روس پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ انہیں اُن کے "مقدس جہاد" اور اُس کی "مہذبانہ مشن" کی تعریف و توصیف کیلئے کافی الفاظ نہ مل سکتے تھے۔ اور "شمال کی مقدس مہاتما صورت" کی مدح و ثنا کیلئے اُن کو تعریفی جملے بکفایت دستیاب نہیں ہو سکتے تھے وہ دن رات اسی کا گیت گاتے تھے اور زار کو خاص اوتار سمجھتے تھے۔ حالانکہ یہی زار اسکندر ثانی اپنی فوج اور کشتوں کے اُن تمام ناگفتہ بہ مظالم و خونریزی سفاکی اور کشت و خون اور نہب و احراق اور انسانی مصیبت و تباہی کو عالمگیر جہنم کا جس میں روسی حملہ آوری نے جزیرہ نما بلقان کو مبتلا کیا۔ باعث و بانی مبانی تھا۔ یہ تمام مصائب و مظالم اسلئے بپا کئے گئے کہ روس کے تشنہ خون انسان اور حریص شہرت و ملک سپاہیوں کو مطلوبہ فوجی مشق حاصل کرنے کا موقعہ ملے یہی رنج و عداوت اب رحمدل و نوعمر زار نکلس ثانی کو اسلئے ملعون کر رہی ہے کہ وہ اُن کو خوش کرنے کیلئے یورپ کے درہم برہم کرنے پر رضامند نہیں ہوتا۔

اس روسی جہاد سے امن دوست معصوم بندگان خدا پر جو تباہی و ہلاکت خونریزی اور مظالم قبیحہ وارد ہوئے۔ زمانہ حال کے کسی اور محاربہ میں اُس کا عشر عشیر وقوع میں نہیں آیا۔ جنگ سے پہلے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں بیس لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے۔ اب اُن کی صرف ساڑھے پانچ لاکھ ہیں۔ باقیماندہ تلوار کی گھاٹ اُتار دئے گئے یا دوران مہاجرت و سفر سردی اور فاقہ کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ محاربہ کو لقمہ السیف کا باقی ہمیشہ کی خاطر میں بالجبر ایشیا کوچک کی طرف دھکیل دئے گئے تھے۔ سلطنت روما کی تباہی یا ہون قوم کی شمالی یورپ کی پامالی کے بعد اس براعظم کے ساکنین پر اب تک جسقدر مصیبتیں وارد ہوئی ہیں اُنمیں سے کوئی بھی کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت اُن وحشیانہ مظالم کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو روسیوں اور بلغاریوں نے اُن مسلمانوں پر جو قابو آئے توڑے۔ سالم کے سالم دیہات مع باشندوں کے جلا کر خاکستر کر دئے گئے۔ اور اکثر صورت میں دہشت زدہ اور سراسیمہ بھاگتے ہوئے مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو نوک سنگین آگ کے شعلوں میں دھکیل دیا گیا۔ صرف ایک جگہ کی یہ کیفیت ہے کہ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین قصبہ ہرمانلی کے قریب جو دریا مرتزا پر واقع ہے جنوری ۱۸۷۸ء میں مقیم تھے جنکو بیابان کی فوج سواران اور توپخانہ قزاق نے بیکسوں کو سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے بیچ لبستہ وادیوں

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار جنگ کی طرف سے ۔ ایڈریانوپل مورخہ ۳ جنوری ۱۸۷۸ء

فلپ پولی سے جو منزل ستر میل ہے ۔ ان ستر میلوں پر کامل تباہی پائی جاتی ہے ۔ یہ ستر میل ہزاروں خاندانوں کو اسباب خانہ داری سے چھٹا ہوئی ہیں ۔ یہ وحشت انگیز ستر میل ہر ایک قسم کی موت کے شکار اور کمال رقت انگیز وضع و ہیئت میں پڑی ہوئی مُردوں کا مسلسل اور سخت ڈراؤنا منظر ہیں ۔ ان میلوں پر ایسا ایسا ناقابلِ بیان ظلم و ستم کا ارتکاب کیا گیا ہے کہ اُسکی ہیبت کے عشر عشیر کو بھی وہ لوگ جنہوں نے آنکھ سے نہیں دیکھا قیاس نہیں کر سکتے ۔

ترکی آبادی کی بھاگڑ

رُوسیوں کو قریب پہنچنے پر بلغاری دیہات سے جو مسلمان خاندان بتعداد کثیر جان بچا کر بھاگے تھے ۔ وہ اس جگہ پر تھے ۔ پلیونا سے لیکر فلپ پولی تک کے کل علاقہ کے مسلمان ہفتوں بلکہ مہینوں سے روسیوں کے جبر و ظلم سے بچنے کیلئے قسطنطنیہ کے محفوظ مامن میں پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ اب اس نظارہ کو دیکھ کر ہم پہلی مرتبہ ان حاجتمند درماندہ مسلمانوں کے مصائب کا کچھ قدر معلوم کرنے اور ان پناہ گزینوں کی کثیر التعداد کا جو سراسیمہ و ہراساں روسیوں کے آگے آگے بھاگے چلے جا رہے تھے ۔ درست اندازہ کرنیکے قابل ہوئے ۔

کامل تباہی کا منظر

فلپ پولی سے روانہ ہوتے ہی ہمیں منتشر شدہ بے ہوئے دہقانوں کی لاشیں دکھائی دینی شروع ہو گئیں ۔ جنمیں سے کئی دو دو تین تین ہفتوں کی معلوم ہوتی تھیں ۔ اور بعض کے کپڑوں پر خون کے دھبے بالکل تازہ تھے سینکڑوں لاشیں سڑک پر اور دونوں طرف خندقوں میں گری ہوئی تھیں جنکا کوئی والی وارث نہ تھا ۔ برف پر جا بجا اس بات کے نشان موجود تھے کہ وہاں قیام کیا گیا ہے ۔ یہ نشان جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے زیادہ ہوتے گئے ۔ چونکہ تھوڑی دیر کے بعد سڑک اور اس کے متصلہ راستے اور پگڈنڈیاں اسباب و سامان سے بالکل مستور پائی گئیں ۔ اور ہم کو پہاڑوں کی تمام مسافت پورے ۵۰ میل انسانی لاشوں چھکڑوں اور پھٹے کپڑوں کے بقچوں شکستہ ارابوں اور مردہ حیوانوں کی قطار در قطار میں سے گذرنا پڑا عورتیں اور شیر خوار معصوم ۔ بڈھے اور بچے سڑک کے کنارہ کنارہ برف میں نیم مدفون یا پانی کی ڈابروں میں نیم غرق کھیتوں میں پڑے ہوئے تھے ۔ تقریباً تمام کے جسموں پر مہیب گھاؤ اور ظلم و سیہ کاری کے نشان موجود تھے ۔ اکثر عورتوں اور بچوں کے چہروں پر زندگی کی سرخی اور اُن کے ہاتھ پاؤں کے چمڑے پر گلابی رنگت ابھی تک موجود تھی ۔ موت کی سفیدی ابھی چھائی نہ تھی ۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا ۔ کہ وہ سردی سے ٹھٹھر کر مرے ہیں ۔ وہ برف پر اس طرح دُبکے ہوئے تھے کہ گویا خواب راحت میں ہیں ۔ ان عورتوں اور بچوں کے دوش بدوش بیشمار مردوں کی لاشیں تھیں جن کے

(بقیہ صفحہ ۶۹) اور ترکستان بالکل ہندوستان کی پٹھانوں کی نسل سے ہیں ان کے نمبردار بیگ خان کہلاتے تھے جب روسیوں کا قبضہ ہوا ہو تو اشینا کہلاتے ہیں ۔ ترکمانوں اور اُن کے علاقہ نے اور نوسباتوں میں ترقی کی ہے مگر ایک امر میں وہ بہت متنزل ہو گیا ہے ۔ زمانہ قدیم میں یہاں کے گھوڑے بہت مشہور تھے ۔ اور جنوبی ہند میں اُن کی بڑی قدر ہوتی تھی ۔ اور ہر سال وہاں یہ بتعداد کثیر بھیجے جاتے تھے ۔ مگر اب ان گھوڑوں کی نسل تقریباً معدوم ہو گئی ہے کیونکہ تاخت و تاراج کیلئے انکی ضرورت ہوتی تھی جب ترکمانوں نے پیشہ چھوڑ دیا تو اُن کو گھوڑوں کی بھی احتیاج نہ رہی چنانچہ وہی قوم کیلئے بھی اب کہ قافلہ دریا دان علاقوں سے گھوڑے لائے جاتے ہیں ۔

چہروں پر موت کی حالت میں بھی وقار اور جلال ٹپک رہا تھا۔ وہ بالکل برہنہ لب سڑک پڑی تھی۔ اُنکی سفید ڈاڑھیوں پر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے اور بیجان ماتھے چھاتیوں پر پڑے ہوئے تھے۔ خندقوں کی گِل آلودہ پانی سے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور معصوموں کے پیارے پیارے چہرے برف سے کچھ چھپے کچھ ننگے رہ گئے تھے۔ دیکھنے والوں کی طرف معصومانہ ادا اور حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اُن میں کسی طرح کا ملال یا افسردگی کے آثار نہ دکھائی دیتے تھے۔ اُن کی شکلوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ماؤں کی چھاتیوں پر ہی سردی سے اُن کی روح عالم بالا کو چل دی جب یہ ستم رسیدہ ماؤں نے بہ عالم یاس و ہراس پاؤں گھسیٹتے چلی جا رہی تھیں بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے پیارے بچوں کی بیجان لاشوں کو برف میں پھینک دیا۔

جلا وطنی۔ فاقہ مستی۔ نہب و غارت اور قتل و خون

یہ بدبخت دہقان اپنے ٹوٹے پھٹے لباسوں میں جن کے پاؤں میں بھی چلنے کی سکت نہ رہ گئی تھی بھوکے پیاسے اور نیم برہنہ سفر کر رہے تھے۔ میلوں تک تمام سڑک پر ان ارابوں کی ہی قطاریں جن پر انسان اور اسباب کچھا کچھ بھرے ہوئے تھے۔ دکھائی دیتی رہیں۔ گاڑیوں پر بستر اور برتن چنے ہوئے تھے۔ عورتیں اور بچے گدھوں اور دوسرے جانوروں پر سوار ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اور گاڑیوں کے پیچھے میلوں تک یہ بدبخت بے اوسان اور نیم فاقہ مست ہزاروں خانماں برباد لڑکھڑاتے جا رہے تھے۔ خمیدہ پشت بوڑھے مرد اور بڑھیا عورتیں لاٹھیوں اور بیساکھیوں کے سہارے قدم ٹیک ٹیک کر چل رہی تھیں۔ مائیں شیرخوار بچوں کو چھاتی سے لگائے جس طرح بن پڑتا قدم اٹھائے جا رہی تھیں۔ مگر مہینوں کی جلاوطنی، دن رات کے سفر، سردی کے غلبہ اور شیطانی سیرت بلغاری اور روسیوں کی تاخت کے دائمی خوف سے اُن میں ایک قدم چلنے کی سکت باقی نہ رہنے دی ہوئی تھی۔ میں اس اتم فلاکت کا سماں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ مدد کروں تو کس کی؟ ایک سے ایک کی حالت واجب الرحم ہو رہی تھی۔ اور اُن کا شمار حد حساب سے باہر تھا۔ ایسا عاجز اور شکستہ دل میں پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میں ایک قطار کے پیچھے میل سوا میل تک ایک عورت کو دیکھتا رہا۔ جو اپنی دس سالہ مریض نزار لڑکی کو سہارا دیکر لئے جا رہی تھی۔ لڑکی جو بالکل برہنہ پا تھی اُس کے پاؤں برف سے متورم ہوگئے تھے۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کے بھی قابل نہ رہ گئی تھی۔ رات قریب آ چکی تھی۔ اور خنک ہوا جو ہمارے گرم کپڑوں میں بھی گذر کر ہمارے جسموں کو یخ بنا رہی تھی۔ اُس مظلوم و ستم رسیدہ لڑکی کے چیتھڑوں کو اڑاتی ہوئی اُس کے اعضاء جسم کو جو صرف پوست و استخواں رہ گیا تھا برہنہ کر رہی تھی۔ اُس وقت ماں کے دل پر جو صدمہ گذر رہا تھا اُس کا اندازہ کچھ وہی ٹھیک کر سکتی تھی جو خود کبھی نشانہ بنی ہو۔ ایسی حالتوں میں ٹھٹھر کر یہ رات بسر کرنا کیا اِن نصیبوں جلی ماں بیٹی کیلئے یقینی موت نہ تھا۔ یہ ایک نظیر ہے اسی طرح کی بیشمار واقعات دردناک ظلم کی جو ہماری آنکھوں کے سامنے گذرے۔"

ترکوں کے ساتھ ناقابلِ ضبط ہمدردی

کیا ایسی صورت میں ممکن تھا کہ میں کسی طرح کی مدد کر سکتا ہوا تم مایوس اور قلق اما جبر تھا۔ میرے دل میں ترک سپاہیوں اور دہقانوں و ولنگوں کے لئے بہت ہی سخت ہمدردی کا موجزن ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ دوسری صبح ہم موضع قرہ چشمہ سے روانہ ہوئے ہی تھے کہ پناہ گزین ترکوں کی ایک طویل قطار کا ہمراہ گاؤں کے بڑے بازار میں داخل ہو گیا۔

بلغاری خونخواری

اور تھوڑی ہی دیر بعد وہاں ایسا نظارہ دیکھا جسے بیان کرتے ہوئے بھی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ بلغاری سپاہی بازار کو ایک طرف تین تین چار چار کی ٹولیوں میں جمع ہو گئے۔ اور جب تک کل قافلہ گاؤں میں داخل نہ ہو گیا۔ چپکے کھڑے رہے جب شکار انکے پھندے میں اچھی طرح پھنس گیا۔ تو کل ماندہ شدہ بیکس و بے بضاعت لوگوں پر شکاری کتوں کی طرح جھپٹ پڑے اور اُن کا اسباب بلکہ گاڑیوں سے بیل بھی کھول کر لیجانا شروع کر دئے۔ ایک بڑھیا گھسیٹے جا رہی تھی اُس پر بستر لدے ہوئے تھے اور اوپر ایک خورد سال لڑکا بیٹھا تھا پانچ چھ شقیوں نے ذرا کی ذرا میں بچہ کو گرا کر بستر اُٹھا لئے۔ اور چشم زدن میں اُن کو آپس میں تقسیم کر لیا بوڑھے مرد اور عورتیں اپنے مال و اسباب کو کہ انکی ساری کائنات وہی تھی چپٹے رہے لیکن بے رحم بلغاری اُن کو ادھر اُدھر دھکیل کر سب کچھ اُٹھا لیگئے پھر تو خوف و دہشت سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اور عجیب ہڑبونگ مچ گئی۔ قافلہ والوں نے جو پہلے آہستہ آہستہ چل رہے تھے قدم تیز کر دئے۔ اور بصد مشکل ان حرامیوں سے خلاصی کرا سکے۔ جب یہ کارروائی ہوئی۔ اُس وقت جنرل کُردگو بھی قصبہ کے پاس ہی موجود تھا۔

چیرہ دست شدہ لاشیں

لاشوں کی کوئی بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اس گاؤں سے خاصکوئی تک تو ان کا کوئی حساب و شمار ہی نہ رہا۔ جس گاؤں میں ہم گئے وہ مردہ ترکوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب ہم نے بلغاریوں سے دریافت کیا انکو کس نے قتل کیا ہے تو نہایت گرمجوشی اور بے باکانہ فخر و مباہات سے جواب دیا "ہم نے۔ ہم اور ہمارے دوستوں نے"۔ خاصکوئی کے بازاروں میں ہم نے ترکی سپاہیوں کی بھی کئی لاشیں پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے نیچے دبی ہوئی دیکھیں۔ زخمی کرنے اور چلنے کے ناقابل بنا دینے کے بعد بلغاریوں نے اُن کو سنگسار کیا تھا۔

میں نے ایک ترکی خاندان سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں بلینا چھوڑے پانچ مہینے ہو گئے ہیں تب سے ہم برابر سفر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ گذشتہ ہفتہ مسلی کے قریب ایک بڑے کیمپ میں مقیم رہے تھے کئی ہفتوں سے ہمیں روٹی بلکہ کچھ بھی نہیں ملی اور صرف جانوروں کے گوشت پر جو بے سکت ہو کر سڑک پر گر پڑتے ہیں گذارہ کر رہے ہیں۔ اس گاؤں سے جسقدر روٹی مل سکی میں نے خرید کر انکو دی جسے دیکھ کر انکی باچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس طرح کھانے لگے کہ گویا برسوں کے بھوکے ہیں اس خاندان میں پانچ متنفس تھے۔ ایک معمر دادی۔ باپ۔ ماں۔ ایک دس سالہ لڑکا اور ایک شیر خوار۔ جوتی کسی کے پاس بھی نہ تھی۔ اور انکے اسباب کی کل کائنات چند بوسیدہ لحاف اور ایک دیگچی گوشت ابالنے کی تھی۔

خاصکوئی سے پرے قدم قدم پر ہمیں پہلے سے زیادہ مہیب اور حسرت انگیز نظارے دکھائی دئے۔ کہیں میاں بیوی ایک ہی کمبل میں دوش بدوش لیٹے ہوئے ہیں۔ اور قریب دو بچے برف پر گیند بنے ہوئے ہیں۔ اور سب کے سب بیجان ہیں۔ کہیں .. ضعیف بڈھے پڑے ہیں اور انکے سر آدھے کٹے ہوئے ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف جا بجا قافلوں کے مقام کرنے کے نشان دکھائی دیتے تھے جن سے .. اسے ہی یہ بھی ثابت ہو رہا تھا کہ مقام کرنیوالے بڑی جلدی اور افراتفری کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں۔ ہر ایک پڑاؤ پر اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔

میلوں تک ہم قالینوں، بستروں، کپڑوں پر جو کیچڑ میں پڑی ہوئی تھے گذرتے رہے کہ ہم سڑک کے ایسے حصہ پر پہنچ گئے جہاں بچھونے کمبل، کھلونے اور ہر قسم کے سامان خانہ داری کا سیلاب سا فرش ہو رہا تھا۔ رفتہ رفتہ شکستہ ارابوں کی بھی کثرت شروع ہو گئی اور جب ہم ترالی کے چھوٹے سے موضع میں پہنچے تو ہمیں اپنے سامنے سڑک کے دونوں طرف چھ میل تک واقعی ایک جنگل دکھائی دیا جو دائیں ہاتھ دریا تک اور بائیں جانب دامن کوہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم اس عجیب پڑاؤ کے وسط میں پہنچ گئے۔ بڑے بڑے بیش قیمت قالین اور نفیس پارچات کیچڑ میں مسلے ہوئے اور روندے ہوئے پڑے تھے۔

تباہی جس کی نظیر نہیں

اس پڑاؤ کا نظارہ ایسا رقت انگیز اور [illegible] حال سے بیچارے معصوم پناہ گزینوں کی مصائب تباہی کے حالات وہ ایسے موجب بار ہا تھا کہ میں اُسے بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ سینکڑوں ایکڑ رقبہ پر اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔ یہ پڑاؤ دریا کے کنارے تین میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا۔ عرض کہیں کم کہیں زیادہ تھا۔ اس وسیع رقبہ پر بالکل پاس پاس کہ اس سے زیادہ قریب ہو نہیں سکتا تھا۔ ہزارہا گاڑیاں کھڑی تھیں اور ان کے بیل پاس بندھے ہوئے تھے۔ بیمار مویشی گاڑیوں میں ادھر ادھر گشت کر رہے تھے ہر گاڑی کے قریب مردوں عورتوں اور بچوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور کل سطح پارچات، برتنوں، کتابوں اور بستروں سے مستور تھی۔ ایک سفید ریش معمر ترک بے جان لیٹا ہوا تھا۔ قرآن شریف اس کے قریب کھلا پڑا تھا۔ اور اس کا کل جسم خون سے چور گردن حلق کے ذرا نیچے زخموں سے بھرا تھا۔ مختصر [illegible] ہوا تھا یہ نظارہ دیکھ کر ہمارے جگر میں سوراخ سا ہو گیا۔ تقریباً چھکڑوں اور گاڑیوں کے تمام پہیوں میں شیر خوار معصوموں کی لاشیں لپٹی ہوئی تھیں یہ وسیع مرگھٹ اور میدان ہلاکت بلغاریوں کی تندہی کا نتیجہ ہوا تھا۔ جو عمداً گاڑیوں کو منتخب کرتے تھے اور سب برتنوں اور کل بستروں کو اٹھا لیجاتے تھے برتن یا زیورات پڑے ہوئے تھے اور بستروں سے بچوں کو ٹھوکریں لگا کر پرے پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ حرامی بد ذات ایسے سیاہ قلب تھے کہ گاڑیوں کے مرد عورتوں اور بوڑھوں کو مردوں سے کھینچ کھینچ کر لیجاتے تھے اور ان لاشوں کے پیچھے کبھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ تقریباً پانچ سو لاشیں علاوہ بکسیں [illegible] کی اس پڑاؤ میں پڑی تھیں۔ گاڑیاں ۱۵ ہزار سے کم نہ تھیں۔ اور کم از کم ۵۰ ہزار مظلوم سوا اُن چیزوں کے جن کو وہ سروں پر اٹھا لیجا سکے کل مال و اسباب وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ گھنٹوں تک اسی مہیب بھیانک نظارہ کے دیکھنے سے ہماری طبیعتیں سخت پریشان ہو گئیں اور ہم نے گھوڑوں کو تیز کر دیا کہ کسی طرح خرمنلی جلد جا پہنچیں مگر گاؤں کی دیواروں تک ہمیں برابر بے گور شدہ لاشیں ملتی رہیں۔

مسلمانوں کی معدومیت

یہ لوگ اپنے قیام گاہ سے سکوبیلاف کے سواروں کو سامنے کی وادی میں تیزی سے داخل ہوتے دیکھ کر فرار ہوئے تھے۔ اس فرار کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار دو ہزار مسلمان بے ہنگام ہلاک ہو گئے۔ اور جو قدرے قلیل باقی ہیں۔ وہ پہاڑوں میں بے ہتن و خالی شکم فاقہ و سردی کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ قریب و جوار کے باقی [illegible] خوب مالا مال ہو گئے کیونکہ روسی سواروں کی پہلی باڑھ کا بھی دہلا ابھی صاف نہ ہوا تھا کہ یہ درندہ صفت انسان [illegible] جنگی روسی لیجا سکتے تھے لوٹ لیے۔ اور مال و اسباب سے سینکڑوں گاڑیاں بھر کر لے گئے۔

مسلمانوں کی اس کامل تباہی کو یاد کرو۔ ان کا دماغ چکرا جاتا ہے۔ ۵ ہزار میں سے صرف چند ہزار اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ لیکن قیاساً سمجھ سے باآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ فلپ پولی ان فرنگیوں کی سنگدلی پر شاہد ہے جو حق پسند کہلاتی ہیں گی۔

مجھے یہ خیال کرتے ہوئے سخت صدمہ پہنچتا ہے کہ خدا نہ کرے کہیں قسطنطنیہ کو جاتے ہوئے بھی مجھے راستہ میں ایسے ہی منظر دیکھنے نہ پڑیں کیونکہ کچھ عرصہ ہوا ہفتوں تک مسلمان پناہ گزینوں کی گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں ایڈریانوپل کے راستہ دن رات قسطنطنیہ کو جاتی رہی تھیں۔ ان لوگوں کو خوف و ہراس اور ذلت نے ایسا بدحواس کر دیا ہوا تھا کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم کہاں جا رہے ہو تو نوبت یہی ہوتی تھی کہ کچھ جواب دے سکتے۔ وہ صرف یہی جانتے تھے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے آگے بڑھ جائیں۔ وحشت نے ان کو ایسا بوکھلا دیا تھا کہ اگر ایڈریانوپل کے بازاروں میں کبھی کسی کی گاڑی ٹوٹ جاتی تو وہ اسے مع سامان وہیں چھوڑ آگے چلا جاتا تھا۔ اس وقت بھی جنگل میں ہزاروں راہوں سے بھرا ہوا ہے جو سردی بارش اور تاریکی میں بھی برابر لگاتار حرکت کئے چلے جاتے ہیں۔ اکثر ان میں ننگے پاؤں پیدل ہیں۔ اور ہر ایک متنفس سر سے پاؤں تک بھیگا ہوا نیم گرسنہ نڈھال بالکل بے سکت ہو رہا ہے۔ آندھی کا شور بچوں کے بلبلانے اور بچیوں کی چیخ و پکار کے ساتھ مل کر عجب وحشت خیز سماں بنا رہا ہے۔ افسوس ان بدنصیبوں کیلئے کسی طرح کی دستگیری اور امداد کی توقع نہیں۔"

ترکی آبادی کی بیخ کنی

اس امر کی کہ ترکی آبادی ۱۸۷۷ء میں روسیوں کے قریب پہنچ جانے پر کیوں گھروں سے بھاگ جاتی تھی۔ اور روسیوں کی بدعملیوں کے نتائج کے آگے پھر وہی اور بھوک کی سخت سے سخت تکلیف کو ترجیح دیتی تھی ناظرین کو مندرجہ ذیل چند واقعات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی۔

ترکی دہقانوں کا قتل عام

مسٹر اڈمنڈ کالورٹ انگریزی قونصل متعینہ فلپ پولی نے اپنے اعلیٰ افسر کے حکم کی تعمیل میں موضع بلوان اور ملک کے متعلق خود ترکی پناہ گزینوں کی زبانی کل حالات قلمبند کئے تھے۔ ترکی کے متعلق جو خط و کتابت انگلستان میں بطور سرکاری شائع کی گئی تھی۔ اس میں قونصل بلنٹ کا بھی ایک خط مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۷۷ء مندرج ہے جس میں ترکی دہقانوں کی ناقابل اعتبار بے رحمی و سفاکی سے قتل کئے جانیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ خط بلحاظ ان لوگوں کے لکھا گیا تھا۔ موضع بلوان[1] کے تین پناہ گزین باشندوں خلیل ابو غدحسین مصطفیٰ ابو عبداللہ اور سلیمان ابو احمد کے بیانات مسٹر کالورٹ نے حسب ذیل تحریر کئے۔

"گذشتہ ۲ جولائی کی صبح کو کاسکوں کے دو رسالے بلوان میں پہنچے گاؤں کے اکابر روسیوں کی آمد کی خبر سنکر استقبال کو گئے۔ اور باضابطہ طور پر اطاعت گزینی کا اظہار کیا۔ کاسکوں نے گاؤں کا احاطہ کر کے باشندوں کو ہتھیار حوالہ کر دینے کا حکم دیا اور [illegible] رسالے کاسکوں کے پہنچے۔ دوبارہ انہوں نے پھر گاؤں کا احاطہ کر لیا اس مرتبہ [illegible] کے دو تین ہزار

[1] یہ موضع تخمیناً دو سو گھروں کی آبادی ہے۔ بائیں پہاڑیوں کی طرف سے تین گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے۔

روسی سپاہ نے ناگفتہ بہ مظالم توڑے ہیں۔ اور بعض اوقات بلغاری بھی مسلمانوں مفروروں اور پناہ گزینوں سے کمال سفاکی سے پیش آتے ہیں۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق کئی دیہات کے تمام مسلمان تہ تیغ کر دئے گئے ہیں۔ ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ مجروحین میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کو زخم لگے ہوئے ہیں۔" وادی طونجہ میں جو ظلم و ستم کئے گئے وہ ناظرین کو کتاب "میدان جنگ" کے مندرجہ ذیل اقتباس سے جو ۱۸۷۸ء میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائینگے۔

"وادی طونجہ بلقان سے متصل بجانب جنوب واقع ہے۔ گورکو کے رسالے پہنچنے سے پہلے کمال دلفریب اور خوشحال ضلع تھی۔ گاؤں آباد۔ قصبے بارونق، یکسبت سرسبز اور تمام زرخیز علاقہ گلاب کے باغوں اور تاکستانوں سے معمور فردوس کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا۔ یہاں باشندے اپنے اپنے شغل میں مصروف نہایت خوشحال و فارغ البال تھے۔ اس وادی کا عطر گلاب تمام دنیا میں مشہور تھا۔ ترک اور بلغاری آپس میں صلح و اتفاق اور امن چین سے آباد تھے۔ فسادوں کے برپا اور لڑائی کے شروع ہونے کی افواہیں یہاں بھی پہنچ گئی تھیں۔ مگر دونوں جماعتوں کے اکابر نے باہم صلاح مشورہ کر کے قدیمی رفاقت اور امن کو قائم رکھنے اور کسی طرح کی شکر رنجی پیدا نہ ہونے دینے کا عزم بالجزم کر لیا تھا۔"

"افسوس یہ حالت زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ جولائی ۱۸۷۷ء کے اخیر میں روسی اور بلغاری فوجیں اس نمونہ فردوس زمین وادی میں داخل ہوئیں۔ اور ان کی ورود کا نتیجہ ہوا کہ یہ آباد و دلفریب ضلع چشم زدن میں ایک ویرانہ بن گیا۔ گاؤں جلا دئے گئے۔ مکان منہدم ہو گئے۔ باشندے طرح طرح کے عذاب و عقوبت کے ساتھ تہ تیغ کر دئے گئے۔ اور کل علاقہ جو اس منحوس و ملعون حادثہ سے پہلے کمال بارونق شگفتہ اور تر و تازہ تھا۔ جہنم کا ٹکڑا بن گیا۔ جن گھروں میں پہلے کسی نے اونچی آواز سے کسی کو بولتے نہ سنا تھا۔ ان میں تاخت و تاراج، قتل و نہب، جبر و سفاکی، درندہ پائی، جبر و ظلم اور زنا بالجبر کا بازار گرم ہو گیا۔ اور بیشمار خوشحال آبادی میں صرف چند ہی ایسے خانمان برباد شکستہ حال، تباہ و پریشان، فاقہ مست، مایوس عورتیں اور بچے باقی رہ گئے۔ بقول جنرل فاسٹ فند و سے ان کی تباہی و بربادی کے جگر خراش حالات تحریر کئے گئے۔"

سکائلر مین کا نامہ نگار

مسٹر سکائلر مین کے نامہ نگار نے اس ضلع کی بربادی کے حالات جو اس کی صحرا — کالوفر کارسووا اور سوپاٹ کے شمال مغرب میں اس درہ کے قریب واقع ہے۔ جس کے راستہ اول اول روسی جنرل بلکہ داخل ہوئے۔ بیان کرتے ہوئے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ یہ تمام قصبے بالکل ویران ہو گئے ہیں۔ اور ان کے کوچہ و بازار، تاکستان اور گلبست عورتوں اور بچوں کی متعفن اور بوسیدہ لاشوں سے پٹے ہوئے ہیں۔ ان قصبوں پر قابض ہوتے وقت روسی کمانڈروں نے حفاظت کا وعدہ کر کے ترکی دہقانوں سے ہتھیار رکھوا لئے۔ مگر سلیمان پاشا کی پیشقدمی کے وقت وہ ہتھیار انہوں نے حفاظت سے اپنے پاس سے بلغاری دہقانوں کو دے دئے گئے۔ جنہوں نے فی الفور اپنے ترکی ہمسایوں پر حملہ اور بے دریغ تہ تیغ کر دیا۔ اور عورتوں کو قتل کرنے سے پہلے نہایت وحشیانہ طریق سے سخت بے حرمت و بے آبرو کیا۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو کرنیل ڈیوکنکس کی فوج کے ہمراہ تھا اور بلقان سے شمال کی طرف کے کل علاقہ میں اس نے گشت کی تھی ترکوں کی خوش اطواری اور عیسائیوں کی بد ذاتی کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:۔

میں دیگر حالات پر اس قدر لکھتا چلا گیا ہوں کہ "مظالم" پر متعلق لکھنے کیلئے بہت تھوڑی جگہ رہ گئی ہے۔ ناظرین "مظالم" کا لفظ سن کر چونک پڑیں گے۔ میں نے بطریق مبالغہ یہ الفاظ نہیں لکھے۔ دنیا میں آج تک کسی قوم نے جنگ کا مذہب کے سبب سے انداموں نے کبھی بے پناہ اور بے گناہ کی جانی آبادی سے کبھی ایسا قبیح ظالمانہ برتاؤ نہیں کیا۔ جیسا کہ بلغاریوں نے ترکوں سے کیا ہے۔ یہ شقی القلب علانیہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلغاریوں و ترکی دیہاتیوں میں پہلے کوئی عناد موجود نہ تھا۔ عیسائی صرف خونریزی کے شوق اور لوٹ کھسوٹ کی طمع سے بے بس ہو کر اپنے ہمسائیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جن کو انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اب بالکل بے پناہ ہیں۔ اور اپنا کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔ اسکوا کے ایک شراب خانہ میں جب میرا گذر ہو گیا۔ تو وہاں ایک بلغاری اپنا خنجر دوسروں کو دکھا رہا تھا۔ اور یہ کہہ رہا تھا کہ پہلے میں بندوق لیکر باہر پھرا کرتا تھا مگر یہ اس سے بہتر ثابت ہوا ہے۔ میں دس مسلمان قتل کر چکا ہوں۔ میں نے انہیں بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سفاکی اور درندگی ہو سکتی ہے شمالی بلگیریا کے مسلمان بیشک بکروں کی طرح ذبح کئے گئے تھے۔ مگر انہوں نے عیسائیوں پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ بلکہ بھاگ گئے اور فوج کے وقت بھی جیسا کہ خود بلغاری تسلیم کرتے ہیں ہر ایک چیز کی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ روسیوں کو بلغاریا میں داخل ہوئے دو مہینے ہو چکے ہیں۔ اور اب تک کسی ترک کی طرف سے کوئی زیادتی ہونے کی ایک بھی شکایت نہیں سنی گئی۔ ایک روسی افسر نے ایک راہگذر بلغاری دہقان سے دو نیلے مرغ چار آنوں کو خرید کئے۔ پھر اس سے دریافت کیا کہ کیا تم اپنے ہم مذہب روسیوں کے آنے سے خوش نہیں؟ بلغاری نے بلا رو رعایت صاف صاف جواب دیا۔ "ہم ابھی یہ دیکھ رہے ہیں کہ آیا تمہارا برتاؤ بھی ہم سے ویسا ہی اچھا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ترکوں کا تھا۔"

ٹائمز کے نامہ نگار نے جو اس لڑائی میں گورکو کے ساتھ رہا تھا۔ بتاریخ ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء گورکو کے کیمپ سے جو بلقان کے جنوبی علاقہ میں نصب تھا حسب ذیل تحریر کیا:۔

اس محاربے سے تہذیب کو کچھ تعلق نہیں۔ یہ از سرتا پا مظالم و مظالم کا مجموعہ ہے۔ روسی سپاہی ترکوں کو ناپاک ترین حیوان تصور کرتے اور انہیں قتل و ہلاک کرنا ثواب میں داخل سمجھتے ہیں۔ بلغاری بھی جہاں تک ان کا بس چلتا ہے فرق نہیں کرتے۔ پرنس یک نسلٹن جب میدان جنگ کی گشت کرتا ہے۔ تو یہی پکارتا واپس آتا ہے۔ "بلغاری مجروح ترکوں کو قتل کر رہے ہیں"۔ بعد ازاں جب میں میدان صاف ہو گیا تو بلغاریوں کو مقتول ترکوں کی لاشوں سے کپڑے وغیرہ اتارتے دیکھا۔ نیک بخت و رحیم مزاج عیسائی خاتونیں جب سنتی ہیں کہ کچھ ترک اسیر کئے گئے ہیں۔ تو وہ کمال متانت کے ساتھ اپنی گردنوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں۔ اس اشارہ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسیروں کو قتل کر دو۔ بھلا بتاؤ ایسی شریف خاتونوں کو دیکھ کر جنکے انسان کے بدن پر جس پر کچھ بھی خوف خدا اور انسانیت کا ایک ذرہ بھی ہو کیوں لرزہ نہ چڑھ جائیگا۔ اور ایسے مردوں کو شجاع

ایسا ہی سلوک کریں۔ تاکہ انگلستان میں مظالم ٹرکی کا جو شور مسلسل ہو رہا تھا اور جس نے روسی فتح و حرص کا ذریعہ کام دیا تھا۔ حق بجانب ہے۔ اکتوبر نومبر اور دسمبر ۱۸۹۵ء کے مظالم آرمینیا وحشت انگیزی اور تعداد دونوں لحاظ سے ان مظالم کے سامنے جو عیسائی سپاہیوں نے ۱۸۷۶ء میں جزیرہ نما بلقان کے مسلمانوں پر کئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے تاہم وہ بھی سرکاری مراسلات اور کاغذات مطبوعہ ہیں کہ بعض بعض مقامات میں ارمنی مظالم "بلغاری مسلمانوں" اور "چرکسوں" نے شروع کئے تھے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ کیونکہ روسی جور و ستم اور ظلم و جفا کے انہی دونوں قوموں کے مسلمان آماجگاہ بنے تھے۔ نیرنگی قسمت سے دونوں واقعات میں بیگناہ اور معصوم مظالم جفا کاراں کا ہدف و نشانہ بنتے ہیں۔ بلقان میں پہلے مسلمان پھر عیسائی اور بالآخر مسلمان۔ البتہ جور و جفا اور کشت و خون کا آماجگاہ بنے۔ گو سارے آرمینیا میں پہلے مسلمان اور پھر عیسائی بہت بڑے پیمانہ پر قومی و مذہبی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر دونوں صورتوں میں اصلی محرک اور باعث یکساں تھے۔ یعنی اسی مقدس ملکی جنگی حکومت روسیہ کی خالمانہ۔ اٹل بے اصول اور مستقل عزم طمع و حرص جو ایک طرف قسطنطنیہ کی طرف اور دوسری طرف ہندوستان کی طرف جانے کا ناجائز وسائل سے بڑی چپ سے لگاتار پیشقدمی کرتے رہنے کی پالیسی کو کبھی ایک لحظ کیلئے نظر انداز نہیں کرتی دونوں صورتوں میں اپنا کام کر رہی تھی۔

روسی ڈھنگ } بلغیریا اور آرمینیا میں روس نے جو ڈھنگ اختیار کئے اُن میں اور نیز اس تدبیر میں جس سے دونوں صورتوں میں انگلستان کی عام رائے کو دھوکہ و فریب دیا گیا ہے۔ عجب مشابہت تام پائی جاتی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے آخر الذکر صورت میں دیگر یورپ اقتدارات نے حائل ہو کر ٹرکی کو بلا واسطہ اور براہ راست روسی فتح کشی سے بچا لیا۔ اور اس طرح سے انگریزی قوم کے تعصبات اور انگریزی پالیسی کی بیوقوفیوں کے اثر بد کی پوری پوری

اور بچوں کی لاشیں ایک کوئیں میں دیکھیں۔ ان کی تعداد ہم درست نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ ہم نے انہیں نکلوا کر نہ گنا تاہم وہ بالضرور بہت سی تھیں۔ اور میری رائے میں اس ازراں و ترساں بڑھیا عورت کا بیان بالکل درست تھا۔ جو کو ٹیں تک ہمارے ساتھ آئی تھی۔ اُس نے بتایا کہ یہاں بارہ یا پندرہ عورتوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں۔ واپسی کے وقت ہم نے سوا سو سے زیادہ لوگوں کی لاشیں دیکھیں۔ یہ سب کے سب سنگین و تلوار یا یکبارگی گولی مار دینے سے ہلاک کئے گئے تھے ان کے متعدد ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر میں چالیس اور ایک میں پچاس لاشیں تھیں۔ دو تین چھوٹے چھوٹے ڈھیر اس کے علاوہ تھے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ کمال بیدردی اور بیرحمی کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ ان میں کئی نہایت ہی بوڑھے بھی تھے۔ شب گذشتہ ٹرکی سواروں کی ایک جماعت کل علاقہ میں کامیابی کا گشت کر کے واپس آگئی۔ وادی ٹُنجہ کے موضع موفلس میں انہیں ان عیسائی سوختنیوں اور بچوں سے جنکو بلغاری جو ٹرکی سوار دیکھنے کے دم دبا کر بھاگ گئے تھے زندہ چھوڑ گئے۔ مگر جو بیتی سب کی کر گئے۔ تمام کیفیت بیان کرتی ہے کہ اس ہجرتی وہاں اُس نے دو ہزار سے زیادہ ٹرکی عورتیں اور بچے پائے۔ ان سب نے بزبان ہجر بیان کیا۔ کہ گذشتہ دس پندرہ دنوں میں بالخصوص جب کہ شہر بلغاریوں کے تصرف میں آیا ان عورتوں نے ایک جوان عورت یا لڑکی کا ہونا بھی سلامت چھوڑا اور جاتی دفعہ کئی ایک کو بیابانو بھی ساتھ لیتے گئے کل شہر میں ایک سرے تک ہو کر روانہ ہوا وہ سنسان کر دئے گئے تھے۔

تلافی ہو گئی۔ اور یہی نہیں کہ ترکی کی سلامتی ہی مخدوش ہونے پائی۔ بلکہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے مقبوضات عظیمہ بھی معرض خطر میں پڑنے سے سلامت رہے ۔

مندرجہ بالا سطور میں میں نے اصل مطلب سے بہت گریز کیا ہے۔ مگر ناظرین کو واقعات کی حقیقی رفتار اور اُن کے اثر کا درست اندازہ کر سکنے کے قابل بنانے کیلئے یہ گریز ناگزیر تھا۔ اب میں پھر آسٹریا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ۱۸۷۷ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگوینا کے وعدہ سے آسٹریا کو متفق کر لیا تھا۔ اور اس سے ترکی پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ رومانیا نے اس حملہ کے برخلاف مدد ملنے کے لئے آسٹریا سے فضول التجائیں کیں۔ آسٹریا کی حس انصاف پر طمع غالب آچکا تھا۔ اس نے شنوائی نہ کی اور غریب رومانیا کو مجبور و مضطر کر کے روس کو اپنے علاقہ سے گذرنے ہی کی اجازت نہ دینی پڑی ہی۔ بلکہ جب بمقام پلیونا پہلی مرتبہ ہی اسلامی پہلوان عثمان پاشا سے منہ کی کھانے پر روسیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور اُن کی حالت نہایت نازک ہو گئی تو اُسے اپنی کل فوج بھی اسی ظالم کے حوالہ کر دینی پڑی¹۔ روسی سلسلہ ہائے آمد و رفت اور اس کی فوج کا جناح بسربیا سے لیکر رومانیا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے بیچوں بیچ سان سٹیفانو تک پھیلا ہوا تھا۔ اور آسٹریا بآسانی تمام جس وقت چاہتی وہیں اس پر مہلک حملہ کر سکتی تھی۔ مگر قرارداد باہمی کے مطابق وہ خاموش رہی۔ اور اُس نے کوئی مخالفانہ حرکت نہ کی لیکن جب قسطنطنیہ کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت آسٹریا سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور اُس نے روس کو مزید پیشقدمی سے باز آجانیکی اطلاع کر دی ۔

روسیوں کی دوسروں کو اندھا اور احمق بنانے کی کوششیں

جون ۱۸۷۸ء میں بمقام برلن تمام پوشیدہ فاش اور کل راز منکشف ہو گئے۔ کل مشرقی رومیلیا کی سیاحت کرنے۔ اور ایڈریانوپل۔ فلپ پولیس۔ صوفیا۔ اور سلسلہ روڈوپ کے برابر برابر جسقدر روسی افواج مقیم تھیں اُن کی بے کمزوری کو بچشم خود مشاہدہ کرنے کے بعد میں فلپ پولیس اور صوفیا کو روسی تصرف میں نہ جانے دینے کی حتہ الامکان کوشش کرنے کیلئے برلن گیا۔ روسی کل دنیا کو احمق اور اندھا بنانے کی چال کمال بیباکی اور جسارت کے ساتھ چلے۔ انہوں نے فوج امپیریل گارڈ اور تقریباً ہر ایک سپاہی اور توپ جس کی گنجایش نکل سکتی تھی۔ سان سٹیفانو کو جو قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دی۔ اور پھر تمام یورپین سفارتوں کے جنگی اتاشیوں کو روسی "فوج ہراول"!!! کے پریڈ اور جائزہ دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ ہراولی فوج بے شک بڑی شاندار تھی۔ اس میں نفیس و عمدہ توپخانہ کے علاوہ پچاس ہزار چیدہ روسی فوج موجود تھی۔ مگر درحقیقت ہراولی فوج ہی کل روسی فوج تھی۔

¹ روسیوں نے بہ حقارت تمام پرنس چارلس رومانیا کے پیشکش کو مسترد کر دیا تھا۔ مگر جب عثمان نے چھکے چھڑا دیئے۔ تو خود پرنس مذکور سے باصرار تمام امداد کی تاکیدی التجا کی۔ مفصل حالات کے لئے دیکھو محاربات پلیونا ۔

اور یہی کل عساکر روسیہ کی کائنات تھی۔ ایڈریانوپل میں کل چار ہزار اور غالباً فلپ پولیس میں تین ہزار سے بھی کم دستے بھی موجود تھے۔

انجینیئروں سے روسی افواج کی قلت تعداد کو مخفی رکھنے کی بڑے اہتمام سے کوشش کی جاتی تھی۔ پرنس کوچیکاف (متوفی ذی جفار جیہ روس) کے ڈاما کرنٹ سٹوریشن نے جو دمیلیا کا گورنر جنرل بنایا گیا ہوا تھا۔ خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ لیشتر کی اہم چوکی ہیں جو سلسلہ رہوڈوپ کے کنارہ پر واقع تھی۔ تین پلٹنیں مقیم ہیں۔ مگر درحقیقت وہاں صرف دو کمپنیاں موجود تھیں۔ فساد رہوڈوپ کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ روسی و ترکی کمیشن مقرر ہو گئی تھی میں نے وہاں اس کمیشن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ میز پر صرف تین روسی افسر موجود تھے۔ میں نے پریسیڈنٹ سے کہا "میرے خیال میں تمہارے اکثر ساتھی بعد ہی چوکی کے فرائض کی تعمیل پر گئے ہوئے ہیں" اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "نہیں صرف ایک غیر حاضر ہے"۔ اس کے معنے یہ تھے کہ وہاں صرف دو کمپنیاں موجود ہیں۔ کمیشن ایک روسی میجر کے زیر اہتمام تھی۔ اس نے میز کے نیچے سے اپنے ساتھی کو ٹھوکر لگائی۔ مگر مسکوٹ کے پریسیڈنٹ کی بجائے وہ ٹھوکر مجھ کو لگی میں آواز بلند ہنس پڑا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق تھا۔ تمام پردہ راز ہی اٹھا تو ہو گیا۔ اور پھر مجھ سے کسی بات کے چھپانے کی کوشش نہ کی گئی۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کو روسیوں کی کمزوری کی بخوبی معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ روسی فوج مقیم ایڈریانوپل ترکی پر نہایت آسانی سے مہلک حملہ ہو سکتا ہے۔ بنا بریں اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر دشمن کا رخ ضرب لگاوے اس ضرب سے روس کم از کم پچاس برس تک کیلئے بیدست و پا ہو جاتا۔ اور غالباً ہوتا کہ ہمیں آرمینیا اور دوبیکا جیسا نقصان اٹھانا پڑتا۔ مگر بدقسمتی سے اسی کے ساتھی وزراء کے حصہ کثیر نے جنگ کرنا دانشمندی اور نہ ہی ضرورت کے ان اغراض و مقاصد کی جو معرض خطر میں تھے۔ اس نادر مثال موقع کی لاانتہا قدر و منزلت اور توقف و درنگ کے خطرات کو سمجھنے کی قابلیت نہیں دی گئی ہو واقع تھا۔ اس اتفاق رائے نہ کیا۔ اور آپ کو اپنے عزم سے دست بردار ہونا پڑا۔

محمد علی

برلن کانگرس میں اعلیٰ ترکی نائب اول سفیر محمد علی تھا۔ وہ ایک قابل انسان، جرنیل اور عالم واقفیت اور وسعت معلومات میں اس زمانہ کے اکثر ترکی پاشاؤں سے بہت افضل تھا۔ وہ وادی لوم کی فوج کا کمانڈر رہا تھا۔ اور وہاں اس نے روسی فوج کو جو زارویچ (ولی عہد) کے زیر کمان تھی۔ تین پے در پے شکستیں دیں۔ قراحسن کوئی اور ریپ کوئی کی لڑائیوں میں محمد علی نے روسیوں کا خرگوش کی طرح تعاقب کیا۔ وہ زارویچ کی فوج کا ترکی تمام کرنے ہی والا تھا۔ کہ محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کی صلاح بد سے جو اس محاربہ کے دوران میں ترکی کے حق میں غیر فرشتہ رحمت کا کام دیتا رہا تھا واپس بلا لیا گیا۔ میں محمد علی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی تربیت

۱ یہ بعد میں ... ہوا

فالیرم اور پایریس کے سامنے لنگرزن ہو جاتے۔ اور اس وقت جبکہ یونانی بچشم خود ان جہازوں کو ایتھنز کی بلندیوں سے مشاہدہ
کر رہے ہوتے۔ بادشاہ سلامت یوں نغمہ سنج ہوتے "میں نے اپنی طرف سے تمہارے لیے پوری کوشش کی۔ میں بذات خود مدد کو جانے کو
تیار تھا۔ اور اگر ہمارا دشمن یورپ حائل نہ ہو جاتا جو وحشی مظالم ترکوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو آج ہم قسطنطنیہ کی سڑک پر
سوار ہوتے"۔

انگریزی جہالت کا سبب

انگریزی وزراء نے مناسب اور بروقت کارروائی کرنے کے دو اور موقعے بھی ہاتھ سے کھو دئے۔ پہلا موقع یہ تھا کہ کرنیل واسوس کی فوج کو جزیرہ میں
اترنے سے پہلے راستہ میں روک دیا جاتا۔ دوسرا یہ تھا کہ یونان کا ابتدا ہی محاصرہ کر لیا جاتا جس وقت یونانی گورنمنٹ
نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ تو آسٹریا نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ ایتھنز کے بندرگاہ پائرس اور تھسلی کے بندرگاہ وولو
کا محاصرہ یونانیوں کو تھسلی میں فراہمی واجتماع افواج سے روکنے کیلئے کافی تھا۔ کیونکہ ایتھنز سے تھسلی کو جو خشکی کے راستے
جاتے ہیں وہ طویل اور دشوار گذار ہیں۔ مگر ان موقعوں کو وقت بھی وہی تذبذب دامنگیر ہو گئی جو انگریزی مجلس وزراء پر مستولی تھی جس نے
اس سے پہلے بھی کریٹ کی کارروائی بند کرا دی تھی۔

ہماری اس بدیہی کمزوری اور بلا اشتباہ دورنگی سے یورپین گورنمنٹوں کو سخت آزردگی ہوتی جس آزردگی کا اس طرح سے اظہار
کیا گیا کہ براعظمی[1] اخبارات کے حصہ کثیر نے انگریزی وزارت کی پالیسی پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور وزارت انگلشیہ
کے اس پیچ اور احتمال کو جس سے ممالک غیر سخت متعجب ہو رہے تھے۔ خود لارڈ سالسبری کی بجائے اس کے رفیق
وزراء کی طرف منسوب کیا۔ ہم انگریز ممالک غیر کی ایسی نکتہ چینیوں کو عموماً غیر منصفانہ بلکہ بے بنیاد قرار دے کر ان پر سخت
خفگی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کہ انگریزی قوم کی نسبت براعظمی اقوام
جنگ وجدال کے خطرات اور مصائب سے بدرجہا زیادہ واقف ہیں۔ ان بنا بریں وہ کسی ایسی کمزوری یا تذبذب یا لیت ولعل سے
جو آتش حرب مشتعل کرا دینے کا باعث ہو سکتا ہے بہت دق اور اس پر خفگی ظاہر کرتی ہیں۔ تعلقات بین الاقوام کی وسعت و دقت اور
معاملات خارجیہ سے انگریزی اخبارات اور انگریزی مدبرین وسیاسیوں کے حصہ کثیر کی حیرت انگیز ناواقفیت کا باعث بھی
یہی لاعلمی اور ناتجربہ کاری ہے۔ براعظمی اقوام کو تلخ تجربہ سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ خارجیہ معاملات ان کے لئے کیسی اہمیت
اور ضروری منزلت رکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ زنانہ رقت اور نسوانی ہمدردی وانسانی براعظمی اخبارات اور براعظمی پبلک پر ویسا
اثر نہیں ڈال سکتیں جیسا کہ انگریزی اخبارات و جلسہ ہائے عام پر۔ اہالی فرانس وجرمنی و آسٹریا کے احساسات کی رہنمائی ان
ملکوں کے مادی اغراض ومفاد اس سے بہت زیادہ کرتے ہیں جتنی کہ انگلستان کے عملی اغراض یہاں کے باشندوں کے

[1] یعنی براعظم یورپ کے ان ممالک کے اخبارات جو چاروں طرف سے پانی سے نہیں گھرے ہوئے اور ان کی کوئی نہ کوئی جانب دوسرے ملک سے ملحق
ہے۔ بالفاظ دیگر برطانیہ کلاں آئرلینڈ کے سوا جو دونوں جزیرے ہیں باقی تمام ملک یورپ کو براعظمی یورپ کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

کارکن فوج بزمانہ امن تین تین پلٹنوں کی دس انفنٹری (پیدل) رجمنٹوں تین کیولری (سوار) رجمنٹوں تین آرٹلری (توپخانہ) رجمنٹوں اور ایک رجمنٹ انجینیران پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی کل ۳۰ پلٹنیں بارہ سکوئیڈرن (رسالے) ۱۱ میدانی اور کوہی باتریاں اور دس کمپنیاں انجینیروں کی جو بکلیہم ۲۵ ہزار آدمی انمیں لگتے ہیں سپاہ ان تعداد میں ۹ اسلافر بھی شامل ہیں گھوڑوں اور خچروں کی تعداد دس سو کے قریب ہے۔ جنگی مقاصد کیلئے یہ فوج تین آرمی کوروں (جیوشوں) میں منقسم کیگئی ہے۔ ہر جیوش میں اُسکے محل وقوع کے لحاظ سے بارہ سے لیکر چھ ۶۰ تک پلٹنیں چار رسالے اور چھ یا سات باتریاں ہیں جو بے حد الطہ میدان جنگ کی فیلڈ کار اور پشت پناہی کیلئے بوقت جنگ یہ فوج بیس ہزار۔ انفنٹری پلٹنیں چار سے سات تک رائفل برداروں کی پلٹنیں ۳۲ سے چھ تک رسالے ۶ سے ۸ تک میدانی باتریاں اور تین سے ۶ تک انجینیروں کی کمپنیاں تیار ہونی چاہئیں کل بیرہ وہ کی تعداد جو کارکن فوج کے ساتھ خدمت دینے کے قابل ہیں تقریباً سوا لاکھ ہے۔ مگر چونکہ نہ تو ان کیلئے سٹاف افسروں کا انتظام ہے اور نہ اسلحہ و سامان ہی موجود ہے اسکی نسبت کبھی تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ملک کی حفاظت کیواسطے ان سے کچھ معتدبہ مدد ملسکتی ہے ٭

سنہ ۱۸۷۶ سے یونانی فوج پیدل گراس قسم کی رائفلوں سے مسلح ہے۔ مگر شاسپو (a) رائفل نا نمونے اور غفلت لاپروائی کی وجہ سے ان رائفلوں میں سے اکثر کو بمشکل کارآمد اسلحہ کہا جاسکتا ہے۔ عام خیال ہے کہ یونان کے ذخیرہ حربی میں کلہم ایک لاکھ بیس ہزار شاسپو اور ۹۰ ہزار دیگر مختلف ساخت کی رائفلیں ہیں ٭

یونانی فوجی سسٹم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ فوج سواران کیلئے گھوڑے کافی اور عمدہ بہم نہیں پہنچائے جاتے زمانہ امن میں اس فوج کو بھی جسقدر گھوڑوں کی درکار رہتے ہیں ان میں ہمیشہ ایک ثلث کی کمی رہتی ہے۔ اور باقیماندہ دو ثلث میں بھی تقریباً نصف ہی فوجی خدمت کیلئے قطعی ناکارہ ہوتے ہیں۔ ملکی گھوڑے جنگی مقاصد کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں بنابریں فوج سواران کے گھوڑوں کیلئے یونان تقریباً بالکل دوسرے ملکوں کا محتاج ہے ٭

فوج توپخانہ تین رجمنٹوں پر منقسم ہے دو میں سات سات اور ایک میں چھ باتریاں ہیں۔ ان باتریوں میں سے چند میں ۸۷ ملی میٹر یعنی پانچ قطر کی نال کھلنے والی توپیں ہیں۔ اور چند ۷۵ ملی میٹر یعنی تقریباً تین انچ قطر کی توپوں سے مسلح ہیں۔ کوہی باتریوں میں سے ایک یا دو کی توپیں آخرالذکر ساخت کی ہیں ان باتریوں کے علاوہ ایک کمپنی صناعان توپخانہ کی اور ایک کمپنی قطار توپخانہ کی ہے کل توپخانہ میں کلہم ۲۰ میدانی اور ۳۵ کوہی توپیں ہیں جنمیں اول الذکر ضروری تعداد سے ... اور آخرالذکر دہ کم ہیں۔ بروئے ضابطہ فوج کے آدمیوں کو سال میں چالیس دن واسطے ہر کرہ اور مشق و قواعد کیلئے جمع ہونا چاہئے مگر اس ضابطہ پر کبھی پورا پورا عملدرآمد نہیں ہوا ٭

چند برسوں سے فوج کی عملی تربیت قواعد میں زیادہ غفلت کیجاری ہے اسکی وجہ کچھ تو قلت تعداد ہے اور کچھ

(a) شاسپو ایک فرنچ موجد کا نام ہے جس نے اس رائفل کو ایجاد کیا تھا یہ ایک قسم کی پیچ روڈنگ کارتوسی اسنائڈر خانہ
A. A. Chassepot
رائفل ہے۔ مترجم ٭

یہ کہ فوج سے سرحد پر خدمات پولیس قزاقی کی بیخکنی اور ہمچون قسم مختلف الانواع کام لئے جاتے ہیں جنکی وجہ سے اسے قواعد وغیرہ کیلئے فرصت نہیں ملتی۔ افسروں کو پہلے ہی سپاہ کی تربیت کے کام سے چنداں دلچسپی نہ تھی اور جو تھوڑی بہت تھی اس میں بھی ملک کے پولیٹکل واقعات بالخصوص ممبروں کے انتخاب کی کارروائیوں و نیز وزراء کے تغیرات اور نیز مالی و پولیٹکل مشکلات کی وجہ سے جو ہمیشہ ملک کو گھیرے رہتی ہیں اور بھی کمی ہو گئی ہے۔ نوعمر اور ناتجربہ کار سپاہی لڑائی میں کلی مہارت اور ضروری جوش و امنگ مفقود ہے اور نہ ان پر اعلیٰ افسروں کی طرف سے واجبی نگرانی ہوتی ہے قلت روپیہ کی وجہ سے صیغہ جنگ کو فوج پیدل کی سالانہ عملی مشق بالکل بند کر دینی پڑی اور توپخانہ کی مشق میں انتہائی درجہ تک تخفیف کر دی گئی۔ الغرض جہانتک سپاہ کی جنگی نشو و نما کا تعلق ہے گذشتہ چند برس تقریباً بالکل ضائع جانے دیئے گئے۔

یونانی فوج میں منجملہ دیگر ایک یہ امر بھی نہایت مضرت رساں ہے کہ اسکے افسر پولیٹکل معاملات[الف] میں حصہ لیتے رہے ہیں بطور مثال یہی بتا دینا کفایت کریگا کہ ۱۸۹۵ء میں ۱۰۴ فوجی افسر پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہوئے اور انمیں سے تیس منتخب ہوئے اگرچہ پولیٹکل معاملات میں یونانی افسروں کے اسطرح سے دخیل ہونیکو اسی مقیاس معیار کے مطابق نہیں کیا جا سکتا جو مغربی یورپ میں برتا جاتا ہے کیونکہ بلقانی ریاستوں میں ایسی نئی قایم شدہ حکومتوں اور آئینوں میں فوج کا پولیٹکل معاملات سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنا ناگزیر ہے تاہم اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں کہیں ایسی حالت ہو وہاں کی افواج کے انتظام و ترقی کیلئے وہ نہایت مضر و مہلک ہوگی۔

ٹرکی میں دو برس مسلسل فساد ہوتے رہنے سے جنسے ترکی طرز حکومت کے کئی اہم نقص ہویدا ہو گئے تھے یونان میں توقع پیدا ہو گئی تھی کہ ٹرکی کی بربادی اور اسکے عناصر کی پراگندگی کا وقت قریب پہنچ گیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ یقین بھی زیادہ مضبوطی پکڑ گیا تھا کہ یونان کی فوجی سسٹم کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ اسکے بل پر یونان ٹرکی کے ورثہ میں حصہ لینے کیلئے اپنے دعاوی کو تقویت پہنچا سکے اور بشرط ضرورت انکی بزور شمشیر حفاظت و تائید کر سکے۔

کریٹ کی بغاوت سے یونانیوں کو طبعًا ہمدردی تھی۔ انہی کی تحریک و اغوا سے مغربی مقدونیہ میں بھی عام سازشیں[لہ] پیدا ہو گئیں اور ان سازشوں اور بغاوت کی بدولت کل یونان میں ہر جگہ عام پرجوشی پھیل گئی اور لوگوں کے خیال مشتعل ہو گئے۔ اس پرجوشی کا نتیجہ

لہ یہ سازشیں اور تحریکیں ترکوں کی ہزیمت یابی سے گو کچھ عرصہ کیلئے دبگئی تھیں مگر کریٹ کو ایک طرح کی کامل خود مختاری اور یونانی شہزادہ جارج کو گورنری ملجانے سے وہاں کے شروع میں وہ پھر تازہ ہو گئیں اور موسم بہار اپریل و مئی ۱۸۹۹ء میں علم فساد ہو جانیکا عام یقین ہو گیا ان اسباب کے علاوہ ٹرکی کے اخبارات اور مدبرین کی رائے میں انگلستان کا بھی اس تجدید شورش میں بہت کچھ دخل ہے (دیکھو ٹایمز آف لنڈن ۳ فروری ۱۸۹۹) مگر خداوند کریم کا شکر ہے کہ سلطان المعظم کی بروقت کی مستعدی اور مشہور آفاق تدبیر سے اب اسکا بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور مقدونی عیسائیوں کو بھی خوش قسمتی سے یہ ہدایت کر دیا ہے کہ اگر وہ کسی مفسدانہ فعل کے مرتکب ہونگے تو وہ ہی خمیازہ اٹھائینگے جو ارمنیوں کو اٹھانا پڑا تھا ناظرین کو اس سازش کے کسیقدر مفصل حالات وکیفیت کے مندرجہ ذیل تازہ مضامین سے معلوم ہو جائینگے۔

متعلقہ ان میں انگلستان کی قابل تعریف اور بےنظیر کامیابی ہے انگریزی قوم جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے جسقدر فخر و مباہات کرے کم ہے مگر انگریزی پالیسی کے علانیہ اظہار کو باوجود باقی کل غرض مندانہ اور متعلقہ طاقتوں کا بالکل خاموش رہنا اور انگلستان کی اس چیرہ دستی کی مزاحمت یا مخالفت

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

الف) اسکے انسداد کیلئے ۱۸۹۹ء کے اخیر میں مسودہ قانون تیار کیا گیا ہے جسے غالباً یونانی پارلیمنٹ منظور کریگا۔

یہ ہوا کہ اخبارات نے بالخصوص فوجی افسروں کی تحریک و ترغیب سے کامل فوجی اصلاح کی شدید ضرورت پر بحث مباحثہ شروع کر دیا۔
یہ بحث آخر کار سرکاری جلسوں میں پہنچی اور عام طور پر یہ بیان کیا گیا کہ شاہ یونان کو اسکی ۱۸۹۱ء کی سیاحت اور ان کانفرنسوں سے

بالضابطہ اور سرکاری طور پر کرنا تو درکنار انگلستان کے سخت رقیب بلکہ معاند ملکوں کے اخبارات کا اس معاملہ پر بُری بھلی کوئی رائے ظاہر نہ کرنا اور خدیو مصر کا
جنتے سوڈانی لیو کی فروخت کیوقت متواتر تقاضوں کے باوجود لارڈ کرومر اور انگریزی گورنمنٹ کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا۔ صرف ایکبار کے
کہنے پر کل سوڈان کی حکومت عملی طور پر انگلستان کے حوالے کر دینا یہ سب باتیں دیکھکر خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں انگلستان کے
مخالفین آپس میں متحد و متفق ہو کر سطح سے اسکی عنان ڈھیلی چھوڑ دینے سے اسے کسی دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش تو نہیں کر رہے
انگلستان کے کئی مدبر بھی یورپ کی اس عام خاموشی سے متعجب ہیں لیکن انکو بھی شاید اس کمال شاندار فوجی فتح و نصرت اور حیرت انگیز
ڈپلومیٹک کامیابی کی بے اندازہ خوشی نے ابھی تک یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ دیگر اقوام کی خاموشی یہ معنی تو نہیں رکھتی کہ اس
بلند اقبال قوم سے اب لفظی بحث فضول ہے عملی طور پر اسے نیچا دکھانے کی کوشش کیجائے۔ فرانس والوں کی یہ خاصیت سب کو معلوم ہے کہ انکی
پُرجوشی ہمیشہ سوڈے کے جوش کی مشابہ ہوتی ہے اور فوراً ایک دقیقہ میں سرد پڑ جاتی ہے مگر جب وہ کسی معاملہ پر بظاہر کوئی گرمجوشی نہ دکھائیں
بلکہ سوچ و فکر میں پڑ جائیں تو ہوشیار رہنا واجب ہے انکی یہ خاموشی عملی کارروائی کا پیش خیمہ ہوتی ہے انکو انگلستان کی اس کامیابی
سے جیسا کچھ روحانی و اخلاقی و جسمانی صدمہ پہنچا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صدیوں کی عداوت اور عوض کشی کا خیال چھوڑ کر وہ انگلستان
کے برخلاف جرمنی تک سے اتحاد کر لینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جرمنی کیساتھ انگلستان کا بظاہر سمجھوتہ ہو گیا ہے مگر جیسا کہ اوپر کسی جگہ
لکھا جا چکا ہے جرمنی سے کبھی امداد کی توقع نہیں ہو سکتی بلکہ اسکے برعکس اسکی رقابت اور روز افزوں اشتعال ہمارے لیے فرانس کی مخالفت
سے کچھ کم خطرناک ثابت نہیں ہوگی اسکی پالیسی کی تہ کو پہنچنا بہت مشکل ہے مگر اعلان امن کے باوجود اسکا سمندری جنگی بحری تیاریوں
میں منہمک ہونا بتا رہا ہے کہ اسے امن کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے کا یقین نہیں بلکہ بعض مغربی اخبارات کی خیال میں کریٹ۔ سرحد ہندوستان اور
مشرق الاقصیٰ میں انگلستان اور روس کی رقابت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ انمیں سے کسی ایک کی بدولت اگر عنقریب ہی علانیہ بگاڑ ہو جائے
تو کسی کو تعجب نہیں ہوگا۔ فلپائن کے باشندوں اور امریکن افواج میں باقاعدہ لڑائی چھڑ جانیکی کیفیت ناظرین کو تار کے کالموں سے معلوم ہو
جائیگی۔ مشرق الاقصیٰ میں اس ایک نئی طاقت کے دخل کے علاوہ اب ایک اور طاقت بھی جسنے امریکہ کیطرح پہلے کبھی اپنے بر اعظم سے باہر کے
معاملات میں دخل نہ دیا تھا اس جنگل میں اُتر آئی۔ یہ طاقت آسٹریا ہے جسنے اب پہلی مرتبہ ایک جنگی جہاز جزیرہ چین میں بھیج دیا ہے۔
مشرق الاقصیٰ کو اس پیچ در پیچ الجھاؤ کے ساتھ ہی اس ہفتہ کی تازہ ترین ولایتی ڈاک یورپ کے سرچشمہ فساد سے پھر جوش انگیز
وحشتناک خبریں سنا رہی ہے یہ سرچشمہ وہی جزیرہ نما بلقان ہے جسے یورپ کی منصف مزاج مسیحی طاقتوں نے ذاتی اغراض کی تکمیل اور
ایک اسلامی طاقت کی تخریب کیلئے صدیوں سے اپنی شاطرانہ چالوں کا جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ اس جدید تحریک کا باعث بھی بدستور سابق وہی
یورپ کی وہ متعصبانہ اور ناجائز کارروائیاں ہیں جو ترکی کی اسلامی طاقت کے ساتھ کیجا رہی ہیں یونان کے عیسائیوں کی طرفداری اور حمایت سے
[illegible] و جزیرہ کو اس سے [illegible] عیسائیوں کو انکے دیکھا دیکھی کریٹ اور آرمینیا کے عیسائیوں کو آزادی کی خواہش پیدا ہوئی اور

ے کیا تماشہ ہے [illegible] ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے محاربہ کیصورت میں بدلگیا ہے کسی [illegible] یورپین و ترکی کی سازش کا

جو اُس نے مختلف فرمانروایان دول عظام کے سربرآوردہ مدبروں سے کیں۔ یہ بہت یقین ہو گیا ہے کہ ٹرکی کی سلطنت کا انجام فی الحقیقت قریب پہنچ رہا ہے اور اسی یقین کی وجہ سے اُس نے فوج کی اصلاح کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔

بقیہ صفحہ ۱۰۷ اور آزادی مل جانے پر اس جزیرہ نما کی ہر ایک مسیحی قوم کو اقتضائے ایمانی سے اُس صورت یوروپین حیلہ کی آڑ میں جسے موازنۂ طاقت کہا جاتا ہے کسی ایک قوم کو ٹرکی سے کچھ مزید بجزہ ملنے کی صورت میں اپنے لئے بھی مزید علاقہ کے مطالبہ کا حوصلہ ہو گیا۔ جن مطالبوں میں انصاف پسند یوروپین طاقتوں کی طفیل [illegible] کامیاب ہو جاتے رہتے ہیں اب وہ ہمیشہ ایسا ہی مطالبہ کرتے رہنے کی اپنے آپ کو مستحق سمجھنے لگ گئی ہیں ۱۸۷۸ء میں سرویا وغیرہ کو مزید علاقہ اور بلگیریا کو آزادی ملنے کے معاوضہ میں [illegible] زبان ٹرکی سے دو تین برس بعد یونان کو جبراً تھسلی دلوائی گئی ۱۸۸۵ء میں جب بلگیریا نے مشرقی رومیلیا پر قبضہ کر لیا تو سرویا اور یونان کو پھر معاوضہ طلبی کا خبط پیدا ہو گیا جسے سرویا کو تو ایسا مقدور یہ کر دیا کہ اُس نے بلا اعلان جنگ بلگیریا پر حملہ ہی کر دیا اور منہ کی کھا کر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ مگر یونان دو چار دھمکیاں کھانے کے بعد ہی دیگر دول کے دباؤ سے جو مشرقی مسئلہ کو چھیڑنے کے لئے ابھی تیار نہ تھیں ہوش میں آ گیا۔ اور معاملہ رفت گذشت ہو گیا لیکن یونان کے شکست کھا جانے کے باوجود سال گذشتہ میں کریٹ کو آزادی مل جانا جو اکثر یوروپین مدبرین کی رائے میں اُس کے یونان کے ساتھ ملحق ہو جانے کا پیش خیمہ ہے۔ جزیرہ نمائے بلقان کی دیگر اقوام بالخصوص بلگیریا کو پھر گدگدی شروع ہو گئی ہے۔ اور وہ مقدونیہ کے بلغاریوں کی [illegible] کو فساد برپا کر دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں تاکہ [illegible] سے مقدونیہ بلگیریا کے ساتھ شامل ہو جائے اور ٹرکی کی مزید قطع برید سے یونان اور بلگیریا کا موازنۂ طاقت جس میں بلغاریوں کے بیان کے مطابق کریٹ کی آزادی سے خلل پڑ گیا ہے پھر یکساں ہو جائے لیکن جیسا کہ کسی پچھلے صفحہ میں لکھا جا چکا ہے [illegible] کے سودائی بالکل کی طرح بلغاریوں کی یہ ہوس خام کبھی پوری نہیں ہو گی تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ جیسا کہ عام خیال ہے یہ فساد برپا ہو گیا تو [illegible] ٹرکی کیلئے مزید مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ٹرکی حکومت یوروپین طاقتوں کی باہم مخاصمت سے فائدہ اٹھانے کی جو توقع رکھی بیٹھی ہے وہ بہت کچھ مشکوک ہو جائیگی۔ بلکہ اغلب قیاس ہے کہ وہ اس دفعہ یوروپین میگزین کو چنگاری کا بھی ضرور کام دے جائیگا اس معاملہ پر خود کچھ اور لکھنے کی بجائے ایک انگریزی اخبار کی تحریر کا خلاصہ درج کر دینا زیادہ مناسب ہے۔ اور اس سے پہلے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی فقط یوروپین سرحد ہی پر فوجی جمعیت کو مضبوط اور قلعوں کو مستحکم نہیں کر رہی بلکہ ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ یمن کے کمانڈر نے انطفائے فساد کیلئے مزید ۹۶ ہزار فوج تاکیدی اور ضروری تدابیر [illegible] طلب کی ہے۔ فوج کی طلبی کی صداقت میں ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ مگر جو غرض ظاہر کی جاتی ہے وہ کبھی باور نہیں کی جا سکتی یمن میں کامل امن قایم اور تمام فتنہ و فساد فرو ہو چکے ہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ فوج کسی اور ہی غرض کیلئے منگوائی جاتی جاتی ہے ۔

پائونیر کا ایک نامہ نگار ۱۶ جنوری ۱۸۹۹ء کو لکھتا ہے کہ گو سر دست دنیا کا پولیٹیکل مطلع پہلے کی نسبت کسی قدر صاف ہے۔ مگر پیشگوئی کا خیال بدستور غالب ہے اور تقریباً ہر کس و ناکس کو یہ یقین ہو رہا ہے کہ عالمگیر جنگ بالکل قریب پہنچ گئی ہے۔ [illegible] کا مرکز قسطنطنیہ [illegible] دارالخلافوں کی نسبت [illegible] سے واقعات آئندہ کا پتہ معلوم ہوتا ہے [illegible] یہ مسئلہ [illegible] کسی شخص کی رائے خواہ سپیکر کے نامہ نگار [illegible] قسطنطنیہ کی رائے کے برابر [illegible] نہیں ہوتی یہی قابل شخص واقعات آئندہ کی [illegible] کی نسبت [illegible]

نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ وہ فوجی اصلاح کا حامی ہے اور اُسنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ اپنی اپڈریس میں جو پارلیمنٹ کے افتتاح کی موقعہ پر
دیا گیا تھا غیر معمولی خراجات اور اس امکان کیطرف اشارہ کرا چکا ہے کہ شاید بجٹ میں خرچ آمدنی سے زیادہ پایا جائیگا۔ دیگر لوازمات ضرور تو

نہیں اُٹھا نے دیا جائیگا۔ یونان کو جو کچھ وہ چاہتا تھا مل گیا۔ اور اُدھر اُسے شکست فاش سے کوئی دیرپا نقصان نہ پہنچا۔ چنانچہ اب بلگیریا
سے یہ اندیشہ پیدا ہوا ہے اگرچہ بلغاری گورنمنٹ بڑے زور سے بیان کرتی ہے کہ وہ مفسدان مقدونیہ کی کمیٹی کو کوئی ترغیب نہیں دے رہی۔
لیکن مشرقی پالٹیکس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس مفسدانہ تحریک کا منبع مقام ریاست مذکور میں ہی ہے اور کہ شہزادہ فرڈیننڈ
اور بلغاری گورنمنٹ اس تحریک کے روکنے سے عاجز ہیں۔ بلکہ ایک سازش کا اتنا بدیہی ثبوت مل رہا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے شہزادہ کو تہدید کی ہے کہ
اگر اس نے مقدونیہ کی کسی بغاوت میں مدد دی تو روس اسکی کبھی سرپرستی نہیں کریگا مگر کریٹ کے معاملہ نے ایسی تنبیہوں کی کچھ وقعت نہیں ہونے دی۔
مزید برآں بلگیریا میں اکثر باہر بھی عام خیال ہے کہ بلغاری فوج مقابلہ میں ترکی افواج سے بہتر ثابت ہوگی اور غالباً اسی متوقعہ بغاوت و بلگیریا کی سازش
کیوجہ سے ترکی گورنمنٹ بمقدار کثیر سامان جنگی خرید رہی ہے لیکن اگر یہ بغاوت برپا ہو گئی اور یونان کیطرح اس میں بھی اسکا نتیجہ یہی نکلا تو امر یقینی ہے کہ یورپین سلطنتیں
مقدونیہ کی طرفداری نہیں کریگا بلکہ ہمسایہ سلطنتیں بھی دخل نہیں دینگی کیونکہ ایک تو روس ایشیائی معاملات میں مصروف ہے
سے فقدان ہے تو یہی سلطنت بھی مشغول کار رہنا نہیں چاہتی ہے دوسرے آسٹریا اور ترکی کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ اور اسکے برعکس ملوانی یا سٹین آسٹریا
کی بدخواہ رہی ہیں اگر دونوں میں باہمی اتحاد قائم ہوتا تو شاید ان دونکا مقصد اندیشہ ہوتا مگر اب کسی اتحاد کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ یہ عام خیال
پھیلا ہوا ہے کہ کریٹ کا انتظام کرنیوالی چار طاقتوں میں بھی یکجہتی موجود نہیں بلکہ اسکے برعکس ان چاروں اور بالخصوص انگلستان اور جرمنی میں سخت بے اعتباری
اور بدظنی ایک دوسرے کی نسبت پھیلی ہوئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بقول سول ملٹری گزٹ بڑی دن سے بعض
پنجابی ان اضلاع سے جہاں اونٹ پیدا ہوتے ہیں ابتک ہزاروں اونٹ بسرعت تمام خرید کر چکے ہیں اور افسران ٹرانسپورٹ ابھی
تک اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہیں اس وسیع خریداری پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں (وکیل ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۹ء)

مقدونیہ کی مفسدہ پارٹی کی نسبت ٹائمز راوی ہے کہ اسنے موسم بہار میں سوئٹزرلینڈ کے مقام جنیوا میں ایک کانگریس منعقد کرنیکی دعوت پیش کی
ممبر نامزد کیے ہیں اور اس انجمن کا ہیڈ کوارٹر جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا گیا ہے صوفیا میں ہے تازہ ترین ولایتی اخبارات کی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے کہ دول
یورپ میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ و رواج کیلیے ترکی پر زور ڈالا جائے جسکے جواب میں ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ
ویانا کی روایت کے مطابق روس نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقدونیہ کے مسئلہ کو تصفیہ کیلیے سب سے مناسب یہی تدبیر ہے کہ بابعالی کو
ایک یورپین کمیشن کی نگرانی میں وہاں اصلاحات ضروریہ کے رواج کیلیے کہا جائے۔ اس نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلگیریا اور دیگر بلقانی ریاستیں اس
تجویز سے سخت ناراض ہی ہیں اور ان سب کا دل یورپ کے موثر طریق سے مداخلت کرنے پر مجبور کرنے کیلیے پہلے خود فوجی مداخلت کرنیکا مصمم ارادہ ہے اسکے
برعکس اسی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ روس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ وہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ کیلیے بابعالی سے درخواست کیجانیکو
ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ایسا کرنے سے مقدونوی مفسدوں کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا اور خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائینگے۔

یہی اخبار مقدونوی سازش سے متعلق مندرجہ صدر حالات لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ شمالی البانیہ کے صوبہ کوسوو کے والی نے (بقیہ)

کے لیے روپیہ بہم پہنچایا گیا تھا لیکن بادشاہ نے صرف اسی اظہار پر کفایت نہ کی بلکہ اس نے خواہش ظاہر کی کہ کل قوم کو ان نئے ارادوں اور تجویزوں سے مطلع کیا جاوے ڈیلیانیس نے تھوڑی سی رد و کد کے بعد اس سے بھی اتفاق رائے کر لیا۔ اور ۲۸ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بادشاہ کے احکام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وزیراعظم کو مطلع کیا گیا۔

بنام وزیراعظم

جناب من

گذشتہ موسم بہار میں جو عام تجربات اور قواعد میں کرائی گئیں تھیں انسے انکو پہلے سے بڑے پیمانہ پر دوہرانیکی ضرورت واضح ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ یونانی فوج کی ترتیب و انتظام کا واحد و یک مقصد مدعا صرف یہ ہو کہ اسکی تکمیل کیجائے اور اسے اپنے منصب کے قابل و شایان بنایا جاوے لہذا میں ایک مستقل کیمپ کا قائم کیا جانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں تاکہ فوج اس کیمپ میں ان تمام خدمات سے سبکدوش اور یکسو ہو کر جو اسے شہروں میں دینی پڑتی ہیں اپنا کل وقت اپنی فوجی علم کے حصول۔ بڑی بڑی ترتیبوں اور قواعدوں کے کرنے اور ضروری عملی تربیت اور نشو و نما کی تکمیل پر صرف کر سکے اور ان مقاصد کے حصول کو سوائے کوئی اور شغل نہ ہو ان حصول کیلئے میں دس بیکر بارہ ہزار تک آدمیوں کی نبرد آزما جمعیت فراہم اور فوج سواران کی کمیوں کو پورا کرنے کیلئے ردیف فوج کا رکن فوج کیساتھ کام دینے کے واسطے طلب کیا جانا اشد ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھکر میں اعلیٰ افسروں کی ایک کمیشن کا مقرر کیا جانا مناسب تصور کرتا ہوں یہ کمیشن فیصلہ کریگی کہ ہماری فوج کیلئے کونسی رائفل سب سے بہتر اور مفید ہوگی۔ پھر اس فیصلہ کے مطابق گورنمنٹ پسندیدہ رائفل کی خریداری شروع کریگی مجھے پختہ یقین ہے کہ یہ مقاصد ان تدابیر اور ان تدابیر سے منتج شدہ فیصلوں سے بخوبی حاصل ہو جائینگے کئی برسوں سے یونانی فوج کئی ایسے کاموں میں مشغول رہی ہے جو فی الحقیقت اسکے منصبی کام کے دایرہ سے خارج ہیں۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہماری فوج ان خارجی کاموں سے کنارہ کش ہو کر جہانتک ملک کے مالی وسایل دستگیری کر سکیں اپنے اصل فرض اور حقیقی کام یعنی اپنی طاقت و قوت کی افزونی اور غیر منقطع عملی تربیت و مشق کیطرف متوجہ ہو جاوے مستقل کیمپ کا قیام جو کام میں اپنی گورنمنٹ کے سپرد کرتا ہوں میری اس دلی خواہش و تمنا کو پورا ہونیکا جو میں اپنے ملک کی فوجی طاقت کے استحکام و بہتری کیلئے متعلق رکھتا ہوں مبارک ذریعہ ثابت ہوگا۔

سربرآوردہ البانوی روسا کو بلاکر ان سے درخواست کی تھی کہ وہ البانوی آبادی سے ہتھیار رکھوا لینے میں مدد دیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا کرنے کے مخالف ہیں اور اس امر کی کوئی وجہ اور ضرورت نہیں دیکھتے کہ کیوں البانویوں سے ہتھیار لے لئے جاویں انکا جواب قسطنطنیہ بھیجدیا گیا ہے البانویوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ ہر دو جلد میں درج ہیں۔ یہ دونو کتابیں دفتر اخبار وطن لاہور سے مل سکتی ہیں۔

صوفیہ کی مقدونوی مفسدہ کمیٹی نے موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد کرانے کیلئے جو خطوط جا بجا بھیجے تھے انکا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تازہ ترین ولایتی اخبارات مظہر ہیں کہ کریٹ پر پرنس جارج کی تقرری سے سلطان المعظم روس سے بہت بگڑ گئے تھے حالات دیکھکر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنی گورنمنٹ کو متواتر اسکی تلافی کیلئے لکھنا شروع کیا چنانچہ روس نے سلطان کو پھر اپنے موافق بنانے کے لئے مقدونوی مفسدوں کی تحریک سے

پھر دستیاب ہو گیا ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمام محبان قوم اور شیدایان ملک اس شاہی اپیل کی سچے دل سے تصدیق و تائید کرینگے۔ اور اگر
و سرحد بندی اور فریقانہ رقابت نے اپنے نامبارک قدم رکھنے سے تمام تکمیل نہ بگاڑ دیا تو کامل امید ہے کہ آج کو دن سے فوج کی خدمات پھر اس کے

(تتمہ صفحہ سابقہ) اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ مقدونیہ آتشگیر مواد سے لبریز ہو رہا ہے جسکو بھڑک اٹھنے کیلئے فقط ایک چنگاری لگنے کی دیر ہے۔ یہ درست ہے کہ مقدونیوں کو اور ایک سال کیلئے خاموش رکھنے کے واسطے غیر معمولی کوششیں کیجا رہی ہیں۔ سلطان معظم اپنا اقتدار کو امن قایم رکھنے کیلئے انتہائی درجہ تک استعمال میں لانے پر عازم ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے بھی ان سلطنتوں کو قیام امن کیلئے بلگیریا اور سرویا پر دباؤ ڈالنے کی تاکید کی ہے چنانچہ روس نے بابعالی کو اطمینان دلا دیا ہے کہ جزیرہ نمائے بلقان میں کوئی شورش نہیں ہوگی۔ اور وہ حتی الامکان بلغاریہ گورنمنٹ کو ہر قسم کی تحریک کرنے کی سخت تاکید کر رہا ہے۔ اور اسی غرض کیلئے آسٹریا سرویا کو فہمایش کر رہی ہے۔ یونان بھی سچے دل سے چاہتا ہے کہ کسیطرح یہ سال بخیریت گذر جائے۔ لیکن دوسری طرف جو قومیں اس مدعا کے بخلاف کام کر رہی ہیں کچھ بھی وہ کم طاقت نہیں رکھتیں۔ یہی نامہ نگار کہتا ہے کہ مقدونیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے اور ان میں ایسے سربرآوردہ آدمیوں کی کمی نہیں جو دول اجنبیہ کو مداخلت پر مجبور کرنے کیلئے خود چھیڑ خانی پہلے سے شروع کر کے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ کریں۔ اسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلغاریہ اور سرویہ کی گورنمنٹ صورت حال کی اہمیت سے ناواقف نہیں مگر بہت کچھ بابعالی کے طریق عمل پر منحصر ہے۔ اگر مقدونیوں نے بغاوت کا اقدام کیا۔ اور ترکی افواج نے اسے اسی سختی سے فرو کیا جو ارمنیوں کی بغاوت کے انطفاء میں برتی گئی تھی۔ تو پھر آگ پھیل جانے میں کوئی شک نہیں رہ جائیگا۔ اور اس وقت بلگیریا اور غالباً سرویہ میں کوئی ایسی گورنمنٹ جو مقدونیوں کی حمایت سے خواہ اس حمایت کیلئے ترکی سے علانیہ اعلان جنگ ہی کیوں کرنا پڑے کچھ بھی احتراز کرنا چاہتی ہو آٹھ دن بھی قایم نہیں رہ سکیگی۔ شہزادہ فرڈی نینڈ و انجام آئندہ کی طرف سے سخت فکر میں مبتلا ہو اور خدا سے دعا مانگتا ہو کہ بلغاریوں کی کسی تشدد یا ترکی افواج کی سختی سے کسیطرح نوبت جنگ وجدال تک نہ پہنچے۔ اگر ایسی لڑائی ہو گئی تو اس سے اس کو فائدہ تو کچھ نہیں پہنچ سکتا اور سخت نقصان یقینی ہے اگر وہ اپنی کل رعایا کی برانگیختگی کے دوران میں خاموش رہے اور ان کی سرغنائی کرنے سے کنارہ کش ہو تو بالغلب وہ بلگیریا میں انقلابی تحریک شروع ہو جاویگی جس کا پہلا مدعا یہ ہوگا کہ اس کو تاج و تخت سے برطرف کیا جائے۔ اور اگر وہ رعایا کے ساتھ شامل ہو گیا تو روس اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیگا۔ مزید برآں شہزادہ مذکور اور اسکے وزراء کو ایک یہ بھی تردد ہے کہ اگر ایک طرف ترکی اور دوسری طرف سرویا و بلگیریا میں لڑائی ہو جائے تو ممکن ہے روس بلگیریا کو مدد دینے میں پیشتر ایسی شرائط پیش کرے جو اسے کبھی گوارا نہ ہو سکتی ہوں۔ نامہ نگار مذکور کی رائے میں روس اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے مقدونیوں کو مزید ترغیب ہو جائیگی مقدونیہ میں عملی اصلاحات کی ترویج کیلئے بابعالی پر زور ڈالنے کے معاملہ میں دوسری طاقتوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دینے میں غلطی کی ہے کیونکہ جب مقدونیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ دول یورپ انکی بہتری کیلئے کوشش کر رہی ہیں۔ تو ان کو امید بندھی رہتی۔ اور وہ فساد پر آمادہ نہ ہو سکتی۔ بر عکس ازیں اصلاح حال سے مایوس ہو جانے سے ممکن ہے کہ وہ سر باختہ ہو جائیں ٭

اسی اخبار کا نامہ نگار متعینہ اوڈیسہ (واقع جنوبی روس) ایک عجیب داستان سناتا ہے وہ لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں ایک پولش پادری سے جو خانہ جنگی سے چند عہدوں پر روس میں جزیرہ نمائے بلقان میں رہ چکا ہے۔ میری گفتگو ہوئی جسمیں اس نے بڑے وثوق سے بیان کیا کہ ان ریاستوں کے تعلقات میں بہت تغیر واقع ہو گیا ہے۔ جنوب مشرقی یورپ کے سلیو اب زار سے بالکل منحرف ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ

حقیقی فرائض بھی کرلی جائینگی۔ اور سلاح فوج میں انسر نو میدان بحری آمرنگ معین کی جائیگی۔ اور پھر آخر کل قومی جد میں ساری تبدیلی ہا مگر
قومی مسرت کے جوش و خروش پھر سر آمدہ یورپین اخبارات کی آراء سے جنہوں نے اس شاہی پیغام کو نہایت ستائش کی نظر سے

کو اگر پیچیدہ پیچ ہے وہم و بیان میں روس ہمکو خوشی کی علانیہ دھمکی دیکر نہ روک دیتا۔ تو سلیوا نسل آبادی متفق و متحد ہو کر ترکوں کو گھر گٹھری ٹھیک ہی یورپ سے باہر نکال دیتی۔ ایسی نظیر موقعہ تو ہمیں صرف روس نے فائدہ نہ اٹھانے دیا۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ اس وقت بلگیریا سرویا۔ مانٹی نیگرو اور رومانیا زیر باتفاق رائے کار بند ہو رہی تھیں۔ برطانوی گورنمنٹ سے اسکا عندیہ دریافت کیا تھا۔ اور اسلئے اُن کو یقین دلایا تھا کہ اگر یہ کل ریاستیں مشرکی کر خلاف یک قلم کھڑی ہو جائیں تو انگلستان بالکل مخالفت نہیں کریگا۔ اور جہاد کو پہلو پر بیٹھیگا۔ مگر ایسی حالات میں ان ریاستوں کے حق میں دستانہ ہوگی۔ الغرض اس موذہ عام محاربہ کو راستہ میں صرف اکیلا روس حائل ہے جسکی بدولت اُس کا اقتدار جزیرہ نما سے بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ اور اُسکی جگہ آسٹریا اور انگلستان (یعنی ولی عہد شہزادہ مانٹی نیگرو) بلقانی ریاستوں کا پیر مقدم بنا ہوا ہے۔ اور جیسے زار اسکندر ثالث روس کا اعداد اکلونا دوست کہا کرتا تھا۔ اس جنگ کے وقت سے روس کا سخت مخالف ہو گیا تھا۔ پھر اس نے بھی مدبر نے ظاہر کی بنا پر مناسب موقع پہنچ جانے پر جزیرہ نما بلقان کی ریاستیں اسی نقطہ یا دوسی اداک کو پیدا کرکے اپنی متفقہ ہمت کوشش سے مقدونیہ کو مسئلہ کو بالآخر حل کرینگی۔

ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ وائنا کی بیان کے مطابق بلقان میں ترکی کو ہی خلاف نہیں بلکہ آسٹریا کے خلاف بھی کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مقدونی تحریک کے علاوہ جزیرہ نمائے بلقان میں کہیں اور بھی پانی مر رہا ہے۔ تمام علاقہ میں ایک عام جوش پھیلا ہوا ہے جسمیں مسیو آسٹریا کی دھمکی سو کچھ کمی ہونیکی بجائے پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اخبارات کے نامہ نگاروں کی مرسلہ خبروں کی تصدیق پرائیویٹ خط و کتابت سے بھی ہو رہی ہے۔ سرکاری طور پر جو حالات بتائے جاتے ہیں۔ وہ ایک حد تک بیشک اطمینان بخش ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ذمہ دار حکام کا فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو تشویشناک خبروں کو مشتہر نہ ہونے دیں۔ اور طمانیت و سکون بخش روائتیں مشہور کرتے رہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ حالت بالکل ہی نازک نہیں ہو گئی۔ لیکن پھر بھی ایک حد تک اُسکی نازک اور تشویشناک ہونے میں کلام نہیں۔ مسلسل سرداری کی مستقل اور دوامی عناصر معاندہ کو انتہائی درجہ تک پہنچا سکے پیچیدہ ہوتے نظر آتے نہیں۔ اور اگر ایکدفعہ شعلہ بھڑک اٹھا تو اُس کا وہیں تک محدود رہنا یا کل دنیا میں پھیلنا دو ملک عظام کی فعل پر موقوف ہوگا۔ اس مسئلہ میں سلطنتیں بہت زیادہ۔ آسٹریا اور اٹلی قریب ترین تعلق رکھتی ہیں۔ اس تحریک کو جواب البانیہ تک پہنچ گئی ہے۔ اٹلی کبھی لاپرواہی کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتی۔ اسوقت البانوی مسلمانوں اور البانوی عیسائیوں میں جسکا باعث زیادہ تر ترکی کی کارستانی ہے۔ کامل اتحاد موجود ہے۔ الغرض بلقان کے قضیہ نامرضیہ میں البانوی عنصر نے بھی بہت بڑا حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ علاوہ برآں سرویا اور مانٹی نیگرو میں کھلی اجنبیت پیدا ہو گئی ہے۔ وہی خبر متعینہ مانٹی نیگرو کی نسبت جو رخصت پر گیا ہے یا آنیوالا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ پھر واپس نہیں جائیگا۔ مانٹی نیگرو آسٹریا سے بھی سخت ناخوش ہو رہا ہے (مانٹی نیگرو کے قصبہ) منکشی میں خاص مقبول کی حمایت میں ایک نیا اخبار بنام نوی بیبی جلد ہی جاری ہوا ہے یہ اخبار بڑے اعتماد کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ اسی سال کے دوران میں آسٹرین صوبجات بوسینا و ہرزیگوینا سے (جو ۱۸۷۸ء میں دول یورپ نے آسٹریا کو عارضی طور پر دلائے تھے) نکال دئیے جائینگے۔ اخبار مذکور اسبات پر بھی بہت اصرار کرتا ہے کہ کل سروی قوم شہزادہ نکلس (والئے مانٹی نیگرو) کے زیر حکومت

دیکھا کہ سبقت پانی پر گیا۔ ان اخبارات نے یونان کو متنبہ کیا کہ اُسے پہلے اپنی مالی ذمہ داریوں کو یاد کر لینا چاہئے اس کے ساتھ ہی اُسے بالصراحت آگاہ کیا گیا کہ ہر ایک ایسی پولیٹیکل عمل جس سے دنیا کو امن میں خلل تقریباً لاینحل مصیبت میں مشکلات پر غالب آنیکے بعد بمشکل حاصل

بقیہ صفحہ سابقہ) باقی کل حکومتوں سے آزاد ہو کر متفق و متحد ہو جائے۔ اور اُسے یقین ہے کہ ایسی ریاست اسی سال میں روس کی امداد سے قایم ہو جائیگی۔ وہ حالت موجودہ کے قیام کی خواہش کو بالکل لغو بنا کر لکھتا ہے۔ اگر یورپین مدبر یہ چاہتے ہیں کہ علاقہ کی تقسیم امن و صلح سے ہو جائے تو مسئلہ وحدت باہم اپنے وعادی کو ترمیم کر کے کوئی صورت پیش کرنے پر رضامند ہیں لیکن جبتک ہمارے مغربی علاقوں اور آسٹروی حکومت کی بیرحمانہ تباہی و خانما بربادی مستولی ہے جبتک یہ حکومت ہمارے خدا ہمارے مذہب ہمارے مزاروں اور ہمارے آباد و اجداد کی بے حرمتی کیلئے مستعد رہیگی اور جبتک اسکی خونریزی سفاکی اور قزاقی موجود ہے صلح و امن کی بحث ہی نہیں آسکتی۔ اخبار مذکور آسٹروی حکومت یہود انشانی اور اُسکے ارکین کو نتھالک وغیرہ سے بھائی بناتا ہے۔ وہ صوبجات بوسینا اور ہرزیگووینا سے ہی آسٹرویوں کے نکالنے کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ صوبہ ڈلمیشیا کا بھی ایک حصہ وہ اُسے لینا چاہتا ہے وہ لکھتا ہے کہ جو ۳۴ ہزار رائفلیں چھپ دون روس نے شہزادہ مانٹی نیگرو کو بطور تحفہ بھیجی تھیں مختصر بیکار آمد ثابت ہونیوالی ہیں شہزادہ مذکور سربیا سے بھی فوج میدان جنگ میں لاسکتا ہے۔ اُسکی فوجیں صرف مانٹی نیگروی سپاہی ہی نہیں ہونگے بلکہ تسلی اضلاع کے سربیا شندے بھی شامل ہونگے۔ یہ حالات تحریر کرنیکے بعد نامہ نگار اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ یہ تحریک مقدونی تحریک سے بالکل مختلف ہے اور اہم خاص طور سے قابل ہے لیکن بظاہر حال امید نہیں پڑتی کہ بلغاریہ کا شہزادہ مذکور جسکو اس تحریک کا بانی مبانی بتایا جاتا ہے کوئی خاص وجاہت نہ رکھتا ہو۔ وہ روس و آسٹریا کی نازک تعلیم دیکھی اور تنبیہ کرے گا یہ عظیم مند کہ وہ سلطان دولن کی تعمیل پر اصرار کریگا۔ اخبار سپکٹیٹر کے نامہ نگار متعینہ وینا کی تحریروں سے بھی مندرجہ بالا بیانات کی بہت کچھ تصدیق ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان روایات کی با وجود کہ مقدونی بالکل خاموش رہنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے کہ ہر قسم کی شورش کو فرو کرنے کیلئے کافی مضبوط ہیں اس خبر کا انکار مشہور ہوتے رہنا کہ مقدونیہ میں موسم بہار میں ضرور بغاوت ہوگی۔ طبعی طور پر اس بے امنی کے محرک عناصر کے دریافت حال کو متعلق دلوں میں زبردست تحریک پیدا کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اسقدر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا روس کا بیان بالکل نیک نیتی پر مبنی ہے کہ اگر بلگیریا اور سربیا نے سر اُٹھایا۔ تو ترکوں کو ان کو سر توڑ کی پوری آزادی ہوگی ان سوالات کا جواب بہت کچھ اُس تحریک سے مل سکتا ہے جو بوسینا اور ہرزیگووینا بلکہ نیز ڈلمیشیا کو متعلق مانٹی نیگرو میں ہو رہی ہے مشہور ہی حرب ہو کر ایک بوسنوی پناہ گزین مسمی ... سپاہی نے بیان کیا تھا کہ وہ اُس مدت میں جو مانٹی نیگرو کو لیعہد نے دی تھی شریک تھا۔ ان دوستوں نے ... بوسینا کو مستقبل گورنر کی حیثیت میں جام صحت کیا۔ اور حاضر الوقت مانٹی نیگرو کی عہدہ دار ولیعہد ۱۸۹۹ء میں (البانیہ کے صدر مقام) سکوٹری میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہونیکی حلف اُٹھائی۔ نامہ نگار مذکور کی رائے ہے کہ زار ہ مقابل آنیکے ... کونٹ مورادیف کی نسبت بھی بالکل غالبہ ہے۔ لیکن وہ ہی ایجنٹ متعینہ جزیرہ نمائے بلقان کی عادات ہنوز وہی ہیں جو پہلے تھیں۔ وہ اپنے ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری پالیسی کو یکساں نہیں سمجھتے اُن کا اعتقاد ہے کہ یہ دو نو پالیسیاں باہم متضاد ہونی چاہئیں۔ مانٹی نیگرو کو اس بلقان میں فساد ہونیکی توقع ہے اور وہ بلشبہ خود یا کسی اور کی تحریک پر اس فساد کو بیپا کر دینے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کریگی۔ ان کل باتوں کا مختصر الفاظ میں اسکے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ روس دو رخی چال چل رہا ہے۔ وہ خرگوش کے ساتھ بھاگ رہا ہے اور کتوں کے ساتھ مل کر شکار کھیل رہا ہے۔

سلہ شہزادہ مذکور نے مع بیوی و فرزند اکبر ۱۳ اگست ۱۸۹۹ء کو قسطنطنیہ آکر جلالت مآب امیر المؤمنین کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک ہفتہ آستانہ میں الوداعات ملاقات سلطانی سے متمتع ہو کر واپس اپنے رنگ کو گیا۔ وہاں اُس نے ایک نامہ نگار سے ذکر کیا کہ متذکرہ بالا مضمون کی تمام افواہیں غلط ہیں*

ہوا ہو خلل پڑیگا احتمال ہو۔ نہایت خوشی سے اظہار تفریح کیا جائیگا اور اسکی یقیناً مخالفت و مزاحمت کیجائیگی لیکن ان تنبیہوں کے باوجود فوجی اصلاح کو عمل میں لانیکا کام قابل تعریف سرعت کے ساتھ فی الفور شروع کر دیا گیا۔ اس سرعت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ فرمان شاہی ہو دس دن کے اندر ہی ڈیلیا نیس نے اسکی تعمیل میں کیمپ کی قیام ۱۸۹۸ء کو موسم بہار میں تربیات کرانی فوج ریزرو کی دوبارہ عمل کو چالیس دنوں کیلئے ان تعمیات میں شامل ہو کر واسطے گھوڑوں بلانے اور گھوڑوں کی خریداری کے اخراجات کیلئے مطلوبہ قرضوں کی تجاویز کا مسودہ تیار کر لیا۔ مطلوبہ قرضوں کی کل میزان صرف ۲۰۳ لاکھ فرینک (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) تھی اور بیان کیا گیا کہ وہ ۱۸۹۸ء کی فاضل آمدنی سے ادا کرد یجائینگی۔ کیمپ کے قیام کیلئے جسمیں ۱۲ ہی لیکن ۲۰ ہزار تک فوج کی سمائی ہو جائے قصبہ تھیبس کا مضافاتی موضع اغا تھیوڈوری پسند کیا گیا۔ ریزرو دل کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ پہلے وہ ریزرو طلب کئے جائیں جو ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۰ء میں کاکن فوج میں بہ قاعدہ سرکاری داخل ہوئے تھے۔ ان نوجوانوں کی عمر کے بعد ۱۸۹۱ء کے ریزروں کو بھی بلانیکی مزید تجویز کیگئی۔ ان احکام کی تعمیل فردی کے اخیر میں ہونی تھی پاس کے سابقہ تجربہ ریزرو افسروں کو بھی تعمیل بہ ثبوت بلایا جاتا تھا۔ مستقل کیمپ میں اسقدر فوج کی گنجایش کا اندازہ کیا گیا۔ دو انفنٹری جنتیں ایک رسالہ کیولری توپخانہ کی۔ دو کمپنیاں انجینیروں کی اور ریسٹے ٹیلیگراف کا سلسلہ قایم کرنیوالی پلٹن کع صرف اسٹاف لیمان ان تعمیروں میں لگا ہوا تھا کہ دوسری طرف واقعات نے بالکل ہی مخالف صورت اختیار کر لی یعنی سال ماقبل میں فوج توپخانہ فی معمولی جنگی تربیات دمشق قواعد مشقی ۱۸۹۸ء کو شروع ہو نہیں کر فریب مقام کنیزا کی تھیں۔ امداد القلاد کی فوج پیدل نے جون کے وسط میں عد اگست سلتھ ۱۸۹۸ء کو انھنز کے قریب جوار میں اور انجینیروں نے جون کے اخیر میں کی تھیں اور کل اقسام فی یا اشتراک ستمبر کے پہلے ہفتہ میں لاریسا کی قریب نواح میں کی تھیں۔

۱۸۹۸ء کو ختم ہونیکہ قریب جب ترقیوں کی فہرست شایع کیگئی تو اس سے واضح ہو گیا کہ یونانی افسروں میں نظام و مہارت بالکل ناپید ہے۔ اکثر افسروں کو ترقی کے ناقابل محض ہونیکے باوجود ترقی کی توقع تھی۔ جو فہرست مذکورہ سے باطل ہو گئی اور بنا بریں کئی افسروں نے استعفے داخل کر دیئے۔ پنجم دسمبر کو اس بیدلی او سنار ضگی کا عام مجمع کو اجتماع کی شکل میں اظہار کیا گیا۔ جو اظہار ایک طرح سے کل افسروں کی علانیہ خفگی کا اعلان کو مساوی تھا۔ انفنٹری کیولری۔ اور فوج کے انتظامی محکموں کے تقریباً چودہ سو افسروں نے فوجی کلب کی ممبری سے علیحدہ کی پاس استعفے بھیجدیئے۔ ولیعہد اس کلب کا پریسیڈنٹ تھا اور اُس نے اُس کی افسروں میں جو ادارتہ اتحاد و اخوت دو سال نست پڑھانے کیلئے قایم کیا تھا۔ استعفے داخل کرنیکی یہ وجوہات بتائی گئیں کپتانوں اور اول و دوم درجہ کے لفٹنٹوں کو ترقی دینے میں انصاف باقاعدگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ آرٹلری اور انجینیروں کے محکمے کے افسروں کے مقابلہ پر انفنٹری کیولری اور انتظامی محکمہ کو افسروں کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہماری طرف تابلقان کی تحریک کو علانیہ طور پر دکنی سے سلطان کے ساتھ مبنائے رکھنے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری طرف در پردہ ترغیب حوصلہ دلا رہے سو کون کوشش کر رہا ہے اور ایسے حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کو امن قیام کیلئے عمدہ آثار ہیں۔ (ڈوکیل ۶ مارچ ۱۸۹۹ء)

البانیا کے مسلمان رؤسا نے جلالتمآب امیر المؤمنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے کہ وہ مقدونیہ میں بغاوت ہونے پر ۲۰ ہزار مجاہدین سے اعلیٰ ان کی برپا ہو جانیکی صورت میں ایک لاکھ فوج سے اپنے خلیفۃ المسلمین کی خدمت کرینگے۔ ان کے ساتھ صرف یہ رعایت کیجائے کہ یہ فوج اپنے ہی سرداروں کے ماتحت رہنے دیجائے۔ (ڈوکیل ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء)

کم تنخواہ ملتی ہے۔ اول الذکر وہ لوگ ہیں جنکو فوجی پولیس کی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہے پچھلی ترقیوں کی وجہ سے نا انصافیوں کے
علاوہ ایک عجیب کارروائی یہ کی گئی ہے کہ کئی افسروں کو دربار کی خدمت میں نام سے معمولی ترقیاں دیگئی ہیں اور یا تو ایسے شکایت پیدا ہو گئی کہ تمام فوجی
نظام عالم ابتر اختلال کا موجب ہوتا ہے اس کارروائی کی نسبت پہلے افسروں نے مخالفت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر ربط و ضبط پیدا کرنیکی کوشش کی مگر
ابھی باقاعدہ نامہ و پیام اور گفتگو شروع نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ نے فوج کی سرداری اعلیٰ کی حیثیت میں متذکرہ صدر فرمان وزیر اعظم کی طرف
صادر کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ اور اسطرح سے فقط مطلوبہ فوجی اصلاح و ترقی کیلئے راستہ صاف کر دیا بلکہ افسروں کی علانیہ بغاوت کا بھی انسداد کر دیا
اس فرمان شاہی سے افسروں کی شکایات میں بیشک کسیقدر تخفیف ہو گئی تھی مگر کافی تلافی نہ ہوئی تھی چنانچہ افسر نا مکمل طور پر خوشنود کرنیکے گورنمنٹ کو
انکی مرضی کے مطابق مجبوراً کئی مزید کام کرنے پڑے۔ بادشاہ اور اسکی گورنمنٹ نے افسروں میں اور انکی [illegible] فرض شناسی کی صفت پیدا کرنے کیلئے
کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر وہ اس معاملہ میں چنداں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ یونانی افسروں کی بے ادبی بیجا سرکشی۔ منہ
زوری اور ناشائستگی کی اصل وجہ فوجی کیریکٹر و ہر دلعزیزی کی ناواجب گرم بازاری اور اخبارات کی غیر محدود آزادی ہیں۔ اور
جبتک ان خرابیوں کی درستی و اصلاح نہ ہو آشتی آمیز یا آشتی آمیز تدبیر بھی کوئی مفید ثمرہ نہیں بخشیگی +

اب ہم یونانی فوج کو ان چند اعلیٰ افسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنکو تعداد نظام اور آراستگی سب باتوں میں بدرجہا زیادہ قوت
رکھنے والے دشمن کے ساتھ معرکہ آرائی کرنیکا مشکل کام تفویض کیا گیا تھا۔ کسیقدر خاندانی اور کسیقدر ذاتی وجوہات کے لحاظ
سے ولیعہد شہزادہ قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا جسکی عمر اس وقت ۲۰ برس کی تھی سرکردہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا اس تقرری
کی نامعقولیت صاف ظاہر ہے اسکی عمر ایسی گراں وزن اور اہم ذمہ داری کے اٹھانیکے قابل نہ تھی۔ (یونان کا شاہی خاندان ڈینش
قوم کا ہے۔ لیکن یونان میں پیدا ہونے اور وہیں پرورش پانے کے علاوہ یہ شہزادہ اس وجہ سے بھی یونانیوں کی نظروں میں بڑا
عزیز ہے اور وہ اس کو بالکل یونانی ہی سمجھتے ہیں کہ اسکا نام قسطنطین ہے جو نام یونانی قیاصرہ کی طویل العہد خاندانوں کی
فہرست میں عجیب طور بسیری تاثیر رکھتا ہے اس نام کا پہلا قیصر وہ تھا جسنے سال [illegible] شاندار دار الخلافہ آباد کیا اور
آخری وہ ہیرو تھا جو شہر کی حفاظت کیلئے مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا تھا۔ ولیعہد قسطنطین (قدیم [illegible] سنین شمار کے مطابق)[1]
۲۱ جولائی (مطابق ۲ اگست ۱۸۶۸ء) کو بمقام ایتھنز پیدا ہوا۔ اور قابل جرمن عالم ڈاکٹر [illegible] سے ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی۔
۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کو بالغ ہونے پر اسے فوج پیدل کی پہلی رجمنٹ میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا جسکے بعد اس نے جرمنی کے شہر لیپزک میں
اصول قانون اور علم سیاست مدن (پولیٹیکل سائنس) کی تکمیل کی۔ بتاریخ ۲۷ [illegible] ۱۸۸۹ء کو بمقام ایتھنز شہزادی صوفیہ سے
جو قیصر فریڈرک ثالث کی تیسری بیٹی اور موجودہ جرمنی قیصر کی ہمشیرہ ہے[2] بیاہا گیا۔ یہ شہزادی ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء

---

[1] یاد رہے کہ روس اور یونان دونوں میں ابھی تک پرانی تقویم کی جنتری مروج ہے۔ اس میں اور نئی تقویم میں ۱۲ دنوں کا فرق ہے +

[2] اس نے تبدیل مذہب کر کے پروٹسٹنٹ سے کلیسائے یونانی کا مذہب قبول کیا [illegible] حالانکہ پہلے اس کو نہایت عزیز رکھتا تھا [illegible] لیکن ستمبر ۱۸۹۹ء
میں قیصر و قیصرہ ثانی اور والدہ کی کوشش سے باہم صفائی ہو گئی +

میں باضابطہ کلیسائے یونانی (یعنی اپنے خاوند کے مذہب) میں داخل ہوئی - وہ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی ماں ہے - ولیعہد جو عموماً
ایتھنز کے قریب قلعہ دکلیہ میں رہتا ہے کئی مرتبہ اپنے باپ کی لمبی سیاحتوں پر ملک سے باہر جانے کے موقع پر نائب السلطنت رہ چکا ہے وہ انفنٹری
لفٹننٹ جنرل کا عہدہ رکھتا ہے اور ایتھنز کا کمانڈنٹ ہے +

بادشاہ کا دوسرا بیٹا پرنس جارج جو شہزادوں میں عام مشہور ہے بحری فوج میں ہے اور اُس کا تیسرا بیٹا پرنس نکلس جو ۱۸۷۲ء میں بمقام ایتھنز
پیدا ہوا فوج توپخانہ میں داخل ہوا جس میں وہ کپتانی کا عہدہ رکھتا ہے۔ فروری ۱۸۹۷ء کے وسط میں وہ آرٹا کو روانہ ہوا جہاں آٹھ ہزار فوج پیدل و رسالے
اور بیٹریاں فی الفور اُس کے زیر کمان جمع کی گئیں۔ یہ شہر صوبہ ایپرس کی سرحد پر واقع ہے +

ولیعہد کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اُس کا بہر حاجب (یعنی چیمبرلین) ساپونٹ ساکیس تھا مگر ہم اب تک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ اُس میں
اِس عہدہ کی کونسی قابلیت دیکھی گئی تھی یا موجود تھی۔ زمانہ امن میں ساپونٹ ساکیس محض ہیڈ چیمبرلین یا بالفاظ دیگر شاہزادہ ولیعہد
بہادر کے ذاتی جنرل سٹاف یعنی ذاتی خدام اور غلاموں کا افسر اعلیٰ اور شاہی باورچی خانہ کا اعلیٰ منتظم تھا۔ چنانچہ جب وہ
میدان جنگ میں اپنے آقا کے ارکان حرب (جنرل سٹاف) کا افسر اعلیٰ ہوا تو اُس وقت بھی وہ شاہی باورچی خانہ اور شاہی سامان و
اسباب کی نگرانی اور نگہداشت میں بدستور سابق بڑی سرگرمی سے مصروف رہا۔ اور اِس موقع پر یہ بیان نکرنا صریح ناانصافی ہوگی۔
کہ مخالف و موافق سب کو اِس امر کا اعتراف ہے کہ کل یونانی محاربہ میں جس صیغہ کا انتظام بہت مکمل و آراستہ رہا۔ وہ یہی
شاہی باورچی خانہ تھا اور کم از کم اِس بات کا کریڈٹ ساپونٹ ساکیس صاحب بہادر کو ضرور ملنا چاہئے۔ اُس کو اِس نئے منصب میں شاہزادہ
کے پرانے رفیق اور نائب حاجی پطروس سے بہت مدد ملی یہی اُس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے اعلیٰ درجہ کے بسمر طعام یا بالفاظ
دیگر جنرل سٹاف آفیسر متعلق صیغہ باورچی خانہ کی حیثیت میں نہ صرف جنرل سٹاف پر جس کا صدر ساپونٹ ساکیس تھا۔ بلکہ
خود شاہزادہ بہادر پر بھی اپنی منصبی منزلت سے بدرجہا زیادہ فائق اقتدار و قابو حاصل تھا۔ ساپونٹ ساکیس کے ساتھ ہی حاجی
پطروس کو بھی ہر ایک نامہ نگار لیبہ و فرسالہ کی مصائب کا بانی مبانی بیان کرتا ہے چنانچہ پے در پے شکستوں کی خبریں پہنچنے
پر یونانی پبلک جو وحشی فن خانساماں گری کی قدر شناس نہ تھی ساپونٹ ساکیس اور حاجی پطروس سے بالخصوص سخت ناراض ہوگئی۔
اور وہ دونوں لڑائی کے دوران میں کیمپ سے واپس بلا لئے گئے۔ ساپونٹ ساکیس کی عمر پچاس سے متجاوز ہے۔ اور اُسکی ظاہری شکل
شباہت اور وجاہت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو لارڈ چیمبرلین میں ہونی چاہئیں۔ متین و شستہ صورت۔ اخلاق جیسے
دنیا داروں۔ ایسے چہرہ پر ضد یا خود رائی کا نام و نشان تک ناپید۔ چھوٹی چھوٹی خوب بلدار مونچھیں۔ رخسارے اور ٹھوڑی تخت
گھٹے ہوئے۔ اور بالوں کی سیاہی نہایت احتیاط کے ساتھ قائم رکھی گئی ہوئی ہے جب وہ تکلم کرتا ہے اور یہ بتا دینا نامناسب
نہ ہوگا کہ وہ خاصی غناتی ہوئی آواز سے بولتا ہے تو اُسکے بشرہ پر تحیرانہ لاپرواہی برستی ہے۔ اور جب اُسے مخاطب کیا جائے تو اُس کے
چہرہ پر امیرانہ استغنا پایا جاتا ہے۔ اُسکی پیشانی اوپر کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جس سے اُس کا سر بھدا سا ہوگیا ہے۔
ساپونٹ ساکیس کو لمبی لاٹکا دم افسرانہ ٹوپی خوب سجتی ہے کیونکہ اِس سے اُسکے چہرہ کا زاویہ [illegible] ہوجاتا ہے۔ اُس کے

رفیق حاجی الطبرز میں ہیں تمام علامات مردانہ حسن کی موجود ہیں جو یونانی لیڈیوں کے مذاق کے مطابق ایک بانکے افسر میں ہونا چاہئیں
اُسے گویا ان لیڈیوں کے خیال کے مطابق کنہیا سمجھنا چاہئے۔ اُسکا قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ اور چہرہ کا خوبصورت بشرہ۔ لمبی خوب مضبوط اور
بھری ہوئی خمدار ناک اور بڑی بڑی مونچھیں اسکو اور زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ الغرض اس شایستہ و دلفریب اور تقریباً کامل حسین شخص کو صرف
ایک نظر دیکھنے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں زبردست غنیم پر نہ سہی کم از کم زنانہ نشست گاہوں یا کم از کم
کے بامن میدان میں کمزور جنس (فرقہ اناث) پر فتوحات حاصل کرنیکا خوگر و عادی ہو۔ اگرچہ بظاہر حال کل ذمہ داری بادشاہ نے اپنے سر پر
لی تھی مگر دراصل یونان کی جنگ جویانہ اور زبردستی پالیسی کا ذمہ دار وزیر اعظم ڈیلیانیس ہی تھا۔ وہ یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ کلاوریٹا
میں ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوا۔ وہ پہلے وزیر صیغہ خارجیہ وزیر سررشتہ تعلیم اسفیر پال رہ چکا ہے۔ برلن کانگرس میں یونان نے جو سفیر بھیجے تھے
انکا سرغنہ تھا۔ جس سفارت میں وہ فرانس کی پرجوش تائید سے قابل برام ہوا۔ اور کانگرس نے یونان کو مزید علاقہ دیا جانا منظور کیا۔ جب
بتاریخ ۱۴ مئی ۱۸۸۶ء دول عظام نے یونان کو الٹی میٹم دیکر یونانی بہادروں کے بحری محاصرہ کا اعلان کیا تھا تو وہ اُس وقت بھی وزیر اعظم تھا۔
مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ ہتھیار ڈالدینے اور جنگی کارروائیوں سے باز آجانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ تو ۹ مئی کو مستعفی ہو گیا تھا
ڈیلیانیس ادنیٰ طبقوں میں نہایت ہر دلعزیز ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہ عام میل جول رکھتا ہے اور کسی قسم کا تکلف یا تکبر سے احتراز
نہیں کرتا۔ اور حالانکہ اُسے اپنی ناعاقبت اندیش تدبیروں کی بدولت ۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو پھر وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہونا پڑا۔
بادشاہ اُسکی خدمات کی دل سے قدر کرتا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح جانتا ہے کہ دربار کی پالیسی عوام
کی خواہش اور امیدوں کو پورا نہیں کی۔ اب بھی ۱۸۷۷ء اور ۱۸۸۶ء کی نسبت جن موقعوں پر فرانس علانیہ دربار ایتھنز کا موید و معاون
تھا کوئی زیادہ توقع نہیں ہے +

یونان کا دوسرا مشہور قومی مدبر رالیس ہے وہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو تھسلی سے ایتھنز واپس آیا۔ جہاں مذکور سے یونانی افواج کی کامل بدنظمی
اور ناقابلیت کا ذاتی مشاہدہ سے بخوبی تجربہ ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فریق مخالف کا رکن ہونے کے باوجود اُس نے ایتھنز کے عوام کو تسکین
خاطر اور خاموشی سے ہو کی بیٹھے رہنے کی نصیحت کی۔ اور ان کوششوں میں یہانتک کامیاب ہوا کہ اُس نے سرکش اور بدلگام شہریوں کے مجمع بدتمیزی سے
سوداگروں کو وہ اسلحہ واپس دلادئے جو وہ دوکانوں سے لوٹ لیگئے تھے +

چنانچہ جب ہر مجلس ملتوی ہو گئی ڈیلیانیس کی وزارت مستعفی ہوگئی تھی تو رالیس نئی وزارت قائم کی ۳۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو پوری طور رائی باضابطہ
حلف اُٹھائیں اور یکم مئی کو نئے وزیر اعظم (رالیس) نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ فوجی انصرام و ترتیب اصلاح کی
جائیگی اور جبتک باعزت صلح پر خاتمہ نہ ہوسکے لڑائی کو جاری رکھا جائیگا۔ مستعفی وزیر اعظم نے نئی گورنمنٹ کو اس کام کے حصول میں بغیر عذر اور بلا شرط
پوری پوری امداد دینے کا یقین دلایا اور بعد ازاں پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا +

ڈمیٹریس رالیس کا باپ ایک مشہور وکیل تھا۔ اور وہ شاہ اٹھو[1] کے عہد میں کئی مرتبہ وزیر بھی ہوا تھا۔ ڈیمیٹریس نے بھی

[1] یہ جرمن کی ریاست بویریا کے شاہی خاندان میں سے تھا۔ اس کا پورا نام آٹو فریڈرک لڈوگ تھا ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا +

پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کی جس سے فارغ ہو کر وہ اتھنز کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہوگیا۔ اور ساتھ ہی وکالت کا کام بھی کرتا رہا پہلے وہ مشہور یونانی سیاسی مدبر ٹرکوپس کا سرگروہ حامی تھا۔ مگر ۱۸۸۵ء میں اس سے جدا ہو کر اُس نے اپنی علیحدہ ایک تیسری پارٹی قایم کرلی۔ وہ کئی دفعہ سررشتہ تعلیم اور سررشتہ عدالت عامہ کا وزیر رہ چکا ہے۔ اُس کی عمر ۵۲ برس کی ہے اور ضلع اٹیکا میں بہت ہی ہردلعزیز ہے۔ اور اس ضلع کی طرف سے بارہا پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو چکا ہے۔

یونانی فوج کے سرآوردہ افسروں میں سے کرنیل واسوس اپنی مستعدی اور دوراندیشی کی وجہ سے خاص ذکر کے قابل ہے مختلف نازک موقعوں اور مشکل حالات میں جس صدہ استقلال قایم رکھنے کی بدولت اُس کی بہت ناموری ہوگئی ہے۔

کرنیل مذکور یونانی فوج کے قابلترین افسروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے فوجی تعلیم کی تکمیل ممالک غیر میں کی تھی۔ عمر میں پچاس برس سے زیادہ ہونیکے باوجود اُس کے سپاہیانہ استقلال اور بامردی میں کبھی لغزش نہ ہوئی شجاعت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ بسا اوقات یہ شجاعت احمقانہ تہور تک پہنچ جاتی رہی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا فصیح ہونیکے علاوہ کئی زبانوں اور بولیوں میں بڑا ماہر ہے۔ اس مہارت سے اُس کو جزیرہ کریٹ میں ایک طرف باغیوں کے سرغناؤں اور دوسری طرف دول عظام امراء البحر کے ساتھ اپنے کار مفوضہ کو سرانجام پہنچانے میں بہت مدد ملی۔ یہ عام مشہور افسر جو گویا کریٹ میں یونانی قوم کی امیدوں اور امنگوں کا مجسم پتلا تھا۔ درحقیقت یونانی نہیں ہے۔ بلکہ مانٹی نیگرو ہی ہے۔ اُس کا باپ بھی واسو یا جو کہ مانٹی نیگرو کے قبیلہ بیلوپاؤلووک سے تھا۔ چودہ برس کی عمر میں اپنے وطن مالوفہ ... کو چھوڑ کر تلاش معاش کیلئے یونان پہنچا تھوڑا عرصہ پہلے ۱۸۶۲ء کی مشہور بغاوت یونان پھوٹ پڑی۔ نوجوان مانٹی نیگرو بھی اپنے نئے ہموطنوں کے ساتھ جنہوں نے آزادی کیلئے جان توڑ کر کوشش شروع کردی تھی شریک ہوگیا۔ اور فلاسفروں حکماء کی سرزمین پر جسے اب اُس نے اپنا وطن بنالیا تھا شجاعت و مردانگی کے ایسے کارنامے دکھائے کہ یونان کی شہریت و مدنیت کے حقوق حاصل کرلئے۔ اور کچھ زمین پر بھی اُس کا قبضہ ہوگیا۔ وہ اُسی جگہ آباد ہوگیا۔ اور پھر ایک یونانی عورت سے شادی کرلی۔ یہ دونوں اُس کرنیل ہیمبلیون کو والدین تھے جو شاہ اوتھو کے تخت سے مستعفی ہونیکے بعد عام شہرت اور ہردلعزیزی حاصل ہوگئی تھی۔ کرنیل مذکور کی آسٹرین سفیر متعینہ ایتھنز بیرن اُشا کی بیٹی سے جو نہایت الفت و محبت فریقین شادی ہوگئی۔ اس شادی سے جو بیٹا متولد ہوا وہ وہی تھا جو پچھلے برس ۱۸۹۶ء میں بطور مجاہد کریٹ گیا تھا۔ کرنیل مذکور کی ایک بیٹی شاہ کے سابق پرائیویٹ سکرٹری کے بیٹے کے ساتھ بیاہی ہے جیلنے تک شاہزادی صوفیہ کی خدمتگار زمرہ میں ہی تھی اس محاصرہ کے دوران میں جن افسروں نے اپنے ملک کی دلاوری و عقلمندی سے قابل تعریف خدمت کی۔ اُن میں کرنیل سموئنسکی سابق وزیر جنگ کرنیل مالوس اور لفٹنٹ کرنیل لسرمی تمیس (جو بعد میں ولیعہد کے سٹاف کا اعلیٰ افسر ہوا) خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

سلہ ایضاً کرنیل واسوس اور سنہ اس افسر کی نسبت یونانیوں کی بھی یہی رائے تھی۔ مگر ولیعہد اور اپنی ذاتی اظہار ... رپورٹ میں جو ۱۸۹۸ء کی شروع میں چند مہینوں پر شایع ہوئی ہے کرنیل مذکور پر بھی نافرمانی اور ناقابلیت کا الزام لگاتا ہے۔ مترجم

فصل پنجم یونان کا بیڑہ جہازات

بقول جرمن شاف افسر لڑائی کے چھڑ جانے پر یہ عام خیال تھا کہ یونان کو اپنے بیڑہ سے بہت مدد ملیگی - اور ہر ایک کو توقع تھی کہ وہ نہ فقط بری فوج کے لئے آمد و رفت کے بڑے بڑے راستوں اور خطوط کے قائم رکھنے کا ہی کام دیگا (یعنے اسکی پناہ میں فوج براہ سمندر ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت و سرعت پہنچ جایا کریگی - اور ایسے کمک و سامان پہنچتا رہیگا) بلکہ اپنی بری فوج کو غنیم کے علاقہ پر جا بجا بحری فوج اتار کر یورشیں کرتے رہنے - ترکی سواحل کے قلعوں پر گولا باری کرنے اور سب سے بڑھ کر مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کی یونانی آبادی کو ترکوں کے برخلاف اکساتے رہنے سے بہت مدد پہونچانیکا باعث ہوگا - اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر یونانی بیڑہ کے کمانڈر مستعد اور قابل ہوتے تو وہ یہ کام بآسانی کر سکتا تھا - اوسکے جہازات اور ساز و سامان[سله] دونو کاموں کیلئے نہایت مناسب تھے - چنانچہ اگر بیڑہ سے بری فوج کے ساتھ ملکر کام لینے کی تجویز قابلیت کے ساتھ کیجاتی اور پھر تجویز پر ہنر و لیاقت سے عمل کیا جاتا تو ممکن تھا کہ یہ شراکت اوس فوقیت کی تلافی کر دیتی جو ترکی فوج کو بلحاظ تعداد یونانی فوج پر حاصل تھی - مزید برآں اگر یہ بیڑا غنیم کے خلاف جارحانہ کارروائیاں اور بہادرانہ یورشیں کرنے میں کامیاب ہو جاتا - تو اس سے یونانیوں میں زبردست اخلاقی طاقت کا پیدا ہونا ثابت ہو جاتا -

یونانی بیڑہ سرکاری طور پر میدانی بیڑہ اور بیڑا برائے حفاظت ساحل میں تقسیم کیا گیا تھا - اول الذکر میں تین زرہ پوش برجدار جہاز کروزر میں ایک - دو ٹرانسپورٹ (باربرداری) کے جہاز - چار گن بوٹ - تارپیڈوں کا گودامی جہاز - موسومہ کناریس - اور بارہ تارپیڈو کشتیاں تھیں تینوں زرہ پوش جہاز سب باتوں میں مشابہ ہیں - ہر ایک کا وزن[سله] ۴۸۸۵ ٹن طول ۱۰۲ میٹر ([illegible]) درمیانی عرض [illegible] میٹر (بیس فٹ) اور ہر ایک کے انجنوں کی طاقت ۶۷۰۰ گھوڑوں کی ہے - جو توام چرخوں کے ذریعہ سے جہاز کو ۱۷ ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا سکتے ہیں - ان پر سطح آب سے ۱۳ انچ دبیز مرکب فولاد کی زرہ چڑھی ہوئی ہے - توپدار برج بھی اتنی ہی دبیز زرہ رکھتے ہیں - اور تختہ جہاز یعنے چھت پر دو انچ دبیز فولادی چادر چڑھی ہوئی ہے - ہر ایک پر ساڑھے دس دس انچ قطر کی تین تین وزنی توپیں - دو دو سامنے (دہانہ) کیطرف اور ایک ایک دنبالہ کیطرف علاوہ بریں ہر ایک پر پانچ پانچ چھ چھ انچ قطر کی دس دس

سله کل دنیا کو شروع محاربہ میں فاضل مورخ کی طرح یہی خیال تھا - کہ یونانی بیڑہ خوب آراستہ ہے چنانچہ جب اس نے محاربہ میں کوئی کار نمایاں نہ دکھایا تو اکثر لوگ اس پر سخت متعجب ہوئے تھے مگر چند مہینے ہوئے بیڑہ جہازات کے لئے انگلینڈ کی سرکاری رپورٹ اور تحقیقات کنندہ کمیشن کے فیصلہ سے جسے پاسداری کیلئے مفصل شائع نہیں کیا گیا واضح ہوگیا کہ بیڑہ کی آراستگی کے متعلق دنیا کا خیال غلط تھا - کئی جہازوں پر سامان کی معمولی مقدار بھی موجود نہ تھی - اور متعدد [illegible] باوجود گودام گھروں سے موصول نہ ہو سکے مترجم سله جہاز کے وزن سے یہ مطلب ہے - کہ وہ کل مستعد وزن اٹھا سکیگی - جس میں اس کا ذاتی وزن بھی شامل ہوتا ہے [illegible]

۲ - انچ قطر کی جلد چلنے والی توپیں اور سوا سولہ مشین (کلدار) توپیں مزید برآں ہر ایک کے ساتھ تارپیڈو چلانے کی تین تین نالیاں ہیں۔ یہ تینوں فولاد سے بنے ہوئے ہیں۔ دو ۱۸۹۰ء میں اور تیسرا ۱۸۹۲ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا۔

بیڑہ کے اس حصہ کے باقی جہاز بلا زرہ ہیں۔ اور انکے تختے بھی بلا چادر ہیں۔ کروز بیالیس پر چار ۶ء۲ انچ قطر کی لمبی توپیں، چار ہلکی اور دو کلدار توپیں نصب ہیں۔ مزید برآں دو چھوٹی چھوٹی تارپیڈو کشتیاں بھی اس پر موجود رہتی ہیں۔ یہ جہاز ۱۸۹۰ء میں اتارا گیا تھا۔ وزن ۱۷۷۰ ٹن رفتار ۱۸ ناٹ (میل) اور انجنوں کی طاقت ۳۲ سو گھوڑوں کی ہے۔ چار گن بوٹوں میں سے ہر ایک پر ۶ء۴ انچ کی ایک ایک کروپ توپ اور تارپیڈو گودامی جہاز پر دو کروپ توپیں ہیں۔ تارپیڈو کشتیوں پر صرف کلدار توپیں ہیں۔ ان کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے۔ مگر چونکہ وہ ۱۸۸۱ء اور ۱۸۸۵ء میں بنی تھیں اب وہ جدید ترین ساخت کی ....

محافظ ساحل بیڑہ میں سب سے زبردست جہاز آہن پوش گن بوٹ یاسلیس جاچیس ہے۔ اس کا طول ۱۴۵ فیٹ عرض ۳۰ فیٹ وزن ۱۲ سو ٹن رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ ہے وہ کم از کم ۱۲½ فیٹ گہرے پانی میں چل سکتا ہے اور گو حفاظت ساحل کے لئے خاص بنایا گیا ہے مگر کھلے سمندر میں دور دراز مسافت طے کر سکتا ہے۔ اس پر دو کروپ توپیں ۱۲ سنٹی میٹر (۸ء۴ انچ) قطر کی اور چار مشینی توپیں نصب ہیں۔ اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے لیکن پھر بھی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے کمتر درجہ کی جہاز بلا زرہ گن بوٹ سوسیا آمودا کیا اور اکسا تیوول ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک ۶ء۱۰ انچ قطر کی کروپ توپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں۔ اول الذکر ۱۸۸۵ء میں اور دوسرا ۱۸۸۶ء میں اتارا گیا تھا اور وہی رفتار رکھتے ہیں جو اپنے پہلے زرہ پوش گن بوٹوں کی ہے علاوہ اس بیڑہ میں تین چھوٹی چھوٹی سرنگ لگانے والے جہاز سوسوہ آکیا یا موخم واسیا۔ اور ناپاک تہا ہیں جو اس کام کیلئے جو انکا نام ہے ظاہر ہوتا ہے ۱۸۸۱ء میں اتارے گئے تھے۔ مزید برآں چھ اول درجہ کی۔ دو دوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں۔ اور دو نارڈن فلٹ کی قسم زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں۔

کاروٹ قسم کا جہاز موسوہ ہیلاس۔ کہنہ آہن پوش کاروٹ اولگا۔ ایک چوبی جہاز ۱۸۷۹ء کی ساخت۔ اور ایک چھوٹا سا دو مستولی بادبانی جہاز تعلیمی جہاز ہیں۔ ہیلاس پر افسروں کی جماعت کے طلباء کو علمی تعلیم دی جاتی ہے اس پر دو چھ انچ کی کروپ توپیں۔ ایک جلد چلنے والی اور دو مشینی توپیں ہیں۔ متذکرہ صدر جہازوں کے علاوہ بارہ آگنبوٹ اور شاہی کشتی موسوم امفی ٹرائٹ تفریح کا سرونگ لیئے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے سات آگنبوٹ ۱۸۸۵ء کی ساخت ہیں اور چار بیں انکو ایک حد تک تازہ اور نئی ساخت کی کہا جا سکتا ہے انکے نام اسکوپر یا الفیس۔ یوروکلس۔ پی نیوس۔ کرتیا کلی اور ایدونت ہیں۔ یہ سب فولادی ہیں۔ اور ہر ایک پر دو دو ساڑھے تین انچ کی کروپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں۔ رفتار دس سے دس میل تک ہے باقی ماندہ پانچوں آگنبوٹ کہنہ کمزور ہیں۔ دو ۱۸۹۵ء سے پیشتر کی ساخت ہیں۔ کتا گالی اور ایدون صرف ۴۰۰ - ۴۰۰ ٹن کی ڈونگیاں ہیں۔

فصل ششم ترکی کا نظام فوجی

ترکی فوج جن لوگوں سے تیار کیجاتی ہے۔ انکی جسمانی بناوٹ اور ساخت نہایت عمدہ ہے۔ وہ مضبوط توانا سادگی پسند اور عملی خانگی تربیت و معاشرت اور مذہب نے انکو تابعداری کرنے پرہیزگاری نفس کشی اور بخت اتفاقا کا معتاد بنا دیا ہوا ہوتا ہے چنانچہ وہ ماہر ہاتھوں (یعنے قابل افسروں کی ماتحتی و نگرانی میں) نہایت خوفناک ہتھیار بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مذہب جو ترکی سپاہی کی معاشرت اور یومیہ زندگی میں ایک اہم جزو ہے۔ وصف تابعداری اور نظام و ترتیب کو پیدا اور مضبوط کرنیکے لئے نہایت زبردست ذریعہ ہے۔ سپاہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونے ایام رخصت کر پیشا سے زیادہ عرصہ گھر ٹھیرے رہنے کی خطا سہی ورگذر ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن نماز سے غیر حاضر ہونے کی خطا کبھی معاف نہیں ہوتی اور بڑی سختی سے سزا دیجاتی ہے۔ مذہبی احکام کی ہر جگہ بڑی تقید سے تعمیل کرائی جاتی ہے۔ مگر ناظرین اس سخت مذہبی پابندی سے ترکوں کا مذہبی لحاظ سے متعصب ہونا قیاس نہ کریں۔ اس پابندی اور تعصب میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔

لفٹنٹ جنرل وان ڈرگولز پاشا جو ترکی نظام فوجی کے جزو کل سے بخوبی واقف ہیں۔ اور جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں ترک افسروں و سپاہیوں کی اوضاع و اطوار اور عادات و کیرکٹر کو بڑے غور سے پرکھتا رہا ہے۔ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ زمانہ حال کی شکستوں کے باوجود ترکی فوج پر مایوسی اور مردہ دلی مستولی نہیں ہو سکی۔ وہ اپنی سابقہ فتوحات کو نہیں بھولی۔ ان کی یاد دلوں میں ابتک تازہ ہے۔ جو اس کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھاتے رکھتی ہے۔ غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج ترک بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ مختلف الانواع قوموں کی مجمع بے تمیزی پر حکومت کرنیوالی قوم کا فرد ہے اور ان محکوم قوموں پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ فیلڈ مارشل مولٹکی نے بالکل درست کہا ہے کہ کسی ترک سے دریافت کرو اسی اس امر کی اعتراف سے ذرہ بھر تامل نہ ہوگا۔ کہ علم و ہنر دولت و ثروت طاقت و قوت و ہمت و اولوالعزمی میں یورپین اس کی ابنائی وطن سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اس اعتراف کے باوجود اس کے دل میں کبھی اس بات کا وہم و گمان تک نہ گزریگا۔ کہ اسقدر خوبیاں رکھنے کے باوصف بھی کوئی فرنگی کسی مسلمان کے برابر ہو سکتا ہے۔

یہ درست ہے۔ کہ ایسا گمان بسا اوقات خود رائی کا نامناسب اور مضر وصف پیدا کرنیکا موجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلم امر ہے کہ اگر سپاہی کو اپنی ذات پر ایسا گمان ہو تو اس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں۔ اگر سپاہی کے دل میں یہ پختہ یقین جما ہوا ہو۔ کہ وہ ایک برگزیدہ و مقبول قوم کا فرد اور نائب ہے۔ تو اس سے اس میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا سب سے اوّل یہ فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو بلند قومی منصب و افتخار کے قابل ثابت کروں

ترکی سپاہی کو اپنی ابتدائی خانگی تربیت اور طرز معاشرت سے فوجی تعلیم و تربیت اور پابندی کے قابل بننے میں بہت مدد ملتی ہے اس تربیت و معاشرت کی یکرنگی ہی بجای خود نہایت مفید چیز ہے۔ غریب سے غریب دہقان یا گڈریئے کی بچہ کو بھی ویسی ہی احتیاط

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس سلطان نے اسکو ایک پیشے لازمی کر کے معافی کا معاوضہ تقریباً ایکہزار روپیہ مقرر کر دیا۔ سلطان حال نے فقد معاوضہ کی قاعدہ کو بالکل منسوخ کر دیا قسطنطنیہ کے مسلمان سلطان محمد فاتح کیوقت سے اس کوشش چلے آتے تھے۔ اب ان کیلئے بھی اس خدمت کو لازمی کر دینیکی تحریک پیش ہے چونکہ غالب وجہ یہ ہے کہ خلافت سے منظور ہو جائیگی تحریک

اور التزام کے ساتھ آداب مجلس اور اخلاق معاشرت سکھائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ امراء اور متمولین کی اولاد کو۔ اس غریب کے بیٹے کو بھی بعینہٖ وہی آداب بجالانے کی فقرات۔ دوسرے کو مخاطب کرنیکے وہی طریقے۔ خیریت و مزاج پرسی وغیرہ کے متعلق رسمی و رواجی سوالات کی وہی جواب۔ والدین کے آنے پر ہو تو بانہ کھڑے ہوجانے یا جبتک بڑا مخاطب نہ کرے مجلس میں خاموش بیٹھے رہنے وغیرہ وغیرہ قسم کے وہی عادات اور چہرہ پر وجاہت و خودداری اور وقار کے بشرہ کو قائم رکھنے اور اس پر کسیطرح کی کوئی علامت حزن و مسرت وغیرہ کی ظاہر نہ ہونے دینے کی وہی عادت سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک امیر کے فرزند کو۔

اسطرح سے بڑوں اور حاکموں کا ادب اور بزرگوں اور حکام کی تابعداری کرنا کہ ادب کرنیوالا اپنی خودداری و ذاتی وجاہت اور مساوات کے احساس کو بھی ہاتھ سے نہ دے رہا ہو۔ اور یہ بات جو ترکوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسی خوبیاں ہیں کہ اسنے بھی جمہور انام کو آپس میں متحد و متفق کرنے کے کام میں بہت مدد ملتی ہے۔ اور یہ اتحاد مختلف المذہب و القوم اقوام کے ہجوم میں جنمیں ترک گھرے ہوئے ہیں بالکل الگ تھلگ اور منفرد ہونیکے احساس سے خوب مضبوط و مستحکم ہو گیا ہے۔

ترکوں میں یہ قابلیت ہی نہیں۔ کہ وہ دیگر ممالک میں اجنبی حکومت کے ماتحت ہمیشہ کیلئے زندگی بسر کرسکیں۔ اگر کسی ترک کو یہ صورت پیش آجائے تو وہ خود بخود اپنی طبیعت و تربیت سے مجبور ہوکر اپنے اہل وطن اور رفقا کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی سے جو صوبے آزاد یا الگ ہوئی ہیں گو اکثر صورتوں میں اس تغیر حکومت سے ذاتی خوشحالی اور تمول کو بڑھانے میں بہت آسانیاں ہوجاتی ہیں مسلمان وہاں سے بتدریج مہاجرت کرجاتے ہیں۔ ابتک صرف ایک روسی حکومت اپنی نئی مسلمان رعایا کو حالات متغیرہ پر رضامند بنانے اور اپنے وطن مالوف سے وابستہ رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یا اب کچھ عرصہ سے آسٹریا کی نسبت بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ جس کو بوسنیا میں ایسی ہی کامیابی ہوئی ہے[1]۔

بالآخر ترکی کے متعلق بحث کرتے وقت اس بے انتہا اقتدار کو بھی بالالتزام مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ جو اور اسباب یا بادشاہ کی ذات تو الگ رہی محض اسکے نام کو بھی اپنی رعایا پر حاصل ہے۔ حکمراں بادشاہ بحیثیت فرمانروا خواہ مہر و لعزیز ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں اس کے احکام مسلمانوں کی نظروں میں قانون بلکہ احکام قضا و قدر کے برابر ہوتے ہیں۔ وہ احکام ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں۔ وہ ایک ایسی طاقت ہیں جسکی کوئی مزاحمت اور جسکے برخلاف کوئی اپیل نہیں ہوسکتی۔ جب سلطان کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کردیں تو پھر تمام بحث و مباحثہ ختم ہوجاتا ہے اسکی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو خانگی معاشرت تک میں دخل حاصل ہے۔ اور ذرہ ذرہ سے معاملہ میں کامل اثر رکھتی ہے۔ یعنی عام معاشرت کے متعلق جس امر کو سلطان ناپسند کرے اس سے گھروں کی محفوظ چاردیواری اور حرم کے اندر بھی بالعموم اجتناب

[1] اس کی تصدیق ایک حال کے ہی واقعہ سے بخوبی ہورہی ہے۔ دسمبر گذشتہ میں سلطان المعظم جب قیصر و قیصرہ جرمنی کو وداع کرکے محلسرا سلطانی کو واپس آرہے تھے تو رعایا نے جو سڑکوں کے دونو طرف اور مکانوں کی چھتوں پر پرے باندھ کر کھڑی تھی خوشی کے نعرے مارنے اور تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ آخر الذکر حرکت کو بلا التماس نے اسلامی آداب کی شان سے بعید تصور کیا۔ اور غازی عثمان پاشا سے جو مقابل بیٹھے تھے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ غازی موصوف نے اردلی کو ایک چوبدار کو بلا کر یہ امر بتا دیا۔ اور چند لمحوں میں منشاء سلطانی سے کل حاضرین کو اطلاع ہوگئی۔ اور پھر کسی نے تالی نہ بجائی۔ مترجم

[illegible] نے اس قول و قیاس کی تردید کردی ہے۔ روسی صوبجات کازان کریمیا و قاف وغیرہ اور بوسنیا سے بھی پچھلے برس سے مسلمان [illegible]

کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں منجملہ وصف ضبط نفس کے ساتھ راضی برضا رہنے کی صفت بھی بالاستحکام راسخ ہو جاتی ہے یعنی ہر مسلمان
فرمان ایزدی یا بالفاظ دیگر نوشتہ قسمت پر فی الفور راضی و شاکر ہو جاتا ہے۔ ان اوصاف کے علاوہ بقول گولز پاشا ترکی
سپاہی کے سب سے بڑے اور نہایت کارآمد اوصاف یہ ہیں کہ وہ سادگی اور اعتدال پسند اور سلامت رو ہے۔ قوم کے نوجوانوں
میں مے نوشی کی برائی بالکل مفقود ہے۔ اور عشرت پسندی کے لوازمات جو یورپ کے نوجوانوں کے حصہ کثیر کی عمریں برباد کرنے کا باعث
ہو رہی ہیں قریباً مفقود ہیں۔ فوج میں داخل ہونے کے وقت تک ترکی سپاہیوں کی طرز معاشرت سادہ اور صحت بخش ہوتی ہے
اور گو انکی بسر اوقات عموماً مفلسانہ ہوتی ہے۔ مگر یہ افلاس ویسا نہیں ہوتا جیسا کہ نہایت گنجان آبادی رکھنے والی مغربی
یورپ کی اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی بدولت وہاں کے اکثر رہنے والے چھوٹی عمروں ہی میں فکر معیشت اور دقت معاش
کی وجہ سے غلیظ اور ناامید ہو جاتے ہیں۔ ترک کی کمر محنت و مشقت سے جیسا کہ ہمارے صنعتی شہروں کے باشندوں کا حال ہے قبل
از وقت خم نہیں ہو جاتی اور وہ نسبتاً بہت ہی زیادہ عمر تک ہتھیار بند ہو کر میدان کارزار میں شریک ہونے کے قابل[1] رہتا ہے۔
فوج میں زیادہ تر وہ لوگ داخل کئے جاتے ہیں جن کا آبائی پیشہ دہقانی، شبانی اور صید و شکار چلا آتا ہے۔ طبقہ صناعان و کاریگر
میں سے شاذ ہی کوئی شخص عساکر عثمانیہ میں دکھائی دیتا ہو۔ اکثر سپاہی اوائل عمر سے اسلحہ کے استعمال سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور
فوجی خدمت کے زمانہ میں انکو عموماً اسی طرز معاشرت اور طریق بسر اوقات کا اعادہ و تکرار کرنا پڑتا ہے جس سے وہ اپنی خانہ بدوش طرز
زندگی یا سفر و سیاحت کی بدولت پہلے ہی سے مانوس ہوتے ہیں۔ نئے رنگروٹ کو باقاعدہ سپاہ میں داخل ہونے کے قابل بنانے کے لئے بہت کم مشق
و قواعد اور تربیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترکی صیغہ جنگ بالکل خام رنگروٹوں کو شروع ہی سے تربیت یافتہ اور قواعد
دان سپاہیوں کی پلٹنوں میں داخل کر دینے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ فن حرب کی اسرار و نکات کے متعلق جن تھوڑی بہت باتوں کے
سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں نئے رنگروٹ چند دنوں میں کہن خدمت رفقا سے خود بخود سیکھ لیتے ہیں۔

جو رنگروٹ فوج نظام (یا کارکن فوج) کے ساتھ کام دینے کیلئے طلب کئے جاتے ہیں انکو دو صنفوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک صنف
کے لوگ تین برس فوج نظام میں تین برس ریزرو (احتیاط) میں آٹھ برس لینڈ ویر (ردیف) میں اور چھ برس لینڈ سٹرم۔
(مستحفظ) میں کام دیتے ہیں۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ دوسری صنف کے رنگروٹ پانچ سے لیکر
نو مہینوں تک نظام میں رکھے جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں اس شرط پر گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے کہ جب ضرورت ہو
وہ کارکن فوج میں شامل ہونے کیلئے بلائے جائینگے۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد بیس ہزار مقرر ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر سال
تقریباً ستر ہزار[2] آدمیوں کو فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ سب کو یکساں میعاد کیلئے خدمت نہیں دینی پڑتی۔ اسلئے فوجی خدمت

۱؎ جنگ چھڑنے کے وقت میں ایک ترک سپاہی سو برس سے زیادہ عمر کا ہو کر فوت ہوا۔ اس نے تیس برس ملک کی فوجی خدمت کی تھی۔ ایسی مثالیں
ترکی میں شاذ نہیں ہیں بلکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مترجم و مولف۔ ۲؎ سلطنت عثمانیہ میں ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار رنگروٹ بلوغ یا سن شباب پر پہنچ کر
قابل خدمت لازمی ہوتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً ۲۰ ہزار جسمانی کمزوری یا نااہلیت کی وجہ سے معاف کئے جاتے ہیں۔ بیس ہزار اس لئے
۱۸۹۰

کی قابلیت بھی سب میں یکساں مقدار و انداز کی پیدا نہیں ہوتی۔ انکے علاوہ سینٹ جیاں خدمت اشخاص کی ایک اور بھی جماعت ہے جسمیں تیس ہزار آدمی ہیں جو صرف ۱۵۰۰ انکو مشق و قواعد سکھتے ہیں۔ جرمنی میں بھی پہلے ایک اسی طرح کی جماعت تھی اس جماعت کے اشخاص صرف بھرتی ہی کے کام میں مدد دینے کے لئے گھروں سے بلائے جاتے ہیں۔

زمانہ امن میں ترکی فوج کی جمعیت دہائیاں اسپیکٹری چھوڑ کر سوا دو لاکھ اندازہ کیجا سکتی ہے۔ ریزرو سپاہ کی اور اجتماع افواج سے یہ تعداد تین لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے۔ وہ ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی جو گوداموں، فوجی چھاونیوں اور چھاونیوں پر پیچھے رہینگے۔ انسے ماسوا ہونگے۔

لینڈ وہر (ردیف) کی چھ لاکھ اشخاص میں سے ابھی تک صرف دو لاکھ اسی ہزار کو اور لینڈ سٹرم (مستحفظ) کے تین لاکھ میں سے صرف ایک لاکھ اسی ہزار کو قواعد وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ اس حساب سے بزمانہ جنگ فوج کی انتہائی جمعیت کا اندازہ ۸ لاکھ کیا جا سکتا ہے۔

سلطنت عثمانیہ چھ جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ بزمانہ امن ہر ایک میں کارکن فوج کا ایک ایک آرمی کور رہتا ہے۔ بزمانہ جنگ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع لینڈ وہر افواج دو دو اور لینڈ سٹرم سپاہ کا ایک ایک آرمی کور بہم پہنچاتا ہے۔

کارکن فوج میں سر دست رائفل برادری کی ۱۵ پلٹنیں، ۰۰۰ پلٹنوں کی ۰۰۰ رجمنٹیں ذوالعرفی طرز کی۔ چار پیادہ پلٹنوں کی ۱۲۴ اور تین تین پلٹنوں کی تین انفنٹری رجمنٹیں اور علاوہ بریں ستر پلٹنیں (جو کسی آرمی کور میں شامل نہیں) یعنی جملہ ۶۹۷ پلٹنیں ہیں۔ دوسری اور تیسری آرمی کوروں کی پلٹنوں کی نام نہاد جمعیت آٹھ آٹھ سو آدمیوں کی۔ اور باقی ماندہ آرمی کوروں اور ڈویژنوں کی پلٹنوں کی بارہ بارہ سو آدمیوں کی ہے۔ مگر فی الحقیقت اس قدر آدمی کبھی نہیں ہوتی۔ تعداد مقررہ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بری ہو جاتی ہیں کہ کل خاندان کے گذارہ کا دارو مدار انہیں پر ہوتا ہے۔ چالیس پچاس ہزار اصل کنسکرپٹ یعنی فوج نظام میں پوری مدت کیلئے لئے جاتے ہیں اور بیس پچیس ہزار دوم کنسکرپٹ ہیں یعنی انکو ایک دو ماہ قواعد سکھا کر شروع ہی سے فوج ریزرو میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ محاربہ بلقان کے شروع ہونے پر ایک معتبر فرنچ اخبار نے ترکی فوج کی جمعیت حسب ذیل لکھی ہے۔ فوج نظام پانچ لاکھ تیس ہزار ہے جنمیں سے اڑھائی لاکھ پوری قواعد داں اور تربیت یافتہ ایک لاکھ تین ہزار نیم تربیت یافتہ اور ڈیڑھ لاکھ کم یا مطلقاً غیر تربیت یافتہ ہیں۔ فوج ردیف چھ لاکھ ہے جنمیں سے دو لاکھ اسی ہزار پوری قواعد داں اور باقیماندہ نیم یا مطلقاً غیر قواعد داں۔ فوج مستحفظ جسمیں سے نصف پوری قواعد داں ہیں تین لاکھ ۰ ہزار۔ میزان کل ۱۴ لاکھ نو ہزار جنمیں سے سات لاکھ ۱ ہزار پوری قواعد داں ایک لاکھ تیس ہزار کسیقدر کم قواعد داں اور چھ لاکھ پچاس ہزار نیم یا غیر قواعد داں۔ ترکی سپاہی کے اوصاف ایسے مشہور نہیں کہ انکی زیادہ تشریح کی ضرورت ہو۔ یہ درست ہے کہ ترکی طاقت اسوقت ایسی نہیں جیسی کہ بیس برس گذشتہ کو تھی اور جنگ کے رگ و ریشہ یعنی روپیہ کی بھی کمی ہے لیکن اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یورپ میں کسی جنگ عظیم کے برپا ہونے پر ترکی تلوار اب بھی دول یورپ کی مساوات کو قائم رکھنے کو بہت بڑا اثر رکھیگی۔ ۱۹۱۰ء پر تعداد پیدل فوج پلٹنوں کی ہے۔ اب یمن و حجاز کے باشندوں و خانہ بدوش قبائل پر بھی فوجی خدمت لازمی ہو گئی ہے یا ہونیوالی ہے۔ مزید توضیح کیلئے دیکھو کتاب اسلامی حمیدیہ کلمۃ الحق و مرقع الاسلام۔ حال انتخاب فوج کارکن اور احتیاطیہ فوج پیدل میں چند ہلہ ہوئی ۸۰ پلٹنوں کے نام اضافہ کا حکم دیا تھا جسکی تعمیل ہو چکی ہے

جمعیت کچھ کم ہی رہتی ہے۔ کیولری ساڑھے چھ سو گھوڑوں کی ۹۰ رجمنٹوں پر مشتمل ہے۔ آرٹلری فوج (توپخانہ) میں پانچ ڈویژن اسپی توپخانہ کے اور تین ڈویژن (جو ۷۲ رجمنٹوں پر منقسم ہیں) میدانی اور کوہی توپخانہ کے ہیں۔ اور کل ڈویژنوں میں چھ چھ توپوں کی پینسٹھ اسپی ۷۹ میدانی اور ۴۸ کوہی باتریاں ہیں۔ قلاعی توپخانہ میں چار چار اور تین تین بلٹنوں کی ۵ رجمنٹیں ہیں۔ دستہ انجنیران میں چار میدانی بلٹنیں، تین کمپنیاں سفر مینا کی اور چار کمپنیاں قلاعی پاؤنیروں (بیلدار سپاہیوں) کی ہیں۔ مذکورہ صدر افواج کے علاوہ ایک ڈویژن قطار بار برداری کا اور چار بلٹنیں سگنیلنگ یعنی توپخانہ متعلق سلاح خانہ کی ہیں۔

یہ کل افواج آرمی کوروں میں مرتب ہیں جنکی صدر مقام علی الترتیب قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل۔ مناسطر۔ ارض روم[1]۔ دمشق۔ بغداد اور یمن میں ہیں۔ الاحساء، طرابلس الغرب، اور کریٹ[2] میں ایک ایک ڈویژن الگ رہتا ہے جو کسی آرمی کور کے تابع نہیں۔ پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک میں دو انفنٹری ڈویژن، تین تین بریگیڈوں کا ایک ایک کیولری ڈویژن، اور دو دو رجمنٹوں کے تین آرٹلری بریگیڈ جو تین تین باتریوں کے دو ڈویژنوں اور ایک اسپی ڈویژن پر مشتمل ہیں۔ ایک ایک بلٹن انجنیروں کی اور تین تین رسالہ قطار کی ڈویژن کے ہیں۔ ایک انفنٹری ڈویژن میں ایک بلٹن رائفل برداروں کی علاوہ دو بریگیڈ اور ہر بریگیڈ میں دو سے لیکر تین تک رجمنٹیں ہوتی ہیں۔ ساتویں آرمی کور میں فوج سواراں اور توپخانہ نسبتاً بہت کم ہے۔ چونکہ چوتھے آرمی کور کی نظام سپاہ کی فوج سواراں ایک کامل کیولری ڈویژن بنانے کے لئے کافی نہ تھی کوہ رندکو کے ضلع میں ایک قسم کی ملیشیا کیولری وہاں کے کرد قبائل کی امداد سے عساکر حمیدیہ کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں چھ چھ سو سواروں کی چھ رجمنٹیں[3] بتائی جاتی ہیں۔

جب کل اقسام کی فراہمی کا حکم صادر ہو تو پہلے چھٹوں آرمی کوروں میں سے ہر ایک فوج ردیف کے چار ڈویژن بہم پہنچاتا جنکے لیے ضروری سٹاف زمانہ امن میں بھی قائم رکھا جاتا ہے۔ اور کارکن فوج سے ان ردیفی ڈویژنوں کے لیے مطلوبہ کیولری اور آرٹلری بہم پہنچا دیجاتی ہے۔ ہر ڈویژن کو کیولری کے علاوہ ایک ایک آرٹلری رجمنٹ مل جاتی ہے۔ ردیفی بلٹنوں کی جمعیت چھ سو سے لیکر ایک ہزار آدمیوں تک کی ہوتی ہے۔ فوج مستحفظہ چھ سو سے لیکر ایک ہزار تک آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی بلٹنوں میں منقسم ہے۔ اس فوج کے آدمیوں سے (زمانہ جنگ) قلعہ داری اور چھاؤنیوں وغیرہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے۔ ترکی فوج پیدل مارچ میں بہتری

---

[1] گو یہ مقام چوتھی آرمی کور ہی نہیں بلکہ کل سلطنت میں سب سے زیادہ فوجی اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ صدر مقام نہیں چونکہ کور کا صدر مقام قصبہ ارزنگان میں ہے۔ مترجم

[2] افسوس یہ کتاب لکھے جانیکے چند ماہ بعد یہ جزیرہ ترکی کی فوجی قبضہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہے اور ڈویژن چھوڑ اب اس میں ایک کمپنی بھی ترکی فوج کی مقیم نہیں ہے ۱۸۹۹ء کی آخری سہ ماہی میں ترکی افواج نے جزیرہ مذکور کو تقریباً بالکل خالی کر دیا جو زیادہ تر مقدونیہ اور البانیہ کو بھیجی گئی۔ مترجم

[3] ایک واقفکار ریاض مصری اخبار کا بیان کرتا ہے کہ چونکہ ابھی انہیں اور بھی جنگی اضلاع میں دو لاکھ سے زیادہ سوار عساکر حمیدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ طرابلس الغرب میں بھی جہاں دو برسوں سے تقریباً کل آبادی حفاظت ملک و ملت کیلئے مسلح کی جا رہی ہے اور رضا مندانہ بنائی جا رہی ہے چند مہینے ہوئے عساکر حمیدیہ کی بنا قائم کر دی گئی ہے اور اب تک (مارچ ۱۸۹۹ء) تقریباً چار ہزار سوار تیار ہو چکے ہیں

رائفلوں سے مسلح ہے۔ جنگ سوم و روس میں اُس کے پاس یہی رائفل تھی۔ نشانہ درستی اور آتشباری کی سرعت دونوں باتوں کے لحاظ سے یہ ہتھیار نہایت ہی کارآمد اور قابل تعریف ہے۔ موجودہ صدی کے آٹھویں عشرہ کے ختم ہونے کے قریب ترکی گورنمنٹ نے آٹھ کارتوسوں کا میگزین رکھنے والی ماسر رائفل سے اپنی فوج کو مسلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پانچ لاکھ رائفلوں کی خریداری کا حکم نافذ ہوگیا۔ مگر ۱۸۹۰ء میں جب دیگر تمام یورپین سلطنتوں نے چھوٹی نالی کی رائفلوں کا استعمال شروع کیا۔ تو ترکوں نے بھی اُسی قسم کی رائفلوں کو پسند کرکے دو لاکھ کی خریداری کا حکم دیدیا۔ یہ رائفل جسے ترکوں نے اختیار کیا ہے۔ بلجیم فوج کی رائفلوں سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اور اکثر باتوں میں آسٹریا کی فوج کی مان لیشر رائفل سے ملتی جلتی ہے۔ آخرالذکر رائفل ترکی سپاہیوں کے لئے نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال میں کسی زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں اور دیرپا بھی اچھی ہے ٭

چھوٹی نالی کی رائفل کی خریداری سے پہلے پانچ لاکھ رائفلیں اور اُن کے کارتوس قسطنطنیہ میں موصول ہوچکے تھے۔ اور عنقریب اُن کی تقسیم شروع ہونیوالی تھی۔ مگر جدید رائفل کی وجہ سے اُنکی تقسیم ملتوی کر دیگئی۔ یہ رائفلیں ابتک میگزینوں میں بند ہیں۔ اور تاحال صرف ایک ایک دو دو کرکے تقسیم کیگئی ہیں ٭

توپخانہ کے اسلحہ کے متعلق مختلف رپورٹیں مشہور ہیں۔ ترکی میدانی توپخانہ میں ۸۷ سنٹی میٹر (۳.۴۲ انچ) قطر کی توپیں باتریوں میں ۷.۵ سنٹی میٹر (تین انچ) کی اور کوہی باتریوں میں ۷.۵ سنٹی میٹر (۲.۹۵ انچ) کی توپیں ہیں۔ چار آرمی کوروں میں چھ چھ توپوں کی چھ چھ باتریوں کی چھ چھ رجمنٹیں ہیں۔ بغداد کے آرمی کور میں سترہ باتریاں اور یمن کے آرمی کور میں سات باتریاں ہیں ٭

توپخانہ کی تین اقسام میں سے میدانی توپخانہ بہ لحاظ خوش اسلوبی اور تیاری میں بلاشک و شبہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُسے یہ فوقیت پہلے اجنبی اتالیقوں (کلز کوسی - وینٹ وغیرہ) متذکرہ صدر جرمن افسر سٹوپاشا کے طفیل جو حال میں فوت ہوا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔ یہ نیک مرد سالہا سے دراز کے مسلسل اور انتھک جد و جہد سے آخر ترکی توپچیوں میں پرشوی اسٹائٹ بودستکی روح پھونکنے میں باحسن وجوہ کامیاب ہوگئے۔ دیگر فوجی صیغوں کے ترکی افسروں کے برعکس جو اپنے اپنے صیغوں میں اجنبی اتالیقوں کی اتالیقی کا کوئی مفید اور نمایاں اثر نہیں پاتے۔ اس صیغہ کے ترکی افسر جرمن اتالیقوں کے احسانات کے صدق دل سے معترف ہیں۔ اور حق الامر بھی یہی ہے کہ کسی اجنبی کو متذکرہ صدر اتالیقان توپخانہ کے برابر اقتدار و رسوخ حاصل نہیں رہا ٭

کرپ نے ۱۸۶۶ء کے محاربہ (پروشیا و آسٹریا) کے ختم ہوتے ہی اپنی ساختہ اتواپ کو ترکی میں رواج دلانیکی کوشش شروع کردی

[illegible] کے دوران میں [illegible] کی افواج کیلئے ان رائفلوں کی مقدار کثیر قسطنطنیہ سے بھیجی گئی تھی۔ اور شامل [illegible] فوجوں سے بھی چند ایک پلٹنیں انسے مسلح تھیں۔ [illegible] یہ مشہور [illegible] کا [illegible] [illegible] جی ہوگیا اُسکا [illegible] [illegible] کیونکہ عقل [illegible] پہنچائی ہے ٭

تھی شروع شروع میں صیغہ توپخانہ کے انسپکٹر جنرل خلیل پاشا نے جسنے انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔ اور بتاکید انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ کی توپ اور ہر ایک انگریزی چیز کا بڑا مداح اور طرفدار تھا اُسکی بھی مخالفت کی۔ مگر آخر کار اُس مخالفت پر غالب آگیا۔ اور ساتویں عشرہ میں کروپ توپ کے استعمال کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ چنانچہ اس وقت میدانی توپخانہ کیلئے کل اور قلعوں کے لئے اکثر توپیں کروپ کے کارخانہ سے ہی منگوائی جاتی ہیں ۔

یونان سے لڑائی چھڑ جانے کے تقریباً یقینی احتمال کے علاوہ جزیرہ نما بلقان میں اور شعلے بھی پیدا ہو جانیکے گمان غالب کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں یورپین ٹرکی کے اول و دوم و سوم ہیڈکوارٹر کی طرف جو کہ بہ لحاظ علی الترتیب قسطنطنیہ ایڈریانوپل اور مناستر میں ہیں منعطف ہوگئی۔ آخر الذکر کو باقی دونوں کی نسبت یونان سے چونکہ قریب ترین موقع پر واقع تھا سو لڑائی سے بہت عرصہ پہلے کا جنگی چھاونی پر مضبوط و مستحکم کر دیا گیا تھا۔ دس بٹالین قسطنطنیہ کے پہلے اول آرمی کور اور ۲۰ بٹالین پانچویں یعنی دمشق آرمی کور سے چار ۴ بٹالین ملکی بھیجی گئی تھیں۔ جو اس تیسری آرمی کور کی اپنی حسب ذیل فوج تھی۔ دو انفنٹری ڈویژن (یعنی چار انفنٹری بریگیڈ یعنی ۸ انفنٹری رجمنٹیں یا ۳۲ بٹالینیں) دو بٹالینیں [illegible] کی سرحد کے محافظ دستہ کی۔ دو رایفل بردار بٹالینیں۔ پانچ پانچ رسالوں کی چھ رجمنٹیں یا تین بریگیڈ اور ایک [illegible] دو ڈویژنوں سے تین بریگیڈ میدانی توپخانہ کے جو ۱۳ ۱۳ بیٹریوں کے دو ڈویژنوں میں منقسم تھے۔ ایک ڈویژن توپخانہ کا ایک بٹالین یا دستہ بیروں کی ایک بٹالین قلعہ بار بردار کی اور ایک ٹیلیگراف کمپنی۔ تیسری آرمی کور کی اس سپاہ کی فراہمی اور بعد ساتھ ہی یورپین علاقہ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے نظام فوج اور نیز ردیف سپاہ کے بھیجے جانے کا حکم صادر کیا گیا تاکہ یونان کے خلاف میدان جنگ میں لانے کے لئے اسّی ہزار فوج جمع ہو جائے ۔

ترکی سپاہ کی فوجی ترتیب یورپین معیار کے مطابق گو من حیث المجموع اور کیا من حیث الافراد بیشک ناقص اور ناممکل ہے۔ مگر اس سے محاربہ و کارزار کیلئے ترکی فوج کی تیاری اور قابلیت کے متعلق غیر حقیقی نتیجہ نکالنا کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ اکثر سپاہی ایسے قبائل کے ہوتے ہیں جو بچپن سے ہی اسلحہ سے مانوس اور ان کے استعمال کے عادی ہو جاتے ہیں۔ بعض قبیلوں کے آدمی تو گویا پیدائشی سپاہی ہوتے ہیں جنہیں نہ صرف اپنے ہمسایوں سے ہی ہمیشہ معروف پیکار رہنے بلکہ گاہ گاہ حکام سے بھی لڑتے رہنے سے قزاقی کی مشق و کثرت کی بدولت بھی مادہ قائم اور اوصاف فوجی ہر وقت تازہ رہتے ہیں۔ بیقاعدہ معرکہ آرائی تو ان لوگوں یعنی کردوں اور البانیوں وغیرہ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ وہ گویا بنے ہی اسی کیلئے ہیں ۔

اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ باقاعدہ محاربہ میں جو نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہوگا کارآمد نہیں ہوسکتے۔ اگر ان کو موجودہ فوجی ترتیب سے بہرہ اندوز کیا جائے۔ تو وہ ایسے محاربہ میں بھی ایسے ہی کارآمد ہوسکتے ہیں جیسے کہ بیقاعدہ

لڑائیوں میں ترکی بیس توپچیانکی سالم سالم باتریوں اور افسروں کے سالم سالم پلٹنوں سے جو شش و قوت کا ثبوت دیتی
ہے۔ وہ سپاہ کے پہلو پر چپکا یا جمعیت کثیر لڑنے والوں کو توشاید مکتفی ہو سکے مگر ان دو نمبروں کی باہم آمیزش
کیلئے مشکل کار آمد ہوسکتی ہے۔ فوج کیلئے ری کی نہ میدان جنگ میں نہ بچاؤ کے لئے اور نہ اشتیاقی اغراض کیواسطے
موجودہ زمانہ کے جدال کی ضرورتوں کے مطابق ہے۔ برعکس اسکے روزمرہ سپاہیانہ کاروبار نہایت عمدگی اور کمالیت
کے ساتھ سرانجام کیا جاتا ہے حتی کہ چھوٹے چھوٹے غیر اہم کاموں کی تعمیل کی نگرانی بھی نہایت احتیاط کے ساتھ
کسی نہ کسی افسر کے ذمہ کردی جاتی ہے۔ یومیہ فرائض میں اور پیادہ سنتری بانہ اور بیرونی چوکی کی خدمت بہت اہم سمجھی
جاتی ہے اور بہت سا وقت آدمیوں کو ان خدمات پر لگانے پر صرف ہوتا ہے۔ باقی ماندہ وقت ... تقسیم
پانی کے لانے اور ہر قسم دیگر متفرق کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ ترکی سپاہ عموماً دن میں دو دفعہ صبح و شام قواعد
کرتی ہے جس میں وقت مقررہ اور نقشہ مجوزہ سے ایک قدم تجاوز نہیں کیا جاتا۔ وقت کی پابندی کا جسکے
ہم یورپین لوگ عام مداح رہے ہیں اور نیز ہم لوگوں کی طرح اپنے کام کو مسلسل توجہ سے کرنے کا بالکل نام و نشان
نہیں پایا جاتا لیکن صنعت فرمانبرداری اور شائستگی کی کوئی کمی نہیں۔ اور کسی طرح کی بے ضابطگی یا باقی بالکل ہی
شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی امر ہے کہ تابعداری میں گرمجوشی اور شوق یا اشتیاق
کچھ پایا نہیں جاتی ۔

ترکی سپاہیوں کی تربیت بھی اس حد تک نہیں پہنچی کہ صادر شدہ حکم کی تعمیل میں سخت سے سخت اور عظیم مشکلات کے
حائل ہونے کی بھی پروا نہ کرکے اپنی طرف سے ہر ایک طرح کی جان توڑ کوشش کریں۔ ترکی سپاہی غیر معتدل اور مزاحمت کنندہ رکاوٹ
کو بالکل خدا کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے اسپر غالب آنے کی کوشش کرنے سے کچھ بچ سا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اسپر لاپرواہی جو مشرقیوں کا
خاصہ ہے مستولی ہو جاتی ہے تاہم اسکا یہ نتیجہ زیادہ دیر تک نہیں رہتا بلکہ جلد تسکین ہوجاتی ہے مگر باینہمہ اگر افسر قابل اور لائق
ہو تو وہ افسر اپنی سپاہ میں اسقدر شوق اور جذبہ جانبازی کی روح پھونک سکتا ہے۔ ترکوں میں جیسا کہ ان اقوام کا جو تہذیب کے
کمتر درجہ پر ہیں خاصہ ہے۔ شجاعت اور موت سے بیباکی ان دو اوصاف کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے گو
بظاہر انکا چنداں زبانی تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک فرد کی نسبت یہ فرض کر لیا گیا ہوا ہوتا ہے کہ اس میں یہ خوبیاں موجود ہیں جنکے
نشو و نما میں مذہب سے بہت مدد ملتی ہے۔ مسلمان موت پر تاسف تو کرتا ہے مگر اسکا کوئی بیہودہ اظہار نہیں کیا جاتا۔ نہ لمبا چوڑا
ماتم منایا جاتا ہے۔ کیونکہ موت سے اسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ مسلمان کو ہر وقت یہ امر مدنظر رہتا ہے کہ موت ایک طبعی اور اٹل امر ہے جسکے
نزدیک پہنچنے کے حوصلہ اور شجاعت مدارمیں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اسکا دل ایسا مضبوط رہتا ہے کہ باقی اقوام کو بھی اس خوبی کی تقلید
کرنا واجب ہے۔ مگر اسکے کسی دوست پر کوئی مصیبت وارد ہو تو وہ اسے ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے "خدا تجھے اس سے بہتر بدلا دے
انشاءاللہ" جو سپاہی وہ دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا فوت ہو اسکا نام مبارک شہید ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص اپنے اعتقاد

میں سے فی الفور بہشت میں داخل ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ترکی سپاہی خواہ کتنے خطرہ میں مبتلا ہو جائے یا کثیر التعداد دشمن میں گھر جائے نہیں بلکہ یقینی تباہی اور ہلاکت کی موجودگی میں بھی کبھی اوسان نہیں ہارتا۔ اُسکا یہ وصف معتبر شہادتوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ یہ وصف جبکہ وہ بچاؤ کے پہلو پر لڑ رہا ہو حیرت انگیز اور تحیر افزا کارنامے دکھانے کی قابلیت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ بچاؤ کے پہلو پر ہونیکی صورتمیں پرجوش مستعدی کی نسبت تحمل اور ثبات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا ترکی سپاہی کے حق میں صریح ناانصافی ہوگی کہ وہ حملہ میں ایسی ہی طاقت نہیں رکھتا۔ اور صرف بچاؤ کے پہلو پر کار آمد ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے پلیونا[1] کے محاربات کے تفصیلی حالات پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی غلط فہمی میں نہیں پڑیگا۔ اور بآسانی اسکی تردید کر سکیگا۔ ۳ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ترکوں نے جس جلادت و شجاعت سے مقام مذکور کے جنوب مغربی مورچوں کو روسیوں سے پھر فتح کر لیا تھا۔ اُس سے اس غلط خیال کی پوری پوری تردید و تکذیب ہو رہی ہے۔

نوشتۂ تقدیر یا منشاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور راضی برضا رہنے کا اسلامی وصف تاریک اور روشن دونوں رخ رکھتا ہے۔ ایکطرف یہ وصف اُنہیں اعلےٰ ترین فوجی خوبیاں صبر و تحمل عزم بالجزم جنگی چستی اور موت کی بیپروائی پیدا کرتا ہے اور بڑھاتا ہے اور دوسری طرف کاہلی اور لاپروائی اور لاابالی ہونیکی عادات بھی جو ترقی کی جانی دشمن ہیں پیدا کر سکتا ہے۔ ایک اور خرابی بھی اسی قسم کی ہے جو ایک حکم الٰہی پر نامناسب و بیجا حد تک عمل کرنے سے پیدا ہوئی ہے قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے کہ شخصوں کی صلاح میں ایک کی صلاح[2] سے زیادہ عقلمندی ہوتی ہے۔ پچھلے تھوڑے دنوں سے اسنے معاملات کیلئے کمیٹیوں کمیشن و مجالس مشاورت کا ہونا لازمی بنا دیا گیا ہے اور حقیقت میں حقیقت معاملات ابھی کونسل کمیٹیاں کمیشن مجالس معاون مجلس الغرض ہر قسم کی انجمن عقلمندی و دانائی کے [illegible] جنکے خدا معلوم کیا کیا نام وضع کر رکھے ہیں پیش پیش ہونا لابدی ہے اور اسطریق سے انصرام مہام سلطنت میں جسقدر توقف حادث ہوتا ہوگا وہ صاف ظاہر ہے۔

ترکی فوج کے متعلق ایک اور عجیب امر یہ ہے کہ اُسکی طاقت کی حقیقی بنیاد اور اُسکا اصلی مغز فوج ردیف ہے جنرل وان گولٹز پاشا اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ وہ تمام جرنیل جو پچھلے محاربوں میں شریک ہوئے مصافی پاکر کن سپاہ پر ردیف فوج کو ترجیح دینے میں متفق اللسان ہیں۔ اس فوج کے سپاہیوں کی عمر بالعموم ۲۷ و ۳۸ کے درمیان ہوتی ہے۔ جس عمر میں ہی جاکر انکی نہایت ہی سادہ اور صحت بخش طرز زندگی اور مذہبی [illegible] کیوجہ سے ترکی دہقان کی طاقت پورے شباب کو پہنچتی ہے چنانچہ ردیف کے سپاہی دراز قد توانا جسم مضبوط ہوتے ہیں اور بینظیر ذاتی شجاعت اور حیرت انگیز طاقت تحمل و برداشت رکھتے ہیں۔ مگر کن [illegible] کیطرح وہ بھی کافی قواعد مشق کرائے جانیکی وجہ سے بعض اوقات میدان جنگ میں بیشمار نقصان اٹھاتے ہیں لیکن یہ معلوم ہو کہ مغربی و مشرقی لوگونکی عادات کے مخالف

۱؎ پلیونا کے تفصیلی حالات کتاب محاربات پلیونا میں جو دفتر تکمیل سے ملسکتی ہے درج ہیں۔ مترجم کی چار قابلیت پر تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔ مترجم

۲؎ غالباً ارشاد و شاورہم فی الامر کی طرف اشارہ ہے۔

کی مصنف مشق و قواعد اُسکے لئے ایسی لازمی نہیں جیسی کہ ہم اہالی یورپ کے لئے ۔

چونکہ اس کام کیلئے مکمل سامان موجود ہے ردیف پلٹنوں کے جمع کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی ۔ سلطنت کو فوجی اضلاع میں تقسیم کرنیکے جدید انتظام کی بدولت جسپر چند گذشتہ برسوں سے عملدرآمد ہو رہا ہے حکم طلبی سے سات روز میں ردیف کے سپاہی کوچ کے لئے تن تیار اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع ہو سکتے ہیں ۔ اکثر اضلاع اب دارالخلافہ سے تار برقی سلسلہ سے منسلک ہیں اور تار برقی لائنوں کی تکمیل کا کام ہر طرف بسرعت جاری ہے ۔

سنہ اس محاربہ میں ترکی نے اپنی بری و بحری افواج کو جس صفائی و سرعت اور با قاعدگی سے جمع و فراہم کیا اسکی کچھ حقیقت ناظرین کو مارچ ۱۸۹۷ء کے اخیری ہفتہ کی اجتماعی کارروائی سے معلوم ہو جائیگی جسے لیونانٹ ہرلڈ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں نے بالفاظ ذیل تحریر کیا ۔

(منگل ۲۳ مارچ) سرحد یونان پر سلطنت عثمانیہ کے تمام حصوں سے متواتر فوجیں چلی جا رہی ہیں الاسونا کی بانڈیاں ہر روز توپخانہ کی مشق کر رہی ہیں جنرل حقی پاشا تیسری ڈویژن کی کمان لینے کیلئے ہیڈکوارٹر ہو ڈسکٹ کو روانہ ہو گئے جہاز حفظ رحمٰن کی مرمت شروع ہو گئی ہے (جو ۲۸ مارچ کو مکمل ہو گئی) آہن پوش جلالیہ پر انجنوں کے پرانے بائیلر تبدیل کر کے نئے چڑھائے جا رہے ہیں جلالیہ جہاز تقریباً برابر امر میں حفظ رحمٰن کے مشابہ ہے صرف یہ فرق ہے کہ اسکی آہنی چادر سات انچ موٹی ہے ۔ آندھی کی وجہ سے اتوار کو دن کوئی جہاز اسمٰد فوج لیکر روانہ نہ ہو سکا ۔

(بدھ ۲۴ مارچ) سنیش مراعلی میں فوج کیلئے چار بارکیں نئی تعمیر کیگئی ہیں امپیریل اسلحہ خانہ بحری میں چند تارپیڈو کشتیاں دوسری سمت جانیکیلئے تیار کیجا رہی ہیں ۔ ۲۰۰ گھوڑے عنقریب لیبیہ (واقع قسطنطنیہ) بارکوں سے تیسرا دو کیلئے روانہ کئے جائینگے مقام قشلہ (واقع اناطول) کو ۵۰۰ ریزرو سپاہی بھیجی پلٹنیں لیکر ایک ٹرین مرادلی سے سالونیکا کو روانہ ہوئی ضلع روڈسٹو کے ریزرو سپاہی جنکی تعداد بارہ پلٹن ہے اور دوسری آرمی کور سے متعلق ہیں سامری گیزین رائفل کا استعمال سیکھنے کیلئے گھروں سے طلب کئے گئے ہیں ۔ صوبہ البانیا کے شمالی صدر مقام سقوطری کی مستقل آٹھ پلٹنوں میں عنقریب ایک ہزار فوج کا اضافہ کیا جائیگا ۔ (یہ مقام سرحد مانٹی نیگرو سے قریب ہے) ۔

فرمان شاہی صادر ہوا ہے کہ اس سال کے رنگروٹ بلا کسی توقف کے تاریخ معینہ پر بھرتی کئے جائیں اور اسکے بعد فوراً اپنے اردو کو روانہ کر دئیے جائیں ۔

میجر ابراہیم لودی آفندی دوسری آرمی کور کی کمانڈ کی ایڈیکانگ بانٹنا کیلئے دس ہزار مارٹینی ہنری رائفلیں اور بیس لاکھ کارتوس لیکر کل شام ایڈیانوپل سے بذریعہ ٹرین سالونیکا کو روانہ ہوئے ۔ روڈسٹو کے بندر میں کل بارکش مویشی کی تعداد عظیم جو بندر عنی بولی سے (بحیرہ اسود کی جنوبی ساحل پر واقع ہے) لائے گئے تھے اتاری گئی ۔ بعض مویشی بحری سفر کیوجہ سے شکستہ حال تھے ۔ جو جہاز فوج لیکر روڈسٹو پہنچے ہیں انکو بندرگاہ میں داخل کیلئے دو دخانی کشتیاں رواں ہیں شروع اجتماع سے ۲۱ مارچ تک اس بندرگاہ میں ۱۰۷۴ سپاہی یعنی ۴ پلٹنیں جہاز سے اتاری گئیں یہ سامان ایک سپاہی کو چار روز کا راشن ملتا ہے ریلوے اسٹیشن تک جا کر سپاہی سالونیکا کو بھی

سکتا ہے حال کے محاربہ کے تقریباً تمام کمانڈروں۔ ادہم سپہ سالار۔ عمر ناظم حمدی حاجی خیری حقی اور حفظی پاشا نے پہلے پہل اسی مدرسہ میں امتیاز و ناموری حاصل کی تھی ترکی افسروں کو نہایت معقول اور عمدہ تعلیم ملتی ہے۔ اور اپنے پیشہ کے متعلق بالخصوص نہایت عمدہ تربیت پائے ہوتے ہیں قسطنطنیہ کے حربی سکول کے طلبا کو جرمنی اور روسی اور فرانسیسی اور انجنیری کالج کے طلباء کو انگریزی لازمی طور پر سکھائی جاتی ہے۔ ان طلبا کو تین درجوں یا مدارس میں جو ۹ جماعتوں میں منقسم ہیں تعلیم پانی پڑتی ہے جنہیں رشدیہ اعدادیہ اور حربیہ کہتے ہیں جنمیں آخری ۲ فوجی کالج ہیں۔ اس سے افسروں کی تعلیم و تربیت کی عمدگی اور پختگی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ عام سپاہی یا ادنے افسر بھی بالکل ہی ناتعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ قیام مدارس کا سسٹم جدید ترین یورپین نظام مدارس کے ساتھ بخوبی لگا نہیں کھا سکتا۔ لیکن پھر بھی اپنا مقصود انجام دیتا ہے۔ اگر ترکی [illegible] کو ایک طرف مدارس میں اچھی تعلیم و تربیت ملتی ہے۔ اور دوسری طرف قواعد و مشق سے اُن کو [illegible] تو وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر سے تیار کیگئی ہدایات کی بھی تعمیل بآسانی سے کر سکتی ہے۔ فوجی صیغہ میں جو ترقی کی ہے اس کا درست اندازہ معلوم کرنے کیلئے کرنل [illegible] بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس کی نسبت وان ڈر گولٹز

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سوداگر ابراہیم کو دیا گیا ہے۔ بقول اقدام اب جنگی تیاری مکمل ہو گئی ہے۔ اور افواج قاہرہ اسلام و خلافت کی خدمت میں اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے اب صرف حکم سلطانی کے منتظر ہیں۔ محکمہ توپخانہ ناصرہ کے دو افسر ۲۵ مارچ کو سامان جنگ اسلحہ خریدنے کے لئے جرمنی کو روانہ ہوئے۔ پچھلے دنوں ترکی سلحخانہ میں ۲۶ توپیں تیار ہوئی ہیں۔ اخیر مارچ کو اُن کی آزمائش کی گئی جس میں وہ ہر طرح سے مکمل پائی گئیں۔

جرنیل وان ڈر گولٹز مشیر فوجی سلطنت علیہ عثمانیہ نے فوج کے اجتماع میں کمال نمایاں کیا ہے۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے جنگ روس و روم ۱۸۷۷ء کے بعد قیصر ولیم اول شہنشاہ جرمنی (قیصر حال کے دادا) کو عثمانیہ فوج کی ترتیب و درستی کے لئے ایک لائق افسر کی خدمات مستعار دینے کے لئے لکھا۔ قیصر موصوف نے جرنیل صاحب کو منتخب کر کے ارسال کیا۔ یہ جرنیل وان مولٹکی (نامور جرمن سپہ سالار فاتح فرانس جنگ ۱۸۷۰ء) کے لائق ترین شاگرد ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اور بھی چند جرمنی افسر لیتے آئے۔ صاحب موصوف کی ترکی سپاہیوں کی جبلی شجاعت و جنگی اوصاف اور سلطنت عثمانیہ کی فوجی استعداد کی نسبت جو رائے ہے وہ [illegible] سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید میں درج ہے۔ فوجی اجتماع کے شروع ہوتے ہی جرنیل موصوف مع [illegible] جرمن افسران کے سرحد یونان کو روانہ ہو گئے۔ ۲۵ نئے جرمن افسر حال میں جرمنی سے آ کر ترکی فوج میں شامل ہوئے ہیں بلکہ [illegible] پر [illegible] پہنچ گئی ہے۔

وزارت بحریہ عثمانیہ نے درّہ دانیال اور باسفورس کے قلعوں کے درمیان پانی کے نیچے تارپیڈو بچھا دئے ہیں اور دول اجنبیہ کے جہازوں کو [illegible] داخل ہونے سے روکنے کیلئے تارپیڈو کشتیاں اور جہاز مناسب موقعوں پر [illegible] کر دئے گئے ہیں۔

لے فوجی مدارس کے تین اقسام ہیں۔ رشدیہ۔ اعدادیہ۔ حربیہ۔ زیادہ تفصیل کیلئے دیکھو وقعات صفحہ ۴۴۔

پاشا نے یہ رائے ظاہر کی تھی "اگر یونان کے ساتھ جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ تو یا میں سپہ سالار ہونگا اور سیف اللہ میرا نائب۔ یا سیف اللہ سپہ سالار ہوگا اور میں اُس کا نائب"۔ سیف اللہ پاشا ٹرکی کی جدید ترین فوجی تعلیم کا تربیت یافتہ نونہال ہے۔ اور یہ عام مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر ترکوں کے پاس سیف اللہ نہ ہوتا۔ تو وہ تھسلی کے سنگلاخی اضلاع میں بمشکل ایسی حیرت افزا کامیابی حاصل کر سکتے۔ اگر ادہم پاشا کی کامیابیوں کی بنظر غور پڑتال کیجائے تو ثابت ہو جائیگا کہ جو اُستاد کی طفیل وہ حاصل ہوئی ہیں۔ وہ سلطنت ٹرکی کے ماہر کارپرداز کے ہاتھ سے ہیں۔ یہ مبارک جو اُستاد جنگی

سلہ اس موقع پر پاشا ے موصوف کی ناموری کے چند اسناد درج کر دینا　　نہ ہوگا۔ جو کیبل مورخہ ۵ر جولائی ۱۸۹۷ء نے مستند یورپین دنیا کی اخبارات کی منتخبہ سند پر اس طرح تحریر کئے تھے۔

جنگ روم و یونان میں ادہم پاشا کے بعد سب سے زیادہ نامور نوجوان سیف اللہ بے کو نصیب ہوئی ہے جنکو اب ٹرکی کا جنرل دان مولکی پکارا جاتا ہے۔ جنرل دان مولکی پرشیا کا وہ مدبر سپہ سالار تھا جس نے ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں فرانس کی عظیم الشان فوج کے پرخچے اڑا دئے تھے۔ جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے ہی اُس نے دشمن کے ملک کا چپہ چپہ ملاحظہ فرما لیا۔ اُس کے تمام مورچے اور قلعہ بندیاں اچھی طرح سے دیکھ لی تھیں۔ یہی کام اس لڑائی میں سیف اللہ بے نے کیا ہے۔ چند برس ہوئے وہ ترکی سفیر متعینہ ایتھنز کے جنگی اتاچی تھے۔ مگر انہوں نے اپنا وقت سفارت خانہ میں بیکار بیٹھ کر ضایع کرنے کی بجائے یونانی سرحد کا ہر ایک مقام تمام ناکے اور درے اور کل کارآمد مقامات کو مہینوں دورہ کر کے اچھی طرح سے دیکھ بھال لیا۔ اور اُن کی عکسی تصویریں اتار لیں۔ سیف اللہ بے کی اسی واقفیت تامہ کی طفیل تھا کہ ترکی فوج ناقابل گذر دروں اور وادیوں میں سے بآسانی گذر گئی۔ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا یہی ایک افسر ایسا نہیں جس نے اپنے وقت کو ایسے ضروری کام پر صرف کیا ہے۔ بلکہ اگر سلطنت علیہ کو کسی اور ہمسایہ یا بعید سلطنت سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ تو اُس وقت کل دنیا کو واضح ہو جائے گا۔ کہ ٹرکی کا صیغہ جنگ اِس غنیم کے ملک کے بھی ہر ایک نشیب و فراز سے پورا باخبر ہے۔

پر حاوی ہوتا ہے۔ بالکل واجب طور سے ٹرکی پر بھی صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بخوبی مسلمہ اور مانا ہوا امر ہے کہ ٹرکی فتوحات ہر جگہہ اور ہر محسل پر جرمن فوجی اتالیقی کا ہی جو سلطنت عثمانیہ میں کی گئی شاندار انعکاس ہیں اور ہر موقع پر اسی اتالیقی کا باستان تپر جلوہ فگن تھا۔

محاربہ یونان میں جو ممتاز جرنیل شامل ہوئے۔ ان میں سے ایک جرنیل جو اس محاربہ میں عملی طور پر کمانڈر نہیں بنا تھا۔ بلا ریب مشہور آفاق اور عالمگیر شہرت و نیک نامی کا مالک وقابض غازی عثمان پاشا شیر پلیونا ہے۔ ساٹھ برس ہوئے وہ بمقام اماسیہ پیدا ہوئے تھے۔ اور اون کی نسبت یہ کہنا فی الحقیقت غلط نہیں ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنے ملک سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا اور وہ صرف دو دفعہ روس کی قلمرو میں داخل ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اوس وقت جب کہ سب لفٹنٹ کی حیثیت سے وہ عمر پاشا کے زیر کمان ۱۸۵۵ء میں جزیرہ نما کریمیا کے مقام یوپاٹوریا کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اور پھر اس لڑائی سے بعد اس نامور سپہ سالار کے ساتھ صوبہ ابخاسیا[1] کے سواحل کو گئے اور دوسری مرتبہ اسوقت جب کہ پلیونا کے فتح ہوجانے پر اسیر جنگی کی حیثیت میں گئے تھے۔ ۱۸۶۰ء کی بغاوت دروس کے انطفا کے بعد عثمان پاشا کپتانی کے درجہ پر فایز ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں کریٹ کی بغاوت فروکرنے والی فوج میں شامل رہے۔ اور لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی پاکر سٹاف میں داخل کئے گئے۔ بحیثیت کرنیل ردیف پاشا کے زیر کمان ۱۸۷۱ء میں یمن میں معرکہ آرا رہے۔ ۱۸۷۵ء

[1] یہ صوبہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اور کریمیا کی طرح گذشتہ صدی میں ترکوں کے ماتحت تھا۔

کے موسم خزاں میں جرنیل ڈویژن اور پاشا بنائے گئے ۱۸۶۹ء کے محاربہ روم
وسرویا میں ان کی زیرکمان فوج جو ویدن میں مقیم تھی۔ ترکی سپاہ کی فوج ہراول
تھی۔ اس محاربہ میں بمقام ولیسکی اگوراور سیت شار موصوف نے قابلیت اور
فنون سپاہ گری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سن مذکور کے نومبر میں سلطان المعظم نے
اونہیں مارشل (مشیر) کا رتبہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں جب روس وروم
میں لڑائی شروع ہوئی تو وہ اس وقت ۳۵ ہزار فوج سمیت ویڈن میں مامور تھے۔ اس
مقام سے اونھوں نے روسی فوج حملہ آور کو پہلو سے جادبوچنے کے لئے روانہ ہونا یہ حملہ
کرنے کی تجویز کی۔ مگر اعلے حکام سے منظوری نہ ملنیکی وجہ سے انہیں جارحانہ پہلو اختیار کرنیکے جوانمردانہ عزم سے مجبور
ہوکر دست بردار ہونا پڑا۔ مگر جب روسی فوج حملہ آور کا قلب دی انترا سے گذرتا ہوا ترنووا تک پہونچ گیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء کو درہ
شپکا کے راستہ کوہ بلقان کو بھی عبور کر گیا تو عثمان پاشا نے ناگہان بمقام پلیونا نمودار ہوکر روسی کی فوج حملہ آور کے میمنہ اور عقب کی سلامتی
کو معرض خطرہ میں ڈالدیا۔ اور بتاریخ ۲۰ جولائی روسی جنرل شیلڈر شولڈر کو اور بتاریخ ۳۰ و ۳۱ جولائی روسی جرنیلان کرودنر
اور شاخوسکوئی کو شکست دی۔ اور گو بعد میں رومانوی فوج نے پاشا موصوف کے دو مورچے جو گریوتزا میں تھے چھین لئے۔ مگر چونکہ
پلیونا پر جیسے مورچوں کے سلسلہ در سلسلہ سے خوب مستحکم بنایا گیا تھا۔ روسی اور رومانوی دونو فوجوں کے حملوں کی کچھ پیش جانے دی
جولائی کی جان گداز لڑائیوں میں فتحیاب رہنے کے صلہ میں پادشاہ نے انہیں غازی کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا
مارچ ۱۸۷۸ء میں روسی نظربندی سے رہائی ملنے پر اپنے ملک میں واپس آتے ہی غازی موصوف نے عثمانیہ فوج کی اصلاح و ترتیب
جدید کا کام شروع کر دیا۔ اور ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۵ء تک وزارت حرب کے عہدہ پر مامور رہے ۱۸۸۵ء تا ۱۸۸۶ء کی بلغاری جنگ کے
دوران میں ۲۲ مصافی ڈویژن یعنی تین لاکھ فوج حیرت انگیز قلیل عرصہ میں جزیرہ نما بلقان میں جمع کر دیگئی تھی۔ اگر مارشل موصوف
کی اعلے انتظامی قابلیت۔ فوجی مستعدی خداداد استعداد ترتیب و نسق اور بینظیر جنگی مہارت جو جرمن اتالیقوں کی تجاویز کو نصف
راہ میں ہی استقبال کر کے جا ملتی تھی ممد و معاون نہ ہوتی تو یہ شاندار نتیجہ کبھی مرتب نہ ہوسکتا۔

ادہم پاشا عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کا مسلمہ مظفر و منصور سپہ سالار عمر میں ۵۸ برس سے متجاوز نہیں۔ مارشل موصوف کی شکل
ہی سے انکی اعلے مستعدی اور بینظیر قوت برداشت و جفاکشی کا پتہ ملتا ہے۔ جسم دبلا پتلا اور چست و چالاک۔ قد درمیانہ سے کسی
قدر نکلتا ہوا۔ آنکھیں فولاد شگاف رفتار و حرکات سبک و لچکدار۔ اونکی نسبت ایک مبصر کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے
کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے فتوحات پر شیخی بگھارنے کے بغیر اپنے کام میں مصروف ہو سکتا ہے ۱۸۷۷ء میں محاربہ روم و روس میں

سلہ غازی عثمان کے فوجی کارناموں اور انکے صبر و استقلال و عزم مردانہ اور شجاعت و دلیرانہ کے کرشموں کے حالات
بالتفصیل معلوم کرنے کے لئے مطالعہ کرو کتب محاربات پلیونا و محاربات ویڈن۔

سے شروع ہونے پر وہ کرنیلی کا عہدہ رکھتے تھے۔ پلیونا کے محاربات کے دوران میں کچھ عرصہ عثمان پاشا کے زیر کمان ایک بریگیڈ کے کمان افسر رہے تھے اور ۱۸۸۳ء میں بھی سلطان المعظم اور وزارت جنگ کو انکی طرف خاص توجہ ہوگئی تھی۔ (البانیا کے صوبہ) قوصوہ کا گورنر جنرل ہونے پر مارشل ممدوح اپنے زیر حکومت صوبہ میں ویسا ہی عمدہ انتظام قائم کرنے میں ساعی رہا جیسا کہ بوسنیا میں آسٹریا ہنگری حکومت نے کیا ہوا تھا مگر وہ اس عہدہ پر اتنا عرصہ نہ رہے کہ انکی مساعی جمیلہ کوئی دیرپا نتیجہ مترتب ہو سکتا۔

مقدونیہ اور تھسلی کی سرحد پر جمع شدہ ترکی افواج کی کمان ملنے پر مشیر ممدوح یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے اور دوسرے دن کی شام کو الاسونیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم جا کیا۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی سپہ سالار موصوف نے بتاریخ ۱۷ اور ۱۸ اپریل ملونا کے مشہور درہ اور اسکے قریب و جوار کی بلندیوں کو جو یونانی [illegible] کی گرفت میں تھیں فتح کرکے ۱۹ اپریل کو اپنی فوج کا ہراول تھسلی کی میدان میں بڑھا دیا اور ۲۳ کو بمقام قراوۃ توپخانہ کی باہمی مبارزت اور پھر جنگ ثانی کے بعد یونانی قلب کو درہم برہم کر دیا۔ ایکطرف یونانی فوج کو ہمینہ کیطرف سے گھیر لینے کے خطرہ میں مبتلا رکھ کر دوسری طرف اس قابل فوجی شاطر نے بتاریخ ۲۴ اپریل ٹرناووس اور ۲۵ اپریل کو لاریسا پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۷ کو وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا۔ ۵ مئی کی صعب معرکہ آرائی کے بعد اس نے فرسالوس کو محصور کر لیا جس پر یونانی فوج تقریباً کل تھسلی کو خالی کر گئی۔

۷ مئی کو حقی پاشا کا زیر کمان ڈویژن ولستینو میں داخل ہوا۔ اور ۸ مئی کو ترک وولو پر قابض ہو گئی۔ ان متواتر کامیابیوں کے صلہ میں ادہم پاشا کل عثمانیہ افواج کے جو یونانیوں کے مقابلہ کیلئے جمع کی گئی تھی۔ کمانڈر انچیف (سردار اکرم) بنا دیئے گئے۔

ادہم پاشا کی سٹاف کا اعلیٰ افسر عمر رشدی پاشا تھا۔ یہ افسر دھیمی اور متفکر طبیعت کا آدمی ہے۔ پرانے ترکی سٹاف افسروں کی طرح خود مستعدانہ سبقت کرنیکا شائق نہیں۔ اسے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتا ہے کہ اسکے معاملات اور کاروبار مفوضہ کے انصرام میں کسی طرح کی رکاوٹ یا بے ترتیبی پیدا نہ ہو سکے۔ عمر رشدی محاربہ کے انصرام میں اعتدال و حزم و احتیاط کو مدنظر رکھنے کی تاکید [illegible] عنصر تھا۔ وہ اس بات کا بڑا حامی تھا کہ ہر جانبہ پہلو پر خوب سوچ سمجھ کر کارروائی کیجائے بجائے دلیرانہ عزائم اور بیباکانہ فوجی چالوں کا بہت حامی تھا۔ ۱۸۷۷ء کی محاربہ میں اس نے مشرقی علاقہ ڈینوب کی عثمانیہ فوج میں محمد علی کے زیر کمان نہایت مستعدی سے کام کیا تھا اور سٹاف کا افسر مقرر ہو گیا تھا۔ متحمل، بردبار اور شریفانہ طبیعت اور مختلف الانواع و گوناگوں قابلیت و لیاقت کیساتھ قدرت نے اسے انتھک محنت و مشقت کا جوہر بھی عطا کر رکھا ہے۔ انہی خوبیوں کی بدولت سلطان المعظم اسے عساکر عثمانیہ میں یکے بعد دیگرے مناصب عہدوں پر مامور فرماتے رہے ہیں۔ صدی کی آٹھویں عشرہ میں وہ بحیثیت کرنیل سلیا کی قلعہ بندی حفاظت کی کمیشن کا ممبر بنا پھر اول اردو کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اور بعد ازاں پانچویں اردو (مقیمہ دمشق) کا کمانڈر ہوا۔ عمر نے اس محاربہ میں اپنے منصبی فرائض کو کمال حزم و احتیاط اور عزم و استقلال سے سرانجام دیا۔ اسکا خاص کام اور فرض یہ تھا کہ فوج کے عقب میں آمد و رفت کے راستوں کو کھلا رکھے اور انمیں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دے۔ اسکا سب سے بڑا مدد و معاون سیف اللہ پاشا تھا۔ جو اکثر باتوں میں

سنہ ۱۸۹۵ء میں اناطولیہ کے ارمنی باغیان مقیم ساسون کی سرکوبی کا کام بھی انہی کو سپرد کیا گیا تھا۔

اپنے افسر اعلیٰ رحمن رشدی پاشا سے بالکل متضاد اوصاف رکھتا ہے۔ اور بلا ریب ٹرکی کے نہایت قابل۔ ماہر ترین اور از حد سرگرم اور
مستعد سٹاف افسروں کے زمرہ میں داخل ہے حیرت انگیز جنگی قابلیت کیساتھ ہی اسمیں خداداد ڈپلومیٹک (مدبرانہ و معاملہ فہمی کی) لیاقت
بھی موجود ہے۔ اور مدبران یکا دنیا دار ہے۔ اور حسب اقتضائے وقت جس رنگ کی ضرورت ہو اسے فی الفور بلا تکلف اختیار کر
لیتا ہے باغلب وجوہ یہ قابل نوجوان کسی دن عجیب بے نظیر سفیر بنیگا۔ اور تدبر و سیاست کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ناموری
حاصل کریگا۔ وہ فرانسیسی روسی یونانی۔ فارسی اور عربی زبانوں کا کامل استاد ہے۔ اور خاص شاعرانہ استعداد رکھتا ہے۔ گو اسکی پرجوش اور
زندہ دل طبیعت بعض اوقات اسے اپنی آراء کی تائید میں کسیقدر افراط تک پہنچا دیتی ہے سیف اللہ نے روسی محاربہ میں بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر
سٹاف میں کام دیا تھا۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ اس مشترکہ کمیشن کا جو دول یورپ نے بلگیریا کی حدبندی کیلئے مقرر کی تھی ممبر رہا۔ اور
عرصہ دراز تک ہیڈکوارٹر سٹاف میں مامور رہا۔ کچھ عرصہ پنکالڈی کے حربیہ کالج میں گولٹز پاشا کے ماتحت پروفیسری بھی کی۔ اور گیارہ
برس سے زیادہ ایتھنز کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اٹاشی (نائب) رہا قدرت نے اسے جفاکشی کی بے نظیر قوتیں عطا کر رکھی ہیں اور وہ غضب
کا انتھک پیدل چلنے والا ہے جنگی اتاشی ہونیکے زمانہ میں وہ تقریباً تمام یونان میں پیدل پھر نکلا۔ اور ملک اور باشندوں کے حالات سے ٹھیک
ٹھیک اور کامل واقفیت حاصل کرلی۔ اس واقفیت نے اسے پچھلے محاربہ میں بڑا کام دیا۔ اور اسکی بدولت اسکے اعلے افسر کو اس سے
نہایت بیش قیمت مدد ملی۔ لاریسا کے قبضہ کے بعد سلطان المعظم نے پاشا کا رتبہ عطا کرکے اسے قصبہ مذکور کا گورنر بنا دیا۔ محاربہ کے دوران
میں اسی ہیڈکوارٹر میں اسے افزون سرعت واقتدار اور ناموری حاصل ہو گئی جسقدر اجنبی نامہ نگار اور افسر میدان جنگ میں
موجود تھے۔ وہ سب سیف اللہ پاشا کے نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع ہونیکا اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں جس کسی نے جب
بھی اوس سے کوئی امر دریافت کیا۔ یا کسی معاملہ میں اوس سے مشورہ لیا۔ اوسنے حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ اور اپنے محاسن جمیلہ و اخلاق حمیدہ
سے سبکو گرویدہ بنا لیا۔ فوجی کارروائیوں کو سر انجام پہنچانیکا کام سیف اللہ پاشا اور انور پاشا دونو کے سپرد تھا۔ انور پاشا بھی
چیدہ اور قابل ترین ترکی سٹاف افسروں میں سے ہے۔ اسنے عملی میدان میں سریع اور دلیرانہ کارروائیوں سے خاص امتیاز حاصل کیا اور بلا
شبہ اسکے لیے بھی شاندار زمانہ استقبال موجود ہے۔ یہ نوجوان ہیڈکوارٹر کے لائق ترین منتظمین میں سے تھا۔ وہ کئی برس حربیہ کالج میں
کارآمدہ پروفیسر رہ چکا ہے۔ تیسری جیش (مقیمہ مناستر) کے جنرل سٹاف میں مامور رہکر سٹاف کے فرائض سیکھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے اب
سپاہی نہیں رہا ہے۔ اس کئی برسوں کی عدم مشق سے اسکی سپاہیانہ مہارت اور چستی میں کوئی فرق نہ پڑ سکا۔ اسے بالخصوص محاربہ مذکور کے
دوران میں اس معاملہ میں بڑی کامیابی ہوئی کہ اسنے اپنی ایسی امنگ۔ دوسرے افسروں میں بھی پیدا کر دی اور تمام ڈویژنوں کمانڈروں

سال ۱۸۹۸ء کے محاربہ امریکہ و ہسپانیہ کی کارروائیوں کا مشاہدہ کیلئے سلطنت عثمانیہ نے اسی نوجوان کو امریکہ روانہ کیا تھا جہاں سے وہ ستمبر میں کی
پہنچ کر قسطنطنیہ واپس آیا۔ اور مفصل رپورٹ وزارت حربیہ میں پیش کرکے دولت علیہ کو بحری طاقت کی ازدیاد پر خاص توجہ دلائی گذشتہ اکتوبر
قیصر ولیم ثانی نے بھی سیاحت قسطنطنیہ کے دوران میں خلیفۃ المسلمین کو بری فوج کیطرح بحری طاقت کو بھی مضبوط و مستحکم کرنیکی دوستانہ تاکید اور سیف اللہ پاشا
کی جنگ یونان کے وقت سے چلا آتا ہے کہ خود بھی اس طرف خیال ہو گیا تھا۔ اندرونہ سفارش نے مزید توجہ دلا دی اور انہی دنوں کریٹ بقیہ صفحہ ۱۴۱

میں اتحاد کی روح پھونکدی جس سے وہ اپنے اعلیٰ افسروں کی تجاویز کو قابلیت اور ذہانت کیساتھ عمل میں لانے اور تجاویز مذکورہ کو پہنچانے پر قادر ہوگئے۔ شروع محاربہ میں انور پاشا لفٹننٹ کرنیل تھے اسکے خاتمہ پر بجلدوی خدمات حسنہ جنرنیل کی رتبہ پر فائز ہوگئے کچھ عرصہ وہ وائنا کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اٹاشی بھی رہے تھے۔

اب میں عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کے اعلیٰ افسران کی مجمل حالات درج کرتا ہوں۔ اول ڈویزن خیری پاشا کے زیر کمان تھا۔ پاشا موصوف کی عمر ۵۵ برس کی ہے۔ وہ جنرل سٹاف کالج کا پرانا طالبعلم ہے۔ طبیعت کی اکھڑپن اور ضدی ہونیکی وجہ سے اسکی کئی دفعہ افسروں اور ماتحتوں سے بگڑ چکی ہے۔ اسی محاربہ میں وہ لفٹننٹ کرنیل تھا۔ اور رجمنٹ کے کمانڈر کی حیثیت میں جو کام پڑا نامور رہا تھا۔ بعد ازان حجاز کی پیمایش کنندہ کمیشن کا اعلیٰ افسر ہوا۔ اور کچھ عرصہ سٹاف میں رہا۔ لفٹننٹ جنرنیل کے عہدہ پر ترقی یاب ہوکر وہ پہلے اس ردیفی ڈویزن کا جو بروصہ سے آیا اور پھر اسکوپ کے ردیفی ڈویزن کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ڈویزن اسی کے زیر کمان محاربہ روم و یونان میں شریک ہوا جسکو لیکر پاشا موصوف نے مقام ڈومی نیک وڈاسی ورہ ملونا پر قابض ہونے کیلئے بہادرانہ معرکہ آرائی کی۔ البتہ اسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرسالوس ابتدا ڈوموکوس کی معرکوں میں وہ اپنے ڈویزن کو بسرعت یونانی فوج کی میسرہ پر نہ بڑھا لیگیا جس فروگذاشت کی وجہ سے یونانیوں کو اور زیادہ اچھی طرح سے پامال کرنیکا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

دوم ڈویزن کی کمان نشاط پاشا کی تحویل میں تھی۔ اس کی عمر ۵۰ برس کی ہے۔ وہ اس محاربہ سے پیشتر بھی کئی فوجی کارنامے دکھا چکا تھا۔ وہ نہایت ہی فہیم۔ باخبر تیز فہم اور رعبدار اعلیٰ افسروں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ عام خیال بالکل درست ہے اسے دیگر اعلیٰ افسروں پر ایک خاص فوقیت یہ حاصل تھی کہ اس کے زیر کمان ایک بریگیڈ ماسر انفیلوں سے مسلح تھا۔ نشاط پاشا محاربہ روس میں ڈینوب کے مغربی علاقہ کی عثمانیہ فوج میں مصری شاہزادہ حسن کے زیر کمان جنرل اسٹاف کا اعلیٰ افسر تھا۔ بعد ازاں جب روسی فوج نے قسطنطنیہ پر پیشقدمی شروع کی تو اسے میدان چاٹلجہ کے مورچوں کی استحکام کا کام سپرد کیا گیا۔ اور من بعد دار الخلافہ کی حفاظت کیلئے دیگر مورچوں اور گڑھیوں کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا۔ جب ۱۸۸۵ء میں یونان کے برخلاف فوج فراہم کی جانیکا فیصلہ کیا گیا تو وہ بروصہ کی ردیفی ڈویزن کو لیکر الاصونا پہنچگیا تھا۔ گذشتہ محاربہ میں بالاکسیر کا ردیفی ڈویزن اسکے زیر کمان تھا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یورپین طاقتوں کی بیجا نامنصفانہ کارروائی بلکہ جبر و شہ زوری نے کسی سفارش و تاکید کی بھی ضرورت نہ رکھی سلطان المعظم پر بمنزلہ حق الیقین واضح ہوگیا کہ انکی بحری اور ساحلی مقبوضات کی سلامتی صرف بحری طاقت سے ہی کام پر منحصر ہے اور وہ پوری سرگرمی سے جیسا کہ ایک آئندہ نوٹ سے ظاہر ہو جائیگا بطرف مصروف ہوگئے۔ لیکن اس سے یہ قیاس لیا جائے کہ جلالتمآب پہلے بالکل ہی غافل تھے۔ برعکس اسکے مالی گنجایش کے مطابق پہلے بھی کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ کام گنجایش پر منحصر تھا اور اہمترین ضرورتوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔ اب سطرح سے گنجایش نکالی جاتی ہے اور اس کام کو کئی دوسری ضرورتوں پر مقدم کر دیا گیا ہے سلطان المعظم کی سابقہ بحری پالیسی پر میں [illegible] ایک طویل حاشیہ میں بحث کر چکا ہوں مترجم۔

لہ ایشیا کوچک کا ایک ضلع اور قصبہ جو بروصہ سے جانب جنوب واقع ہے

لہ جولائی ۱۸۹۷ء میں پاشا موصوف جو فوجات کی سرحد کا فوجی افسر تھا کسی شخص کی گولی چلانے سے سخت مجروح ہوئے مگر جلد صحتیاب ہوگئے

تیسری ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا بھی ابتدا میں جنرل سٹاف سے تعلق رکھتا اور اسکے مستعد اور قابل ترین ارکان میں سے تھا۔ روسی محاربہ میں بھی اسنے جبکہ وہ لفٹننٹ کرنیل تھا۔ خاصی ناموری حاصل ہوئی تھی۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ چوتھی آرمی کور کے سٹاف کا چیف ہوا۔ اور بعد ازاں ارض روم میں ایک بریگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس کمان کے زمانہ میں اسے روس و ترکی کی ایشیائی سرحد پر قلعہ بندی اور مضبوط مستحکم فوجی گڑھیاں کی تیاری و تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہدہ سے وہ فوج کی ترتیب جدید کے کام میں مدد دینے کے لئے وزارت حرب کے دفتر میں بلا لیا گیا تھا۔ محاربہ یونان میں اسکی ماتحت بروسہ کا ردیفی ڈویژن تھا جسکو لیکر اسنے بمقام ملیروس اور ریوسینوس یونانی مورچوں پر کمال دلاوری سے حملہ کیا۔

چھٹے ڈویژن کا کمانڈر حمدی پاشا تھا۔ جو فوج حملہ آور کے انتہائی میسرہ پر رہکر تھسلی میں بڑھتے وقت کاریا اور دلیلرہ وغیرہ مقامات پر خوب بہادری سے لڑا۔ حمدی مستعد سپاہی اور کارکن آدمی ہونیکی شہرت رکھتا ہے۔ ۱۸۷۸ء کی ان جانگداز معرکوں میں جو درہ شپکا پر ہوئے تھے اسنے اپنی بے نظیر استقامت و استقلال اور باحوصلگی کی وجہ سے خاص ناموری حاصل ہوئی۔ ٹرکی کے ایشیائی اور افریقی مقبوضات یعنی وان۔ ارض روم اور طرابلس الغرب میں مختلف عہدوں پر مامور رہنے سے اپنے ملک کے حالات سے وسیع واقفیت اور مختلف الانواع و گوناگون قسم کا معقول فوجی تجربہ حاصل کرنیکا موقع ملگیا۔ جب یونان سے لڑائی شروع ہوئی وہ طرابزون کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر تھا جہاں سے حکم ملتے ہی فی الفور جمع شدہ فوج میں پہنچگیا۔

چوتھی ڈویژن کا کمانڈر میجر جنرل حیدر پاشا مارشل اسمٰعیل پاشا کا بیٹا تھا۔ اوسنے اپنے باپ کی سعی و سفارش سے بہت جلد ترقی کی ہے۔ نسبتاً چھوٹی سی عمر میں ہی سٹاف میں کام کرنیکے بعد وہ کرنیل اور سلطان المعظم کا ایجوٹنٹ ہوگیا۔ اسکے بعد اسکی ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا رہا کہ وہ اعلیٰ حکام کو فراموش ہوگیا ہے۔ اس لڑائی سے پہلے وہ کسی محاربہ میں شریک نہیں ہوا۔ ۱۸۹۶ء میں بزمانہ مناسب اپنی وقت پر جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا۔ اور سالونیکا کے ردیفی بریگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اسی بریگیڈ کیساتھ وہ میدان کارزار کو گیا۔ اور عمر رشدی کی ترقی پاکر چیف سٹاف افسر مقرر ہونے پر عمر رشدی کی جگہ پانچویں ڈویژن کا کمانڈر بنادیا۔ سطور مندرجہ صدر سے ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ تقریباً تمام سربرآوردہ افسر جنرل سٹاف میں رہ چکے تھے اور عساکر عثمانیہ میں محض اپنی برجستہ علمی تعلیم حربی اور فوجی خدمت کے ذاتی تجربہ اور وسعت معلومات کے طفیل بتدریج اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے تھے صرف تیسرے ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا ایسا افسر ہے جسنے معمولی سپاہی کے درجہ سے ترقی کی۔ اوسنے ۱۸۷۸ء میں بمقام پلیونا بے نظیر شجاعت و بسالت دکھائی مگر حوران کے دروزیوں[1] کی بغاوت کیوقت تک اسکی حیرت انگیز فوجی قابلیت پورا نشو و نما پاسکی اور دنیا پر بخوبی مبرہن ہوسکی۔ اس بغاوت پر اوسنے ۱۸۹۵ء میں شراکت ابراہیم پاشا غالب آکر ملک کے اس حصہ کی خوفناک اور دور تک پھیل گئی ہوئی بدامنیوں کو یکبارگی دبادیا۔ یا یوں کہو کہ دل بادل پر اپنی مستعدی اور مہارت سے اسطرح فی الفور غالب آجانیکے صلہ میں

[1] اس آخری بغاوت کے حالات جو پہلی مرتبہ ۱۸۹۵ء میں اور دوبارہ جولائی و اگست ۱۸۹۶ء میں ہوئی بسلسلہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں مفصل درج ہیں آخری کے لفظ سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ دروزیوں کی یہ پہلی بغاوت نہ تھی سابقہ شورشوں کا مفصل حال تاریخ خاندان عثمانیہ میں مندرج ہیں۔ مترجم

اور سے جنرل کے رتبہ پر فائز کیا گیا اور حوران کا گورنر بنایا گیا ۱۸۹۹ء میں وہ وہاں سے البانیا کو تبدیل ہو کر دیا اکا گورنر بنایا گیا کیونکہ اس علاقہ کے شورہ پشت اور جنگجو باشندوں کو قابو میں رکھنے کیلئے زبردست دل و دماغ اور فولادی پنجہ رکھنے والے حاکم کی ضرورت تھی محاربہ روم و یونان میں اول سے آخر تک متذکرۂ بالا ردیفی ڈویژن اسکے ماتحت رہا۔

توپخانہ کا کمانڈر رضا پاشا تھا۔ یہ نوجوان اور بخوبی تعلیم و تربیت یافتہ جنرل اپنے منصب کے متعلق درست و بجا طور عملی واقفیت رکھنے کے علاوہ اعلے افسر کے فرائض سے بھی پورا پورا واقف ہے وہ گولڈن ہارن در شاخ زریں یعنی خلیج قسطنطنیہ کے مدرسہ توپخانہ کا پرانا طالبعلم ہے۔ کمان ملنے پر اسکی عمر چالیس برس سے متجاوز نہ تھی۔ وہ ابھی بہت ہی کم عمر تھا کہ اوسے مزید تعلیم و مطالعہ کیلئے چار برس جرمنی میں بسر کرنیکا حکم ملا۔ اور اسکے ساتھ ہی ۲۷ ویں فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ کی) رجمنٹ میں ایک افسری کے عہدہ پر مقرر کردیا گیا توپخانہ کے معاملات کے متعلق اسکی واقفیت لیاقت اور مہارت سے قابلترین یورپین افسر توپخانہ سے کم نہیں۔ اسکی تعلیم و تربیت کامل ہے اور جدید ترین اصولوں اور قواعد سے بخوبی ماہر ہونیکے علاوہ بہادر اور مستعد آدمی ہے۔ لڑائی شروع ہونیکو تھی کہ اوسنے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں فوج توپخانہ کو ایسی عمدگی اور کمالیت سے انصرام و ترتیب اور درست کر لیا کہ فوج مذکور زیادہ تر ماتحت افسروں کی عمدہ تربیت اور انکے اپنی صف کی بدولت کردہ صادر شدہ احکام کی فی الفور تعمیل کو پہنچ جاتی تھی۔ محاربہ میں شاندار کار نمایاں دکھائے

صوبہ ایپرس میں تجربہ کار نبرد آزما احمد مصطفی پاشا اعلے کمان افسر تھا اسکی فوجی ناموری کا سکہ روسی محاربہ کے وقت سے بیٹھا ہوا ہے۔ اوسوقت وہ عثمان پاشا کی زیر کمان فوج کے ایک ڈویژن کا کمانڈر تھا۔ اور اپنی فوج سے پلیونا اور اورخانیہ کی میانی مقام دو بنیک کی عجیب شاندار طریق سے محافظت کی تھی۔ اس بہادری کی طفیل اسکا نام شیر دو بنیک پڑ گیا تھا۔

اس محاربہ کے بعد وہ لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا ۱۸۸۵ء میں یانینا جنوبی البانیا یا ایپرس کے صدر مقام کا گورنر اور ۱۸۸۶ء میں اس عہدہ کے ساتھ ہی ترکی افواج مقیمہ سرحد یونان کا کمانڈر بھی بنادیا گیا۔ محاربہ روم و یونان کے شروع ہونے پر اسکی عمر ستر برس کی تھی جنمیں سے پچاس برس افسر اور تقریباً بیس برس لفٹنٹ جنرل رہا۔

یہاں خوان تین کمانڈروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو محاربہ کے دوران میں سرحد ایپرس پر کمانڈر تھے یعنی لفٹنٹ جرنیلان مصطفےٰ پاشا۔ عثمان پاشا۔ اور محمد سعد الدین پاشا تھے۔

مصطفےٰ پاشا کی ملازمت کا حصہ کثیر وزارت جنگ کے فوجی اور انتظامی سر رشتوں میں بسر ہوا تھا۔ جہاں وہ کسیقدر افسری و سٹاف اور کسیقدر کمسریٹ کی ترتیب جدید اور درستی کے کاروبار میں مصروف رہا ۱۸۹۲ء میں ینگا اوکا ایک ردیفی بریگیڈ کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اپنی عملی خدمت کے متذکرہ صدر شعبوں میں جنمیں کام کرنیوالے کی نسبت طبعی طور پر یہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ وہ فوج کے حالات و معاملات سے صحیح صحیح علم و واقفیت رکھتا ہے۔ اوسنے کامل اصلاحات کی بنیاد قایم کر دی ۱۸۹۵ء میں ریمنی بغاوت کے پھیلنے پر مصطفےٰ پاشا اوسکے انطفا پر مامور کیا گیا۔ اور اسکام کو تھوڑے سے عرصہ کامیابی کیساتھ سر انجام پہنچا دینے کے صلہ میں

[1] اسکی مفصل کیفیت کے لئے دیکھو محاربات پلیونا حصہ سوم

لفٹننٹ جنرل کے رتبہ پر فایز کیا گیا۔ گذشتہ محاربہ یونان شروع ہونے پر وہ اپنا ڈویژن لیکر ایاپرس گیا لیکن ابھی پہنچا ہی تھا کہ اس کی ایا ڈ
بلیٹنوں کا ایک حصہ باغی ہو گیا۔ جس پر وہ نظر بند ہو کر قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

لفٹننٹ جنرل عثمان پاشا جبکہ وہ بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر سٹاف میں تھا۔ دو برس روسی رجمنٹوں میں کام سیکھنے کے لئے
روس بھیجا گیا تھا۔ اور ان دو برسوں کے بعد سینٹ پیٹرز برگ کی عثمانیہ سفارت میں اتاشی مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس نے ڈارڈینلز
کی قلعہ بندی اور راستے کام میں قابل تعریف خدمت دی۔ اور اس کے صلہ میں اوس اعلیٰ کمیشن کا ممبر بنا دیا گیا جسنے قلعہ بندی کے نقشے اور تجاویز
سپرد کیں۔ محاربہ یونان کے آغاز پر وہ لفٹننٹ جنرل اور ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ اوس نے اپنی افواج سے کامیابی کیساتھ کام
لیا اور بالخصوص معرکہ یورومین نہایت قابلیت اور شجاعت دکھائی۔

لفٹننٹ جنرل محمد سعد الدین پاشا ہیڈ کوارٹر سٹاف کا رکن اور ہرزیگووینا میں مجیب پاشا کا ایڈیکانگ تھا۔ پھر محاربہ روس
کے آخری حصہ میں سلسٹریا کے قریب شریک کارزار رہا۔ محاربہ کے بعد جسکے دوران میں وہ ۲۶ برس کی چھوٹی سی عمر میں کرنیل کے رتبہ
پر فائز ہو گیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وزارت حرب کے سررشتہ میں مامور رہ کر اس کے مالی صیغہ میں کام کرتا رہا۔

ارمنی بغاوت کے دوران میں وہ امپیریل کمشنر کی حیثیت میں وان کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ جلد رعایا کی پرجوشی و تشویش کو فرو کرنے
میں کامیاب ہو گیا۔ ان خدمات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اوسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس اعلیٰ حمایل عطا فرمائی۔ محاربہ یونان میں
اسے ایک ردیفی ڈویژن کی کمان تفویض کی گئی جو لورس کی لڑائی میں عثمان کے ڈویژن کیساتھ شریک تھا۔ فریقین میں جنگ ملتوی ہو جانے پر
وہ پھر سررشتہ حرب میں اپنے پرانے کام پر چلا گیا[1]۔

فصل ہفتم۔ ترکی بیڑہ جہازات

جرمن افسر کا بیان ہے کہ بری افواج کے علاوہ ٹرکی کی بحری طاقت کو بھی گو اوسنے محاربہ میں بہت ہی خفیف کام دیا اوس کی
فوجی قوت کا اندازہ کرتے وقت مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ ترکی نیوی (دونمہ۔ بحری طاقت یا بیڑہ جہازات) میں تین

[1] اس باب کے خاتمہ پر ایاپرس کی ترکی فوج کی نسبت ایک واقفکار و منصف مزاج انگریز کی رائے جو سالہا سال کی تجربہ اور مشاہدہ کے
بعد قایم کی گئی تھی درج کر دینا بیجا نہ ہوگا۔ اوسکا نام کپتان نارمن ہے۔ اور ولایت کے ایک ماہوار رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا سنہ ۱۸۷۶ء کی حالت
سے بالوضاحت مقابلہ کیا ہے۔ اون کی تحریر بمصداق الفضل ما شہدت بہ الاغیار نہایت قابل وثوق ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف
نے دو برس ہوئے اسوقت کی فوج کی حالت پر ایک رسالہ شایع کیا تھا جسمیں انہوں نے یقین کیساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات
کے طفیل جو اعلیٰ جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکے میر مجلس خود اعلیٰ حضرت امیر المومنین ہیں اور جو ہر اپریل کو یلدز کوشک میں اجلاس کرتی رہتی ہے رائج
ہو گئی ہیں کسی آئندہ لڑائی میں خواہ اسکا مد مقابل کوئی ہو اپنی شجاعت و کار آزمودگی کا پورا ثبوت دیگی۔ وہ اب محاربہ روم و یونان کے نتیجہ سے خوش
ہوتے ہیں۔ ان کا بیان بالکل درست ثابت ہوا۔ کپتان ممدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقیمہ صوبہ ایاپرس کے ہیڈ کوارٹر کیساتھ تھا اور اوسکی مصروفیت

آہن پوش جہازوں میں توپوں کی حفاظت کیلئے شیپ پروف خانے ہیں۔ انکی نام مسعودیہ[۱] حمیدیہ و آثار توفیق ہیں۔ اول الذکر

(بقیہ صفحہ سابقہ) کی لڑائیوں اور محاربوں کی حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جس میں انہوں نے ترکی فوج کی اس ترقی کا ذکر کیا ہے۔ جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے۔ سنہ ١٨٧٧ء کی ترکی فوج کی نسبت وہ تحریر فرماتی ہیں۔ کہ محاربہ روم و روس میں ترکی فوج کے اہم نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا اور افسر بالکل ناقابل اور جاہل تھے۔ مختار پاشا (سپہ سالار افواج آرمینیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسا افسر ان کے ساتھ تھا۔ جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معائنہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ بہت تھوڑے افسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے۔ اور نقشے بھی بہت تھوڑے تھی۔ اور جو تھے بھی وہ آسٹریا کے چھپے ہوئے۔ میدان جنگ میں تار برقی سے کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کیمپ سے فاصلہ پر پکٹ اور پہرے بٹھانے وہ جانتے ہی نہ تھے۔ ڈویژنوں بریگیڈوں اور رجمنٹوں کی کمانڈ اپنی فوجوں سے کام لینے اور ان سے فوجی نقل و حرکت کرانے کی فن سے ناآشنا تھے۔ اور کیمپوں کے صاف رکھنے کیلئے کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی میدان جنگ کیلئے تقریباً کوئی ہسپتال موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منظوری ملنے سے پہلے قطع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ میدان جنگ میں فوجی خزانہ بالکل خالی تھا۔ اور کمسریٹ کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سنہ ١٩١٢ء میں کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کی کمانڈ عثمان پاشا و ابراہیم پاشا (یہ دونوں افسر صوبہ ایپائرس کی فوج پر مامور تھے۔ جنکا مارشل ادہم پاشا سے کوئی تعلق نہ تھا۔) اور جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور علمی و عملی دونوں طرح کے فن جنگ میں پورے ماہر تھے۔ اور انکو اسٹاف افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے۔ کہ کسی فوج میں اس سے بہتر نہیں دکھائی دیتے۔ فوج ایپائرس کے دونوں ڈویژنوں کے اعلیٰ اسٹاف افسر میجران اسعد و صالح بک کئی برس جرمن فوج میں رہ چکے تھے۔ اور ٹوپی کی چوٹی سے لیکر بوٹ کی ایڑی تک ہر چیز میں انکی سپاہیگری کا شاہد تھا۔ تمام رجمنٹوں کے افسروں اور اسٹاف افسروں کو ملک کی نہایت درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے۔ جو ۱:۲۵۰۰۰۰ کی پیمانہ پر تھے۔ ڈویژنوں کی کمانڈروں کی پاس اس نقشہ کی علاوہ ایک ایک نہایت ہی عمدہ نقشہ رنگین ۱:۵۰۰۰۰ کے پیمانہ پر تھا۔ ان سے عمدہ نقشے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ محکمہ تار فوج کی ہمراہ تھا۔ اور گو عیسائی باغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے تھے تاہم محکمہ مذکور نہایت قابل تعریف درستی اور سرعت سے کام دیتا رہا۔ پکٹ اور پہرہ کے فرائض کو نظام فوجیں بخوبی سمجھتی تھیں۔ اور صوبہ مذکور کے تینوں بریگیڈوں کے کیمپ صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی نظیر تھی۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی پینے کا الگ الگ انتظام تھا۔ پاخانے نہایت احتیاط سے بنائے گئے تھے۔ اور ہر روز صفا کئے جاتے تھے۔ میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈویژن کی ہیڈکوارٹر میں موجود تھے ایسا انتظام [illegible] یانینا میں ایک مقام پلاکا اور پانچ جانینا میں تھے ان سب میں بالمجموع دو ہزار بیمار و مجروح سما سکتے تھے [illegible] ڈاکٹروں پر سپاہیوں کی جان [illegible] قطع اعضاء کیلئے قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی یہ افسر ہسپتال [illegible] افسر کی رائے پر منحصر تھا۔ جانینا کی ہیڈکوارٹر کا فوجی خزانہ بھرپور تھا۔ اور عثمان پاشا [illegible] نہ صرف ان دیہاتوں کو جنکے جانور بار برداری کیواسطے لئے جاتے تھے کرایہ دیتے تھے۔ بلکہ فوج کیلئے جو بھیڑ بکریاں خریدی جاتی تھیں ان کی قیمت بھی فی الفور ادا کر دیتے تھے۔ سپاہی بھی [illegible] سے خالی نہ تھے انکو بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی اور گو [illegible] مگر وہ ہم آدمی کو [illegible] کے سپاہی نہایت احتیاط و التزام کے ساتھ ہر ایک چیز کی جس کی انہیں ضرورت ہوتی تھی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ سنی کے آخیر میں جانینا (بقیہ بر صفحہ ١٤٦)

[۱] دیکھو صفحہ ۱۴۶

جہاز ۳۱۰۰ ٹن بار اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہے وہ ۱۸۶۹ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا اسپر دو توپیں ۶ انچ کی نیز ایک آرمسٹرانگ قسم کی نو انچ
قطر کی کرپ وہ جلد چلنے والی اور کلدار توپیں نصب ہیں اسکی زرہ کی آہنی چادریں ایک فٹ دبیز ہیں۔ مگر آثار توفیق کیطرح اس کی چادر
بھی آہنی ہیں تینوں جہازوں کی رفتار فی گھنٹہ تیرہ ناٹ ہے۔ حمیدیہ اور آثار توفیق اس سے چھوٹے ہیں اول الذکر کا وزن (یعنی وزن اٹھانے
کی قابلیت) ۳۸۰۰ ٹن اور آثار توفیق کا ۴۰۰۰ ٹن ہے۔ لیکن حمیدیہ ۹ انچ دبیز مرکب چادروں سے محفوظ ہے اور اسکی تمام بھاری توپیں
کرپ قسم کی ہیں اس پر ۱۰ انچ قطر کی دو چھ انچ کی چھ ۴½ انچ کی اور دو مشینی توپیں ہیں آثار توفیق پر آٹھ ۹½ انچ کی دو آٹھ انچ کی چار
جلد چلنے والی اور سات کلدار توپیں ہیں۔ آثار توفیق اور مسعودیہ کو مصافی جہاز سمجھا جاسکتا ہے مگر چاروں آہن پوش بیرجدار جہاز عزیزیہ
محمودیہ عثمانیہ اور اورخانیہ لڑائی کے مقاصد کیلئے محض ناکارہ ہیں کیونکہ انکی زرہ بہت ہی پتلی ہے البتہ بار برداری کے کام کیلئے بیشک کارآمد ہیں ایک
(توجیہ صفحہ سابقہ) سوا اسکے جیسے کہ تمت فوج میں بار برداری کا انتظام نہایت مکمل تھا۔ ہر ایک پلٹن کے ساتھ دو سو یا پانچ سو خچریں تھیں۔
اور مقامات سٹرومیا فلپیا ڈیمیرہ ترصوں کا دروان ملرکچ اور رجانیا میں ڈپو قائم کردئے گئے تھے۔

اسکے بعد کپتان فاس تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین اور قابل ترین حصہ نہیں بھیجا تھا سوائے چار رجمنٹ منتخبہ
کے سوا اور کوئی رجمنٹ باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم نے میدان جنگ کو روانہ نکی یہ میدان کیطرف ردیف فوج نے جیسا ہے نظام فوج
اپنے جہاز سیونکی بارکوں ہی میں مقیم رہی تھی۔ اگر سرویا بلگیریا بھی یونان کے ساتھ شامل ہوجاتے (اگرچہ جبتک یونان صوبہ مقدونیہ کا دعویدار
ہے۔ یہ دو قومیں اسکی بجائے زیادہ تر سلاونکی طرفدار رہینگی) تو ترکی کو اس کی کچھ پرواہ ہوتی اس پر ان دونو ملکوں کی سرحد پر بمنزل
بمنزل ایک تینیس پلٹن نظام فوج بٹھا رکھی تھی جو سب کی سب ماسیگرزین رائفلوں سے مسلح تھی۔ اب گو باب عالی کو ان دونو ملکوں کے
ساکت رہنے کا یقین تھا۔ مگر اسی یونان ایسے حقیر دشمن کے ساتھ مقابلہ پر نظام فوج روانہ کرنیکی کوئی احتیاج نہ تھی۔

پس ٹرکی نے ثابت کردیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کر سکتی ہے۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت
ہے۔ جو ہندوستان کی گورہ فوج کو پولیس کے رنگروٹ سے ہے۔

سلہ ترکی بیڑہ جہازات کی کمزوری کی متعلق محاربہ کی دوران میں یورپ اور بالخصوص انگریزی اخبارات بہت کچھ لاطائل ہزیان
بکتے رہتے تھے۔ جنکی اکثر غلط روایات کی اسی زمانہ میں میں نے اخبار دکن میں متعدد دفعات کو پیش کرکے کافی تردید کردی تھی۔ لیکن اسمیں کوئی
کلام نہ تھا کہ یورپین اخبارات کی کل رد کہیں ہی بالکل غلط نہ تھیں۔ ترکی بیڑہ کی کئی جہازات قابل اصلاح و درستی تھے جنکی درستی کا کام حضرت
کے حکم بادشاہ سے جنگ مذکور کے دوران میں ہی شروع کردیا گیا۔ اور اب تک اس معاملہ میں بڑی سرگرمی سے کام کیا جارہا ہے چنانچہ متعدد جہازات
کی درستی خاص سلطانی کارخانہ میں ہو چکی ہے۔ اور کئی نئے جہاز اور تارپیڈو کشتیاں بھی اسوقت تک تیار ہو چکی ہیں۔ مزید برآں ترکی بیڑہ کے دو بڑے
جہاز مسعودیہ اور آثار توفیق از سرتاپا جدید طرز پر مسلح اور درست کئے جانیکے لئے جنوری ۱۹۰۰ء میں شمال مغربی اٹلی کے بندرگاہ جنوا کی کارخانہ انسالڈو
میں بھیجے گئے ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ترکی بیڑہ کو پھر سابقہ عظمت اور طاقت حاصل ہوجائیگی۔ مترجم

سلہ انگریزی بیڑہ کے وہ جہازات اول درجہ کے کہلاتے ہیں جو ۹۵۰۰ ٹن یا اس سے زیادہ وزن اٹھانیکی قابلیت رکھتے ہوں اور ۱۵ ناٹ فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ ہوں

برجدار جہازات معزّیہ، محمودیہ، عثمانیہ اور ارطغرلیہ میں سے ہر ایک پر دو نلی توپیں دو دو آہن پوش یعنی زرہ دار برجوں میں جنکی زرہ کی چادریں دس دس انچ دبیز ہیں نصب ہیں۔ ہر ایک پر دو ۱۰½ انچ کی آٹھ ۹ انچ کی۔ چھ چار انچ کی جلد چلنے والی اور سات شپنی توپیں ہیں۔ جو سب کی سب کروپ قسم کی ہیں۔ علاوہ بریں ہر جہاز پر ایک چھوٹی تارپیڈو کشتی بھی رہتی ہے اور ہر ایک میں دو نار پیڈو نالیاں لگی ہیں۔

اسکے بعد برجدار جہاز عبد الحمید قابل ذکر ہے۔ جو آہن پوش کروزر (گشت کنندہ جہاز) کا کام دیگا۔ اس کا وزن ۳۹۰۰ ٹن ہے اسکے انجن ۱۱۵۰۰ گھوڑوں کی طاقت کی ہیں۔ جو جہاز کو توام چرخوں سے چلائینگے۔ اس پر جدید ترین قسم کی بہت سی توپیں نصب ہیں۔ ایم سی بیبک کے بیان کی مطابق یہ جہاز ابھی تک زیر تعمیر ہے مگر مکمل ہوتی پر جدید ترین قسم کا اور ہر طرح سے ترکی بیڑہ کا بہترین سفینہ ہوگا۔ اس جہاز سے بیڑہ میں اور اس کو اضافہ سے بیڑہ کو بہت تقویت مل جائیگی ان بڑے جہازوں کے علاوہ سات چھوٹی آہن پوش کارویٹ فتح بلند، مقدم خیر، عون اللہ، معین ظفر، اجلالیہ، آثار شوکت، انجم شوکت ہیں۔ انکی وزن دو ہزار سے لیکر ۲۰۰ ٹن تک ہیں۔ اور رفتار ۱۰ سے لیکر ۱۲ ناٹ فی گھنٹہ۔ یہ گراں وزن منہ کیطرف سے بھرے جانیوالی آرمسٹرانگ، درمیانی حساب کی کروپ۔ ہلکی جلد چلنیوالی۔ اور شپنی توپوں اور نیز ہوائی تارپیڈو سے مسلح ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان سے صرف حفاظت ساحل کا کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ ان کی زرہ کی چادریں ۵ انچ سے بھی کم دبیز ہیں وہ جدید ترین قسم کی توپوں کے سامنے زیادہ عرصہ نہیں ٹھیر سکتے۔

ترکی کے پاس دو ہرے برجوں کا ایک مانی ٹر[^1] (مدور جہاز) موسومہ حفظ رحمٰن بھی ہے۔ اوسکا وزن ۲۴۰۰ ٹن ہے زرہ چند انچ دبیز نہیں۔ رفتار صرف بارہ ناٹ فی گھنٹہ ہے۔ سنہ ۱۸۶۸ء کی ساخت ہے اور منھ کیطرف سے بھرنیوالی آرمسٹرانگ توپوں سے مسلح ہے آہن پوش جہازات کو بیڑہ کے ساتھ دو دریائی گنبوٹوں فتح اسلام، محمودیہ اور آہن پوش گنبوٹ شریا کا بھی ذکر کرنا لازم ہے اول الذکر دو نو جہاز صاف ہال کی توپوں سے مسلح ہیں۔ اور ہر ایک کا وزن ۳۳۵ ٹن ہے۔ شریا کی ساخت ۴۰۰ ٹن کی ہے اور وہ ۴ انچ کروپ۔ دو جلد چلنے والی اور دو کلدار توپوں سے مسلح ہے

متذکرہ صدر آہن پوشوں کے علاوہ ترکی کی پاس تارپیڈو جہازات کا بھی معقول بیڑہ ہے۔ اسمیں تین تارپیڈو گنبوٹ (موسومہ نمت پلنگ، دریا و شاہین دریا) جدید ساخت کی ہیں۔ دو جرمنی کی کارخانہ گارڈن کی ساخت ہیں۔ اور ایک جسکی رفتار ۱۹ اور ۲۲ ناٹ کی درمیان ہے قسطنطنیہ کی سلطانی کارخانہ بحری کی ساخت ہے انکی علاوہ دو تارپیڈو غرق کنندہ جہاز (موسومہ برق افشاں وطیار) ۱۵ اول درجہ کی ۷ دوم درجہ کی اور ایک سوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں اور دو زیر آب چلنیوالی کشتیاں ہیں برق افشاں اور طیار جرمنی کے سینڈ رکیل کے کارخانہ جرمانیا کی ساخت ہیں انکی رفتار ۲۵ ناٹ ہے تارپیڈو کشتیوں میں سے بھی اکثر جرمنی کے

[^1]: مانی ٹر انگلستان سے چھوٹا جنگی جہاز جسپر عموماً توپ تکر صرف ایک قطار ہوتی ہے۔

[^2]: ترکی بیڑہ کی کامیابی برخلاف اسکے ۱۸۷۷ کی محاربہ روم و روس میں دریائے ڈینوب اور بحیرہ اسود کی تارپیڈو رو سی تارپیڈو نے غرق کر دیا ہے۔ مترجم

مختلف کارخانوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جدید ترین طرز کی ہیں۔ بالفاظ دیگر ترکی بیڑہ کا جدید اور تازہ ترین ساخت رکھنے والا حصہ یہی بیڑہ تارپیڈو وال ہے

بلا زرہ جہازات میں سے جو موجودہ زمانہ کی بحری لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ترکی کے پاس آٹھ اول دوم و سوم درجہ کے کروزر ہیں۔ ان میں سے چار جہاز کارآمد ہیں۔ کیونکہ گو باہر کی طرف ان پر کوئی زرہ نہیں لیکن اندرونی طور پر دو ڈیک (چھتیں) کی فولادی اور گاؤدم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ محفوظ ہیں۔ ان آٹھ جہازوں کے علاوہ ۸۰ اول و دوم اور سوم قسم یا درجہ کی گن بوٹ یعنی چھوٹے اور چرخ دار چرخ سے چلنے والے دخانی جہاز (سٹیمر) جو دیدبانی اور دیگر بہال کا کام دیتے ہیں۔ تعلیمی اور کئی ایک باربرداری کے جہاز بلا زرہ جہازوں کی ترکی بیڑہ میں موجود ہیں۔ سوخوم قلعہ کی مہم کے بعد جو ہوبرٹ پاشا مال

بلدہ سوخوم قلعہ کیرجا سودا کے شمال مشرقی ساحل پر بندر پوٹی سے چالیس چالیس میل بجانب شمال واقع ہے۔ مسٹر ادلیور تاریخ محاربہ روم و روس میں اس مہم کے حالات بالاجمال یوں لکھتے ہیں روسیوں نے ۱۸۷۷ء کو پچاس ہزار فوج لیکر دس ہزار ترکی فوج سے جس کا کمانڈر شاف حملہ آور ہونکو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اردہان کو فتح کر لیا۔ مگر اسی کو ترکونکو بھی سوخوم قلعہ میں نمایاں فتح حاصل ہو چکی تھی ۱۴ مئی کو چار آہنی فرانگیٹ چار بڑی باربرداری کی جہاز۔ ایک خبر رساں کشتی مع دس ہزار فوج پانچ باتری توپخانہ اور پچاس ہزار رائفلوں کے جو وہاں کے باشندوں میں تقسیم کرنے کی لئے ساتھ لیجائی گئی تھیں پوٹی سے چالیس میل اوپر ابہاسیہ کے ساحل پر نمودار ہوئی یہ سب جہاز و فوج فضلی پاشا کے زیر کمان تھی۔ ساحل کے قریب پہونچکر ترکی فوج خشکی پر اترنی شروع ہوگئی۔ سوخوم قلعہ کے کمانڈر نے یہ دیکھ کر کچھ فوج حملہ آوروں کا مقابلہ کرنیکے لئے اس طرف بھیجدی۔ مگر اسی دن رات کے وقت جسقدر ترکی فوج خشکی پر اتری تھی۔ وہ پھر جہازوں پر سوار ہو گئی۔ اور دوسرے روز علی الصباح بیڑہ قصبہ سوخوم قلعہ کے سامنے نمودار ہوگیا۔ یوم ماقبل کی کارروائی سے اس فوج کا حصہ کثیر شہر سے باہر جا چکا تھا۔ ترکی امیر البحر پاشا نے شہر پر گولہ باری کی جس کا غنیم چنداں استقامت سے جواب نہ دے سکا۔ بعد ازاں امیر البحر نے ایک ہزار چرکس خشکی پر اتار دیے اور انہوں نے آبادی کے مسلمان حصہ کی مدد سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر کچھ باقاعدہ سپاہی چند علماء سمیت چرکس قبائل میں جو پہلے سے اپنے ہمراہ تھے۔ روسیوں کے برخلاف جہاد کا وعظ کرنیکے لئے جہازوں سے بھیجے گئے۔ ترکونکے اس فتح سے ابہاسیوں کی بغاوت کو مزید تحریک مل گئی۔ اور انہوں نے کئی جگہ روسی افواج کی منفرد دستوں کو شکستیں دیکر بھگا دیا۔ اس ملک کے باشندے یعنی ابہاسی چرکس سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور اسی جانگداز سپاہیانہ جد و جہد میں جو شیر کوہ قاف شامل روسیونکی حکومت کے برخلاف کرتا رہا تھا۔ انہوں نے بہت مدد دی تھی۔ یہ لوگ گو باقاعدہ لڑائی میں چنداں کارآمد نہیں۔ مگر متفرق و بیقاعدہ طرز و طریق جدال اور جھاڑیوں وغیرہ کی پناہ میں رہ کر لڑائی کرنیمیں عجیب مہارت رکھتے ہیں۔ ناظرین کو اس عبارت سے مہم کے مجمل حالات کے ساتھ یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ محاربہ روم کے مورخ نے اس مہم میں ہوبرٹ پاشا یا کسی اور انگریزی افسر ملازم باب عالی کی شراکت و شمولیت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ پر تعجب ہے کہ جرمن مورخ نے کس طرح اس مہم کی نسبت یہ لکھدیا ہے کہ وہ انکے زیر کمان گئے تھے۔ اس تقسیم کے ساتھ ہی ابہاسیونکی بغاوت کے متعلق یہ بتا دینا بیجا نہوگا کہ گو شروع شروع میں اس سے بہت سی امیدیں تازہ ہو گئی تھیں مگر بالآخر بجائے کہ انتقام دیکر ہی روسی اس کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے

مان تھورپ بک اور انکی سٹاف کی زیر کمان (جس سٹاف میں بھی انگریزی قوم کے افسر تھے) ۱۸۷۸ء میں بھیجی گئی تھی۔ ترکی آہن پوش کبھی بیڑہ بن کر جمع نہیں ہوئے بلکہ بعد ازاں کوئی ضرورت پیش آنے پر ایک ایک جہاز اکیلا سفر کرتا رہا ہے۔ کبھی دو چار اکٹھے ملکر بیڑہ چلے ہیں۔ نہ کبھی دو چار کو ایک بیڑہ میں جمع کر کے مشق و قواعد کرائی گئی ہے۔ چنانچہ اگر ایسے صف آرائی کر کے دو چار سے اکٹھی مشق اور فوجی نقل و حرکت کرائی جائے تو بحری خدمت کی طبعی قابلیت اور استعداد کے باوجود جو ترکی بیڑہ کے ملاحوں سپاہیوں اور افسروں میں پائی جاتی ہو کسی طرح کی مشق و قواعد کا عادی نہ رہ جانیکی وجہ سے بلا شک و شبہ تصادم وغیرہ کے ضرور نامبارک حادثے ہوں۔ سلطانی بیڑہ کی مجبورانہ گوشہ نشینی میں سنین گذشتہ میں شاذ و نادر ہی خلل پڑتا رہا ہے اور وہ خلل بھی اسی قدر رہا ہے کہ کبھی کبھی کوئی تارپیڈو کشتی تن تنہا سمندر کو روانہ ہو گئی۔ اس بیکاری و عزلت نشینی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جب کبھی متعدد جہاز دفعتاً باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی رہی ہے جیسے کہ اسوقت پیش آئی تھی جبکہ جرمن قیصر جہاز ہوہن زولرن پر (۱۸۸۹ء میں) قسطنطنیہ گیا تھا۔ اور چند ترکی جہازوں کا اسکی استقبال و پیشوائی کیلئے آگے جانا لازمی امر تھا۔ تو غیر معمولی جد و جہد کرنا پڑتا رہا ہے[1]

(بقیہ صفحہ سابقہ) جس پر ترک سوخوم قلعہ اور دیگر متعدد مقامات کو خود بخود خالی کر کے واپس چلے گئے۔ ترکوں کی اس کوشش کا مقابلہ پر روسیوں نے بھی ابخازیا کے باشندوں کو بغاوت پر کھڑا کر دیا تھا لیکن اس بغاوت کا انجام بھی ابخاسیوں کی ہلاکت ایسا ہی ہوا۔ مترجم

[1] جرمنی نویسندہ کا یہ بیان ہرگز مبالغہ آمیز نہیں۔ چنانچہ جنگ یونان کے دوران میں جب متعدد آہن پوشوں کو بندر سے نکلنے کا حکم صادر ہوا تھا۔ تو کئی ہفتے تیاری ہی میں صرف ہو گئے۔ اور گولڈن ہارن کے پل میں سے جس میں جہازوں کے گذرنے کیلئے راستہ کر دیا جاتا ہے۔ انکو نہایت احتیاط سے نکالا گیا تھا۔ اور چونکہ کئی برسوں کے بعد اب پہلی مرتبہ ان آہنی قلعوں نے حرکت کی تھی۔ آدھا شہر اس نظارہ کے دیکھنے کیلئے گولڈن ہارن کے دونوں کناروں پر جمع ہو گیا تھا۔ مگر اب جیسا کہ میں کسی حاشیہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ کیفیت نہیں رہ گئی۔ آہن پوش بیڑہ کا حصہ کثیر اب سمندر میں مامور ہے۔ اور صرف تھوڑے سے جہاز لنگرگاہ میں باقی ہیں جو مرمت ہونے کے بعد عنقریب باہر نکل آوینگے یہ اسی بیداری کا اثر تھا کہ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں جب قیصر جرمنی دوبارہ قسطنطنیہ گیا تو اس کے استقبال کیلئے ترکی بیڑہ بھیجنے میں باب عالی کو کوئی خاص تردد نہ کرنا پڑا۔ اس قابل جرمن فوجی افسر نے ایک جگہ ترکوں کی جہازی صناعی پر طنز کی ہے۔ جسکو بالکل بے بنیاد تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن حد مناسب سے ضرور بڑھی ہوئی ہے۔ ترکوں نے یہ درست ہے کہ موجودہ انجینیری اور صناعی وغیرہ میں یورپین اقوام کے برابر ابھی تک ترقی نہیں کی لیکن اب وہ غافل نہیں رہ گئے تاہم برابر ترقی کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ جیسے جہاز میں تھوڑا سا نقص رہ جانے سے اسکا سمندر پر ٹھیک قابو میں نہ رہ سکنا گویا ایک طرف ترکی صناعت کی ابھی تک کچھ ناقص و ناکمل ہونیکا پتہ دے رہا ہے لیکن ساتھ ہی اس سے انکی اسقدر مہارت بھی واضح ہو رہی ہے کہ ترکوں میں عظیم الجسامت جہازوں کی بناؤ کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ مزید برآں جرمنی افسر کی تحریر سے یہ کسی طرح منکشف نہیں ہوتا۔ کہ ترک جہاز مذکور کے نقص کو درست نہیں کر سکے۔ سلطانی کارخانہ کے چشم دید حالات اور ترکوں کی جہازی صنعت کی موجودہ کیفیت ایک نامور ہم وطن مسلمان سیاح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے اپنے سفرنامہ شام و روم میں جو تحریر کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ترکوں نے اس صنعت میں بھی قابل تعریف مہارت پیدا کر لی ہے۔ یہ

فصل ہشتم میدانِ کارزار

اپنے تنازعات و اختلافات کو فیصل کرنے کے لئے دونو مخالف عساکر جب ضلع میں ایک دوسرے سے بالمقابل ہوگئے۔ وہ ترکی صوبجات جنوبی مقدونیہ و اپائرس اور یونانی صوبجات تھسلی و توسیس پر مشتمل تھا۔ کوہستان پنڈس کا سلسلہ اس علاقہ کو دو مختلف میدانہائے کارزار میں تقسیم کرتا ہے انمیں سے زیادہ اہم تھسلی کا میدان جنگ ہے جو تقریباً سارے کا سارا ہموار اور مسطح ہے۔ برعکس ازیں دوسرا میدانِ جنگ یعنی علاقہ اپائرس نہایت کوہستانی اور بڑی جنگی کارروائیوں کیلئے کم مناسب ہے۔ جرمن افسر لکھتا ہے۔

تھسلی اور اپائرس کے درمیان جسقدر سڑکیں ہیں وہ محض پگڈنڈیاں ہیں اور پنڈس کے درہ میں سے گزرتی ہیں۔ اپائرس کے ساتھ خشکی کے راستوں کی اس عدم موجودگی کی وجہ سے ترکی یونان کے مقابلہ پر جو سمندر کے راستوں پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا صریح خسارہ پر تھی۔ اور اسے مجبوراً تمام کمکیں براستہ سطرک راستہ اپائرس کو بھیجنی پڑتی تھیں۔

پنڈس کی مشہور درے یہ ہیں۔ درہ زیگاس جو یانینا اور اور گریونیا سے براہ مت سود و تریکالہ کو جاتا ہے۔ درہ جو مالنا جو گریونیا سے کالابا کا کو جاتا ہے۔ کالا بانکا یونان کی شمالی ریلوے کا جو وولو سے تریکالا اور کالا بانکا کو جاتی ہے انتہائی سٹیشن ہے۔ درہ نندگیا جو کوزیانی سے الاسونا کو جاتا ہے اور درہ اوزیراس۔ سلسلہ پنڈس کی اونچی چوٹیں جو درہ زیگاس سے بجانب شمال ہیں ساٹھ میل سے زیادہ کی مسافت میں آمد و رفت کے راستے ابھی تک بری حالت میں ہیں۔ تریکالا اور گریونیا کو دو ہی محض پگڈنڈیاں ہیں۔ جن پر صرف زین سواری سے گذرا جا سکتا ہے۔ اور مناسطر کیسیا و یانینا کی سڑک کا ابھی تک صرف کچھ حصہ تیار ہوا ہے بنابریں صرف دو ضلعے فوج کا رہنا اولوکی کے مناسب ہیں ایک تو ضلع اپائرس جہاں پھر بھی ان کارروائی آجھ ولیا

سلطان زمانہ آیندہ میں انہی مشکلات سے بچے رہنے یا تکلیف اٹھانے سے محفوظ رہنے کیلئے باب عالی نے ایک طرف سالونیکا سے الاسونا تک اور دوسری طرف مناسطر سے یانینا اور پریویسا تک ریلوے لائن تیار کرنیکا فیصلہ کرلیا ہے۔ اور عنقریب ان پر کام شروع ہوا چاہتا ہے۔ مگر افسوس یہ لائنیں بھی یورپی سرمایہ سے یورپی اجارہ داروں کی معرفت تیار ہونگی جس سے تنفسہا ریل کے فوائد میں تو کمی نہیں ہو سکتی۔ مگر پولیٹیکل و ملکی و قومی لحاظ سے ایسے سرمایہ کا استعمال سینکڑوں نہایت اہم اور خوفناک قباحتوں سے خالی نہیں۔ اجنبی سرمایہ کو اپنے ملک کی فائدہ بخشی کا موقع مستمتع ہونے دینے اور خود نامردوں اور بزدلوں کی طرح سے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کی قبیح ترین ذلت و بدنامی جو کل قوم پر وارد ہوتی ہے علیحدہ رہے۔ سلف صالحین کو خیرباد کہکر اور اس ذلت عامہ سے آیندہ حتے الامکان ملک و قوم کو محفوظ رکھنے کے لئے بندہ سولہ مہینے ہوئے وکیل امرتسر نے مشترکہ قومی سرمایہ سے ریلوے لائن تیار کرنے کی تجویز مسلمانانِ عام باشندگانِ سلطنت عثمانیہ اور امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور جہاں تک سمجھا ہو سکتا ۔۔۔

کیلیے کٹھن اور صعب ترین مشکلات اور رکاوٹیں موجود ہیں اور دوسرا ضلع تھسلی جو ایک چھوٹا سا دیگچہ نما میدان ہے یہ میدان
مغرب کیطرف لنڈس سے مشرق کی جانب کوہ اولمپس اور کوہ اوسا کے سلسلہ سے شمال میں سلسلہ مذکور کی بڑھی ہوئی
شاخوں سے اور سے جانب جنوب کوہسار اوتھریس اور سر بفلک دشوار گذار جبال اوائیا سے گھرا ہوا ہے

تھسلی پر اب تک جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ تقریباً کے سب سمندر کی بجائے شمال کی طرف سے پہاڑوں کو عبور کر
کے کئے گئے ہیں انکی وجہ شمالی سرحد کی طبعی بناوٹ ہے مشرق میں کوہ اولمپس - جو عمارتوں کی بیرونی کونہ پر کی پشتہ
دار مینار نما دیوار کی شکل میں سمندر کی طرف اٹھتا چلا گیا ہے اور جا بجا عمیق وادیوں اور گھاٹیوں سے پھٹا ہوا ہے بنا بریں
کنارہ سمندر کی برابر کی سڑک جو اس سلسلہ کوہ کی عمودی ڈھلانوں پر سے گذرتی ہے پہاڑی نالوں اور آبشاروں
کے متلاطم اور پر آشوب سیلابوں کی وجہ سے نہایت خطرناک ہو رہی ہے - اور اسکے راستہ آنیوالوں کی مزاحمت اوس موقعہ پر جہاں کہ
یہ سڑک وادی ٹمپہ میں داخل ہوتی ہے نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے -

مغربی کونہ پر پشتہ دار مینار نما دیوار کا کام ستزدہ اگاکو ہی سلسلہ دے رہا ہے - پینیئرا کی دریائی وادی سے اوپر کی طرف
جنوبی مقدونیہ کو ایک خاصی قابل گذر سڑک جاتی ہے - یہ سڑک گریونیا سے ایک درہ کو جاتی ہے جو سطح سمندر سے ... فیٹ
بلند ہے اس سڑک کو استزدہ سے اپائرس کو صدر مقام یانینا پر پیشقدمی کرنا بالکل مغربی میدان میں سے
ہو کر تریکالہ پر بڑھنا ممکن ہو گیا ہوا ہے - یہ سڑک وہی درہ زیگاس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

ان دونوں کوہی پشتوں کی دونوں (شمالی) سرے ان پہاڑوں کی دیوار سے آپس میں ملے ہوئے ہیں جو مشرق و مغرب میں پھیلے
ہوئے ہیں یہ خاصیا اور بونا سیا کے دشوار گذار اور مہیب پہاڑ ہیں جنمیں سے ڈسکاٹا اور تریکالا کی درمیان صرف
پگڈنڈیاں سی گذرتی ہیں - صرف اوس موقعہ پر جہانکہ اولمپس کا مغربی دامن ان پہاڑوں سے ملتا ہے معقول نشیب پایا جاتا
ہے - یہ نشیب اوسجگہ واقع ہے جہاں وادی زراغنیر و پینیئرا سے بارہ یا تیرہ میل کے فاصلہ پر رہ جاتی ہے - اور مقام سردیا
(قرافریا) اس سڑک سے ملحق ہوتا ہے جو سطح سمندر سے ۱۳۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع درہ پورتاس سے گذرتی ہے جب ترکوں نے ۱۸۹۷ع میں

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی اشاعت و کامیابی کیلیئے کوشش کی - مگر مسلمان ایسے نہیں سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں انہیں تو
صور اسرافیل ہی جگائے تو جگائے - ہاں دریائے رحمت الہی سے جوش ہو جائے اور مردی از غیب برون آید و کاری بکند اونکو
کبھی ہوش میں لے آئے تو دوسری بات ہے - لیکن اس انتہائی مایوسی کے باوجود وکیل امرتسر اور دیگر محبان قوم و ملت اخبارات کے
مضامین جو اس تجویز کے متعلق لکھے گئے تھے اس کتاب کے آخری حصہ میں گذشتہ دو ڈھائی برس کے مشہور واقعات کے ساتھ جو
سلطنت عثمانیہ اور اسکے ملحقات اور توابعات میں گذرے ہیں اسلیے درج کر دیے گئے ہیں کہ شاید اس کتاب کے ناظرین کے ہی کچھ حصہ پر اونکا کچھ
اثر ہو جاوے - اور وہ بقدر استطاعت خود اپنی گرہ سے ہی اس مبارک کام پر سرمایہ لگانے پر آمادہ نہ ہو جائیں بلکہ اس کی کامیابی
اور اشاعت عامہ کیلیئے کسیطرح کی کوشش کو بھی دریغ کرینگے تو ہم ان کو قومی ننگ و عار سمجھینگے جو انکو دونوں اور اولوالعزمی کے [illegible] تصور کریں واللہ الموفق وعلیہ التکلان

میں تھسلی یونان کے حوالے کی گئی تو انھوں نے دریائے زریزا کا کل طاس اور اس کا قدرتی خم منتقل نہیں ہونے
دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکوں کو یہ آسانی اور موقع حاصل رہا کہ وہ سرویا کو قاعدۃ الجیش بنا کر خواہ دریائے مذکور کے جنوبی
پہاڑی کنارہ کنارہ ڈومی نیکو اور ڈماسی جا کر مغرب کی طرف سے ٹرناوو اور لاریسا پر پیش قدمی کر دیں یا الاصونا اور درہ
ملونا اور ریالی کے راستہ مشرق کی طرف سے ان دونوں شہروں پر حملہ کر دیں۔

سرحد سے بجانب جنوب تین سے لیکر نو میلوں تک کے بعد پر دریا سالمبریا (پینی اس) وادی ٹمپ میں بہ رہا ہے
اور اس کا دھارا یونان و تھسلی کے شمالی سرحد کے تقریباً بالکل متوازی ہے۔ یہاں سرحد سے مراد پولیٹیکل و ملکی سرحد ہے۔ یونانی
زبان بولنے والی آبادی کی سرحد اس سے چالیس میل اور اوپر ہے۔ دریائے سالمبریا پر بہ ترتیب قصبے ترکالا اور لاریسا
واقع ہیں۔ ان کی آبادی پندرہ سے لیکر سولہ ہزار تک ہے۔ دریائے سالمبریا کے پائیں حصہ کے شمال میں بالکل قریب کوہ اولمپس کہ
علاقہ میں ۹۷۵۰ فیٹ بلند کھڑا ہے۔ یہ مشرق کی طرف خلیج سالونیکا سے اور بجانب غرب سالمبریا کی شاخ سنٹاپو
روس یا زریزا سے گھرا ہوا ہے۔

سنٹاپوروس کی ایک چھوٹی سی شاخ پر جو سیدھی اولمپس سے نکلتی ہے الاصونا کا چھوٹا سا قصبہ جسکی اس
محاربہ کی طفیل عالمگیر شہرت ہو گئی ہے واقع ہے۔ اسکے مسلمان باشندے دو سو گھروں میں دریا کے بائیں کنارہ پر اور
یونانی الاصل باشندے پچاس گھروں میں دریا کے دائیں کنارہ پر آباد ہیں۔ یونان اور ٹرکی کی پولیٹیکل سرحد کے دونوں طرف
الاصونا کی طرح اکثر دیہات اور قصبوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے لیکن محلے جدا جدا ہیں۔

وادی ٹمپ عجب دلفریب مقام ہے جسکی دلکش منظر کو کناروں تک لبریز بہتے ہوئے پہاڑی نالوں سے ہر وقت تازگی
اور شگفتگی پہنچتی رہتی ہے۔ دونو طرف کے پہاڑ درختوں اور مختلف قسم کی گھاسوں سے ڈھنپے رہتے ہیں۔ چٹانوں سے
عشق پیچاں اور دوسری قسم کی بیلیں چمٹی ہوئی ہیں۔ اور ڈھلانوں پر جابجا احتیاط و شوق سے نصب و کاشت کردہ
بادام و انار کی درختوں کے تازگی بخش باغ کھڑے ہیں۔ اور ان کے بیچوں بیچ صاف و پاکیزہ پانی کے چشمے جاری ہیں
جن سے ہر جگہ ہوا کمال مفرح و خوشگوار و صحت بخش ہو رہی ہے۔

وادی ٹمپ کے دہانہ سے چند میل آگے جانے پر حسن بابا کا گاؤں خود بخود نظروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یہ گاؤں
کوہ کساووس (اوصا) کی دامن میں ایک مدور میدان پر آباد ہے۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے۔ یہ
گاؤں کے بانی حسن نام ایک شخص نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مسجد نہایت دلفریب موقع پر سرو اور صنوبر کے مینار نما درختوں کے جھنڈ
میں واقع ہے۔ اور چاروں طرف کیلے کے درختوں اور پاکیزہ فضا دشتوں سے گھری ہوئی ہے۔ شاہراہ دریائے پینی اس کے دائیں
کنارہ کے برابر حسن بابا کے بیچ سے گذرتی ہے اور یہ بابر یعنی لاریسا سے سالونیکا کو جانے والے مسافر عموماً اس کی سیر کیے بغیر آگے نہیں بڑھتے

۵ یہ درہ سمندر سے ۱۲۸۰ فیٹ بلند ہے۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حسن بابا زمانہ قدیم کا مشہور قصبہ الاثیا کی موقع پر آباد ہے۔ حسن بابا سے آگے سڑک گھنے
درختوں کی ایک خوبصورت جنگل میں سے گذرتی ہے۔ ان کے تنوں سے جنگلی بیلیں ہار کی طرح لپٹی ہوئی ہیں۔ اور
گھنے سایہ کی تاریکی میں دریا اس فرحت بخش اور روح افزا وادی میں سے ایسی خاموشی اور متانت کے ساتھ گذرتا ہے۔ کہ
گویا وہ اپنی منزل کا سفر ختم کر کے اور آرامگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ پانی بظاہر ایسا ساکن اور بے حس و حرکت نظر آتا ہے۔ کہ دیکھنے والے
کو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر کنارہ پر ایستادہ درختوں کی جڑوں سے نکل رہا ہے۔ اکثر جگہ دریا کے کنارے خوبصورت
گھاس اور اس درخت سے جسے یورپ میں پاک شجر کہتے ہیں ڈھنپے ہوئے ہیں۔

قدیم زمانہ میں تھسلی یہاں ہر سال اس مہیب زلزلہ کی یادگار میں جس نے تمام علاقہ کو ویران کر کے ٹمپ کی گھاٹی بنا
دی تھی جشن منایا کرتے تھے۔ یہ گھاٹی مذکورہ کے پرزور سیلابوں اور چشموں نے لاریسا کے خوبصورت میدان کو
پھر پہلے جیسا زرخیز بنا دیا تھا۔ جشن کے موقعہ پر قرب و جوار کے قصبات کے تمام باشندے وادی ٹمپ میں جمع ہوتے۔
اور ہر جگہ دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار اشیا جلائی جاتیں۔ دریا پینی اس کی کشتیوں سے جو لگاتار ادھر ادھر چکر لگاتی رہتیں
ڈھنپ جاتا۔ اور بے شمار جھنگلوں۔ مرغزاروں اور دریا کے کنارہ پر سبزہ بچھ جاتیں۔ اس جشن میں ایک عجیب خصوصیت
یہ تھی کہ اس میں غلاموں کو مالکوں کے ساتھ پوری آزادی اور مساوات کی ساتھ ملنے جلنے کی ہی اجازت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ
مالک خادم ہو جاتے تھے اور غلام مخدوم۔

ترکوں کو تھسلی پر حملہ کرتے وقت ان دو اضلاع میں جن میں سے لاریسا دو آو یلونہ لاٹن اور وولو کا لیکا۔ لاٹن براہ
میلونا سے ٹیو او دو لیکا لا گذرتی ہے۔ کسی طرح کی طبعی رکاوٹ یا تکلیف کو مو وقت حائل نہیں ہوتی۔ ان اضلاع میں زیادہ
کی طبعی بناوٹ دشوار گزار اور بکھری ہوئی تھیں جیسی کہ جزیرہ نما کی دیگر اضلاع کی کیفیت ہی۔ مزید براں ان لائنوں
کے دو طرف اراضی زیر کاشت اور مزروعہ ہے۔ جس سے حملہ آور ملک کو بشرطیکہ فصلوں کو عمداً برباد نہ کر دیا گیا ہو کافی رسد اور چارہ
بہم پہنچ سکتا ہے۔ ضلع سالونیکا بالخصوص نہایت زرخیز ہے۔

لاریسا اور الاسونا کے درمیان جو مخالف افواج کے ہیڈ کوارٹر تھے مندرجہ ذیل راستے جو مقدونیہ و تھسلی کی سرحد
سے گذرتے ہیں۔ موجود ہیں۔

اول۔ ایک پگڈنڈی وادی ٹمپ کی آس سے۔ ڈوم نیکا۔ ڈمیاسی ہوتی ہوئی درہ اوینی میں سے جہاں سے یونانی
علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یوغاسی ٹرناووس اور لاریسا کو جاتی ہے۔ یہ راستہ بہت لمبا ہے۔ پگڈنڈی کہیں دریا پینی کی آس
سے دائیں کنارہ پر سے گذرتی ہے۔ اور کہیں بائیں پر سے۔ اس کے مشرق میں کوہ کٹری کا سلسلہ جو کوہ اولمپس کی شاخ
ہے۔ موجود ہے۔
[illegible] جو ... ہوتا ہوا ٹرناووس کے درمیان سے گذرتا ہے۔ وہ اول الذکر پگڈنڈی سے بہتر ہے

اور کلیمپیا سے سات میل بجانب مشرق کوہ پارنا اور کوہ پا لیسوا الیما کے درمیان درہ ملونا سے گذرتا ہے۔ ترکی جانب درہ
کی بلندی سطح سمندر سے ۵۵۰۰ فیٹ ہے۔ اور چڑھائی بہت سخت و عمودی ہے مگر شاہ دوس کیطرف اترائی نسبتاً آسان
و سہل ہے۔ یہ درہ عین سرحد پر واقع ہے۔ سوم اور چہارم وہ خراب اور دشوار گذار راستے ہیں جو الاصونا سے کریپا او خیاسکا
سے جھیل نیزرو کو جاتے ہیں۔

پانچویں سڑک سمندر کے عمودی ساحل کے کنارہ کنارہ اولمپس کے مشرق میں بندرگاہ پیرینا سے پلاٹا مونا اور
متعدد نیہا کو اور وہاں سے سالوریا کی وہانہ کو جاتی ہے۔

سطح زمین کی بناوٹ ہر جگہ ایک جیسی ہے۔ چونہ دار چٹان و سنگلاخ جنپر صرف کہیں کہیں درخت ہیں۔ جا بجا پہاڑی
نالی اور کھڈیں۔ دری گاہ بالکل خشک۔ اور کبھی بہت ناک تیزی سے بہتے ہوئے سیلابوں کی وجہ ناقابل گذر۔ راستے بہت
محال اور دونوں طرف کی چوٹیاں گنجی اور بے شجر یہی کیفیت درہ ملونا کی ہے۔

۱۸۸۱ء میں اس علاقہ کی سرحد کی تعیین نے انجلد ترکی کے حق میں کیگئی تھی۔ میناکو ما اور جیلیا کی ترکی باتریاں درہ
ملونا کے دونو اہم ترین دہانوں کی بخوبی حفاظت کر رہی تھیں۔ میناکسا کی باتریاں درہ ملونا کی بلند ترین چوٹی پر جہاں سے
کل وادی نظر میں رہتی ہے۔ نصب تھیں۔ اور مٹی کے دمدموں اور شہتیروں سے خوب محفوظ کر دیگئی ہوئی تھیں۔ جیلیا الیاسی
کے قریب ہے۔ دونوں ... کی باتریوں میں ۳ انچ۔ اور چھ انچ قطر کی کرپ توپیں تھیں۔ ان دونوں کی علاوہ درہ ملونا کے
شمالی سرے پر بمقام سیلوراکی بھی ایک ترکی باتری موجود تھی۔ اور سرحد کے کنارہ کنارہ تمام اہم اور کارآمد بلندیوں
پر فوجی چوکیاں اور گڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ مگر یونانی جانب پر فقط معدودی چند گڑھیاں تھیں۔ لیک توکریشتوا
کی گڑھی جسے مٹی کے دمدموں سے مستحکم کیا گیا تھا۔ درہ ملونا کی حفاظت کیلئے موجود تھی۔ یا باقی کل سرحد پر درہ
کی حفاظت کیلئے بمقام ... پولوس ... رکوس کی متصد بلندیوں پر مختصر سی مورچہ بندی کر دیگئی ہوئی تھی۔

شمالی یونان کے دریا جنگی لحاظ سے چنداں وقعت نہیں رکھتے۔ موسم گرما میں وہ عموماً کم و بیش خشک ہو جاتے ہیں
اور چنانچہ اس موسم میں وہ دشمن کی پیشقدمی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے ہیں۔ موسم سرما میں پانی کناروں
تک بھر جاتا ہے۔ اور بہت تیزی سے بہتا ہے۔ لیکن چونکہ ان دریاؤں کا پاٹ کچھ زیادہ نہیں انپر با آسانی پل بنائے
جا سکتے ہیں۔ مشہور دریا یہ ہیں۔ سالم دریا جو تھسالی میں مغرب سے مشرق کیطرف بہتا ہے۔ چھوٹا سا سرحدی دریا اُرنا جو مغرب
میں ہے۔ اور اس پر ... پیاموس جو جنوب میں بہتا ہے

دولوسے لاریسا اور دولوسے براہ تریکالا کالمباکا تک کی دونو ریلوے لائنوں نے یونانی فوج کو بڑا کام دیا۔ براہ تھیسیر
لامیہ المنزسی لاریسا کو جو نہایت ہی اہم اور کارآمد ریلوے لائن تیار کیجا رہی تھی۔ اس پر ... کی کچھ پیمائش شروع ہو جانے
سے ۱۸۹۷ء میں کام بند ہوگیا تھا جو ابتک شروع نہیں ہوا اور لائن بھی نامکمل پڑی ہے۔ چند تازہ نقشوں میں

وسائل کے لحاظ سے خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ سلسلہ اوتھریس ہیں جس کی بلندی ۵ ہزار سے لیکر ۷ ہزار فیٹ تک ہے اس میں ایک درہ چنداں فراخ و وسیع ہے۔ باقی سب دروں بعض پتھریلی اور بعض پگڈنڈیاں ہیں یہ کل پگڈنڈیاں بلا استثناء ایک دوسری سے ملنے کے بغیر سطح مرتفع پر سے شمالاً جنوباً گذرتے ہیں۔ برسات کی موسم میں ان پگڈنڈیوں سے گذرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور اتھرا اور بندرگاہ سٹائی لیس سے تھسلی کو سامان حرب و رسد اور کمک بھیجنے کیلئے خشکی کے راستے بھی صرف یہی ہیں۔ سلسلہ اوتھریس اور وادی ٹاکی درمیان جادی سپرکی اس میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک خاصی معقول سڑک گذرتی ہے۔ یہ دری یولی سے لامیہ کو اور وہاں سے سٹائیلیس کو جاتی ہے۔ اکثر پہاڑی پگڈنڈیاں اس سڑک سے تقاطع کرتی ہیں۔

اس لحاظ سے سٹائیلیس کا بندر بہت وقعت رکھتا ہے کہ وہاں ہر قسم کی کمک سمندر کے راستہ پہونچ سکتی ہے۔ ہر قسم کا سامان حرب و رسد سمندر کے راستہ یہاں پہونچایا جاتا ہے۔ اور پھر بار کش جانوروں پر دوہ خورد کا یا سلسلہ تھریز کے دیگر دروں میں سے آگے بھیجا جاتا ہے۔ تخورکا کے علاوہ سلسلہ مذکور سے شمال سے جنوب کو تین ایسی پگڈنڈیاں گذرتی ہیں جن پر گھوڑا چل سکتا ہی اور مغرب میں ایک اور راستہ پہاڑ دینی کو جاتا ہے

ترکوں کو کمک وغیرہ بڑے فاصلے سے پہونچانی پڑتی رہیں۔ مگر ایک تو خود صوبہ تھسلی ہی سے فوج حملہ آور کی ضروریات کا کچھ حصہ پورا ہو سکتا تھا۔ اور دوسری انھوں نے یونانیوں کی طرح اس معاملہ میں غفلت نہیں کی تھی۔ بلکہ شروع ہی سے وسائل بار برداری کا خوب احتیاط سے انتظام کر لیا تھا۔ مزید برآں اس ملک میں جو فریقین کی افواج کا تختہ مشق اور جولانگاہ بنا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آمد و رفت کے کافی راستے موجود تھے۔ اور گو ریلوے لائنیں یونانیوں نے بیکار کر دی تھیں۔ اور اسلئے ان سے کوئی فریق فائدہ نہ اٹھا سکا تھا۔ مگر اس سے بظاہر کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ شمال کی طرف سے حملہ کرنیوالی فوج کے راستہ میں اتھرا پیشقدمی کرتے وقت آخری قدرتی رکاوٹ جبال ادئی ٹاکا کا سلسلہ ہے جو وادی سپرکی یاس کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جبال اتھریس کی جنوبی جانب سے پہاڑ جبال زیادہ پھیلا ہوا اور دشوار گذار ہے۔ جبال ادئی ٹاکی پہاڑوں کی مجموعہ موسومہ کالی ڈرومس اور خلیج لامیہ کے درمیان مشہور پاسلی کا مشہور درہ کوہستانی سلسلہ میں سے گزرتا ہے زمانہ قدیم میں تھسلی سے وسطی یونان کو صرف اس راستہ سے فوج گزر سکتی تھی۔ اور اس لیے جنگی لحاظ سے وہ بے انتہا وقعت رکھتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی یہ وقعت بہت کچھ کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ سیلابوں اور طوفانوں سے ساحل کی بناوٹ بہت متغیر ہو گئی ہے۔ موسم سرما میں تو اب بھی زمین دلدلی ہو جاتی ہے۔ لیکن گرما میں بالکل خشک رہ جاتی ہے۔ اور بنابریں گو برسات میں کثیر التعداد فوج کیلئے ادھر سے گزرنا مشکل اور وقت طلب ہے لیکن اب یہ کہنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ صرف تھرموپاسلی غنیم کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے بمنزلہ سکندر کا کام دیتا ہے۔

فصل ہشتم مخالف افواج کی صف اولین

یونانی فوج

یونانی فوج فروری اور مارچ ۱۸۹۷ء میں ہی محاربہ کیلیے تیار اور اسکی جمعیت جنگی سپاہ پیمانہ تک بڑھائیگئی اور اس کا کچھ حصہ تھسلی میں پہونچگیا تھا۔ اور بقول جرمن سٹاف افسر ساتھ ہی کئی نئے انتظام بھی کر دیئے گئے تھے۔ کل رجمنٹیں جو پہلے تین تین کی تھیں، چار چار پلٹنوں کی کر دی گئی تھیں۔ مگر اجتماعی کارروائیوں کے دوران میں باربرداری کی قطار کے ناقص انتظام اور گھوڑوں کی قلت سے بہت تکلیف اور دقت کا سامنا رہا۔ ریزروں کی طلبی کے وقت سے ہی اس معاملہ میں بہت کچھ کوشش کیگئی تھی۔ مگر پھر بھی اس خرابی کا کامل دفعیہ نہ ہو سکا تھا۔

جنگ کا اعلان ہونے پر سپاہ کو مصافی فوج کی صفوف میں مرتب کیا گیا۔ تمام اعلیٰ کمانوں پر افسر مامور کئے گئے اور تمام بڑے افسر ہیڈکوارٹر میں جمع ہو گئے

یونانی افواج مقیمہ تھسلی کی جنگی ترتیب حسب ذیل تھی

سپہ سالار شہزادہ قسطنطین ولیعہد یونان　　ہیڈکوارٹر لاریسا

عملہ سپہ سالار اعظم

عہدہ		نام
حاضرباش ایجوٹنٹ	-	کپتان حاجی پطروس
اعلیٰ سٹاف افسر	-	کرنیل سپاپونٹ ساکیس
مینجر جنرل	-	ڈیلیسی نوس
ایضاً	-	پاپاڈیا مانٹوپولوس
مینجر	-	کلیس
″	-	زوگرافوس
چھ لفٹنٹ	-	جو افسران توپخانہ
اعلیٰ کمسریٹ افسر	-	لفٹنٹ کرنیل گالامیس
اعلیٰ طبی افسر	-	ڈاکٹر ڈیپاپانٹوپولوس

اول ڈویژن

اول ڈویژن[1] فوج پیدل کا۔ کمان افسر جنرل ماکریس
اول انفنٹری بریگیڈ۔ کمان افسر کرنیل ڈیمیوپولوس
اول انفنٹری رجمنٹ۔ دو پلٹنوں کی
ہنیری ″ ″ ″
دوم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل انٹیاماڈیس
ہفتم انفنٹری رجمنٹ
ہشتم

افواج ذیل بھی اول ڈویژن میں شامل تھیں

چار پلٹن رائفل بردار اور دو اینہ ذی سپاہیوں کی

[1] ہر ایک ڈویژن میں دو بریگیڈ اور ہر بریگیڈ میں تین رجمنٹ ہوتے ہیں

ایک رجمنٹ سواروں کی۔

چار میدانی اور تین کوہی باٹریاں۔

اوّل ڈویژن لاریسا اور اس کے قرب وجوار میں مقیم تھا۔ اور اس کی لیعیدی چوکیاں سرحد کی پہاڑی دروں پر قابض تھیں۔ یہ ڈویژن یونانی فوج کا دستہ ایمن تھا۔

دوم ڈویژن کمان افسر۔ جنرل مارو میکالیس	پنجم انفنٹری رجمنٹ
سوم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل ماسٹراپاس	یازدہم انفنٹری رجمنٹ
دوم انفنٹری رجمنٹ	چار پلٹنیں ڈمبری ۸۰۰۸-۹-۰ ڈن رائفل برداروں کی۔
چہارم " "	دو رجمنٹیں سواروں کی
چہارم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل کاکلامانوس۔	تین میدانی اور دو کوہی باٹریاں

یہ ڈویژن تریکالا اور کالاباکا میں مقیم تھا۔ اور ٹھسلی فوج کا دستہ یسار تھا۔ اپریل کے مہینہ میں وو اور ڈویژنوں کو ریزرو اور مستحفظ فوج کی ۸ پلٹنیں ۴ ہزار ملکی مجاہدین اور نیز اجنبی والنٹیر بطور کمک آملے۔ اجنبیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ پلٹنیں بنائی ہوئی تھیں۔ کامل طور پر یونانی سپہ سالار کی ماتحت نہ بنائی گئی تھی۔ اپریل میں جسقدر یونانی فوج ٹھسلی میں جمع ہوئی۔ اسکی تفصیل جمعیت حسب ذیل تھی۔ فوج پیدل ۴۴۵۰۰ فوج مستحفظ ۱۵ ہزار۔ ملکی مجاہد ۸ ہزار۔ فوج سوار توپخانہ وغیرہ ۴ ہزار مجاہدین شناسی پرقسم کی رائفلوں سے مسلح تھی۔

ترکی فوج یونان کے ساتھ مشکلات اور پیچیدگیاں شروع ہونے پر ترکی نے تیسری جیش مقیمہ مقدونیہ کی جمعیت کا ہیڈکوارٹر مناستر میں ہے جنگی پیمانہ تک بڑھادی تھی۔ اور اسے اور بھی کمک بھیجدی تھی۔ دس پلٹنیں پہلے جیش (قسطنطنیہ) اور ۱۳ پلٹنیں پانچویں جیش (دمشق) سے جملہ ۲۳ پلٹنیں بطور کمک اس میں بھیجی گئی تھیں۔ تیسری جیش مقیمہ مقدونیہ کی افواج کی فراہمی کے ساتھ ہی یورپ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے فوج ردیف کے بلائے جانے اور یونان کے مقابلہ پر میدان جنگ میں اسی ہزار فوج بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے تھے۔

یہ فوج اپریل کے شروع میں اپنے اپنے موقع پر جمع ہو گئی۔ اور اس کی کمانیں بہ تفصیل ذیل تقسیم کی گئیں۔

سپہ سالار۔ فیلڈ مارشل ادہم پاشا

اعلےٰ افسران سٹاف۔ جرنیل ڈویژن محمد رشدی پاشا سیف اللہ پاشا و کنعان بک

اعلےٰ افسر توپخانہ۔ جرنیل بریگیڈ رضا پاشا

اعلےٰ انجینئر افسر۔ جرنیل بریگیڈ حمدی پاشا

اوّل ڈویژن کمانڈر حیدر پاشا۔ یہ ڈویژن اوّل اوّل بمقام جبالی میں بمقام ڈومینیکو پھر بمقام سرلوگٹے

اور بعد ازاں ڈماسی سے بجانب جنوب بمقام تشتی سار میدانوں میں صف آرا ہوا

دوم ڈویژن کمانڈر نشاط پاشا۔ یہ ڈویژن پہلے سلسلہ جبال میں بمقام سکوبیلا جہاں اس کا سارا وقت جنگ کرنے ہی کے پینے میں صرف ہوا پھر بمقام ٹرناووس اور بعد ازاں جوں جوں فوج بڑھتی گئی آگے آگے صف آرا ہوتا رہا۔

یہ دونو ڈویژن عساکر عثمانیہ کا بایاں بازو تھے۔

سوم ڈویژن کمانڈر ممدوح پاشا۔ اولاً سلسلہ جبال میں بمقام الاصونا جمع ہوا

چہارم ڈویژن کمانڈر حیدر پاشا۔ اولاً بمقام الاصونا جمع ہوا محمد پاشا کا ریزرو بریگیڈ جو کسی ڈویژن میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اس ڈویژن کے ساتھ رہا تھا۔ اور پہلے بمقام الاصونا جمع ہوا تھا۔

} یہ دونو ڈویژن فوج حملہ آور کا قلب تھے۔ الاصونا سے یہ دونو اعلان جنگ ہوتے ہی قرادرہ (درہ ملونا) سے گزر کر میدانوں میں داخل ہوئے

پنجم ڈویژن کمانڈر حقی پاشا پہلے ڈسکاٹا کی پہاڑوں میں جمع ہوا۔ پھر قرادرہ یا درہ ملونا سے گزر کر تھسلوی میدانوں میں داخل ہوا۔ پہلے پہل یانیا اور الاصونا کی مجتمعہ افواج میں رشتہ مواصلت قائم رکھنے کا کام دیتا رہا۔ پھر فوج حملہ آور کی قلب میں شامل کر دیا گیا۔

ششم ڈویژن کمانڈر حمدی پاشا۔ پہلے لنفوٹ کاریہ (کاریا یا خاصکوئی) کی پہاڑوں میں جمع ہوا۔ پھر یونانیوں کے کوہستانی پیکیٹوں کے ساتھ لگاتار مشغول پیکار رہا۔ اور آخر کار میدان میں داخل ہو کر بمقام دلیلر کو فتح کیا۔ یہ ڈویژن یساری بازو کا ایک جزو تھا۔

ہفتم ڈویژن کمانڈر حسنی پاشا۔ یہ ڈویژن پہلے کاٹرینا میں جمع ہوا۔ پھر وہاں کی حفاظت کیلئے کافی فوج چھوڑ کر وادی ٹمپ کے راستہ میدان میں داخل ہوا۔ یہ ڈویژن جو یساری بازو کا دوسرا جزو تھا۔ جدیداً مرتب کیا گیا تھا اور اس کا کچھ حصہ چھوٹی نالی کی میگزین رائفلوں سے مسلح تھا۔

کیولری ڈویژن کمانڈر سلیمان پاشا۔ یہ ڈویژن ہراول میں رہتا تھا

کل فوج مقیمہ وادی ملساویہ علاقہ تھسلے { ساڑھے سات ڈویژن فوج پیدل
ایک ڈویژن فوج سواران۔ } یعنے تقریباً چار آرمی کور

ریزرو آرٹلری - نو باتریاں - جو رضا پاشا کے زیر کمان الاصونا میں تھیں سوا ان ڈویژن ہیرو کی حفاظت کے لئے کاٹرینا میں متعین تھا۔ یہ معقد دوی فوج کوہ اولمپس کے ڈھلانوں پر نہایت محفوظ و منضبط اور بکمال احتیاط سے تیار کئے گئے مقامات میں فوج کے بازو پر اس غرض سے متعین تھی کہ اگر یونانی سمندر کیطرف سے آکر ترکی علاقہ میں اترنے کی کوشش کریں تو انکو اس کوشش میں کامیاب نہ ہونے دے۔ ہر ایک ڈویژن کیلئے نام نہاد جمعیت یہ مقرر کی گئی تھی کہ اس میں چار باتریاں اور بٹالین ۵۰۰ آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی سولہ بٹالینیں ہوں۔ مگر کل ڈویژنوں میں یہ اصول قائم نہ رکھا گیا۔ چنانچہ

انتہائی صیرہ ڈویژن بقیہ کارٹرنیا کی جمعیت ان متعدد دستوں کی وجہ سے جو اسے اپنی پیش قدمی میں پیچھے چھوڑنے پڑتے ہوں
تھے کبھی بارہ ہزار سے متجاوز نہ ہوئی تھی۔

کیولری ڈویژن میں ۲۵ رسالے اور چار اسپی باتریاں تھیں

ان بڑی جماعتوں (یعنے ڈویژنوں) سے علاوہ فوج پیدل کی کئی چھوٹی چھوٹی جماعتیں سرحد کی حفاظت پر مامور
تھیں۔ اس کام کیلئے جسقدر دستے بھیجے جاتے تھے وہ سب کے سب سرحدی گڑھیوں اور چوکیوں میں جو زمانہ امن
میں بھی کل سرحد کے برابر قائم رکھی جاتی ہیں قیام کرتے تھے۔

محاربہ کی ابتدا اپریل کے پہلے دنوں میں تھسلی اور مقدونیہ کی سرحد پر بہت جوشی اور تحریک پھیل رہی تھی یونانی
سے ان لوگوں کی تحریک باہم مذہبی اور قومی کے جوش سے دیگر ممالک کے علاوہ خاص ٹرکی کے صوبجات مصر و شام و ایشیا کوچک سے
بھی کئی ہزار یونانی مجاہد یونان پہونچگئے تھے۔ مگر ایسی پاگلانہ سرمستی سے کئی مآل اندیش یونانی بچے رہے اور وہ مدد کرنی سہی ہی بجز تر
غیبہا بلکہ اپنے قوم کو بھی نیک صلاح و مشورہ دینے سے دریغ نہ کرتے رہے۔ چنانچہ بندر روڈوسٹو کی ایک یونانی تاجر نے اپنے ایک
عزیز کو جو لاریسا میں رہتا تھا حسب ذیل خط محاربہ سے پہلے ارسال کیا

"میرا عزیز۔ تیرا خط ملا۔ اور اس امر سے واقف ہوا کہ تو ہمارا کی کریٹ کی امداد کیلئے ... نہ درہم مالیت کا غلہ دیا ہے۔ خدا انہیں
اس ہمدردی اور حسن نیت کا بدلہ دیگا۔ میں تجھے اطلاع دیتا ہوں کہ تمہارے ملک میں مفلوک الحال کریٹیوں کی امداد کیلئے روپیہ جمع کر
نے کی غرض سے جو انجمن قائم ہے وہ اپنی دیانت میں بالکل جھوٹی ہے۔ اور اسمیں ایسے لوگ ہیں جو صرف اپنی ذاتی منافع کیلئے کام
کر رہے ہیں بڑی دلیل اس امر کی یہ ہے کہ انہوں نے قلہ و پارچہ سے نو روپیہ کریٹیوں کے واسطے جمع کیا۔ اور اس کے عوض دس ہزار بندوقیں
اور کئی لاکھ کارتوس خرید کر اشقیاء کریٹ کے پاس بھیجدیے۔ جن سے انہوں نے ایسے ایسے جور و ستم کئے کہ تمام شریف یونانیوں کو شرمانا ہو
پڑا۔ اور انہوں نے اس پر کفایت نہ کی بلکہ صوبہ تھسلی کے غریب مسلمانوں کی بھی جو تعداد میں پندرہ سو سے تجاوز نہیں طرح طرح
بیحرمتی کی ان کی ٹوپیاں سر پر سے اتار کر قدموں تلے کچلیں۔ اور بالکل بے قصور محض اس وجہ سے کہ وہ غیر مذہب کے ہیں۔ ان کو
تکلیفیں پہونچائیں جن سے لاچار ہوکر اکثر شریف مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی کیا یہ طفلانہ حرکات اور سفیہانہ کرتوتیں ہمارے
لئے باعث شرم نہیں کیا ہم ترکوں کے ملک میں رہنے سے [...] ہو سکتے ہیں [...] انکے ملک میں ہوں تیرا عزیز و بھائی نقولا اور
اس کی اولاد قسمریا میں اور تیرا دوسرا بھائی بوڑھا اور اس کا بیٹا مصر میں ہے اور تمام بلاد عثمانیہ ہماری قوم سے بھری پڑے ہیں۔ اگر ہم تیری
طرح پاگل ہو جائیں تو ہماری کیا حالت ہو۔ تیرا اپنی قوم کی ان شرارتیں دیکھکر دائرہ سے نکل آیا۔ اور عثمانی رعیت بنگیا تھا تم لوگ
عنقریب سخت مصیبت میں گرفتار ہونیوالے ہو کیونکہ ہر روز میرے پاس سے عساکر عثمانیہ گذر رہے ہیں اور مجھے کبھی خیال نہیں
تھا کہ بلاد عثمانیہ میں ایسے لشکر موجود ہیں جب میں یہ خط لکھ رہا ہوں اور دوسری طرف میری آنکھیں ان نوجوان ترکی سپاہیوں

کے رعب و جلال اور ہمت و طاقت کا نظارہ کرتیں جو ابھی بندرگاہ سالونیکا سے آئے ہیں مصروف ہیں
کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ [...] نے جنگ پکار کر یونان کو مبتلا آلام کیا [...]
جنگ [...] [illegible]

ایسٹر سنڈے یا ایسٹری اتوار جو عیسائیوں میں بہت بڑی عید کے ہوتا ہے اتفاقاً صبح کے وقت فریقین کی سنجیدگی دفعتہً ورماندہ ہو جانے
سے لڑائی ملتوی ہو گئی۔ مگر باہمی عزم کہ ۱۹ اپریل کو بروز دوشنبہ پھر شروع کیجائیگی۔
ان لڑائیوں سے البتہ ایک نتیجہ ضرور مرتب ہو گیا۔ ترکوں نے یہ امر بخوبی ثابت کر دیا کہ یونانی باقاعدہ فوج کے آدمی
انمیں شامل رہے ہیں۔ اور ترکی افواج صرف مجاہدین اور مفسدوں سے معرکہ آرا نہیں رہی اس امر کے پایۂ تصدیق کو پہونچ
جانیکا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی گورنمنٹ نے یونان کے برخلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔
ولیعہد قسطنطین اور اسکے جنرل اسٹاف نے جارحانہ پہلو اختیار کرنے کی بجائے پہاڑی دروں کی محافظت کی پہلو پر
رہنے کا عزم کیا۔ تاکہ غنیم کو اپنی پوری طاقت سے کام لینے کا موقع نہ مل سکے اور اس طرح ترکی فوج کے عقب میں بغاوت
برپا کر دینے کیلئے مہلت مطلوبہ ملجائے۔

فصل دوم قبضہ جبال کیلئے معرکہ آرائی

ادہم پاشا نے یونانی فوج کے برخلاف کارروائی شروع کرنیکے احکام موصول ہو جانے پر بتاریخ ۱۸ اپریل پیشقدمی کا
حکم دیدیا۔ بقول سٹاف افسر کردہ بالا پیشقدمی ایسے طریق سے اور یہ خاص مدعا مدنظر رکھکر کیگئی کہ درمیانی حصہ فوج غنیم
کو سامنے کیطرف سے اپنے ساتھ مشغول رکھے باقی لیجئے لڑائی میں نہ شریک ہو دونوں فوج یونانیوں کے میسرہ کا بائیں بازو پیچھے
ہٹا کر انکو عقب سے جا ملے۔ اور پانچویں ڈویژن ملونا درہ کی شرکت پر قابض ہو کر آگے بڑھنا شروع کر دیں اس تجویز کو عمل میں
لانا اس سبب کیوجہ سے جو سرحدی لائن کے جنوب میں [illegible] اور [illegible] اور کالا [illegible] درہ [illegible]
درہ [illegible] پر منتہی ہوتے ہیں ممکن ہی نہیں بلکہ اغلب [illegible] تھا اور ترکی بالعزم [illegible] عقب میں [illegible]
ان مقامات کو فتح کرنیکے بعد یونانیوں نے جارحانہ پہلو پر کارروائی کرنے اور [illegible] دو [illegible]
قبضہ کر لیا تھا اور نیز یونانیوں کو سرحد سے پیچھے ہٹا کر ادہم پاشا نے دو کالم [illegible] غنیم پر سامنے کیطرف سے [illegible]
کالم جس میں دوم و چہارم ڈویژن تھے درہ ملونا پر اور دوسرے نے جس میں پانچواں ڈویژن تھا [illegible] حملہ کیا۔
ساتھ ہی [illegible] غنیم کے عقب میں جانیکے لئے ایک دستہ کو دریا [illegible] کی وادی کے راستہ [illegible]
طرف جانیکا حکم ملا۔ اور ہدایت کیگئی کہ اس دستہ کی [illegible] ڈویژنوں کا رخ [illegible] کیطرف [illegible]
[illegible] مقابل [illegible] پہلو پر رہا۔ انتہائی میمنہ پر [illegible] ڈویژن [illegible]
[illegible] کو دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کا کام سپرد کیا گیا
[illegible] کارروائی کی ہدایت کیگئی [illegible] لڑائیاں ہوئیں [illegible]

درہ میں سے گذرنے والی سڑک پر ترکوں کا قبضہ ہو جانے سے یونانیوں کیلئے گریبینہ والی کی پہاڑیوں کی محافظت کرتے رہنا ناممکن ہوگیا۔ وہاں دو ہزار یونانی متعین تھے جنکو پانچویں ترکی ڈویژن کی سپاہ نے بتدریج اس اہم موقعہ کو چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ ۱۹-اپریل کی صبح کو یونانیوں نے ٹرناووس کیطرف ہٹنا شروع کردیا۔ اور ادھر ترکوں نے درہ ملونا کی متعدد بلندیوں یعنی کوہ پاپا یوادیا و پاپڑیا اور ان کی گرتھیہ پر حملہ کردیا۔ اور ریانی کیطرف بڑھے۔ مگر اس پیشقدمی سے انکو یونانی بریگیڈ زیر کمان ڈیمو پولو نے پیچھے ہٹا دیا۔ ۱۸-۱۹-۲۰ اپریل کو درہ ملونا اور گریبینہ والی کے ارد گرد جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ترکوں کی تین پلٹنیں (تقریباً ۲۴ ہزار آدمی) اور ۱۴ بیٹریاں شامل ہوئیں۔ ان کے مقابلہ پر یونانی صرف ۱۶ ہزار کے قریب تھے۔ ایک جنبی نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ ان معرکوں میں ترکوں کے ۵۰ شہید اور ۱۲۰ مجروح ہوئے۔ مگر یونانیوں کا اس سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا یعنی جن کا قول ہے کہ ترکی توپوں نے غنیم پر سخت بربادی وارد کی۔ انکے گولے گویا جاندار تھے۔ اور یوں پر کام دیتے تھے۔ اور موقعہ پر جاکر پھٹتے جہاں ابھی کسیطرح کی پناہ یا روک موجود ہوتی تھی۔

اس قلب میدان کی لڑائی کے ساتھ ہی جس میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ادہم پاشا یونانیوں کو انکی [illegible] خط مراجعت کیطرف پیچھے دھکیل دینے میں کامیاب ہوا تھا بازو [illegible] پر بھی ویسی ہی ثابت قدمی اور عزم بالجزم کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی نسبتاً بہت زیادہ مشکلات بیسار [illegible] بازو پر حمدی پاشا کی زیر کمان چھٹی ڈویژن کو پیش آئیں۔ اس بازو کا میدان جنگ محافظین کے حق میں ازحد مفید تھا۔ وہ نہایت عمدہ پناہ اور روک کے پیچھے بلند اور دور تک مار کرنیوالی موقعہ پر کھڑے تھے جہاں سے اور بڑی فہم یونانی کوہستانی توپیں شکاری غنیم پر پے درپے سخت ہوکر آتشباری کر رہے تھے۔ یہاں (یعنی بمقام نیزروس) ایک ہزار مجاہدین کے علاوہ ۵۰۰۰ یونانی سپاہ کرنیل [illegible] مانوس کے زیر کمان درہ کو دونو طرف ناقابل گذر [illegible] بلندیوں پر متمکن تھی۔ اور ترک کوہ اولمپس کے دامن میں سے پیش تھے۔ اور موقعہ کی تنگی اور بلندیوں کی [illegible] کی وجہ سے غنیم کے مضبوط موقعہ پر زبردست حملہ کرنیکے لئے اپنی صفوں کو پھیلانے اور ترتیب کرنے سے معذور تھے۔ چنانچہ دونو فریق ۲۰-اپریل تک پہاڑ کی گھاٹیوں میں اسیطرح بالمقابل قائم رہے کوئی فریق دوسرے پر کسیطرح کا غلبہ حاصل نہ کرسکا

یعنی بازو میں اوسطرف کی درہ تنگی دونو طرف بلندیوں پر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بھی اسی طرح بے نتیجہ رہیں۔ اور چونکہ حقی پاشا کا ڈویژن متردد رہا اور اسنے پیشقدمی میں جلدی و سرعت سے کام نہ لیا۔ یونانی ڈویژن زیر کمان جنرل ماوروکیالیس نتیجہ اس [illegible] کا حصہ کثیر قلب کو بھیجنے [illegible] اور ریوینی کیطرف چلا دیا اور ان نئی موقعوں پر ایسی [illegible] پہونچ گیا۔ کہ ان جانگداز معرکوں میں جو ۱۹-اپریل کو شروع ہوئے شریک ہوگیا۔ اس کمک کے پہونچ جانے پر یونانیوں نے [illegible]

کیونکہ ایسے موقعہ پر تھے۔ کہ وہاں سے ایک آدمی مدافعت کے پہلو پر چار حملہ آوروں پر بھاری ہو سکتا تھا۔ کوہستانی ممالک اور پیچیدہ پھسلنے دروں اور دشوار گذار گھاٹیوں اور بلندیوں پر محافظین کی تھوڑی سی تعداد بھی کثیر التعداد اور زبردست حملہ آوروں کو بیجا چک نقصان اور تکلیف پہونچا سکتی ہے۔ اسکی کیفیت ناظرین کو [illegible] گذشتہ [illegible] معلوم ہوگئی ہوگی مترجم

غنیم کو سامنے کیطرف ہی مشغول رکھنے کیلئے فی الفور یوناسی کی ترکی گڑھی پر حملہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی اسپونت درہ ریوینی کیطرف بڑھ کر اس سے عبور کر گئے۔ اور وماسی کے میدان میں اپنی صفیں مرتب کر کے ان بلندیوں پر اپنا توپخانہ نصب کر دیا جہاں سے مقام وینیا کی ترکی باتری پر جو وادی کی شمالی سرے پر واقع تھی گولہ باری ہو سکتی تھی۔ جب یونانی وینیا کی مشرق میں کوہ کینیز کی ڈھال کی مختلف موقعوں پاکر سیوں پر دو کوہی باتریاں نصب کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ترکوں کی طرف سے درہ کو فتح کرنے یا اس میں سے گذرنیکی تمام کوششیں بیکار تھیں۔ ایک انگریز نامہ نگار کا جو یونانیوں کیطرف موجود تھا بیان ہے کہ گو ترکی باتریونکی چھ انچ اور ساڑھے پانچ قطر کی کرپ توپیں کسیطرح کی پناہ پائے بغیر یونانی گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کی زد میں ہونیکے باوصف مشین ایسی باقاعدگی سے کام کر رہی تھیں۔ مگر ان کی آتشباری سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ انکی نشست درست نہ تھی۔ اور گولے گر کر پھٹتے نہ تھے۔ چنانچہ ترکی توپیں بتدریج خاموش کرا دی گئیں اور لڑائی بلا نتیجہ ختم ہو گئی ۱۹ اور ۲۰ اپریل کو کوہستان کے اس حصہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اوسے توپخانوں کی مبارزت کہنا چاہیئے جس میں یونانی فائق ثابت ہوئے تھے۔ اور دونو فریق اپنے اپنے موقعہ پر قائم رہے۔ کسی کو دوسرے پر کچھ غلبہ حاصل نہ ہوا۔ اس طرف اٹھارہ ہزار ترک ساڑھے بارہ ہزار یونانیونکے بالمقابل تھے۔ آخر الذکر کا خوب محفوظ موقعہ پر ہونیکی بدولت نسبتاً بہت خفیف نقصان ہوا۔ انکے صرف ایکسو قتل و مجروح ہوئے تھے۔ مگر ترکوں کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

فوج حملہ آور کے سپہ سالار ادہم پاشا نے جب دیکھا کہ جناحی ڈویژن ۲۰ اپریل تک کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکے۔ اور نہ آگے بڑھ سکے ہیں تو اس نے آئندہ کیلئے یہ نقشہ تجویز کیا کہ درہ ملونا پر قابض ہوتے ہی علی الفور غنیم کے قلب کو کوہستان سے پیچھے ہٹا دیا جائے تاکہ بازؤں کی افواج کو آگے حرکت کرنیکا موقعہ مل جائے۔ یہ تجویز پہلی تجویز سے بالکل متضاد تھی۔ اول الذکر کا تو یہ منشا تھا کہ جناح یعنی بازو ہیدین اور رکالاما کے درونکو فتح کر کے یونانیوں کے بازؤں کے اوپر سے گذر کر انکی عقب میں لاریسا نہ پہنچ جائے قلب میں واقعت کے پہلو پر رہ کر غنیم کو مصروف رکھا جائے۔ جس تجویز پر جناحی فوج کے ناکام رہنے سے عمل نہ ہو سکا۔ اگر ترکی جناحی فوج ایسی پیشقدمی بسرعت اور بالعزم کرتی۔ تو وہ بالغالب وجود غنیم کے جسم کے نازک ترین حصہ پر کاری زخم لگانیمیں کامیاب ہو جاتی۔ ترکی فوج کے حصہ اعظم نے تمام فوجی کارروائیاں نئی تجویز کے مطابق کی ہیں۔

۲۱ اپریل کو دونو فریق درہ ملونا کی جنوب میں ایکدوسرے کے بالمقابل ایستادہ تھے۔ یونانی ماتی میں اور ترک دہانہ جبال کے قریب قرہ درہ میں۔ باین ہئیت کذائی کہ وضع اقامت دونو میں ۲۱ اور ۲۲ اپریل کو جانگداز معرکے ہوتے جنمیں یونانیوں نے غنیم کو پھر پہاڑوں میں نیچے دھکیل دینے کیلئے اوسکے دستہ امین پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی ان معرکوں کا ایک حیرت انگیز اور پر اثر واقعہ تین سو چرکس سوارونکی استشہادی دوڑ تھی۔ یہ سوار مشہورانہ جانبازی اور عجب پرجوش متوکلانہ با اتحادی سے غنیم کے قلب پر گھوڑونکو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جا پہنچے۔ اور یونانی قادراندازونکی گولیوں کا نشان ہو گئے۔ انمیں سے صرف ایک غریب واپس پہنچا۔

اس جگہ ہوئی تھی۔ ساتویں ڈویزن جو کیٹرینا اور پلاٹا مونا کی دریائی ساحل کی حفاظت پر مامور تھا کسی رستے جو کہ
پاشا کے زیر کمان چھٹے ڈویزن کی تعلقے تھے۔ چنانچہ ۲۳۔ اپریل کو کوہ اوسا سے لیکر دریا زینیاس تک بہ سیلی کی باقی
بیرام ہیم پاشا کی فوج کا حصہ اعظم یعنے چھ ڈویزن انفنٹری کی ایک آزاد برگیڈ۔ اور رایت ڈویزن فوج کیولری جمع تھا
ترکی جرنیل ملتہ تاریخ مذکور دوسری دن حملہ کرنے کیلئے کل تیاریاں اور انتظام کر لیئے حملہ کا نقشہ یہ تجویز کیا گیا کہ کل
مجتمع ہو کر پہاڑ وسنے میدانکی طرف اتریں اور بصورت کامیابی ٹرنا ووس پر قابض ہو کر ہیڈ کوارٹر وہاں قائم کیا جائے
مگر چونکہ تجویزہ کارروائی کا پہلا حصہ (یعنے میدان میں داخل ہونا) تجویز کے زیر ہونے سے پہلے ہی سرانجام پا گیا۔ ادہم پاشا نے
اب یہ مناسب سمجھا کہ فوج کو ایک دن (۲۴ اپریل) آرام و دیگر اسباب اپنی فوج کی تمام ایسے دستوں کو جو دور دور بکھرے
ہوئے تھے نیز۔ اور نیز کمسریٹ سامان جنگ اور بارکش جانوروں اور گاڑیوں کی کالموں کو یکجا مجتمع کر لیا جائے اور پھر دوسری دن
۲۵ اپریل کو سب سے اول لاریسا کی طرف پیشقدمی شروع کر دیجائے۔

محاربہ کی پہلے حصہ پر جو دو دن ہوتا رہا نظر ثانی کرنے سے یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ یونان اپنی کوہستانی پوزیشن
کی پناہ میں بالکل مدافعت کر سکتا ہے اور غنیم کو بر خلاف جو متعدد کالموں میں مرتب ہو کر نقل و حرکت کر رہا تھا کسی طرح
کی جارحانہ کارروائی نہ کی اس انتظار کیوجہ سے یہ خیال ہو کہ اگر دشمن کے مقابلہ پر جو تعداد میں بہت فوقیت رکھتا ہے
کسی جگہ خفیف سی شکست بھی ہو گئی تو مقدونیا کے باشندوں کو جو بغاوت کرنیکی جرأت نہ ہو سکی۔ اور سرویا۔ بلگیریا جو
ماتحی جنگ کو میدان میں اترا نیکی توقع بھی موہوم ہو جائیگی اور چونکہ ہمسایوں اور رفقا کی مدد کو حاصل کرنا نہایت
ہی لازمی اور ضروری ہے بنا بریں خفیف سی شکست کے احتمال سے بھی محترز رہنا واجب ہے۔

اگر ہمارا یہ قیاس درست ہو تو حرف مذکرہ بالا کو مد نظر رکھکر دیکھنے سے تسلیم کرنیمیں کسی کو عذر نہیں ہو گا کہ یونانی
افسران مکہ بیکالیس۔ سمٹریاس۔ ہولینک۔ سکر میر اور کاٹنی نولیس جو مختلف پوزیشنوں کی محافظت کیلئے منتخب کئے گئے
احکام معدودہ کی جزم و احتیاط اور بہادری کیوجہ تحسین کے لائق ہیں۔ لیکن دوسری طرف سپہ سالار اس اہم الزام سے کبھی بری الذمہ نہیں
ہو سکتا کہ اسنے اپنی فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بہت وسیع علاقہ میں منتشر کر دیا جس سے فوج مذکورہ کی مختلف دستوں میں
وہ اتصال اور رابطہ نہ رہ گیا جو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کسی ایک مقررہ موقعہ پر نمایاں فتح کا امکان
بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ حالانکہ کسی ایسی ہی فتح سے اون لوگوں پر جنسے امداد و اعانت کی توقع تھی جو صلہ افزا اور جوش
بڑھانیوالا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس غلط چال کے علاوہ یونانیوں کو اس سے بہت نقصان پہونچا کہ انہوں نے ترکی فوج کی اخلاقی طاقت اور شکستگی
اور اسکی کل فوجی انتظام اور جنگی نشو و نما اور ارتقا کا درست اندازہ نہ کیا تھا۔ یونانی اعلیٰ افسروں کی نگاہ سے یہ امر نظر انداز ہو گیا
تھا کہ ترکی نظام جنگی اب وہ نہیں جو ۱۸۷۸ء کے روسی ترکی محاربہ کے وقت تھا اور کہ اسوقت سے وہ نہ صرف فوجی اقسام میں
سے جو کسی ڈویزن میں شامل نہ تھا

افسر چلے آرہے تھے۔ ملاقات ہوگئی۔ مسٹر بگھم نے پاشا موصوف کو ہمارے نام بتائے جسپر انہوں نے فی الفور نہایت تپاک سے صاحب
سلامت کرکے ہمیں اپنے ہمرکاب افسروں سے معرف کرایا۔ مارشل نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن کی لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی
دشمن کو بازو پر سے ہٹکر پیچھے ہٹنا پڑا ہے کیونکہ سپاہی جو دو یا دستے لگاتار آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ ہماری کل فوج
عنقریب پیشقدمی کرکے تھسلی کے میدان میں داخل ہوجائیگی۔ مشیر محمد و شیخ نے یہ بھی کہا کہ عام طور ٹرانسپورٹ بالخصوص سامان جنگ
اور گولہ بارود کی باربرداری کے متعلق بہت مشکلات لاحق رہے ہیں۔ چونکہ مسٹر کوبین ہیم خود معائنہ کرچکا تھا۔ اس بیان
کی صداقت میں مجھکو کسیطرح کا شبہ نہیں ہوسکتا تھا۔ ہمنے اپنے گھوڑے انکو لوٹا لیا۔ اور ادہم پاشا کی ہمراہ الاصونا آگئے
اونکے ساتھ کے افسروں سے میری طویل گفتگو ہوئی جس سے مجھے جلد معلوم ہوگیا کہ پیشقدمی کی سست رفتاری سے عام آزردگی
پھیل رہی ہے۔ اور نیز کم عمر اور نوجوان افسر شنبہ اور یکشنبہ کی لڑائیوں میں درہ ملونا اور کل سرحد پر فتح حاصل ہو
جانیکے باوجود پیشقدمی میں توقف ہونے کا مطلب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور بہت چیں بجبیں ہو رہے ہیں

اوس زمانہ میں اکثر اخبارات نے بیان کیا تھا کہ اس توقف کا باعث وہ ہدایات تھیں جو محلسرائے سلطانی (یعنی سلطان
المعظم کی طرف سے) قسطنطنیہ سے موصول ہوئی تھیں۔ مگر یہ توجیہ مجھکو بالکل ہی غیر اغلب اور بیجا معلوم ہوتی ہے۔ میرے خیال
میں اسکی معقول وجوہات موجود ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ توقف و تساہل پر نہایت سختی سے اعتراض کرنیوالوں میں ایک
خود سلطان المعظم کا وہ یاور تھا جسے جلالتمآب نے فوج میں روانہ کیا ہوا تھا۔ اوسنے مجھے نہایت تلخی اور آزردگی کے ساتھ کہا میں
نہیں سمجھ سکتا کہ اس شاندار فوج کو جسکے سپاہی دنیا بھر میں شجاع ترین ہیں کیوں پانچ دن یہاں بیکار بٹھا رکھا گیا ہے۔
حالانکہ اس وقت تک اوسکو لاریسا میں ہونا چاہیے تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس توقف کو خود سلطان المعظم نے بھی بلاشک و شبہ
ناپسند کیا تھا۔ اور اسی ناپسندگی کے باعث جلالتمآب نے غازی عثمان پاشا کو ادہم کی جگہ لینے کے لئے سالونیکا روانہ کیا تھا۔ اور
مسلمہ یقینی امر ہے کہ ۱۸ اپریل کی پیشقدمی اور عین وقت پر قبضہ تھسلی نے بھی ادہم پاشا کو بدنامی اور ذلت سے بچا لیا تھا۔ اگر یہ
وقوع میں نہ آتا تو وہ ضرور کمانڈ سے معزول کردیئے جاتے۔ ٹرانسپورٹ کی مسلمہ دقتوں اور مشکلات کے علاوہ اس توقف کی اگر کوئی
اور چیز بھی باعث تھی تو وہ ادہم پاشا کی بدرجۂ غایت احتیاط ہے۔ وہ پرانی طرز کا فوجی افسر پایا تھا دیگر نہایت محتاط اور سوچ
سمجھکر چلنے والا جنگی شاطر ہے۔ اور کوئی کارروائی کرنیسے پہلے اس امر کی طرف سے پورا پورا اطمینان کرلینا چاہتا ہے کہ
ہر چیز اپنے اپنے موقعہ پر بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اس مرتبہ جو ہجوم افواج اور اچانک و خطرناک دھاوے اور ضربات گزشتہ
جنگ میں ایسی کارروائی کو شکست ہوتی تو کوئی کلام ہی نہیں۔ اور کسی مستعد اور دلیر جرنیل کے مقابلہ میں جسکے پاس سپاہ بھی
عمدہ ہو اونکا ہار جانا ثابت ہونا بھی امکان میں داخل ہے۔ ادہم پاشا کی تدابیر اوس کی عملی کارروائی سے بہتر ہے

مسٹر سٹیونس کی نکتہ چینی

مسٹر سٹیونس کی رائے ہے کہ مستقل کارروائی کو نقصان اور توقفوں کا باعث جو امر مستعد لڑائی کے
میں صاف ظاہر ہوگئے تھے خود مسٹر کسی ذاتی کوتاہی کے بجائے زیادہ تر ادھر کے

ماتحت افسروں یعنے جرنیلان ڈویژن کے عیوب ہوں۔ تمام غیر ترک مشاہدہ کنندگان کی عام رائے تھی۔ کہ ادھم پاشا کی فوج کے ماتحت
جرنیل کم لیاقت تھے۔ اور اپنے فرائض کے سرانجام کی قابلیت نہ رکھتے تھے مسٹر جی اے سٹیونس[۱] اخبار ڈیلی میل کے قابل نامہ نگار نے ایک مراسلت
میں جو انہی دنوں کے اخبار میں شائع ہوئی۔ اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی ہے۔ ترک دنیا بھر میں بہترین سپاہی اور بدترین افسر رکھتے ہیں ترکی
سپاہی رستم صفت متحمل و صبور، ناسوجھنے والے اور شیر دل۔ شیر دل شجاع ایسے بیخوف اور فرشتوں جیسے مطیع و منقاد اور با انتظام
و تربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے افسر کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ نیک لڑکے استاد یا والدین کی۔ اگر افسر نے اونہیں صرف
یہ کلمہ "قلوچ قومہ" (ہاتھ نہ لگانا) کہدیا ہو تو سپاہی خواہ بھوک سے بیتاب ہو رہے ہوں نانبائیوں کے بازار میں سے کسی دکان
کی طرف نظر اوٹھا کر دیکھنے کے بغیر چپ چاپ گذر جائینگے۔ البانوی ترکی سپاہیوں سے بہت مختلف ہیں وہ اونسے نسبتاً پست قامت اور
زیادہ پاکیزہ وضع ہوتے ہیں۔ اونکی تیزی طبع اور مزاج کی سرکشی کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ مگر ترکوں یعنے ترکی سپاہیوں کی تو یہ
کیفیت ہے کہ اوسی حال میں جس میں کہ وہ اب ہیں بغیر کسی مزید تعلیم و تربیت کے اچھے افسر اونسے دنیا میں جو کام چاہیں سرانجام
کروا سکتے ہیں۔ مگر افسوس ایسے افسروں کی ہی انہیں کمی ہے۔ ترکی افسر جاہل سست مزاج اور بیوقوف بزدل ہیں ہمارے ہاں کی طرح آئے نہیں۔ ان تمام
کا یہ ہے کہ کوئی سنتے بھی ہیں اور جو سنتے ہیں وہ افسری قابلیت نہیں دنیا بھر میں نظر نہیں آتے۔ اگر وہ لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے۔ ابھی صرف یہی
اور ایسا تو مشکل کوئی ہوگا جو اپنے آدمیوں کو خود آگے ہو کر سیدھا دشمن کے مقابلہ پر لے جا سکے۔ البتہ وہ شہد جاہل ہیں مگر افسر کمال شجاع ہیں مگر
نسبتاً عمدہ بہتر تعلیم یافتہ ہیں مگر انکی جوانمردی کا یہ عالم ہے کہ میں نے بچشم خود تقریباً دس بارہ افسروں کو آتشباری کی زد سے پہلو بچاتے دیکھا
ہے جرنیلوں بالخصوص جرنیلان ڈویژن کی حالت تو بالکل مایوسی بخش ہے۔ وہ سرکش بہت الجھے ہوئے باہم ملکر کام کرنے کے بالکل ناقابل
اور خود اپنی توپونکی نسبت بھی بہت جاہل ہیں جس حالت میں کہ اونہیں یونانیوں پر راہ مراجعت مسدود کر دینا واجب تھا مگر یہ
ازبس یونانی فتح جانتے ہیں۔ یہ افسر ایسے خوش ہوتے جیسے کہ خوردسال بچے کسی بڑی بھاری کامیابی پر ہوتے ہیں وہ
بلا تصنع بالکل بچوں سے دشمن کو پامال کر دینے اور اوسے مراجعت پر مجبور کر دینے میں کوئی فرق تمیز نہیں کر سکتے تھے"۔

جیسے مسٹر سٹیونس کی رائے ہے ترکی افسروں کے حق میں بہت ہی سخت ہے اتفاق نہیں۔ البتہ یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ۱۸ اپریل کی ویلسٹینو کی
لڑائی اور ۳۰ اپریل کی فتح لاریسہ کے بعد ۲۳ اپریل کے معرکہ ولسٹینو سے پہلے اور ۵ مئی کے معرکہ ڈومو کوس سے پہلے جنگی کاروائیاں
کی گئی تھیں۔ اون میں اصلاح و ترقی کی بہت گنجائش تھی۔ ان موقعوں پر جو غلطیاں اور توقف سرزد ہوئے وہ ڈویژن
اور برگیڈ کی کمانڈروں کی کوتاہیاں اور فروگذاشتوں کا نتیجہ تھے۔ ڈومو کوس اور ولسٹینو میں قبل از وقت معرکہ آرائی ہو جانے
کی جلدی کے متعلق یہ عذر کیا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کی ریپٹنگ رائفلوں اور دور تک زد کرنے والے اسلحہ کی موجودگی
میں سپاہیوں کو قابو میں رکھنا مشکل امر ہے لیکن اگر برگیڈی اور رجمنٹی افسر قابل ہوتے۔ تو ایسا ظہور

---

[۱] یہ قابل نہیں اور عرب کا جادو نگار۔ لارڈ کرزن کے ہمراہ ہندوستان کے حالات و عجائبات اپنے رنگ سے اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کرنیکے لیئے انگلستان سے آیا۔ اور کئی مہینہ رہکر واپس گیا ہے۔ اسکے برعکس جرمن نامہ افسر نے جو اسے فرداً فرداً ہر ایک جرنیل ڈویژن کی نسبت ظاہر کی

میں نہ آتا۔ ان دونو مقاموں پر ترکی فوج لڑائی کی نیت سے نہیں بڑھ رہی تھی۔ صرف جمعیت عظیم کے انکشاف اور دیکھ بھال کی غرض سے پیشقدمی کیگئی تھی۔ جو پیشقدمی دونو موقعوں پر افسروں کی غلطی یا ناواقفی یا پرجوشی سے واقعی جنگ یا حملوں کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔

ادہم پاشا سے مکالمہ ترکی سٹاف اور دیگر انگریزی نامہ نگاروں میں جن میں سے چار میری پہلے ہی دن ملاقات ہوئی۔ یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا دیکھ کر کہ توقف بالکل بیجا اور نامناسب ہے میں نے اس رات کھانے کے بعد مشیر سے ملاقات کی۔ اور اس کے سٹاف کے کئی افسروں سے ملا۔ جو میری معروضات سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔ ادہم پاشا سے کمال دوستانہ پیرایہ میں طویل گفتگو کی۔ میں نے مشیر موصوف کی تدبیر جرنیلی پر کسیطرح کی نکتہ چینی کرنیکی جرأت کرنے کے بغیر محض پولیٹکل پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اور عرض کیا۔ کہ توقف سے نہایت سخت خطرات کے حدوث کا اندیشہ ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ بلغاریا و سرویا بحال خاموش ہیں مگر خفیف سی ترغیب سے وہ اجتماع افواج پر مائل ہوسکتے ہیں اور ہر وقت ترکی کے دشمن ترکی کے برخلاف میدان میں اتر آئینگے۔ یہ خطرہ یہیں تک محدود نہیں ایک اور دشمن بھی جو بلقانی ریاستوں سے بدرجہا زیادہ طاقتور ہے۔ تاک میں بیٹھا ہے۔ اوسکی طرف سے کبھی اطمینان اور بیفکری نہیں ہوسکتی۔ اور وہ اگر کسی وقت بالکل اچانک سلطنت عثمانیہ کے عین مرکز اور قلب یعنی خود قسطنطنیہ پر حملہ کردے تو کسی کو تعجب نہیں ہوسکتا۔ مزید براں ہمدردی انسانی کا بھی یہی اقتضا ہے کہ اس محاربہ کو جو مجبوراً ترکی کے گلے پڑا ہے جلد ختم کیا جائے۔ سریع و کامل فتحیابی سے دونوں فریقوں کے بہت کم آدمی ضائع ہونگے اور سپاہیوں اور باشندوں کے مصائب میں معتدبہ تخفیف ہوجائیگی۔ میرے ان دلائل کی معقولیت اور برجستگی کو ادہم پاشا نے بالکلیہ تسلیم کیا اور کہا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہوسکے محاربہ کو بصورت فتح و نصرت پر ختم کروں۔ اسی غرض سے میں آج بہت رات گئے اپنے سٹاف سمیت ایک نازک اور بعید موقعہ کے معائنہ کیلئے جاؤنگا تاکہ یہ اطمینان کروں کہ آیا تمام سامان فیصلہ کن پیشقدمی کیلئے تیار اور درست ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ چند دنوں میں ہم لاریسا پر قابض ہوجائینگے۔ مشیر ممدوح کے ان ارشادات سے اونکے کل سٹاف اور نیز مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اور جب میں پاشا موصوف کی خدمت سے رخصت ہوا۔ تو بعد ازاں پرائیویٹ طور پر اون سب افسروں نے سنکرہ صدر معروضات کے متعلق بڑا شکریہ ادا کیا۔ اور مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی۔

ترکوں میں تکمیل ثمرات فتحیابی کی ناقابلیت ادہم پاشا پرانی طرز کے قابل جرنیل ہیں اسوقت انکی عمر ۵۵ برس کے قریب ہے۔ وہ اعلے درجہ کے جنگی شاطر و ماہر اصول حرب محتاط و باحزم سلطف پرور اور بکمال حلیم مزاج و انسانیت گار ہیں۔ آنکھیں روشن و دلآویز چہرہ ہر وقت متین و سنجیدہ۔ البتہ تبسم کیوقت ایک شگفتگی اور درخشانی پیدا ہوجاتی ہے۔ بوقت تبسم ان کی آنکھوں کی چمک اور انداز دہن میں ایک عجیب قسم کی سحر تاثیر دلفریبی پائی جاتی ہے۔ پاشا موصوف نے اپنی رحمدلی اور اعلے منتظمانہ قابلیتوں کا ثبوت

صرف ہتسلی ہی میں نہیں رہا۔ بلکہ زیتون کے واقعہ کے دوران میں بھی تجربے دے چکے تھے ہتسلی میں ان کی افواج کا چلن اور برتاؤ واقعی قابل تعریف تھا۔ اور زیتون میں تو انہوں نے بے نظیر عفو اور درگذر سے کام لیا تھا۔ وہاں کے رومی باغیوں نے پانچسو ترکی زخمیوں کو کمال سفاکی اور بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ مگر اس عالی حوصلہ رحم دل سپہ سالار نے پھر بھی انکی جان بخشی کر دی۔ اگر ادہم پاشا میں کوئی نقص ہے تو وہی جو فطرتی طور پر کل ترکوں میں راسخ معلوم ہوتا ہے یعنی وہ فتح پانے پر اوسکا پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اوسکے ثمرات و نتائج کو مکمل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بالعموم ترکی جرنیل اپنی فتحیابی کو ایسی صریح اور پے در پے ضربات سے جو دشمن کو پراگندہ ہونیکے بعد پھر سنبھلنے اور منتشر فوج کو پھر مرتب و فراہم کرنے اور دوبارہ حوصلہ دلانیکا موقع نہ ملنے دیتیں مکمل کرنے کی قابلیت رکھتے معلوم نہیں ہوتے۔ مشہور آفاق غازی عثمان پاشا میں بھی تمام پلیونا میں یہی نقص موجود تھا۔ وہ اگر ہمت کرتے تو ۱۸ ستمبر ۱۸۷۷ء کی ہیبتناک اور نہایت سخت ہزیمت روسیا کے بعد پراگندہ لشکر روس کو دریائے ڈینیوب پار دھکیل سکتے تھے۔ بالفاظ دیگر یہی دریائے ڈینیوب کے علاقہ میں سرزد ہوئی یعنی محمد علی[۲] پاشا کو جبکہ روسیوں کو کئی موقعوں پر سخت شکستیں

---

[۱] سر ایشمیڈ بارٹلٹ نے واقعات و حالات متعلقہ پلیونا پر خاطر خواہ توجہ سے غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم نہیں کی۔ اور غالباً مسٹر سپیو لس کی رائے ہی تھا شاید یہ الفاظ لکھے ہیں کہ غازی عثمان روسیوں کی ہزیمت سے فائدہ اٹھا کر انہیں دریا پار اسلئے نہیں بھگا سکے تھے کہ انہوں نے تکمیل فتح کی کوشش نہ کی تھی۔ یا کرنا نہ جانتے تھے یا قابلیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض اسلئے کہ اس کام کیلئے ان کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ ان کی فوج صرف پلیونا پر رہ کر دشمن کے حملوں کے روکنے کیلئے کفایت کر سکتی تھی۔ مگر پھر بھی غازی ممدوح نے کوشش کی جیسا درنیچ لکھا تھا لیکن جیسا کہ پہلے سے ہی ظاہر تھا۔ اونکو جارحانہ کارروائی میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ پر مسٹر ہربرٹ نے محاربات پلیونا میں مفصل بحث کی ہے۔ غالباً اس جوانمرد عیسائی مجاہد اسلام و معاون عثمانیاں کی کتاب سر موصوف کی نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ وہ غازی عثمان پر یہ الزام نہ لگاتے۔ محاربہ یونان میں بھی دشمن کی ہزیمت سے بالعموم پورا فائدہ نہ اٹھانیکی وجہ ناقابلیت نہ تھی۔ بلکہ ترکوں کی عالی ظرفانہ درگذر اور چند دیگر مشکل اسباب جو یونانیوں کو بالکل پامال کر دینے سے مانع تھے۔ اور نیز غنیم کی کمال بے بضاعتی۔ ایسا کئی دفعہ ہوا۔ کہ البانویوں نے یونانیوں کا صرف پتھروں سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا کرنے وقت یہ کہا کہ ایسے نامردوں پر بندوقیں چلانا مردانگی کے خلاف اور کارتوسوں کو مفت برباد کرنا ہے۔ یہ زندہ و مردہ یکساں ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کر دینے کیا فائدہ۔ پتھروں سے انکو پسپا کر دینا ہی کافی ہے۔ بعض ترکی افسروں سے بیشک چند غلطیاں سرزد ہوئیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں ہر تدبیر کا تیر بہدف ہونا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا اور انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے ۔

[۲] تاریخ سر ایشمیڈ بارٹلٹ کے اس بیان کی بھی تائید نہیں کرتی۔ یہ درست ہے کہ محمد علی کو چند فتوحات حاصل ہوئی نہیں مگر جب وہ علاقہ ڈوم سے بلا یا گیا تھا۔ اسوقت سے چند یوم پہلے وہ ولیعہد روسیہ کی فوج کے مقابلہ پر ۲۱ ستمبر کے تمبرٹ مقتیں جیچ ناکام رہا تھا بلکہ شکست یاب ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ روم وروس کے مؤرخ نے اوسکی نسبت اس موقعہ پر یہ الفاظ تحریر کئے ہیں۔ "اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جن امیدوں اور توقعوں کے ساتھ اوسے سرعسکر یا یوں سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ بالکل پوری نہ ہوئیں"

دی تھیں یعنی اوس وقت جبکہ وہ ولیعہد روسیہ (جو بعد میں زار اسکندر ثالث ہوا) کی فوج پر آخری قطعی فیصلہ کن حملہ کرکے اوسے بالکل ہزیمت دینا چاہتا تھا - واپس بلا لیا گیا اور اس کی جگہ ایک احمق و ضعیف سال خوردہ پاشا کو بھیج دیا گیا جسنے محمد علی کے بعد پھر ایک دفعہ بھی جارحانہ حرکت نہ کی - غالباً فواد پاشا ہی جس شاندار ترکی جرنیل نے ۱۸۶۷ء میں بمقام ایلینا ایک سالم روسی بریگیڈ کو اسیر جنگ بنا لیا تھا ایک ایسا ترکی افسر ہے جسنے اپنے آپ کو جارحانہ کارروائی کیلئے نہایت مستعد اور زور آور ثابت کیا ہے - اگر یونانی فوج کا جبکہ وہ ۱۵ اپریل کو لاریسہ سے سراسیمہ وار بھاگی تھی - لگاتار مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا - تو وہ پھر با نظام اور با ترتیب جماعت نہ رہ جاتی - اور تاریخ مذکور سے بعد چار ہزار یا اس سے زیادہ جو بہادر و شجاع عثمانیہ سپاہی شہید و مجروح ہوگئے - وہ نہ ہوتے -

ترکی کوارٹر جنرل (ارکان حرب) میں چند اعلے درجہ کے ایسے افسر موجود ہیں کہ یورپ کی کوئی فوج نہیں جو اون کی موجودگی پر فخر نہ کرے - انہیں اکثر نے جرمنی میں جنگی تعلیم پائی ہے اور جرمن بولتے ہیں - اسی وجہ سے یہ عام خیال جو غلط محض تھا عام طور پر پھیل گیا تھا کہ بہت سے جرمن افسر ترکی فوج کے ساتھ تھے - حالانکہ صرف ایک جرمن افسر گریسکوپ پاشا جو نہایت ہی چھیلا سپاہی ہے فوج مذکور کے ساتھ تھا - اور وہ بھی صرف سات دن رہکر مجھسے پہلے واپس چلا گیا تھا - اور یہ بھی اپنے ہیڈکوارٹر میں بسر کیا تھا - سیف اللہ پاشا - مصطفے ناطق بک - ثابت بک - حسن بک - نجیب بک - انور بک اور رضا پاشا جو آرٹلری کا کماندر ہے نہایت لائق اور اعلے تربیت یافتہ افسر ہیں بالخصوص سیف اللہ پاشا نے میدان جنگ میں فوجی کارروائیونکی ہدایت و رہنمائی کرنے اور کوچ کے وقت نظام و با ترتیبی قائم رکھنے میں نہایت مستعدی و قابل تعریف سے کام دیا - ترکی سپاہیونکی نیک چلنی خوش اطواری اور صفت فرمانبرداری کی میں بڑے زور سے شہادت دیتا ہوں میں اور میرا ایک انگریز نامہ نگار رفیق ہم اودھم پاشا کی فوج کو ساتھ تھا اپنی دستخط کرکے ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری انگریزی سفیر

(بقیہ صفحہ سابقہ) ولیعہد روسیہ کی فوج کے برخلاف گو ابتدا شروع میں کامیابی ہوئی - مگر آخر میں اوسکو ناکامی ہوئی - اور بزدلانہ عثمان پاشا کو بمقام پلیونا اور سلیمان پاشا کو بمقام درہ شپکا کسیطرح کی مدد پہونچائی " اس معزولی سے کچھ عرصہ بعد وہ صوفیا کی ترکی فوج کا کمانڈر بنایا گیا اور سلیمان پاشا نے اوسے بحیثیت سپہ سالار حکم بھیجا تھا - کہ ایلینا کے حملہ میں فواد پاشا کی اسطرح سے مدد کرے کہ اپنی جگہ سے وہ بھی روسیوں پر حملہ کرے مگر اوسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی - اور اسی عدم تعمیل کی وجہ سے سلیمان پاشا اور اوسکے نائب فواد پاشا کو نہایت جوانمردی اور قابل تعریف تدبیر سے ایلینا کو روسیوں سے فتح کرلینے سے پھر نو دن بعد بتاریخ ۱۳ - دسمبر ۱۸۶۷ء چھوڑ دینا پڑا - اور روسی اوس اہم مقام پر جو بلقان کے وسط میں واقع ہے دوبارہ قابض ہوگئے - محمد علی عالی آفندی مورخ جنگ روم و روس نے کتاب جنگ روم و یونان محمد علی کو جنگ روم و روس کی اکثر تباہیوں کا موجب بتاتا ہے - اور مسٹر پیئرز بھی اوسکی نسبت اچھی رائے ظاہر نہیں کی - مگر سمجھ میں نہیں آتا مسٹر پیئرز جیسے واقفکار اور باخبر سے ایسی اہم غلط بیانی کسطرح سرزد ہوگئی ہے - محمد علی جرمن الاصل تھا - وہ اپنے ملک سے چھوٹی عمر میں بھاگ آیا - اور کئی دریائی سفر کرنیکے بعد قسطنطنیہ میں آکر مسلمان ہوگیا - اوسکے حالات محاربات پلیونا کے کسی صفحہ میں درج ہیں

شاید یہ بھی درست نہیں - فواد پاشا نے سالم روسی بریگیڈ کو اسیر نہیں کر لیا تھا - بلکہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کردیا تھا - ہاں یہ درست ہے

قسطنطنیہ کو بھیجا جسمیں ہم نے عساکر عثمانیہ کی قابل تعریف نیک کرداری اور خوش چلنی کی کامل تصدیق کر کے خونریزی رہزنی اور تاخت و تاراج کو ان الزامات کی جو یونانی اس فوج پر اندھا دھند لگا رہے تھے پوری تردید و تکذیب کی۔ لاریسا کے فتح ہونے پر تین سر کردہ ترکی افسر سیف اللہ پاشا مصطفیٰ ناظق بک اور نجیب بک ساری رات خاص پٹرول دیکھ رہے تاکہ شہر میں صرف اسلئے گشت کرتے رہے کہ کہیں کوئی واردات تاخت و تاراج کی نہ ہو۔ ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی تمام عیسوی معابد پر پہرے بٹھا دئیے کہ کوئی انہیں خفیف سا نقصان بھی نہ پہونچا سکے اور نہ اونکی کوئی بے حرمتی ہو سکے۔

مشیر کے پاس سے واپس آکر جب میں نے اپنے دوست نامہ نگاروں کو علے الصباح تیار ہو جانیکی تاکید کی تو وہ سب کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انکو سابقہ تجربہ سے ترکی حرکات عسکریہ میں کمال احتیاط اور سوچ بچار مدنظر رکھے جانیکا کامل یقین ہو چکا تھا اور وہ جانتے تھے کہ بہت سویرے کبھی کوچ نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے خادم کو مجھے پانچ بجے صبح کے وقت بیدار کر دینے کا حکم دیدیا اور پھر اپنی دن بھر کی کارروائی پر خوش و خرم خوابگاہ کو چلا گیا۔

تھسلی میں داخل ہونا

ہم دوسرے دن صبح کے چھ بجے تیار ہو گئے۔ مگر ترکی ہیڈ کوارٹر ڈیڑھ بجے کے قریب ملونا کیطرف روانہ ہوا ہمیں ہے نامہ نگاروں کے قیاس اور رائے کی معقول تصدیق ہو گئی۔ ادہم پاشا بہت رات گئی وہاں سے بھال کو گئے تھے۔ اور یہ امر انکو دیر کے چلنے کی معقول وجہ ہو سکتا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ فراخ و ہموار سڑک پر کول (درہ) کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہوا کے پروں پر سوار گاہ بگاہ گولہ باری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ مگر آتشباری باقاعدہ نہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی گولہ چل رہا تھا۔ سڑک صرف پہاڑیوں کے قریب جا کر بلند ہونی شروع ہوتی ہے۔ جہاں وہ یکبارگی بالکل عمودی شکل میں تقریباً نوسو فیٹ کے طول میں کول ڈہی ملونا کے مشہور درہ کی چوٹی تک بلند ہو گئی ہے۔ سڑک کا جو حصہ درہ کو جاتا ہے وہ بہت ہی خراب حالت میں تھا اور کئی جگہ گھوڑوں تک کیلئے اس پر سے گذرنا قریباً محال تھا۔ راستہ میں ہمیں ایک باتری ملی جنگی ہر ایک توپ کو گھوڑوں کے علاوہ پچاس پچاس آدمی اور کھینچ رہے تھے کچھ سپاہی آگے سے کھینچ کر اور کچھ پیچھے سے دھکیل کر ایک ایک انچ میں توپ کو تیس تیس گز اوپر لیجا رہے تھے۔ اور جسطرح ملاح لنگر اٹھانے کے وقت کرتے ہیں ہر دفعہ نعرہ لگا کے وقت باہم ملکر نعرے لگاتے جاتے تھے۔ چوٹی پر پہونچتے ہی ہمیں پہلی مرتبہ جدال و قتال کے ہولناک نتائج و ثمرات کی علامتیں تین سخت مجروح سپاہیوں کی شکل میں دکھائی دیں۔ ان کو ہسپتال میں لیجایا میں جو درہ کے ایکطرف نصب تھے پہنچایا جا رہا تھا۔ ان میں سے ایک کیطرف تو دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ شیل کے ٹکڑے سے اوسکا نچلا جبڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہوا تھا جس سے چہرہ بالکل اینٹھ گیا تھا اور شدید سخت جسمانی تکلیف کا پتہ دے رہا تھا۔ دوسرے کے پھیپھڑوں میں گولی لگی تھی۔ وہ ہشاش بشاش نظر آتا تھا مگر چہرہ پر مردنی چھا رہی تھی۔ تیسرے کی دو رانوں میں سے گولی نکل گئی تھی وہ اس معرکہ میں جو دامن کوہ میں ہو رہا تھا مجروح ہوئے تھے۔ چونکہ وہ چلنے سے عاجز ہو گیا تھا اوسکو پالکی پر ڈال کر اوپر لائے تھے جب اوسے نیچے لٹانے کیلئے اوپر کو اٹھایا گیا تو اسے سخت درد ہوا ہسپتال میں مجروحین کیلئے عمدہ بستر اور کافی ڈاکٹر و خادم موجود تھے اس معرکہ پر اور بعد ازاں محاربہ

دامن سے موضع ڈیلیار تک پھیلی ہوئی تھی۔

محاربہ کے پہلے دور کی یہ اول مقصد کن لڑائی تھی۔ لاریسا اور تھسلی کے حصہ کثیر پر اسکی بدولت فی الفور قبضہ ہوگیا جن لوگوں نے ۲۳ اپریل کے معرکہ ماتی و ڈیلیار کو دیکھا وہ اونکی قدر و منزلت اور اہمیت کو محسوس نکر سکے اور آگے انھیں سے کسی نے کیا تو اونکی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ بہر نوع یہ یقینی امر ہے کہ ترکی ہیڈکوارٹر کو یہ علم نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کو ان معرکوں میں کامل و اکمل ہزیمت و شکست ملی ہے ورنہ ادہم پاشا اس رات الاصونا واپس جاکر نہ سوتے اور بقیہ زندہ یونانی فوج کو نہایت سخت اور پامال کن تعاقب کے بغیر دریائے پینی اس کے پار ہو جانے اور بلوہ پہنچ جانے نہ دیا جاتا۔

یونانی گڑھیونکی تسخیر ترکی قلب کا دوسرا حصہ پاشا کے زیر کمان تھا جسکا علاقہ ورہ ملونا سے مغرب رویہ ان پہاڑیوں کی چوٹیوں کے برابر پھیلا ہوا تھا جو ترکی و یونانی قلمرو میں حد فاصل ہیں۔ یہاں ۲۳ اپریل کو سخت لڑائی ہوتی تھی۔ ترک چھ میل گھنٹوں سے زیادہ عرصہ تک لگاتار لڑتے رہنے کے بعد ان سب بلندیوں کو فتح کرسکے تھے۔ پہاڑیوں کے بلندترین کنارہ کے برابر فریقین کی گڑھیاں دوش بدوش موجود تھیں اور بعض گڑھیوں پر نہایت سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی ایک یونانی گڑھی کا قبضہ چار دفعہ باہم منتقل ہوا تین یونانی گڑھیاں جو پہاڑیوں کی چوٹی پر ملونا سے عین مجانب جنوب تھیں ترکوں نے بزور سنگین فتح کیں۔ بہادر حافظ پاشا سپاہیوں کے آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا تھا۔ ترکوں کے مقتول اور ان لوگوں کی تعداد جو شہید ہوئے تھے ڈیڑھ سو تھی۔ یونانیوں کا اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا۔ مقتولین بالعموم دفن کردیئے گئے مگر بعض لاشیں سرسری طور پر پتھروں سے ڈھانپی گئیں کیونکہ زمین نہایت سخت تھی اور گڑھے کھودنا بہت مشکل اور وقت طلب کام تھا۔ چنانچہ کئی لاشیں پتھروں کے نیچے سے برابر نظر آتی رہیں جو زبان حال سے جدال و محاربہ کے ہیبت ناک نتائج کی تشریح و توضیح کرتی تھیں۔

معرکۂ ڈیلیار توپوں سے باقاعدہ پہلا گولہ پونے دس بجے چلا اور دوپہر کے پونے تین بجے تک بلا وقفہ ہیبت ناک گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کی طرف چھ باتریاں جو اڑھائی میل کی صف میں پھیلی ہوئی تھیں معروف کارزار تھیں۔ یونانیوں کی طرف چار پانچ باتریاں تھیں جو ڈیڑھ میل کی لمبائی میں بتدریج گھٹتی ہوئی۔ بعد ازاں پانچ باتریاں تھیں۔ ترکی گولہ انداز ہر حالت میں ماہر ہوتے تھے۔ جنہیں بچشم خود کئی گولے عین یونانی باتریوں پر جاکر پھٹتے دیکھے۔ یونانی گولہ باری کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہوجائیگا کہ تین گھنٹوں کی مسلسل آتشباری سے صرف تین ترکی زخمی ہوئے یونانیوں کے نقصان کا اندازہ معلوم نہیں ہوا تاہم وہ ضرور بہت زیادہ ہوگا۔ یونانی افسروں کی باہمی محبت اور دوستی کے بہترین واقعہ کا اخبارات میں بڑا چرچا ہوا تھا۔ وہ اسی موقعہ پر گذرا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک یونانی افسر کو ترکی گولے سے مہلک زخم پہونچا تھا جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا اسکے رفیق افسر نے ترکی گولوں کی بوچھاڑ کی کچھ پروا نہ کرکے اس کا آخری بوسہ لے لیا۔ میدان کا نقشہ ایسا تھا کہ اس حصہ میں کسی فریق نے پیدل فوج سے حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

معرکۂ ویلیر

حیدر پاشا کے ڈویژن کے میسرہ پر بھی صبح سے ترکی توپوں اور دو یونانی باتریوں میں جو یونانیوں کی صف جنگ کے میمنہ پر تھیں مختصر سی توپ مبارزت ہوتی رہی اور اسکے ساتھ کبھی کبھی رائفل یا چھوٹی توپ کی آواز بھی سنائی دیجاتی رہی مگر دوپہر تک کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب ویلیر کی طرف سے حیدر پاشا جناح پیشقدمی کرکے یونانی میمنہ کے الٹ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ سخت رائفل آتشباری کی آواز سنائی دیتی رہی اور تقریباً دو گھنٹوں تک فریقین میں سخت لڑائی ہوتی رہی۔ باڑہ پر باڑہ چلتی رہی۔ اور ہوا انکی آواز وہاں تک جہاں ہم نہایت شاندار موقعہ پر بیٹھے لڑائی کا دنگل دیکھ رہے تھے پہنچاتی رہی۔ آتشباری تین بجے کے قریب بند ہوگئی۔ جس سے ہم نے قیاس کر لیا کہ ترکوں نے ویلیر فتح کر لیا ہے مگر واقعات مابعد سے واضح ہوگیا کہ یونانی اوسوقت تک صرف بائیں توپیں نکلالے گئے تھے۔ اور وہ ابھی گاؤں کے مغرب اور جنوب کیطرف چند مکانات پر برابر قابض تھے۔ ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ جسقدر نامہ نگار تھے۔ وہ یہ کہکر پانچ بجے سے پہلے الاصونا کو روانہ ہوگئے کہ ہم آج کے دن کی لڑائی کے حالات اپنے اپنے اخبار کو لکھتے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ مسٹر بنگٹے ہمنے ٹھہرے رہنے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ٹھہرے رہنے کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ ہم نامہ نگاروں کیطرح لڑائی کے مشاہدہ سے شکم سیر نہیں ہوگئے تھے۔ اس جلدی نہ کرنے کا ہمیں صلہ بھی ملگیا۔ وہ یہ تھا کہ ہمنے فیصلہ کن آخری ترکی حملہ کو جسنے محاربہ کے پہلے دور کو ختم کیا۔ اور تھسلی کی یونانی فوج میں قابل افسوس اور مضحکہ خیز بھگدڑ اور سراسیمگی ڈالدی۔ اپنی آنکھ سے معائنہ کیا۔ چھ بجے کے قریب پھر یکبارگی رائفل آتشباری بآواز بلند شروع ہوکر تقریباً آدھ گھنٹہ ہوتی رہی۔ بعد ازاں چند سوار دوڑتی آئیں جو خط مراجعت کی حفاظت کر رہے تھے۔ یونانی سپاہ انہیں پیچھے ہٹتے دکھائی دئے۔ اور اسکے بعد لڑائی ختم ہوگئی۔ شام کو الاصونا واپس جاکر ہمنے نامہ نگاروں سے ذکر کیا۔ کہ ترکوں کی اس فتح سے یونانیوں کیلئے اپنی موجودہ پوزیشن روضہ اقامت کو قائم رکھنا میری رائے میں ناممکن ہوگیا ہے۔ مگر اسبات کا کسیکو شان گمان بھی نہ تھا۔ کہ جبکہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ یونانی غزالان رم خوردہ کی طرح اندھا دھند سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے تھے۔

ویلیر ٹرناووس کے شمال مشرق میں تقریباً بیس میل کے قریب واقع ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اس قدر کثیر التعداد فوج جیسی کہ ادہم پاشا کے ساتھ تھی۔ تاسافی ٹرناووس اور نیز لاریسا کی یونانی پوزیشن کو گھیرے ہیں لیکر یونانی فوج کیلئے مراجعت کا رستہ بند کرسکتی تھی۔ مزید برآں خیری پاشا کے ڈویژن کی پیشقدمی سے جو مقام ڈماسی سے بڑھا تھا جنوب مغرب کیطرف یونانی میسرہ کے بھی احاطہ میں آجانیکا اندیشہ تھا۔ پس ایسی صورت میں یونانی جرنیل ویلیر کے فتح ہوجانے پر پسپا ہوجانے میں بالکل درست چال چلے تھے۔ اسیوجہ سے لاریسا کو چھوڑ دینا بھی بالکل درست تھا۔ کیونکہ اب اس کی حفاظت بکامیابی نہیں کیجا سکتی تھی اگر حفاظت کی کوشش کیجاتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کی کل محافظ فوج ترکوں کے ہاتھ اسیر ہوجاتی اور غالباً شہر بھی گولہ باری سے منہدم ہوجاتا۔ لیکن ٹرناووس کی شکست پر ۲۳ اپریل کی رات کو جو بیشرمانہ اور ذلت بخش بھاگڑ ہوئی۔ اور نیز اس بگلادھند بھاگڑ کی کیلئے ۲۴ اپریل کو بروز شنبہ لاریسا میں پھیلی۔ اور کل فوج مع اکثر باشندوں کے نوکدم بھاگ گئی۔ کوئی وجہ پیش نہیں کیجا سکتی مگر جیسی یونانیوں کی یہ مجنونانہ وحشت اور سراسیمگی حیرت انگیز تھی۔ ویسی ہی ترکی ہیڈکوارٹر کا یونانی بھاگڑ سے بیخبر محض ہونا

تاریک زرخ بیابانوں میں بھی شدید مارچ کے ساتھ جو اس خمسہ کی سامنے نمودار ہو جاتا تھا۔ ہم صبور و متحمل سپاہیونکی میل در میل
یعنی قطاروں کے پاس سے جو کوفتہ و ماندہ آبلہ پا بھاری بھاری بوجھ اوٹھائے ہوتے تھے بارہا گذرے۔ مگر کبھی کسی کو اُف کرتے یا پیچھے
پھر کر واپس جاتے نہ دیکھا۔ بیشک دنیا بھر میں کوئی سپاہی ترکی سپاہیوں جیسے صابر جفاکش اور بہادر نہیں ہیں۔ ترکی سپاہی کی
خوراک دیکھو تو وہ محض نانِ شبینہ پر گذارہ کر رہا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر تم حیران ہو جاؤ گے کہ منزل کیسی ہی لمبی ہو وہ برابر بڑھتا چلا جائیگا
کہیں پیچھے رہنے والا نہیں اور خطرناک سے خطرناک موقع پر اوسے کھڑا کر دو اوسکے قدم کبھی نہ ڈگمگائینگے۔ ترکی سپاہی کمال با صبر
سادہ مست رو سادہ مزاج۔ ایماندار اور ایسے بہادر ہیں کہ اونکی بہادری حد مناسب سے کبھی تجاوز کر گئی ہوئی ہے۔ قراقیر یا الاصونا کی
سڑک پر جو اسی میل سے زیادہ طویل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی گذرے مگر ایک فرد سے بھی کوئی نامناسب حرکت سرزد نہ ہوئی بسبب
کا یہ ایسا شائستہ رہا کہ یورپین فوج کا بھی غالباً ویسا اچھا نہ پایا جاتا۔ یونانی خاندان جو بدستور بہ امن و امان الاصونا میں مقیم رہے
کسی نے اونکی طرف آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھا۔ اونکے بچے بلاخوف و خطر سپاہیوں میں کھیلتے کودتے رہتے۔ تمام نامہ نگار بڑے زور اور گرمجوشی
کیساتھ ترکی سپاہیوں کی شجاعت و بہادری اور ناقابل تعریف جفاکشی اور تحمل کے معترف تھے۔ ان نامہ نگاروں میں سے پانچ انگریزی اخبارات
کے نامہ نگار تھے۔ ان نامہ نگاروں ہی نہیں بلکہ ہر یورپین نے جسنے ترکوں کو کسی محاربہ میں دیکھا یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اونکے اعلےٰ جنگی اوصاف
اور بےنظیر خوش اطواری کی جیسی زبردست اور قابلانہ شہادت مسٹر آرچیبلڈ فوربس نے دی ہے ویسی اور کوئی نہیں دیسکا۔ یہ فاضل
ادیب اور قابل وقائع نگار ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس میں صوبجات بلغیریا و روملیا میں روسیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ امر واقعی
نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ ترکی سپاہیوں کے بدنام کرنیوالوں نے کبھی اونہیں دیکھا نہیں جسطرح ہم اونہیں مقدونیا اور تھسلی
میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ان الزام دہندگان نے بھی کبھی اونکو اسطرح دیکھا ہوتا۔ تو ترکونکے پاؤں دھو دھو کر پیتے۔

مسٹر آرچیبلڈ فوربس مشہور وقائع نامہ نگار نے نومبر ۱۸۹۶ء کے رسالہ نائنٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) کے صفحات ۷۸۶ و ۷۸۵
پر ترکی سپاہی کی نیک چلنی اور اوصاف مردانہ کی نسبت حسب ذیل شہادت تحریر کی تھی "دریائے روم سے لیکر دریائے ڈنیوب اور ڈنیوب
سے لیکر بلقان تک میں نے تمام صوبوں میں کسی شخص کو یہ شکایت کرتے نہ سنا کہ ادسے سال گذشتہ کے واقعات کی بدولت ترکوں
کے ہاتھ سے نقصان پہونچایا گیا تھا۔ حالانکہ اسبارہ میں جیسے نہایت جد و جہد اور تاک و دو سے تفتیش و تحقیقات کی۔ میں نے کسی عورت
کو تلوار سے زخم خوردہ نہ پایا نہ کسی عورت کے بیحرمت ہونیکی داستان سنی۔ میں اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر یہ وثوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ اگر کسی عورت کیساتھ ناجائز سلوک کیا گیا ہوتا۔ تو وہ بلا تکلف اپنا ماجرا بیان کر دیتی۔ ہر بلغاری کسان کے کھیت

۱؎ مجھے یہاں بھی مسٹر ایشمیڈ بارٹلیٹ سے اتفاق نہیں۔ ترکی سپاہی کی غذا پر احتیاط خواہ کیسا تغافل برتا جائے مگر اس کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا ہے
اور حتی الامکان اونکو کبھی ناغہ نہیں کرایا جاتا۔ ہاں اونکی طبعی سادگی اور سادہ طریق پرورش کیوجہ سے اوسکے لئے باورچیوں اور کھانے کا کوئی لمبا چوڑا اہتمام
اور سامان نہیں کرنا پڑتا۔ اور [illegible] تعداد کو [illegible] کی قیمت [illegible] ساتھ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ؎ اس جادہ کا [illegible]
[illegible] سلطنت عثمانیہ [illegible] کے متعلق [illegible] ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے

میں اونکا پچھلے برس کا بھوسہ برابر موجود ہے۔ اور اونکی مکانات کی چھتوں کا پھوس بتا رہا ہے کہ وہ تازہ نہیں بلکہ برسوں کا پرانا
ہے۔ دو سالہ بچھڑے مال اور اونکے شیر خوار بچے کے ساتھ مرغزاروں میں چرتے دکھائی دیتے رہتے ہیں۔ اور بلغاریوں کی بیلیں اونچا شوشہ
کی شکل و شباہت بتا رہی ہیں کہ وہ بہت عمر کے ہیں۔ اور اونکی بیویوں کے پانی بھرنیکے برتنوں کی شکل و صورت بتا رہی ہے کہ وہ
کئی برسوں سے استعمال میں آ رہے ہیں۔ صرف دیہات کے رہنے والے بلغاریوں کے متعلقات اور املاک اور املاک ہی اسبات کا ثبوت
نہیں دے رہے کہ اونکی معاشرت میں کسیطرحکا دخل نہیں دیا گیا۔ اور اونکے مال و اسباب کو کسی نے تاخت و تاراج نہیں کیا بلکہ
شہری آبادی کے متعلقات سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اونکو کسیطرح کی اذیت نہیں پہونچائی گئی "

بالفاظ دیگر ترکی کو سخت سے سخت اشتعال ملنے کے باوجود۔ اور باوجود اس امر کے کہ روس نے بظاہر محض بلغاریوں کی خاطر
اعلان جنگ کیا تھا۔ اور انہی کی حمایت کا بہانہ کرکے ترکی پر حملہ کیا تھا۔ اور ترکی سلطنت کو معدوم کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔
نیز اس عام معلوم امر واقع کے باوجود کہ روسی گماشتے دل بادل عیسائی رعایا سے بغاوت کرانے کیلئے اپنی طرف سے
کوئی کوشش باقی نہ رکھ رہے تھے۔ باوصف ان سب باتوں کے ۱۸۷۷ء میں ترکی آبادی یا ترک باقاعدہ سپاہیوں کی
طرف سے بلقان کے شمالی علاقہ میں بھیڑ بکری۔ یا قتل ستنے کہ تاخت و تاراج تک کے ایک واحد واقعہ کا بھی ارتکاب نہ ہوا۔ اور وہ برابر
کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے رہے۔ مگر جب پانی سر سے گذر گیا۔ اور کہیں مسلمان آبادی پر بلغاریوں عیسائیوں اور کاسکوں کی
سفاکی اور سیاہکاری حد برداشت سے تجاوز کر گئی۔ اور ترکوں کو کافی سے کافی اشتعال مل چکی۔ تو پھر آخر اوس وقت انہوں نے
بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کر دیا۔

جنگ کا اعلان اپریل ۱۸۷۷ء میں ہوا۔ کل بلگیریا ترکی سپاہ سے بھرا پڑا تھا۔ اور بظاہر کل معاملہ کے یہی بلغاری باعث و موجب
تھے۔ تاہم ناگفتنی ترکوں نے اونکو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچائی۔ کچھ عرصہ بعد روسی ڈنیوب عبور کرکے لڑائی شروع ہو گئی۔
ترک پیچھے دھکیل دئے گئے۔ اور بظاہر حال ترک بازی بالکل ہار بیٹھے۔ مگر پھر بھی مسلمانوں سے کوئی زیادتی نہ کی۔ بلغاری
عورتوں اور بچوں سے کوئی بدسلوکی نہ کی گئی۔ اور بلغاری مردوں سے کسیطرح کا تعرض نہ کیا گیا۔ الغرض چپ چاپ کئی مہینے گذر
گئے۔ اور ایک واحد عیسائی پر بھی جبر نہ کیا گیا۔ اسبارہ میں مسٹر آر جی بلڈ فورڈیس کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت مستند
ہو سکتی ہے۔ وہ تذکرہ صدر رسالہ کے صفحات ۷۷ ۵ و ۵۵ پر حسب ذیل تحریر کرتے ہیں "

"جب ترکوں نے ڈنیوب کے جنوبی کنارہ پر اپنے قدم جما لئے۔ تو ترکی سپاہی بالکل چپ چاپ کسی بلغاری مکان کے
سامنے کو درخت کی ٹہنی توڑ لینے کی خفیف ترین حرکت تک ارتکاب کرنے کے بغیر ہوا کو حوالی کر گئے۔ انکے ملکی بھائی (یعنی عیسائی بلغاری)
کے مالکاروں کیطرح کسی ذرہ سی ناشائستہ یا بیجا فعل کے مرتکب ہونیکے بغیر اونسے پہلے چلے گئے ہوئے تھے۔ … سپاہیوں
کے دستے کسانوں کی بستیوں میں سے گذرتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ مگر کسی سپاہی نے کسی بلغاری کی ایک مرغی تک چرا لینے
یا اوس سے بالجبر ایک پیسہ تک لینے کا ارتکاب نہ کیا۔ ایک ترکی فوج کئی دن قصبہ … کے گرد رہی …

ہم شنبہ کو صبح کے آٹھ بجے پھر اوسی پتہ آب شہر گرد آلود پھاٹک سڑک پیالا صونا سے درہ ملونا کو روانہ ہوئے۔ اور
مارشل سے تھوڑی ہی دیر بعد چوٹی پر پہونچ گئے۔ کل جنرل شاف گہرے صلاح و مشورہ میں منہمک تھا۔ سڑک کے کنارہ
ایک پیر پر نقشے بچھے ہوئے تھے۔ اور سب افسر غور و فکر سے آپس میں صلاح و مشورہ کر رہے تھے۔ وہاں پہونچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ
یونانی ہر طرف سے پسپا ہو کر پیچھے ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور کل ترکی فوج عام مستعدی کیا ہی چاہتی ہے۔ لیکن مارشل
حسب معمول سرعت و عجلت سے محترز رہے چنانچہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پیچ در پیچ پتھریلی اور تقریباً عمودی پہاڑی پگڈنڈی
کے راستہ جو تھسلی کو جاتی تھی۔ آگے بڑھے اوسوقت ٹھیک ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ ہر ایک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور
سب کی زبان سے بے اختیار نکل رہا تھا کہ لاریسہ کو چلو۔ لاریسہ کو چلو۔ تقریباً دو گھنٹوں کی سواری کے بعد ہم میدان کے اوس آخر
ندی کے کنارہ پر پہونچے جسکی خوبصورتی کا ہم کل پہاڑی کی چوٹی سے اعتراف کرتے رہے تھے۔ اسکا شفاف فرحت بخش آب زلال
پہاڑوں سے جوش مارکر نکلنے کے بعد دو طرفہ مرغزاروں کو دور تک سیراب کرتا چلا گیا تھا۔ ہر لب آب سرسبز و تازگی بخش درختوں
کا ایک چھوٹا سا گلستان کھڑا تھا۔ جمعہ کے دن ترکی توپیں اسکے قریب نصب کی گئی تھیں۔ گرمی کمال شدت سے پڑ رہی تھی
اور تپتی ہوئی زمین پر سورج کی جلتی ہوئی کرنوں کا انعکاس آنکھوں کو چوندھیا رہا تھا۔ ندی کے کنارہ پہونچتے ہی سوار و
راہوار سب نے سیر ہو کر پیاس کی آگ کو فرو کیا۔ اور درختوں کے سایہ کے نیچے ذرا سستانے بیٹھ گئے۔

مشیر و ٹرناوس مشیر نے یہیں سے درہ کو واپس چلے جانیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر ہم نے بلا توقف ٹرناوس تک بڑھ
چلے جانیکی بڑے زور سے التجا کی۔ اور عرض کیا کہ قصبہ مذکور پر ترکی کی پوری قابض ہو چکی ہے
اور کچھ دن ضائع جانے دیا جائیگا۔ وہ ترکی کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ شہر کے شاف کے قابل ارکان بالخصوص ثابت بک
اور حبیب بک یاور سلطانی نے بھی اس رائے کی بڑے زور سے تائید کی۔ چھپر ایک سایہ دار درخت کے نیچے دیر تک صلاح
و مشورہ ہوتا رہا۔ اور بالآخر جب مارشل اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اوسکا سر ٹرناوس کی طرف پھیر دیا۔ تو ہم سب کی
خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ قصبہ مذکور یہاں سے دس میل تھا۔ سڑک اچھی تھی مگر نہایت گرد آلود اور گرمی غضب کی پڑ رہی تھی
دھوپ میرے سر میں گھس گئی۔ اور میں بمشکل زین پر بیٹھا رہ سکا۔ تاہم اوسکے بعد کا خطرہ یا دقت حادثہ نہ ہوا۔ دشمن
کا کہیں نام و نشان نہ پایا گیا۔ اور ہمارے دائیں ہاتھ کی پہاڑیوں کی چوٹیاں ترکی فوج پیدل کے کالموں سے جو آگے بڑھے جا رہے
تھے ڈھکی ہوئی تھیں۔ راستے میں ہم نے یونانی بھاگڑ کی کوئی زیادہ علامتیں نہ دیکھیں حالانکہ جو کیفیت یونانی وچکے ہمرکاب
انگریزی نامہ نگاروں نے لکھی تھی۔ اوس کے لحاظ سے یہ علامتیں بکثرت تمام پائی جانی چاہیے تھیں۔ ٹرناوس کے مکانات اور مینار نظر آتے ہی
ہم سواروں نے گھوڑوں کو تیز کردیا۔ اور نیچے شہر کے مضافات میں داخل ہوگئے۔ جس وقت داخل ہوئے اوسوقت مشیر نے مجھے ایک نہایت
خوبصورت گلاب کا پھول عطا کیا۔ جسے شہر کے نصف جو پر لب دریا ہے دریا کے پاس ایک مختصر سا خوبصورت مقام سے کسی نے توڑ لیا تھا۔
دریا بالکل خشک پڑا تھا۔ مارشل نے چاروں طرف کل علاقہ کی بڑے احتیاط سے دیکھ بھال کی۔ کہ کہیں دشمن کا کوئی نشان تو نظر

نہیں آتا تھا کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ آخرکار گرمی مجھ سے اور زیادہ برداشت نہ ہو سکی۔ بہار گذر ایک خوشنما خوبصورت مکان کے سامنے سے ہوا۔ اوسکی نچلی منزل کا دروازہ جو نہایت سرد تھی کھلا ہوا تھا۔ میں گھوڑے سے اتر کر اندر داخل ہو گیا۔ اور ایک کہنہ چارپائی پر جو وہاں پڑی تھی لیٹ گیا۔ اور دوسرے دن آٹھ بجے صبح تک لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شیر نے اپنے ایک یاور کی معرفت کہلا بھیجا کہ اونکا کیمپ چشمہ قرہ دو رہ کے کنارے نصب کیا گیا ہے۔ وہ رات وہیں جاکر بسر کرینگے۔ تمہارے لیئے بھی وہاں ایک خیمہ الگ کر دیا جائیگا۔ مارشل نے ٹرناووس میں شب باش ہونا مناسب نہ سمجھا تھا کیونکہ دشمن کا ٹھکانا ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنی میں واپس جانیکی سکت نہ دیکھی۔ علاوہ بریں میں جانتا تھا کہ دوسرے دن مجھ سے یہ نہیں ہو سکیگا کہ اسی مسافت کو پھر طے کر کے ٹرناووس اور لاریسہ تک کی دس میل کی مسافت مزید طے کر سکوں۔

ایک جرمن افسر کی مہربانی

جرمن جنرل سٹاف کو ایک پنشن یافتہ افسر بیرن وان سوبن برگ نے جس کی نسبت عام خیال تھا کہ اوسکو قیصر جرمنی نے خاص اپنی طرف سے لڑائی کی نشانات اور اسکے حالات کی رپورٹ کرنے سہنے کے لیئے بھیجا ہوا ہے۔ کمال شفقت و نوازش سے ہمارے ساتھ ٹھیرنے اور حفاظت کے انتظام کر دینیکا ذمہ لیا اور پھر نہایت قابلیت اور حسن لیاقت سے جو جرمنوں کا قومی خاصہ ہو رہی ہے۔ ان چھ سواروں کو جو ہماری حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ دو دستوں میں تقسیم کر دیا کہ ہر ایک دستہ چار چار گھنٹے گشت کرے۔ اور روڈو فیک اور نیز اپنے اسکورٹ کے افسر سر روڈیک کو ہر دو گھنٹوں کے بعد پہرہ داروں کا معائنہ کرتے رہنے کا حکم دیا۔ بیرن نے بذات خود بھی رات میں تین دفعہ گشت کی۔ مگر کسی طرح کا کوئی حادثہ نہ گذرا۔ اوس رات ٹرناووس میں جو خوف گراہ صرف مرغیوں اور بلیوں کا تھا چھ خاندانوں کے سوا باقی کل یونانی آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوئی تھی۔ ان خاندانوں سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا گیا تھا۔ شہر میں مرغیاں اور کبوتر بکثرت اور چند مویشی بھی موجود تھے۔ یہ جانور کوفت زدہ اور گرسنہ سپاہیوں اور نیز ہمارے لیئے ایسے موقعہ پر خاص نعمت الٰہی تھی۔ ایلیا نے نہایت خوشگوار چیزوں کا شوربا پکایا۔ جسے میں نے خشتکا کے ساتھ کھایا اور سیر ہو کر خوب میٹھی نیند سویا۔ جس سے پھر چاہت اور سکت پھر عود کر آئی۔

دوسرے دن ہم دفعتہً لاریسا کیطرف جسپر کریکوف پاشا کے قابض ہو جانیکی خبر ہمیں تھوڑی دیر پہلے لگ گئی تھی روانہ ہوگئے۔ ہماری جماعت میں میرے اور ایلیس کے علاوہ بیرن سوبن برگ۔ روڈوف بک۔ ایلیا اور چھ سوار تھے۔ مارشل ابھی تک قرہ درہ میں ہی تھے۔

ترکی رحمدلی

بیرحم جانوروں سے ترک جیسی مہربانی اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔ اوسکا ہمیں راستہ میں عینی ثبوت مل گیا۔ ایک چھوٹا سا بزغالہ جو ماں سے جدا ہو گیا تھا۔ سڑک پر متحیر چلاتا پھر رہا تھا۔ ایک سپاہی کو رحم آ گیا۔ اور اوسنے اوسے خرجی میں ڈال کر زین پر رکھ لیا۔ دریا پینی اس کے پل کے سرے پر ہمیں چند لمحوں کیلئے سنتریوں نے روک لیا۔ وہاں ہماری ایک طویل القامت متدین نمایاں خصوصیت شاندار معمر ترک کرنیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ سچی گرم جوشی اور خوش اخلاقی سے جو تمام یونانی نظریہ کے نسبت باعث ترکوں کا خاصہ ہے ہم سے ملا۔ اور جب اس نے میمنی کو دودھ کیلئے چلاتا سنا۔ تو اوسی وقت

ایک بکری منگوا کر بچہ کو دودھ پلوایا۔ یہ باشکوہ میجر افسر پلیونا کے معاریوں میں سخت زخمی ہوا تھا۔ اور یوم ہاتقبل ولیلار کی
لڑائی میں بھی اوسے خفیف سا زخم پہونچا تھا۔ اس نے قہوہ سے ہماری تواضع کی۔ ہم اوسکے پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک فقیر صورت
یونانی عورت وہاں آگئی۔ اور بہ پشیمانی شکایت کی کہ میرے بچے اُس گاؤں میں ہیں جو پل سے دو میل ہے۔ اب جنوب ہے مگر سنتری
کیسکو پل پہ سے گذرنے نہیں دیتے۔ کرنیل نے عورت کو بدست خود کچھ لکھا دیکر ایک کارپورل کو حکم دیا۔ کہ اوسے بچوں کے پاس پہونچا
آئے۔ تکان زدہ کارپورل کیلئے جو سایہ میں بیٹھکر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اس حکم سے سخت مصیبت نازل ہو گئی۔ مگر اس کی پیشانی
پر کوئی بل نہ پڑا۔ اور فی الفور عورت کو ساتھ لیکر قانع و رضامند روانہ ہوگیا۔ ہم اونہیں دو میل کے فاصلہ پر جا ملے تھے۔

کارپورل اور عورت کی روانگی سے چند منٹ بعد ایک اردلی سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا کرنیل کیلئے تحریری احکام لایا جسکا
مضمون یہ تہا۔ کہ ترکی فوج کی کل صف پیشقدمی کرکے لاریسہ کو بڑھے۔ یہ حکم ملتے ہی بمسرت تمام بگل بجایا گیا۔ اور کرنیل کی رجمنٹ
پانچ منٹوں میں صف بستہ و مرتب ہو گئی۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ گذرا۔ لاریسا جب چار میل کے فاصلہ پر رہ گیا۔ تو میں نے
گھوڑے کو تیز کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اور کہا کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ سب اکٹھے چلیں۔ اوسنے جواب دیا
کہ مجھے حتی الامکان جلد پہونچنا ضرور ہے۔ میں نے کہا۔ جلدی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں نظر آتی۔ پھر دریافت کیا کہ تمہیں کیوں لاریسہ
ایسی جلدی پہونچنا ضرور ہے۔ اس سوال پر اوسنے اپنا راز ظاہر کر دیا۔ اور جواب دیا۔ کیونکہ میں جرمن ہوں مجھے سب سے پہلے لاریسا
پہونچنا چاہئے۔ بیشک میری رگ حمیت بھی مشتعل ہو گئی۔ میری قومی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ دوسری قوم کا کوئی
شخص ایسی تعلی کی لے . . . اور میں اوسے بازی جیت لینے دوں۔ میں نے اوسسے کہا اگر یہ بات ہے تو چلو دیکھیں کون بڑھتا ہے
یہ کہکر میں نے بھی گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اور اوسے سرپٹ چھوڑ دیا۔ دوڑ میں میرا گھوڑا افضل ثابت ہوا۔ میں تہوڑی دیر میں جرمن
سے آگے نکل گیا۔ اور تخمیناً تین منٹ اوس سے پہلے میں اس کے پل پر جو لاریسا سے متصل ہے پہونچ گیا۔ مگر مجھے اوس سے جو رنج ہوا بالکل پہلی ملنے کا اوتها
کیا۔ اوسنے شب گذشتہ مجھ سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا تھا۔ اور میں اوسکی تخفیف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتیٰ کہ اگر اوسنے لاریسا پہنچنے
کیلئے اپنے جرمن ہونیکی دلیل پیش نہ کی ہوتی تو میں کبھی یہ دوڑ نہ کرتا۔ جب وہ آپہونچا تو ہم دونوں دوش بدوش پل پر سے گذر کر ہیاں پہنچے
سے کچھ ہی دیر پہلے کریسکوف پاشا نے پل کے نیچے سے ڈائنامیٹ نکلوا کر پھنکوا دیا تھا۔ مگر سکوف کے سوا ہم پہلے غیر ترک تھے جو لاریسا میں داخل ہوئے
بلکہ ترکی فوج پیدل ہی سب سے پیچھے پہونچی۔ میرا اردلی کے سوار اور اٹلس دس منٹ بعد پہونچے۔ دیگر یورپین نامہ نگار وغیرہ مختلف جماعتوں میں
تقریباً ایک گھنٹہ بعد آئے انہیں سے پہلے مسٹر بلکہم نامہ نگار ٹائمز اور مسٹر ریلڈن نامہ نگار سٹینڈرڈ پہنچے تھے۔ اور تین بجکر ایک شاندار رجمنٹ پیشقدمی کر
کے پل کے بالکل قریب پہونچ گئی تھی۔ اور با آواز بلند خوشی کے نعرے لگاتی پل کے نعلی مرغزاروں پر سے آگے بڑھتی چلی آ رہی تھی

ترکوں کی خوش اطواری

ہر جگہ ترکوں نے نہایت ہی قابل تعریف اور نمایاں جرأت انتظام و ضبط رکھا۔ اور رعایا کے جان و مال کی سلامتی میں کسی طرح کا خلل نہ پڑنے دیا۔ لاریسا میں ہر گلی کوچے کے
سر پر سنتری کھڑے کر دئیے۔ اور کسی کو بیجا تعدی اور بجز سوار اور کسی کو بھی شارع پر گذرنے کی اجازت نہ تھی۔ مختلف مقامات پر جو پہرہ

مستعین تھے۔ انکو تاکیدی حکم تھا۔ کہ جس سپاہی کے پاس ذرا سا بھی لوٹ کا مال دیکھیں اوسے فوراً گرفتار کر لیں مگر
مگر سپاہیوں کے حق میں واقعی یہ بڑی سختی تھی۔ کیونکہ اونمیں سے بعض نے جو بھوکے پیاسے تھے کچھ گوشت کے ٹکڑے یا خربوزے
اوٹھا لیے تھے وہ اونسے چھڑا لیکر واپس کر دیے گئے۔ ان چیزوں کے عوض انکو ایک ایک قرش دیئے سپاہی حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے رہ گئے
تھے تھوڑی ہی دیر میں زمین پر خاصا انبار لگ گیا۔ یونانیوں نے محاربہ سے پہلے ترکوں کو جو نہایت سخت اشتعال دلائے تھے اونکے خیال سے
ترکوں کا یہ شریفانہ برتاؤ اور حسن انتظام واقعی حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا۔ کسی یورپین فوج کا برتاؤ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ
بہت کم کا ویسا بھی پایا جاتا۔ اس نظم کا باعث لحاظ اثر ہوا اور پھر بہت کم سپاہیوں نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔ اکثر یونانی باشندے بھاگ گئے تھے
تھے تھوڑے سے باقی تھے جو یونانی حکومت کے آخری دو دنوں کی نسبت ترکی تولیت و محافظت میں بدرجہا اچھے رہے۔ کیونکہ یونانی
حکام شہر سے بھاگتے وقت تمام قیدیوں کو رہا کر گئے اونہیں بد نصیبوں سے گھر گئے تھے۔ ان پرندگان جیل خانہ نے یونانی بے قاعدہ سپاہیوں کی
اور خود کے ساتھ ملکر امن پسند باشندگان شہر کا ناک میں دم کر دیا تھا اور لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا تھا۔ ان نالائقوں نے بعض بعض موقعوں پر بعض
عورتوں کی بے حرمتی کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ سب باتیں بے قاعدہ سپاہیوں و باشندوں نے بیان کیں اور وہ اشخاص نے جنمیں ایک پادری اور
ایک اطالین تھا۔ بیان کیں۔ ترک بہادروں کے شاف و تاخت و تاراج کی انسداد کیلئے ہر ایک کوشش جو ممکن تھی کی۔ سپاہیوں کو جو کچھ ادھر ادھر
ڈھونڈھنے کی بابت میں ہدایت لگا دی گئی۔ لاریسا میں آسٹریا کے صرف دو جاسوس تھے جو باغی ہیں جو محض اتفاقیہ تھے۔ پل سے لیکر شہر کے ہوا تک
تک کل راستہ میں چھ لاشیں دکھائی دیں۔ دو یونانی سپاہیوں کی تھیں اور تیسری غیر فوجی شخص کی معلوم ہوتی تھی۔ ہم نے
چند یونانی اسیران جنگ لائے جاتے دیکھے۔ تین سپاہی۔ ایک کپتان۔ اور دو غیر منظم بے قاعدہ فوج کے سپاہی تھے۔ یہ سب پست
قامت۔ بیہودہ کمزور جسم اور کمینہ شکل تھے اگر یونانی فوج کے باقی لوگ بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ اسیر ہی سپاہ کا سچا نمونہ تھے۔ تو پھر فراخ سینہ
مضبوط جسم خوش شکل قوی الاعضا۔ اور ناقابل المغلوب عثمانی شیروں کے سامنے انکا ایک لحظہ بھی ٹھیر سکنا ذرہ بھر تعجب انگیز
نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ اور اتھنس کی سیاسی جماعت پر جنہوں نے بلا وجہ ایک ایسے
غنیم سے جو ہر لحاظ سے غالب و فائق تھا قصداً خود ابتدا کر کے لڑائی چھیڑی۔ کسی اہم مسئولیت اور ذمہ داری عاید ہو رہی ہے مگر خود
لاریسہ میں دس بڑی توپیں پانچ ہزار گراس رائفلیں ہر قسم کے سامان جنگ کی وافر مقدار اور خوب معمور گودام و ذخائر ہاتھ لگے

لاریسا میں ورود

پہنچا اس کے طویل پل سے گذرنے کے بعد ہم پیرو بازار کے سرے پر ایک مسجد کے نیچے جو پل اور دریا کے قریب نہایت
پر فضا موقع پر ایستادہ ہے تھوڑی دیر کھڑے رہ کر ترکی فوج پیدل کو شہر میں داخل ہوتے دیکھتے
رہے۔ سدل پلٹن بہ پلٹن شہر میں داخل ہو رہے تھے سپاہیوں کے چہرے غبار آلود اور گرمی کی شدت سے عرق عرق ہو رہے تھے
مگر انداز سب کا متکبرانہ اور شجاعانہ تھا۔ بینڈ فاتحانہ سریں بجا رہے تھے مگر افسوس ترکی پلٹنوں کے بینڈ صرف برائے نام
ہیں اور یورپین افواج کی بینڈوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ بہرحال ترکوں کی یہ خوشی بیجا نہ تھی۔ انہوں نے

+ اگست ۱۸۹۹ء میں جلالتمآب سلطان نے اس نقص و کمی کی بھی اصلاح کر دی ہے۔۔

فصل یازدہم تھسلی میں پیش قدمی اور اس پر تصرف

جنرل افسر اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ادہم پاشا نے ۱۴ اپریل کو غنیم کی پوزیشن پر مجتمع طاقت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب تاریخ مذکور کو اوسکی فوجیں آگے بڑھیں تو ہراول دستے دشمن کو اپنے سامنے مضبوط پوزیشنوں میں قائم پانیکی بجائے یہ دیکھتے ہیں کہ وہ لاریسا کی طرف ہٹ گیا ہے اور اپنی تمام کوہستانی پوزیشنوں کو چھوڑ گیا ہے۔ یونانی ویسے کے حکم سے راتوں رات ایسی تیزی اور تعجیل کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے تھے کہ صبح تک میدان کارزار میں اونکا نام و نشان باقی نہ رہ گیا تھا۔ خیری پاشا کے ڈویژن نے جو ڈاسی سے بڑھا تھا فی الفور ٹرناوس پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکی ہیڈکوارٹر فوراً وہاں کو منتقل کر دیا گیا۔ اور حقی پاشا کے ڈویژن کو جو منگالاسے بڑھا تھا ترنکالا اور سالونیکا کے ریلوے لائن پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا گیا۔

ٹرناووس کو ترکی سپاہ نے تقریباً بالکل اجڑا ہوا پایا۔ مگر چونکہ یونانی سپاہ کئی ہفتے مقیم رہی تھی۔ سامان رسد کے بڑے بڑے گودام ابھی تک وہاں موجود تھے۔ سامان رسد میں زیادہ تر بسکٹ، اچار، انگوری شراب، برانڈی، اور آٹا وغیرہ اجناس کی وافر مقدار پائی گئی۔ ادہم پاشا نے شہر کیلئے ایک مقامی حاکم مقرر کر کے اسے دوکانوں کی حفاظت اور ہر طرح کی لوٹ مار اور تاخت و تاراج نہ ہونے دینے کیلئے پہرہ لگا دینے کا حکم دیدیا۔ ترکی سپاہیوں نے بہ تعمیل حکم شراب کے وافر ذخیرے بڑی محنت کے ساتھ گوداموں اور دکانوں سے نکال کر باہر پھینک دئے۔ اور ہر کسی مسلمان کو اوسے منہ لگانے کا خیال تک نہ آیا۔

رفتہ رفتہ وہ یونانی سپاہی جو ادھر اودھر چھپے ہوئے تھے۔ لرزاں و ترساں جان بخشی اور امان کی التجا کرتے ہوئے مقصد کر کے باہر نکلنے لگ گئے اور یہ کہا کہ یونانیوں میں یہ مشہور کیا گیا تھا کہ جو آدمی فاتحین کے ہاتھ لگا وہ زندہ نہیں رہ سکیگا۔ مگر جب انکو تشفی و دلاسا دیکر مطمئن خاطر کیا۔ پھر کھلا پلا تازہ دم کر کے اونہیں رہا کر دیا۔ پہرہ اور گشت کا کام باقاعدگی سے اور باترتیب استمرار پاتا رہا۔ اور گرجوں اور کنیسوں کا پورا پورا احترام اور ادب کیا گیا۔ ترکوں کے سامنے اب دوسرا مرحلہ لاریسا کی فتح کا تھا۔ جس کی نسبت عام مشہور اور معلوم تھا۔ کہ وہ مورچوں اور دمدموں سے خوب محفوظ و مستحکم کر دیا گیا ہوا ہے۔ اور تمام اہم ناکوں اور موقعوں پر کرپ توپیں نصب ہیں۔

لاریسا کا نظارہ نہایت ہی دلکش اور خوبصورت ہے۔ چاروں طرف شگفتہ و سرسبز باغ ہیں۔ اور مسجدوں کے مینارے کثیر ہیں۔ اور خوشنمائی اوسکے نظارہ کی دلفریبی کو اور بھی بڑھا رہے ہیں۔ مسجدیں تعداد میں ۲۴ اور گرجے آٹھ ہیں۔ مگر اکثر مسجدیں اب بند پڑی ہیں۔ وہاں کے بازار مختلف اسلوبی و صنائع کے تمام نمونے دکھائی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی قطع وضع نہایت دلچسپ ہے۔ اور اونکی گاڑیاں ابتک بطرز قدیم کی گاڑیوں سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ سڑکیں بہت تنگ ہیں۔ چوڑا

اور دیگر جنسی پیداواروں کی خرید فروخت سے ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاریسا کی شراب بالخصوص بہت مشہور ہے اور انگریزیوں کی حرفت کا عام رواج ہے۔ چھبیس برس ہوئے۔ لاریسا کی آبادی تیس ہزار تھی۔ اب صرف بیس ہزار باشندے آباد ہیں۔ پانچ ہزار مسلمان، تین ہزار یہودی اور باقی کلیسائے یونانی (آرتھوڈاکس چرچ) کے معتقد عیسائی۔

کوہستان سے پیچھے ہٹ جانے کے بعد لاریسا میں ۲۵ ہزار یونانی فوج جمع ہو گئی تھی۔ اور مدافعت کیلئے شہر کا محل وقوع نہایت مناسب اور مفید تھا۔ دونو بازو دریائے سالموریا کی پناہ میں تھے۔ اور زمین کی طبعی بناوٹ اور سطح بالخصوص سواروں کی کارروائی کیلئے خوب موافق تھی۔ اور اپنی فوائد کے لحاظ سے ترکی سپہ سالار کو یقین تھا کہ گو ماتی کی لڑائی کے بعد جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ فریقین میں بہت مسافت حائل ہو گئی ہے۔ پھر بھی لاریسا پر یونانی جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ ترکوں کی پیشقدمی پر مزاحمت کو جاری نہیں رکھینگے۔ اس موقعہ پر کریکو پاشا اتالیق توپخانہ عساکر عثمانیہ کے تحریر کردہ بیان کو درج کرنا بیجا نہ ہوگا

پاشا موصوف توپخانہ کے ساز و سامان کی نگرانی اور فوج کی عام حالت پر رپورٹ کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے میدان کارزار کو بھیجا گیا تھا۔ سپہ سالار کی اجازت سے وہ غنیم کی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیلئے ۲۵ اپریل کو دو تین کمزور سے رسالے جنمیں کل ہم چودہ سو سوار تھے۔ اور ایک اچھی توپخانہ کی باتری لیکر لاریسا کیطرف روانہ ہوا۔ اور سات بجے صبح کے قریب اس سنگی کلاں پل پر پہونچ گیا جو لاریسا کے سامنے سالموریا پر بنا ہوا ہے۔ مگر جس دلیرانہ اوستادی سے اوسنے لاریسا کو فتح کیا۔ اوسکی کیفیت خود فاتح کے الفاظ میں بتانا زیادہ مناسب ہوگا جو حسب ذیل ہیں

"یونانی میدان جنگ سے ایسی افراتفری اور گھبراہٹ کے ساتھ فرار ہوئے کہ گویا اونہیں کسی فیصلہ کن لڑائی میں کامل شکست ملی ہے۔ حالانکہ جو لڑائی ہوئی تھی وہ ایک معمولی سی لڑائی تھی۔ درہ ملونا کے فتح ہو جانیکے بعد میں ایک رجمنٹ سوار کے ساتھ ترناوس تک بلا مزاحمت استکشاف کرتا چلا گیا اور چونکہ وہ مقام خالی پڑا تھا میں نے اوسپر قبضہ کر لیا۔ رات کو جو [illegible] سے دالیسر تک جو ہماری اترائی کی رفتگی وہیں شب باش ہوا۔ اور پچھلی رات اڑھائی بجے صبح کے قریب لاریسا کیطرف روانہ ہو گیا۔ پیچھے سے کمک پہونچ جانے پر میرے پاس سات سے چودہ سو سوار یعنی کیولری کی تین رجمنٹیں اور ایک گھوڑا باتری ہو گئی تھی۔ روانگی سے تھوڑی دیر بعد ہمیں رسالہ کا ایک کپتان ملا۔ جو لاریسا کی فصیل تک پہونچکر واپس آ رہا تھا۔ اوسنے ہمیں خوشخبری سنائی۔ کہ وہاں عجیب خوفناک گھبراہٹ اور ہیبت چھائی ہوئی ہے۔ اور سب لوگ بے تحاشا بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سنکر میں نے حالات موجودہ الوقت سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور شہر مذکور تک بڑھتے چلے جانے کا عزم کر لیا۔ اور دل میں سوچ لیا۔ کہ اگر وہاں غنیم کی زبردست جمعیت موجود ہوئی جسے مغلوب کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے تو پھر لڑائی نہ کرینگے اور محض استکشافی کارروائی پر اکتفا کر کے واپس آ جائینگے۔ جب ہم شہر کے قریب

سنکی کی یہ وجہ ہے۔ کہ یونان کے ساتھ الحاق ہو جانیکے بعد اکثر مسلمان اور کچھ یہودی وطن مالوف سے جہاں وہ صدیوں سے آباد تھے۔ بلاد عثمانیہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

پہنچتے ہی تو نیز الفلی آتشبازی سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ آتشبازی کرنیوالے وہ چار سو قیدی تھے جنکو یونانیوں نے جیل سے رہا کرکے مسلح کر دیا تھا۔ ہمنے اوسیوقت ایک پھٹنے والا گولہ سر کرکے گویا بزبان حال اونکو بتا دیا کہ تم لوگ کوئی چھچھورا پن نہ دکھاؤ ہمارے پاس توپخانہ موجود ہے۔ ۹ گولا سر ہوتے ہی آتشبازی بند کرکے ادھر ادھر روپوش ہوگئے۔ میں سنگی پل پر چڑھنے لگا ہی تھا کہ ایک معمر آدمی میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور اوسنے با آواز بلند پکار کر کہا۔ پاشا خبردار پل کے نیچے سرنگ لگی ہوئی ہے۔ اس پر میں نے تین سپاہیونکو توپیں لیکر کشتیوں کے پل کے راستے سے جو یونانیوں نے عارضی طور پر بنایا تھا گذرنے کا حکم دیا۔ اور خود پیر مرد کی نصیحت کے باوجود سنگی پل کے راستے ہی گیا۔ اور بخیریت دوسرے ساحل پر پہونچکر پانچ پلٹن کے ہمراہ سپاہیوں کو ڈائنامائٹ کے بکسوں کی تلاش کرنیکا حکم دیا۔ اوسے تین بکس دستیاب ہوئے جنہیں پانی میں پھینکوا دیئے گئے۔ میں ابھی دریا کے کنارہ پر ہی تھا کہ جس پیر مرد نے مجھے خبردار کیا تھا۔ وہ ایک یونانی بدمعاش کی گولی سے شہید ہوکر فرش خاک پر گر پڑا۔ میں نے قاتل کو گرفتار کرا لیا اور حکم دیا کہ اوسے دیوار کے ساتھ کھڑا کرکے گولی مار دیجائے۔ مگر میرے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ اسیر جنگ کو موت کی سزا دینے کیلئے سلطانی اجازت کا پہلے حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اور اس رحمانہ ترکی قانون کی طفیل یہ سفاک جانبر ہوگیا۔ لاریسا میں داخل ہوتے ہی نہتے مسلمان خوشی کے نعرے مارتے ہوئے ہمارے استقبال کو آئے۔ ان بیچاروں کو مسلح یونانی بدمعاشوں کے ہاتھوں طرح طرح کے جور و ظلم برداشت کرنے پڑے تھے۔ میں نے اوسیوقت اپنے نائب کرنیل مصطفے بک کو لاریسا کا عارضی فوجی کمانڈر اور گورنر مقرر کر دیا۔ اور یہ اونکی مستعدی، خوش اخلاقی اور احسان و مروت کی طفیل تھا کہ لاریسا میں بہت جلد امن قائم ہوگیا۔ شہر لوٹ کھسوٹ اور تاخت و تاراج سے محفوظ رہا اور جسقدر خاندان بھاگ گئے تھے وہ سب واپس آگئے۔ لاریسا خوبصورت شہر ہے۔ میں ڈپٹیہ کے محل میں گیا۔ وہاں دیکھکر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ مکین بڑی جلدی اور گھبراہٹ سے نکلے ہیں۔ خطوط اور کاغذات ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ایک خط اٹھا کر پڑھا۔ وہ اس شکایت کے جواب میں تھا کہ فوج کیلئے سامان رسد کافی نہیں پہنچا۔ چونکہ لڑنا نہ تھا لاریسا کی فتح میں ہمارا ایک آدمی کا نقصان نہ ہوا اسلیے ہم پانچ دن بعد ۱۳ اپریل کو بروز دوشنبہ پہونچے اور دو دن پہونچنے پر میں قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ راستہ میں بمقام سالونیکا میری غازی عثمان پاشا سے ملاقات ہوئی۔ جو سردست مقام مذکور میں قیام فرما ہیں۔ میں پھر میدان جنگ کو واپس نہیں جاؤنگا۔ ایک نامہ نگار نے پاشا موصوف سے سوال کیا۔ کیا لاریسا خوب محفوظ و قلعہ بند تھا۔ جسکو پاشا نے جواب دیا۔ یونانی لاریسا میں سب کچھ چھوڑ گئے تھے جسکی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ دونوں قلعے جنکے درمیان جو تینوں بڑی سڑکیں لاریسا کو جاتی ہیں۔ ان پر نہایت پائدار مورچے بنے ہوئے تھے۔ مگر یونانی انکو سراسیمہ خالی کر گئے۔ اور ہر ایک چیز پیچھے چھوڑ گئے۔ صرف توپیں وہاں موجود نہ تھیں۔ یہاں میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری تصور کرتا ہوں کہ یونانیوں کا دستہ انجنیران پوری پوری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ لاریسا کی قلعہ بندیوں میں سنگی زینوں کے راستے مورچی فصیلوں پر چڑھتے وقت چند ۱۲ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں پائیں۔ جنکے وہ پرزے جن میں کارتوس کو آگ

[1] اعلیٰحضرت خلیفۃ المسلمین نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچنے پر پیر مرد کے پسماندگان کیلئے معقول ماہانہ وظیفہ مقرر فرما دیا۔ مترجم

پہونچانے کیلئے سوراخ ہوتا ہے۔ اتار لیتے گئے ہیٹے ہوئے تھے۔ یہ پرزے بعد میں ریلوی لائن کے پاس دستیاب ہوئے
ان توپوں کے علاوہ سامان حرب اور کارتوسوں کی وافر مقدار اور سامان رسد۔ اجناس۔ چارہ۔ مہیتالی سامان اور ادویات
کے وسیع ذخیرے ہمیں غنیمت میں ملے۔ اگر ان چھ توپوں سے کام لینے کیلئے صرف ساٹھ گولہ انداز بھی موجود ہوجاتے۔ کوئی اور
فوج نہ ہوتی۔ تو پھر بھی ہم بالکل پامال ہو جاتے۔

اسی نامہ نگار سے گرنیکو پاشا نے ترکی فوج کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی: یہ جو فوج اسوقت میدان جنگ میں موجود
ہے۔ وہ ان تمام فوجوں سے جنہیں پہلے ترکی میدان کارزار میں بھیجتی رہی ہے افضل و اعلےٰ ہے۔ اسکے افراد صفت و
ثنا سے بالکل مستغنی ہیں۔ انکی تعریف ہو ہی نہیں سکتی۔ افسروں کی نسبت پاشا موصوف نے کہا کہ وہ سب عمدہ ہیں وہ
تمام افسر جو گولز پاشا کی تعلیم و تربیت کے فیضان یافتہ ہیں اسوقت میدان جنگ میں موجود ہیں۔ سیف اللہ پاشا جنرل فتح
کا قابل تعریف اعلےٰ افسر ہے۔ اور تقریباً تمام کمانڈر بالخصوص حقی پاشا کرنیل انور بے اور سابق کمانڈر توپخانہ جواب جرمنی کو
گیا ہوا شاندار افسر ہیں۔ موجودہ کمانڈر توپخانہ علی رضا پاشا جسنے ترکی توپخانہ کو اعلیٰ ترین توصیف حاصل کرنیکے قابل بنانے
کیلئے آٹھ ہفتے دن رات کوشش کی ایسا دلاور افسر ہے کہ جہاں کہیں گولہ باری کی سب سے زیادہ بارش ہوا کرتی وہ اوسجگہ موجود
پایا جاتا تھا۔ سپاہیوں کی اخلاقی حالت نہایت عمدہ ہے۔ ایکدفعہ ہمارا گذر ردیفی سپاہیوں کی ایک نئی پلٹن پر ہوا۔ میرے
ایجوٹنٹ (نائب) مصطفےٰ بک نے ان سپاہیوں سے پوچھا۔ کیا تم اپنے خاندانوں سے جدا ہونیسے اداس تو نہیں ہوئے؟ جواب ملا تمہارا
اداس ہونیسے کیا مراد ہے۔ پھر اکثر نے یکزبان ہو کر کہا "ہمارے زہے نصیب کہ ہمیں اپنی ناچیز جانیں اپنے بادشاہ کیلئے نذر
کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے" اسوقت وہ صرف یہی پکار کر کہتا "کیا ہم اس مقدس عہد
اور اسی سعید دن کیلئے پیدا نہیں ہوئے تھے؟" سلطنت عثمانیہ کو مسلمانوں کی حب الوطنی۔ اور جاں نثاری کا اسی سے اندازہ ہو چکا
یہ حب الوطنی اور جان نثاری اور مذہبی خدمت کا شوق اور جوش مردوں تک ہی منحصر نہیں تھا۔ ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں ایک معزز خاندان
چپقلیہ کے کئی سو سوار لیکر شریک کارزار ہوئی تھی۔ اور ایک لڑائی میں اسی شیردل خاتون کی شجاعت و بسالت اور لاثانی مشورہ
کی بدولت ترکوں کو روسیوں پر نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نو عمر دوشیزہ کا نام فاطمہ تھا۔ اور متذکرہ صدر لڑائی ۲۵
اگست ۱۸۷۷ء کو آرمینیا کے کوہساروں میں بمقام قزل تپہ (سرخ پہاڑی) پر ہوئی تھی۔ محاربہ یونان میں بھی کئی غیور و جانباز
مستورات نے میدان جنگ میں جانا چاہا تھا۔ مگر امیر المومنین نے اس محاربہ کو ایسا نہ سمجھا۔ کہ عورتوں کو بھی جان نثاری دکھانے
کا موقعہ دیا جائے۔ البانیا کے مسلمانوں کی حب الوطنی کے مزید حالات مسٹر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی تحریر سے جو دوسرے حصہ میں درج ہیں
ہمیں معلوم ہو جائینگے۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی کا دریا تمام مذاہب اسلامی ممالک میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ موجزن ہو رہا تھا۔ نجد کے امیر
محمد الرشید مرحوم نے ۱۷ لاکھ سوار دیئے۔ شاہ ایران نے معقول فوج سے مدد کرنیکی درخواست کی۔ اور شمالی افریقہ و مصر کے اکثر ممالک سے
ہزاروں نوجوانوں نے فوج میں شامل ہونے کی اجازت چاہی تھی۔ مزید براں سلطنت عثمانیہ کو ہر جگہ سے اعانت حربیہ کیلئے [illegible] کئی لاکھ روپیہ

کرپیر زنبرڈ (امیانز) کے مشہور شہر کا ایک ستر سالہ رئیس پانچ بیٹوں سمیت بطور مجاہد محاربہ میں شریک ہوا - وہ بارہ گھوڑے ساتھ لایا تھا جنکو اوسنے فوج سواراں کے لیے سرکار کو نذر کردیا - اور اپنی نسبت کہا کہ ہم پیدل بھی بخوبی لڑسکتے ہیں (قصبہ سیرس میں حاجی بقیہ صفحہ سابقہ) جمع ہوگیا - مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان زبانی ہمدردی سے بڑھکر کچھ نہ دکھاسکے - جنکو یونان و مصر کے باشندوں کی حب الوطنی کے حالات بتاکر وکیل نے یہ الفاظ غیرت دلائی تھی - (از وکیل مورخہ ۱۲ - اپریل ۱۹۱۲ء)

یونان اور مصر والوں کی حب الوطنی یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غیر مذہب کی رعایا کے کم از کم بعض افراد خواہ وہ حکمران فریق سے خوش ہوں یا ناخوش - حکومت کو خوش رکھنے اور اوسپر اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے ہر ایک مناسب موقعہ سے فائدہ اوٹھاتے رہتے ہیں - مگر اسکے ساتھ ہی وہ محکوم قومیں جو مردہ اقوام کی ذیل میں داخل نہ ہوگئی ہوں - دنیا پر اپنی زندگی اور حب قومی اور غیرت وطنیہ کی موجودگی کو واضح کرنے سے کبھی نہیں چوکتیں - بلکہ بعض وقت قومیت اور وطنیت کے خیالات و جذبات یہانتک بڑھ جاتے ہیں - کہ گو وہ محکوم قوم حکمران فریق سے عملی مخالفت شروع نہ کرے - لیکن پھر بھی اپنے ہم مذہب و ہم ملت ابنائے جنس کی دستگیری کرنا جن سے اون کی حکومت کے تعلقات معاندانہ ہوگئے ہوں - اپنا اہم فرض سمجھتی ہے - چنانچہ یہی کیفیتیں اس وقت سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کی یونانی رعایا میں جو زندہ قوموں میں داخل ہے پائی جاتی ہیں - یہ سب کو معلوم ہے کہ ترکی سلطنت کو اگر کوئی اندیشہ ہے تو یورپ کی عیسائی سلطنتوں سے اور اونہی کی دستبرد سے بچنے کیلئے اوسے اپنی فوجی استعداد کو ہر وقت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے - مگر باینہمہ جب سلطنت عظمیٰ نے روسی فوج کے سامان حرب کیلئے چندہ کی مہم کھولی تو اکثر یونانیوں نے (جو مسیحی المذہب ہیں) اس چندہ میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی اور روپیہ دیا - حتیٰ کہ اسوقت بھی جبکہ خود یونان کے ساتھ لڑائی ہوجانیکا قوی احتمال ہے اور ترکی اوسکے مقابلہ کے لیے سرتوڑ تیاریاں کر رہی ہے - ترکی اخبار صباح لکھتا ہے کہ طرابزون کے یونانی باشندوں نے خریداری ترکی بیڑہ کیلئے چندہ دینے کی اجازت مانگی ہے - اور اوس کی فراہمی کیلئے اپنے شہر کے نائب صدر پادری کے زیر صدارت انجمن قائم کردی ہے - دوسری طرف اپنی قومی ہمدردی کا ثبوت اسطرح دے رہے ہیں - کہ جرمنی محض اسوجہ سے ناراض ہوکر کہ اوسنے ترکی کی تائید کرکے یونان کی مخالفت کی اور کریٹ کے متعلق یونان کو دہمکی [illegible] کر دیکی دی ہے - قسطنطنیہ اور سمرنا کے یونانی تاجروں نے اس سے تمام تجارتی تعلقات منقطع کرلیے ہیں - سمرنا ایشیائے روم کا تجارتی صدر مقام ہے - اور قسطنطنیہ نہ صرف یورپین ٹرکی بلکہ کل جنوب مشرقی یورپ میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے - اور چونکہ کل سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کی تجارت کا زیادہ تر حصہ یونانی تاجروں کے ہاتھ میں ہے - گویا انہوں اس طریق عمل سے ترکی کی محکوم یونانی رعایا نے جرمنی کو جتادیا ہے - کہ وہ یونانی رعایا کو مردہ نہ سمجھے - وہ اس گستاخی کو جو یونان سے کیگئی ہے محسوس کر رہے ہیں اور اوسکا ترکی بترکی جواب دوسرے پیرایہ میں دینے پر آمادہ ہیں - قومی ہمدردی کا تیسرا اور جلوہ (جو انتہائی نہیں ہے) وہ ہے جو ترکی کی براہ راست ماتحت صوبہ شام کے عیسائی یونان کیلئے چندہ جمع کرنے سے اور ترکی کی بالواسطہ ماتحت یا خراج گذار ملک مصر کے یونانی یونان کے مہاجرین اور روپیہ سے مدد کرنے سے کل دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں - مگر وائے برحال مسلمانان

(واقع سقدونیہ) کے ایک متمول نے مجروحین کی پاسداری اور خبرگیری کا انتظام اپنی خرچ سے کیا۔ ہر جگہ مجروحین کی
فراخ حوصلگی کے ساتھ روٹی پارچات بچھونا تکیہ بیسویٹ اور نقدی وغیرہ سے تواضع کیجاتی تھی۔ [illegible]
بقیہ صفحہ سابق) وہ ایسی بھی نیند سو رہے ہیں۔ جو خواب عدم سے کسی طرح کم نہیں۔

افریقہ کی اسلامی ریاستوں کے مسلمان جہالت ناواقفیت۔ اور عدم استطاعت کا بہانہ کرسکتے ہیں۔ روس کی مسلمان رعایا اور
اوراسیطرح چین اور جاوا کے مسلمان اپنے حکمرانوں کی جابرانہ پالیسی کا اگر کوئی اور عذر پیش کردیں۔ تو ایک حقیقت حد تک معذور
بھی سمجھے جاسکتے ہیں۔ لیکن مسلمانان ہند کے پاس کیا حجت ہے۔ انگریزی گورنمنٹ نے انکو تعلیم سے مستفید کردیا ہے۔ جسوجہ سے
وہ نہ فقط اپنی بلکہ کل مسلمانوں کی پستی سے واقف ہوگئے ہیں۔ گورنمنٹ موصوف نے انکو اوس حد تک کامل آزادی دے رکھی ہے
جسکی کہ کوئی رعایا مستحق ہوسکتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری حکمران جماعت اپنے طرز عمل اور اپنی تعلیم و تلقین سے بالواسطہ
اور بلاواسطہ دونوں طرح سے اپنی محکوم رعایا کو قومی ہمدردی اور اخوت کا برسوں سے سبق سکھلا رہی ہے۔ یہ اسی خوش نصیب
اور با اقبال قوم کے فیضان حکومت و صحبت کا اثر ہے۔ کہ ہماری ہمسایہ قومیں ان تمام اوصاف سے جنسے ہر ایک قوم کا اپنی زندگی کو قائم
رکھنے کے لیئے متصف ہونا ضروری ہے بہرہ ور ہوگئی ہیں۔ ہاں ہم ہی مسلمان بہادر ہوا برسوں کی انگریزی حکومت کی [illegible]
مردوں کی صف سے نکل کر زندوں کی قطار میں شمار کیئے جانے کے قابل ہوگئے ہیں۔ جب تم ہیں باوجود برکت حکومت سیکڑوں برسوں
ہمیں بھی قومی سپرٹ قومی ہمدردی۔ اور قومی اتحاد و ائتلاف اور قوم کا درد پیدا نہ کرسکے کیا اس کو من حیث القوم زندہ قوم کہا جا
سکتا ہے ہرگز نہیں۔ تاہم بخلاف امید چند افراد سے ہم ابھی یہ امید رکھنے کی جرات کرتے ہیں کہ شاید اپنے مصری بھائیوں کے [illegible]
و بیداری کے حالات پڑھنے سے اون میں سے بھی کسی کی عرق حمیت متحرک ہو جائے۔ اور وہ مسلمانان [illegible] کو من حیث الافراد بھی
مردہ ہو جانے کی سند ملنے سے بچالیں۔

ہمارے ناظرین کو یہ بتالیا معلوم ہوگا کہ سن گذشتہ میں صرف چند محب ملک و ملت مصری اخبارات کی کئی لاکھ روپیہ اپنے مسلمان
سے مفلوک الحال مسلمانان کریٹ کے لیئے جمع کرکے جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اکیلے اخبار المؤید کو تقریباً دولاکھ روپیہ چند
مہینوں کے اندر وصول ہوا۔ اعلیحضرت امیرالمؤمنین نے نومبر گذشتہ میں فوج ردیف کے اسلحہ کی خرید کیلیئے مسلمانوں کو
چندہ ادا کرنے کا حکم دیکر دسکو ایک طرح سے مسلمان رعایا پر لازمی کردیا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مشتہر ہونے پر مصر کے
ایک عرب قبیلہ آل عبداللطیف نے پانچسو پونڈ دارالخلافہ کو روانہ کیئے۔ اسکے بعد مصر میں بھی ہندوستان کی طرح چندہ کا کام
مسلمانوں نے بالکل کروٹ نہ بدلی۔ اونکی یہ غفلت اور لاپروائی دیکھکر سخت افسوس ہورہا تھا مگر انگریزی حکومت کی تاثیر
سے قومی سپرٹ مصریوں میں سرایت کرچکی تھی۔ ابتداً اوسکو نمایاں کرنے کے لیئے کسی تحریک کی ضرورت تھی۔ یہ تحریک اونکو
مصداق [illegible] برانگیختہ کرکے [illegible] پر یونانی ساکنین مصر کے اپنی ریاست اور جنگی جہاز
کے لیئے چندہ جمع کرنے سے پوری طرح ہوگئی۔ مثلاً اخبارات نے اپنے ملک کو یہ اپیل کیا۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا

اس سے بڑھ کر استقلال و عزم اور کیا ہوگا کہ سخت سے سخت مجروح بھی اسپتال پہنچائے جانے سے انکار کر کے پھر میدان کارزار کو پلٹ جاتے ہیں۔ جنرل سے لیکر ادنے سپاہی تک سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور بے نظیر شجاع ہیں۔ الغرض

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عزت ابو علی بک رضا فرزند شاکر پاشا مرحوم جیش الظفر العثمانی کی خدمت کیلئے عنقریب سرحد یونان کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ دیگر نوجوان بھی اس جوانمرد کی تقلید کرینگے۔ (المؤید ۱۰ مارچ) مندرجہ بالا رقم کے علاوہ محمد رشید پاشا نے ۲۵ پونڈ مصری اور محمود بک سجان ممبر مجلس شوریٰ القوانین و اعیان ضلع اسیوط نے پچاس پونڈ چندہ دیا۔

دولتلو غازی مختار پاشا عثمانی کمشنر متعینہ مصر نے ۱۵ مارچ کو زیر صدارت ریاض پاشا فراہمی چندہ کیلئے مجلس کے منعقد ہونے کی خبر اعلیٰ حضرت کو بذریعہ تار دی۔ جسکے جواب میں بارگاہ شاہانہ سے ریاض پاشا معہ جملہ ممبران انجمن کیلئے جو ممبران سب کمیٹی یا اور چندہ دہندگان یا کسی طرح سے مصریوں کا بذریعہ تار شکریہ ادا کر کے کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بنک عثمانیہ کی مصر والی شاخ کو حکم دیا گیا کہ کل زر چندہ بغیر کمیشن لینے کے وصول کر لیا کرے۔ دولتلو غازی عثمان مختار پاشا نے چندہ دہندگان کی آسانی کیلئے ایک ریال سے لیکر سو ریال تک کے عثمانیہ نوٹ منگوا لئے ہیں۔ ایک ریال کی قیمت بیس قرش ہے اور بغرض تسہیل انگریزی پونڈ کی قیمت ایک سو بیس قرش اور مصری پونڈ کی ۱۲۳ قرش قرار دی ہے (المؤید ۱۶ مارچ)

۱۵ مارچ کے سہ پہر کو سعادتلو ریاض پاشا شیخ کبیر جامع ازہر عمر لطفی پاشا و دیگر اعیان دولت خدیو الاکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ بھی اس کار خیر میں شریک ہو کر ممبران انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدیو معظم ڈیپوٹیشن سے بکمال تواضع پیش آئے۔ اور عنقریب چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد ڈیپوٹیشن پرنس حسین کامل پاشا (خدیو الاکرم کے چچا) کے مکان پر پہنچا۔ اور وہاں بھی خاطر مدارات ہوئی۔ بعد ازاں پرنس ابراہیم حلمی پاشا (خدیو کے دوسرے چچا) کے دروازہ دولت پر حاضر ہو کر معقول امداد کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ القصہ ڈیپوٹیشن خاندان خدیو کے تمام اراکین کے پاس فرداً فرداً گیا اور سب نے اس کار خیر میں بڑی خوشی سے شریک ہونا منظور کیا۔ البتہ خدیو الاکرم کے بھائی پرنس جمیل پاشا طوسون اور خدیو کے برادر خورد پرنس محمد علی اپنے مکان پر نہ تھے وہ اپنے اپنے علاقوں کو گئے ہوئے تھے۔ انکی طرف دولتلو ریاض پاشا نے خط لکھے ہیں۔ یقین کامل ہے کہ بہترین جواب آئینگے۔

غازی مختار پاشا کی حرم محترم نے صندوق اعانت میں پانسو پونڈ انگریزی چندہ دیا ہے۔ دولتلو غازی موصوف بذات خود پہلے ایک ہزار پونڈ عطا کر چکے ہیں۔ احمد فؤاد پاشا عزت نے ۵ سو پونڈ اور امارت مآب فاطمہ خانم آفندی فاضل حرم پاشا موصوف نے تین سو پونڈ اور خانم کی والدہ مکرمہ نے ایک سو پونڈ اور پاشا ممدوح الشان کے برادر خورد عزیز بک عزت نے ۵۰۰ پونڈ اور حرم محترم نے ۲۰۰ پونڈ یعنی اس خاندان نے سترہ سو پونڈ (۲۶ ہزار روپیہ) چندہ دیا۔ اور عبد الحمید پاشا صادق اور محمود بک مرحوم رستم نادر نے ایک ایک سو پونڈ اور اسی گاؤں کی ایک شخص نے بیس پونڈ (۱۵ مارچ کو) المؤید کے دفتر میں روانہ کئے قنا کے محکمہ اوقاف کے حاکم لطیف احمد آفندی نوادر نے انجمن فراہمی چندہ کو تار دیا ہے کہ میں چھ ماہ تک اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ صندوق اعانت میں دیا کرونگا (المؤید ۱۶ مارچ) فؤاد پاشا کی تحریک پر دیگر ملازمان نے بھی تنخواہ کا پانچواں حصہ دینا شروع کر دیا ہے۔ دولتلو ریاض پاشا

ان بہادروں کی نبرد آزمائی۔ جانبازی۔ سرفروشی۔ سپاہگری۔ اور شجاعت و مردانگی کا منظر واقعی نہایت ہی شاندار اور حیرت افزا تھا۔ ایسی ایسی پہاڑوں پر جہاں گھوڑے اور خچر بھی بمشکل چل سکتے تھے یہ ترک آدمی اپنی جان پر کھیل کر یونانیوں کو تقریباً ہر ف

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے تمام سب کمیٹیوں کو فراہمی چندہ میں سعی موفور کی تاکید کرنے کیلئے حوصلہ بڑھانے اور غیرت دلانے والے الفاظ میں خطوط تحریر کیے ہیں۔ اور سب کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کی بھی تاکید مزید کی ہے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کو پہلی ۲۲ کے علاوہ ۶ اور سب کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی کے صدر مراکو کے سفیر متعینہ مصر ہیں۔ ۵ مارچ کو قصبہ اسیوط میں یہاں کے مسلمانوں نے جلسہ کر کے چندہ کی کارروائی شروع کی۔ نصرت و امداد سلطنت علیہ کے مسلمانوں پر فرض ہونے کے متعلق اکثر علماء کرام نے تقریریں کیں۔ پہلے دن ۲۲۵ پونڈ مصری چندہ جمع ہوا۔ قصبہ منصورہ میں اسی تاریخ ۱۰۰ پونڈ چندہ جمع ہوا۔ ۱۴ مارچ کو جناب عالیجناب خدیو المکرم نے اڑتالیس ہزار پونڈ مجلس کبرے کے سکرٹری کو ارسال فرمائے۔ مصر کی مخدرات کو بھی یہ دیکھکر کہ یونانیوں کی عورتیں اپنے ہم وطنوں کیلئے چندہ جمع کر رہی ہیں۔ اور ملکہ یونان نے بذریعہ تار ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ سخت غیرت آگئی ہے۔ اور اکثر خاتونان عفت مآب نے چندوں سے بطور خود اپنی ملاقاتیوں سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہ سب عالی خاندان بیگمات ۱۵ مارچ کو دولتماب ریاض پاشا کی حرم کے پاس جمع ہوئیں۔ اور ان کو صدرۃ الانجمن النساء بنا کر ہر ایک نے اپنی اپنی واقف عورتوں سے روپیہ جمع کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ ۱۷ مارچ کو اس انجمن نے بتیس پونڈ المؤید کو روانہ کئے۔ مندرجہ بالا سب کمیٹیوں کے علاوہ ۱۰ سپین جدا ... کے بانوں اور گاڑی بانوں نے بھی علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جن سب کمیٹیوں کی تعداد ۲۰ مارچ کو ۴۳ ہو گئی۔ نوجوانان مصر نے پرنس ابراہیم پاشا مرحوم کے فرزند امیر جلیل محمد بک عبد الدین کی زیر صدارت اپنی علیحدہ کمیٹی بنائی ہے۔ ۲۰ مارچ تک جنرل کمیٹی قاہرہ کو ۳۰۰۰ پونڈ مصری وصول ہوئے۔ (المؤید ۲۱ مارچ) مصر کے قصبہ بشتر قیہ اور ... میں وہاں کے علماء اور تاجروں نے اعانت عسکر پاشاہانیہ کیلئے انجمنیں قائم کی ہیں۔ رقم جمع شدہ کی میزان اگلے ہفتہ بتائی جائیگی۔

ریاض پاشا۔ عمر لطفی پاشا۔ بلیغ پاشا و دیگر معزز اراکین انجمن مقننہ نے ۱۸ مارچ کو خدیو کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول رقم چندہ عطا کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

امیر ہیم و جلیل پرنس عزیز بیگ برادر چچازاد خدیو عساکر عثمانیہ میں داخل ہونے کیلئے مصر سے جانیوالے ہیں۔ پرنس مذکور نے جرمنی میں فوجی تعلیم پائی ہے۔ اور جرمن و انگریزی فوج میں داخل رہ چکے ہیں۔ دولتلو پرنس جمیل پاشا عم خدیو نے ۳۰۰ اور انکی حرم نعمت اسد خانم آفندی نے دوسو پونڈ دئیے ہیں۔ ۲۰ مارچ کی صبح تک صدر انجمن کو ۵۰۵ پونڈ مصری وصول ہوئے۔ مصر کے قصبات بارود۔ تنہا۔ عطف اور ابو قرقاس میں اعانت العسکریہ کیلئے ۱۸ مارچ کو انجمنیں قائم ہوئیں۔

ابو قرقاس کی انجمن نے پہلے دن پچاس پونڈ جمع کئے۔

دولتلو ریاض پاشا میر مجلس انجمن کبرے نے مصر کے ہر شہر اور ہر قریہ کے مسلمانوں کو نام اعلان جلدی کر کے بھجوا کر آیہ کریمہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے تمام مسلمانوں کو حضرت سرور کائنات کا یہ حکم سنا کر

کی سطح تک کھینچ لیجائے - اور ایک تانیہ کیلیئے سننا یا کسیطرح کا حرف شکایت زبان پر لانا تو کجا - لطائف و ظرائف اور ہنسی مذاق سے ایکدوسرے کا حوصلہ بڑھاتے ہنستے کھیلتے اور گاتے ہوئے با تردد و تکلف اوپر چڑھتے جاتے - جانبازی ہمت اور زندہ دلی میں ہمارے البانوی بالخصوص سب بڑھے ہوئے تھے - دو انکا دشمن پر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ البانوی سفید ٹوپی کو دیکھتے ہی یونانیوں کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے - اور انکے جسم پر لرزہ پڑ جاتا تھا - وہ فوجی گیت اور رجز بیں گاتے اور اچھلتے کودتے خوشی کے ترانے لگاتے ہوئے کارزار میں شریک ہوتے تھے یونانیوں پر ثابت ہو گیا تھا کہ یہ شیر موت کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے چنانچہ انکی سفید جنس کو نظر آتے ہی یونانیوں میں عجب مضحکہ خیز اور خوفناک بھاگڑ اور افراتفری پڑ جاتی اور وہ تمام سستی چستی بھول جاتے" لاریسا میں جہاں بعد میں ترکی سپہ سالار نے اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا - خائنین کو چھ چار انچ کی کپ توپیں اور ایک میدانی بانزی دیگر اسباب و اجناس کے علاوہ غنیمت میں ملی -

" ترک جیسا کہ حالات تذکرہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کوہی دروں تسلوی میدان میں کوئی ایسا نقصان اوٹھانیکے بغیر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے - وہ ان دروں سے گزر چکے تھے - اپنی فوج کو مجتمع کر کے لاریسا میں

بقیہ صفحہ سابقہ) المومن للمومن کا لبنیان یشد بعضہ بعضا) دولت علیہ عثمانیہ کی امداد و معاونت کی تحریک [illegible]

(المؤید ۱۸ - مارچ ۱۸۹۷ء)

ان چند سطور کو پڑھکر مسلمانان ہند جب اپنی غفلت اور بے پروائی کیطرف خیال کرینگے - تو ہمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ اپنے دلمیں خجل اور نادم تو ضرور ہونگے - یہ درست ہے کہ مسلمانان ہند اسوقت قحط و افلاس اور دیگر علاوہ ہندوستان کے اندرونی پالیٹکس اور اپنی ہمسایہ قوموں کی نوازشوں کی وجہ سے بہت کچھ بے بس اور لاچار ہو رہے ہیں لیکن اگر وہ سچے مسلمان ہونے اور کہلانے کے مدعی ہیں - تو ان کو آیہ کریمہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ۵ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین (سورہ عنکبوت رکوع ۱) پر توجہ کرنی چاہیئے اور سچے حوصلہ پکڑکر ان آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے - اور انسانی فتنوں اور مصیبتوں سے گھبرا کر آیت کریمہ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ رکوع ۱) کا مصداق بننے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں - اور ہر ایک مصیبت اور مشکل کا مردانہ مقابلہ کر کے زندہ قوم کے افراد ہونے کا ثبوت دینے سے پہلوتہی نہ کریں - وما علینا الا البلاغ -

المؤید مورخہ ۱۸ مارچ ہمیں یہ عجیب خبر بعبارت ذیل سناتا ہے جسکو معتبر شخص سے معلوم ہوئی - کہ مسلمانان ہند کے اخبار کیا ہیں ایکبار دولت علیہ کی اعانت کیلیئے پانچ لاکھ پونڈ (دس لاکھ روپیہ) چندہ دیا ہے - اور امیر المومنین کی خدمت مبارک میں تار دیا ہے کہ ہم دونوں وطن کی خدمت کیلیئے اپنی کل جان و مال کے نثار کرنیکو مستعد ہیں - پس مبارک ہے یہ مروت اور مبارک ہے یہ حمیت طلیبہ جسکو المؤید کی تہنیت و متانت پر کمال بھروسہ ہے - اور نئی ہمیں کہ اوس نے یہ خبر معتبر ذریعہ سے ملتی کرنیکے بغیر نہیں لکھی - مگر ہمکو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کل ہندوستان بھر میں اول تو ہمیں کوئی ایسا مسلمان معلوم

کا ایسا الجہاد پیدا ہوا تھا کہ گھنٹوں تک اس سے نکلنا ناممکن رہا۔ جب میں لاریسا میں داخل ہوا تو بازاروں اور کوچوں میں عجیب شور و بکا دیکھی تو پیچانہ پیدل فوج۔ نہ فوج سواران۔ الغرض ہر قسم کے سپاہیوں کی ٹولیاں اسباب و سامان دیئے سڑک زمین پر لیٹی ہوئی تھیں اور بگلوں کی آوازوں یا زبانی احکام کو جو صفوں میں مرتب ہو جانے کیلئے دیئے جا رہے تھے مگر منتشر کے بڑے بڑے سوچ بھی نہیں۔ نظام درہمی کا خاتمہ بالخیر ہو چکا تھا۔ شہر میں رات کے دو بجے مراجعت کی خبر پہنچی۔ اور انہوں نے بھی اسی وقت تکرار کرکے راہ فرار اختیار کی۔ جس سے بھیڑ کی بھونڈا وحشت اور طوفان بے تمیزی کے عناصر میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس سیلاب عظیم نے متلاطم سمندر کی پر آشوب امواج بلا خبر کیطرح اندرون ملک کیطرف رخ کر لیا۔ لاریسا سے بجانب جنوب کئی رقت انگیز واقعات مشاہدہ کئے جا سکتے تھے۔ خوفزدہ باشندے اندھا دھند دوڑے جاتے فوج کے منتشر دستوں سے مل رہے تھے۔ بعض سونے چاندی کے برتنوں اور زیورات کو جنہیں وہ گھروں سے اٹھا کر ساتھ لائے تھیں ناکارہ اور ناچیز سمجھ کر راستے میں پھینک رہے تھے۔ خورد سال بچوں کو اٹھائے چلی جا رہی تھیں۔ باشندوں کا بالعموم سب مال و متاع ضائع ہو گیا۔ قصبہ سفالی کے غضب آلود اور بھڑکے ہوئے باشندوں نے چند بھگوڑے یونانی افسروں کو گرفتار کر کے انہیں گولیوں سے اڑا دینے کا عزم کیا۔ اجنبی نامہ نگاروں نے مداخلت کر کے ان کی جانیں تو بچا دیں مگر رہائی نہ دلا سکے۔ باشندوں نے انہیں ایک باغ کی جھونپڑی میں بند کر کے مقفل کر دیا۔ کئی میلوں کی مسافت طے کر لینے کے بعد بھی ترک سر پر آ پہنچے کی آواز ہیبت و خوف اور وحشت پھیلا دینے کو کفایت کر جاتی تھی یہ احمقانہ بھاگ اگرچہ ایک دہمی تعاقب کنندہ کے خوف سے پیدا ہوئی تھی ترکوں کے حق میں بلاشبہ نہایت مفید تھی۔ انکے سامنے ایک ایسی فوج تھی۔ جو زیادہ تر ملیشیا کے آدمیوں سے مرکب تھی۔ اور ابھی سال میں اسکی جمعیت تعداد مطلوبہ تک بڑھائی گئی تھی۔ اور جسکے افسر اپنے آدمیوں پر ناکافی اقتدار رکھتے تھے۔ اور جسکے سپاہی غیر مکمل تعلیم و تربیت یافتہ تھے۔ ایسی بے ربطی اور بے نظامی فوج میں نامسعود حوادثات کے ظہور پر افسروں اور سپاہیوں دونوں کا حواس باختہ ہو جانا لازمی امر تھا یونانی فوج کی قوت مدافعت پہلے ہی کچھ ایسی زبردست نہ تھی۔ متذکرہ صدر متوحشانہ مراجعت بجانب لاریسہ سپاہیوں کو اپنے افسروں پر اعتماد نہ رہا۔ اور خود افسروں میں پولیٹیکل اغراض متضاد کی بدولت رنجش پیدا ہو جانے سے یہ قلت اور بھی کمزور ہو گئی۔ اور یونانی فوج آیندہ کارآمد ہو سکنے کے قابل نہ رہ گئی۔ صرف فوج ہی نہیں بلکہ مجاہدین کے حوصلے اور امنگیں بھی قطعی طور پر اپنی پہلی مساعی اور ناکامیوں کے بعد بالکل پست ہو گئیں۔

مسٹر سیاٹ مائیکل اپنی کتاب کے فصل ہفتم و ہشتم میں محاربہ پر ایک سرسری نظر اور محاربہ کے دوسرے دور کے عنوان سے فتح و قبضہ لاریسا تک کے مفصل حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ پر ایک سرسری نظر

اب میری رائے میں محاربہ مذکورہ کی عام نظر ثانی کیلئے یہ موقعہ مناسب ہوگا۔ جزئیات اور تفصیلی حالات عام معلوم ہیں۔ محاربہ کے چند معرکوں کو جنہیں میں نے بچشم خود نہیں دیکھا۔ ان کے حالات یونانی و ترکی ہر دو افواج کے ہمراہ کے چشم دید شاہد ہونے کی حیثیت سے تحریر کردہ بیانات سے نہایت احتیاط اور غور و فکر کے ساتھ خط و کتابت میں ارکان کیلئے زیر مصالح و مواد موجود

وقوعہ لاریسا

کہ اگر صوتو یعنی فریقین کے جلیبی تعصب نے منتہائی امسالک والا اسلوب ہونیکی وجہ سے بہت ہی اختلاف بیانی پائی جاتی ہے تاہم اونسے صداقت کا اخذ کر لینا کل امر نہیں

مارچ کے شروع میں ہی یہ واضح ہو گیا تھا کہ یونانی گورنمنٹ ترکی کو لڑائی پر اکسانیکا عزم بالجزم کر چکی ہے۔ اسنے کریٹ میں [illegible]

نہ نہیں بلکہ فروری کے پہلے ہفتہ میں ہی یہ امر واضح ہو گیا تھا مگر تب تک ابھی اکثر اہل الرائے کو باشتی تصفیہ ہو جانیکا کامل یقین تھا جو افسوس پورا نہ ہوا۔ اور یونان کو ترکوں کا جو سبق
سے ایسا سبق ملگیا جو اسے کریٹ کی عملی آزادی کے باوجود سالہا سال تک فراموش نہ ہوگا۔ اس وقت کی پولیٹیکل حالت کی نسبت جو عام رائے تھی۔ اسکا اندازہ ناظرین
کو مندرجہ ذیل مضمون سے جو ۱۵ فروری ۹۷ء کو وکیل میں تحریر کیا تھا معلوم ہو جائیگا "ٹرکی یونان اور وسطی یورپ جنوب مشرقی یورپ میں پولیٹیکل مطلع پھر
تاریک ہو رہا ہے۔ اور یہ تاریکی ایسی اچانک نمودار ہوئی ہے کہ یورپ سے مفصل حالات معلوم ہونے کے بغیر تار و تیسے اسکے واقعی اسباب و بواعث کا دریافت کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم جہاں
تک قیاس کام دیسکتا ہے اس نئے طوفان کی تہ میں بھی قبضہ مصر کا مسئلہ پنہاں نظر آتا ہے۔ جنوری کے اخیر میں فرانس نے خدیو مصر کو لکھا ہے۔ کہ تم براہ راست مصارف جنگ
سوڈان کیلئے انگلستان سے قرض نہیں لے سکتے۔ دو تین روز بعد روس فرانس سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور چند دن بعد تاریں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ کریٹ
میں بد امنی شروع ہو گئی ہے۔ ۱۷ اکتوبر ۹۶ء کے اخبار میں بعنوان رعایات سلطانی کا ذکر کرکے جو باشندگان کریٹ کو عطا کیگئی تھیں۔ ناظرین کو یہ
خوشخبری سنائی تھی کہ جزیرہ مذکور میں اب پورا امن و امان ہو گیا ہے" اور ساتھ ہی عیسائی سلطنتوں کی سابقہ چالوں کو مد نظر رکھکر دعا مانگی تھی کہ خدا کرے
عیسائی دول اس امن کو برقرار رہنے دیں" افسوس ہمارا اندیشہ اس حاشیہ جلد ہی ظاہر کیا گیا تھا درست ثابت ہوا۔ کیونکہ حرام باغیان کریٹ جنہوں نے خراج
شاہی کے وصول ہونے پر اطاعت و وفاداری کی قسمیں اٹھائی تھیں چاہیئے تھی بخت نہ بیٹھ سکے اور کل عہد و پیمان کو چٹ کرکے فساد شروع کر دیا (جیسا کہ اغلب تھا ہم گمان
ہے) کسی اجنبی طاقت یا طاقتوں کی اغوا سے پھر سے مسکنت و مظلومیت کو دکھانے پر کمربستہ ہو گئے۔ شروع فروری سے اس فساد نے خطرناک صورت [illegible]
متعلق اتنی ہی خبر پہنچنے لگیں پتا چلا کہ مسلمان زیادہ قتل کئے گئے۔ اور عیسائیوں نے اکثر دیہاتوں پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ترکی
بہ ترکی جواب دیا۔ اور عیسائیوں کا دول اجنبیہ کو جہازوں کو بیاگنا شروع ہوتا ہے۔ اور ۱۰ فروری کو یونان نے بیچ میں پڑنے سے یہ معاملہ ایک پیچیدہ شکل اختیار کر لیتا
کریٹ کی پچھلی فساد میں زار روس کا سلطان المعظم کو باغیوں کی سرکوبی نہ کرنے دینا۔ بلکہ انسے اہل کریٹ کو من مانگی رعایتیں دلا دینا۔ مسٹر کرزن نائب وزیر دفتر انگلستان
کا پارلیمنٹ میں موجودہ فساد کو کا جنت تسلیم کرنا اور سب سے بڑھکر شاہ یونان کا جو انگلستان کے شاہی خاندان کی نسبت جرمنی و روس و ڈنمارک کے
شاہی خاندانوں کا اپنی ذات یا بیوی کی وجہ کر تعلق سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ کریٹ پر جنگی جہازات اور سرحد ترکی پر فوجکا بھیج دینا بالکل اور ایسے حالات
جو بظاہر اس قیاس کے منافی ہیں کہ موجودہ فساد کا باعث یہی مسئلہ مصر کا کمبخت قضیہ ہے اس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ انگلستان کو ترکی کی دوستی
مگر جن لوگوں نے کم از کم مسئلہ آرمینیا کے شروع ہونیکے وقت ہی سے انگریزی پالیسی پر بنظر تعمق غور کیا ہوگا۔ وہ مصارف جنگ سوڈان کے پردہ میں مسئلہ مصر
کو چھڑتے ہی کریٹ میں فساد ہو جانے کو اسطرح انگریزی پولیٹیکل شاطروں کا ہتھکنڈا سمجھینگے۔ جس طرح دوا دردکو چارہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہم کئی دفعہ
ظاہر کر چکے ہیں اور اب تک کسی واقعہ سے ہماری رائے میں تغیر پیدا نہیں ہو سکا۔ کہ روس نے پطر اعظم کی وصیت کو اس حصہ کی تعمیل کو جو فتح قسطنطنیہ کے
متعلق ہے وصیت کے دوسرے حصہ کی تکمیل تک ملتوی کر دینا مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی اوسکا یقین واثق ہو گیا ہے کہ آخر الذکر
مدعا کے حصول کیلئے سلطنت عثمانیہ کا قیام اور موافقت لوازمات سے ہے۔ اسلئے برخلاف سابق جبکہ وہ خود سلطنت عثمانیہ میں تباہی کیا کرتا تھا
اب اوسکی پالیسی یہ ہو گئی ہے کہ ٹرکی کی طاقت کو ایسے خرخشوں میں صرف ہونے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اسی پالیسی کو مد نظر رکھکر اسنے

کی فتح جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ ترکی جہازات بار بردار پر گولہ باری کرنے اور سرحد تھسلی پر افواج جمع کرنے سے اس عزم کا ثبوت دے دیا ہے جواب
ترکی گورنمنٹ نے ترکی مقدونیہ کی آدمی اور کوچ کو جمع کر دیا اور پاشا کی فوج نے ... یونانی سرحد کے اخیر تک یونانی حد
کے قریب ... یہ مقام الاصونا اور اس کے اردگرد ادہم پاشا کے زیر کمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم نے ... باغیوں کو چند ایسی رعایتیں دلوا دی تھیں جیسے سلطانی حقوق میں بھی کوئی فرق نہ آسکے - اور باغی بھی خوش ہو جائیں اسکے اس مشورہ پر نتیجہ نکالنا کہ ان باغیان کریٹ سے کوئی خاص ہمدردی تھی بالکل غلط ہے اگر کوئی پوچھے تو یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ آرمینیا کا فساد برابر دو برس جاری رہا اور گورنمنٹ ترکی کو اسکے فرو کرنے میں بہت کچھ فوجی طاقت صرف کرنا پڑا کریٹ کیطرح وہاں بھی روس نے کیوں مداخلت نہ کرا دی اس کا جواب بہت سہل ہے - روس جانتا تھا کہ آرمینیا ایک ایسا مقام ہے جو سمندر سے بہت دور اور سلطانی ممالک محروسہ کے اندرونی حصہ میں واقع ہے جہاں ترکی غیر ملک کے ممالک غیر سے باغیوں کو ہتھیار اسلحہ حرب یا روپیہ پیسہ سے چنداں مقدار امداد نہیں پہنچ سکتی اسصورت میں بغاوت کوئی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی اور اسکو بزور شمشیر ہمیشہ کیلئے فرو کر دینا ہی بڑی کفایت شعاری دانشمندی اور مصلحت ہے - برخلاف اسکے کریٹ میں ممالک غیر سے باغیوں کی مدد کیلئے آدمی اور سامان حرب بکثرت داخل ہو سکتا ہے اور وہاں باغیوں کو بزور شمشیر بغاوت فرو کرنے میں وہی مشکلات اور دقتیں پیش آتی ہیں جو کریٹ جتنے جزیرہ کیوبا کے باغیوں کی سرکوبی میں ہسپانیہ کو پیش آ رہی ہیں - اس صورت میں اگر دول عظمے حضرت کو کریٹ کے مفسدہ کو فوجی طاقت سے فرو کرنیکا مشورہ دیتا تو اس سے بڑھ کر ہمارا خیر سلطنت عثمانیہ کیلئے کوئی بدخواہی کی بات نہیں ہو سکتی تھی -

دوسری وجہ بیجا قیاس کو باطل نہیں کر سکتی ہے مسٹر کرزن کو عیسائیان کریٹ کو مفسدہ تسلیم کرنیسے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اس ابتدا کی تحریک خود دولت انگلستان نے نہیں کی بلکہ ممکن تو یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی سازش کو چھپانیکے لئے وزراء انگلستان نے باغیوں کی نسبت یہ فقرہ کہہ دینا مناسب سمجھا ہے تا کہ دنیا کو یقین ہو جائے کہ جب انگلستان اہالی کریٹ کو ملزم بنا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس کو اس مفسدہ کے برپا ہونے میں کوئی دخل نہیں - تیسری وجہ کی تردید سے پہلے شاہ یونان کی قرابت اور یونان کی فوجی طاقت کا مختصر تاریخ بیان کرنا ضروری ہے - وہ پرنس آف ویلز کا سالا شاہ ڈنمارک کا بیٹا اور زار روس کا ماموں ہے - اسکی بیوی زار روس کی رشتہ میں پھوپھی ہے - اور اسکے ولیعہد کی بیوی قیصر جرمن کی ہمشیرہ ہے - یونان تین صدیوں تک وینس کی جمہوری کے ماتحت رہنے کے بعد پندرھویں صدی کے وسط میں مقبوضات عثمانیہ میں داخل ہوا - اول اول ۱۷۷۰ء میں اور دوبارہ ۱۷۹۰ء میں عیسایان یونان نے آزاد ہونیکے لئے بغاوت کی اور آخر تیسری بغاوت میں جو ۱۸۲۱ء سے شروع ہو کر ۱۸۲۹ء میں ختم ہوئی - روس فرانس اور انگلستان کی مدد سے یونان آزاد ہو گیا - اور ۱۸۳۰ء میں وہ ایک علحدہ ریاست بنا دیا گیا ۱۸۳۲ء میں پہلا بادشاہ کو جسنے ۳۰ برس حکومت کی تھی خارج کر کے دول ثلاثہ نے ۱۸۶۳ء میں شاہ حال کے والد کو جو اب شاہ ڈنمارک ہے یونان کا بادشاہ بنایا جسنے اپنی جگہ اپنے دوسرے بیٹے جارج (شاہ حال) کو یونان کا تخت سپرد کیا - انکو خزانہ یونان سے ۱۱ لاکھ ۲۵ ہزار فرانک صرف خاص کیلئے ملتے ہیں اور فرانس اور روس اور انگلستان کی طرف سے بھی چار چار ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے یونانیوں کو حسب تقاضائے فطرت انسانی آزاد ہونیکے وقت سے ہی اپنی ریاست کی توسیع کی خواہش ہے - چنانچہ جنگ روم و روس کے بعد ۱۸۷۸ء میں (چونکہ روس نے ابھی یہ جدید پالیسی اختیار نہیں کی تھی ورنہ انگلستان اور فرانس میں اسکے کبھی شامل نہ ہوا) ... انگلستان نے ... یونان کو تھسلی کا تمام علاقہ اور اپائرس کا کچھ حصہ ترکی سے جبراً دلوا دیا - اس سے یونان کی حرص و طمع میں اور زیادتی ہو گئی - اور ۱۸۸۶ء میں جب صوبہ شرقی رومیلیا بغاوت کر کے بلگیریا سے ملحق ہو گیا تو یونانیوں کو توسیع حدود کا پھر خبط سوجھا - اور ترکی کو بلگیریا کے معاملات میں مصروف اور پہلے جیسا ہی کمزور تصور کر کے حملہ کرنیکی تیاریاں شروع کر دیں - اور یورپ بھی چونکہ بیٹھا تماشا دیکھتا رہا - مگر چونکہ

اونکی پیشقدمی کو دہانے سے بآسانی روکا جاسکتا تھا۔ مزید برآں تھسلی و مقدونیہ کی شاہراہ پر درہ ملونا کے قریب واقع ہونے کی وجہ
سے وہاں سے جارحانہ پیشقدمی بھی بلا تردد ہوسکتی تھی۔ یونانی لاریسا اور ترکالا میں اور نیز سرحد اپارس پر بمقام آرٹا اپنی فوج جابجا
جمع کرتے رہے۔ محاربہ کیلیے سب سے زیادہ تحریک ایک زبردست اور وسیع الاثر خفیہ انجمن موسومہ اتھینکی ہتیاریا (قومی انجمن)
سے ملی تھی۔ یہ انجمن گویا حکومت کے اندر ایک اور حکومت تھی۔ اور ایک وقت یونانی پالٹکس اور سیاست کی عنان تقریباً
محض اوسی کے ہاتھ میں تھی۔ اوسکے ارکان میں یونانی پارلیمنٹ کے بے شمار ممبر اور یونانی فوج کے کثیر التعداد افسر شامل
تھے۔ محاربہ سے ماقبل کی شاہی میں وہ باضابطہ گورنمنٹ سے زیادہ طاقتور تھی۔ اُس کے خفیہ احکام کی تعمیل سے انحراف
کرنیکا کسی کو یارا نہ تھا۔ اُس پیش کنندہ جماعت کو جسکے ترکیا پر حملہ کرنے سے ہی آتش حرب مشتعل ہوئی تھی اسی
خوفناک انجمن نے مسلح۔ تیار اور ترکی علاقہ میں بھیجا تھا۔

اتھینکی ہتیاریا

یہ اتھینکی ہتیاریا بلا شبہ نہایت ہی خوفناک اور شدید شرارت انگیز جماعت تھی۔ اس خفیہ انجمن میں
یونان کے تقریباً نصف نوجوان شامل تھے اور اس کے سرغنے اور محرک نہایت ہی حریص شہرت
و طامع اور ساتھ ہی تقریباً بالکل غیر ذمہ دار تھے۔ یعنے بظاہر انصرام مہام سلطنت سے کسیطرح کا باضابطہ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے
ہر طرح کی مسئولیت اور نیک و بد کی جوابدہی سے آزاد تھے۔ اس انجمن کے دباؤ کیوجہ سے شاہ اور شاہی خاندان کو بھی سازش
میں مجبوراً شریک ہونا پڑا اور اس خوفناک تحریک کا مقدم بننا پڑا جس کو وہ قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔ انجمن نے حکم جہاد دیکر ایسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہلاکت میں خود مبتلا ہونے سے بچا لینگے۔ اور انہی کی کوششوں سے یا ہم ان کے ترغیب بھی تھوڑے عرصہ کے بعد فتنہ
و فساد سے باز آجاینگے۔ ظن غالب ہے کہ اس تعصب کے رفع ہوتے ہی دول یورپ اصل مادۂ فساد یعنے مسئلہ مشرقی کا جو یورپ
کے امن و امان کو ہر وقت خطرہ میں ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔ ضرور قطعی فیصلہ کر لینگے یا [illegible] کے مستقل قیام کی
ضرورت کو تسلیم کر لینگی۔ اور یا ان کو صلح و نرمی یا سختی دونوں طریقوں سے [illegible] مجبور کرینگی۔

بہر حال اس معاملہ کا دوسرا رخ بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس اعلان کے ظہور پذیر ہونے کی بنا پر ترکی نوجوانوں [illegible]
یونان کو ایسی زبردست تحریک و ترغیب دی گئی ہو کہ پیچھے ہٹنے والے قائم سے باز نہ آئے۔ اس صورت میں ترکی کو جو جنگ کرنا پڑا
بھی ویسی طرح [illegible] جیسی کہ نرمی اور آشتی سے معاملہ کو سلجھانے کے بجائے یونان کی سرکوبی کرنی پڑیگی۔ اور جب ایک دفعہ
ناگزیر جنگ مشتعل ہوگیا تو تمام یورپ جو اس وقت خشک بارود کا میگزین بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آگ لگ جائیگی
جو بتدریج کل دنیا میں پھیلکر [illegible] کو نیست و نابود اور آبادیوں کو تاراج اور خدا کی ہری کھیتی کو خاک سیاہ کر دیگی

واللہ اعلم بحقیقۃ الحالات

والی سالونیکا سے بھی قابل تعریف امداد ملتی رہی۔ اس قابل افسر کی کارگذاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً دو لاکھ فوج مع تمام ضروری سامان حرب و رسد کے بلا کسی توقف یا رکاوٹ کے بغیر اور حیرت انگیز صفائی اور درستی و باترتیبی کے ساتھ عین اوقات مقررہ پر حدود کو پہونچ گئی۔ بلحاظ پاشا اس حسن انتظام اور کامیابی کیلئے اعلیٰ ترین تعریف و ثنا کا مستحق ہے۔ سالونیکا سنٹرل ریلوے لائن کا سٹیشن ترہ فیرا جو سالونیکا سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ فوجی نقل و حرکت کیلئے انتہائی سٹیشن تھا۔ وہاں سے ہنوز یہ سٹرک بار برداری بھی شروع ہوتی تھی۔ اور ہر ایک چیز بار کش جانوروں یا بیلوں کی گاڑیوں اور چھکڑوں پر لادا ہوا جاتا تھا سرحد کے فاصلہ پر پہونچانے کی زیادتی تھی مگر پھر بھی اصل فائدہ انجنس سالونیکا ہی تھا۔ اگر ترکوں نے بحری طاقت کو کمزور نہ چھوڑا ہوتا اور سمندر کے راستہ فوج و سامان بھیجتے۔ تو ریل اور خشکی کے راستہ کی نسبت اونکا نصف سے بھی کم وقت اور روپیہ صرف ہوتا۔

یونانیوں کیطرح وہ بھی فائدہ انجنس وولو تھا یہ بارونق بندر جو ایتھنز سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۸۳ میل لمبی لائن کے ذریعہ لاریسا سے اور اسی میل لمبی لائن کے ذریعہ فرسالوس سے ترکالا اور کالا بالکا سے ملا ہوا ہے۔ دونوں لائنیں ولسٹینو میں ملتی ہیں۔ جو وولو سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس اتصال کیوجہ سے جیسا کہ محاربہ میں ثابت ہوگیا۔ جنگی لحاظ سے نہایت اہم مقام ہے۔ بحری غلبہ کیوجہ سے یونانی باسانی و سرعت اپنی فوجیں جمع کر سکے۔ اونکی تمام افواج سمندر کے راستہ پائریس سے وولو بھیجی گئیں۔ اور وہاں سے ریل پر تھسلی کے اندرونی مقامات کو گئیں۔ ایتھنز سے سرحد کو جو خشکی کا راستہ جاتا ہے وہ طویل ہونے کے علاوہ ناقص بھی بہت ہے۔ اگر سمندری راستہ کھلا نہ ہوتا تو یونانی بمشکل فوجیں فراہم کر سکتے۔ اس سے آسٹریا کی تجویز کی جو اوس نے مارچ ۱۸۹۷ء میں وولو اور پائریس کے بحری محاصرہ کیلئے پیش کی تھی کمال معقولیت بالبداہت واضح ہوتی ہے۔ اس محاصرہ سے یونانی اجتماع افواج سے بالکل معذور ہو جاتا۔ اور بالفاظ دیگر کوئی محاربہ ظہور میں نہ آتا۔ اور اس سے بڑھکر یونان کے حق میں کوئی بھی ہمدردی اور مہربانی نہیں ہو سکتی تھی۔ بنا بریں رڈیکل فریق اور حامیان یونان کی اوس خفیف سی تحریک کے خوف سے جو انگلستان میں پیدا ہوگئی تھی انگریزی گورنمنٹ کا محاصرہ کی شرکت کو منظور نہ کرنا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

دونوں افواج کی جمعیت

افتتاح محاربہ پر تھسلی اور ایپائرس کی سرحد پر تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار عثمانیہ اور نوے ہزار یونانی فوج جمع تھی۔ تمام عثمانیہ فوج کا سپہ سالار ادہم پاشا تھا۔ جس کا ہیڈ کوارٹر ۲۰ اپریل تک الاصونا میں رہا۔ فوج مقیمہ ایپائرس رشتہ مواصلت میں طبعی رکاوٹوں کے حائل ہونیکی وجہ سے ایک طرح سے ادہم پاشا کی کمان سے باہر تھی۔ اوسکے اعلیٰ کمانڈر احمد حفظی پاشا اور مصطفیٰ تھے۔ اول الذکر کا ہیڈ کوارٹر یانینا کی مشہور قدیمی قلعہ میں اور آخر الذکر کا مقام لوروس تھا۔

لڑائی شروع ہونیکے وقت براہ راست ادہم پاشا کے زیر کمان جملہ اقسام کی نوے ہزار فوج تھی۔ جو حمدی۔ حقی۔ نشاط۔ خیری ممدوح۔ اور حیدر پاشا کے ماتحت چھ ڈویژنوں میں منقسم تھی۔ یونانی افواج مقیمہ تھسلی کا نام نہاد سپہ سالار ولیعہد تھا۔ اس کے

دول عظام کو روانہ کیا مگر سلطان المعظم لڑائی کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے - چنانچہ ۱۵ اپریل کو معاملہ رفت گذشت ہو گیا - اگر یورپین اخبارات کی
پیشگوئی یہی رہی تو ہر چند کہ معاملہ بصلح طے ہو جائیگا - بہت تھوڑے تھا یہ خیال تھا کہ یہ تنازعہ باضابطہ جنگ پر ختم ہوگا کہ پیشگوئی کو جو سکی اوڈن
لوگوں کو نہیں شامل تھا جو آخر اندازکر رہے رکھتے تھے لیکن باقاعدہ اعلان ہونے تک لڑائی کی ایسی کم توقع تھی کہ وہاں کو دو ہی بڑی خبر یہاں سے بھیجی گئی
طرف سے اینک ترکی فوج کے ساتھ رہنے کیلئے کوئی نامہ نگار نہ بھیجا گیا تھا - صرف دو اخبارات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ادہم پاشا کے کیمپ میں
موجود تھے - رائٹر ایجنسی کا قابل نامہ نگار مسٹر [illegible] - اخیر یعنی اپریل کے شروع میں ادہم پاشا کے ہیڈکوارٹر میں پہنچا - کریٹ کی یورش کی خبر
سنکر بغیر بلا توقف مزید میدان کارزار کو جانیکا عزم کرلیا - اور ۱۱ - اپریل کو اپنے ملک سے روانہ ہو گیا۔

محاربہ کے تین دور

ترکی محاربہ تھسلی کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ میدان کارزار کی طبعی بناوٹ اور جغرافی حیثیت کے تین دوروں
میں منقسم ہے - پہلا دور اعلان جنگ اور ان معرکوں پر مشتمل ہے جو سرحدی گزاروں پر حدفاصل پہاڑوں
کے قبضہ کیلئے ہوئے - یہ دور ۱۸ اپریل روز جمعہ سے شروع ہو کر جمعرات ۲۲ اپریل کو ختم ہوا جب کہ تمام ترکی کالموں نے یونانیوں کو
کوہستانی رستے نکال کر تھسلی کے میدان کے دامن پر اپنے قدم جمائے -

دوسرا دور یا زمانہ [illegible] کی لڑائیوں اور درہ ریوینی کی تسخیر پر جو قبضہ ٹرناوس و لاریسا کا باعث ہوئیں مشتمل ہے -
اور ولسٹینو کی پہلی لڑائی بھی اسی میں شامل ہے - یہ ۲۳ اپریل جمعہ سے شروع ہو کر ۴ مئی سہ شنبہ کو ختم ہوتا ہے -
اس عرصہ میں ادہم پاشا نے کھلے میدان میں یونانی فوج کی قوت مدافعت کو قطعی طور پر پامال کر کے دار الخلافہ اور تھسلی کے
کل شمالی نصف پر قبضہ و تصرف کرلیا - اور یونانی افواج بزودی تمام [illegible] فرسالہ و ... کی لائن کو ہٹا دی گئیں جہاں وہ نہیں
محفوظ بند ہو چکا دیا گیا - ادہم پاشا تسخیر لاریسا کے بعد ۲۷ اپریل روز یکشنبہ و دیگر ۵ مئی تک جبکہ انہوں نے یونانیوں کی تمام
جدید لائن پر حملہ کیا عملی طور پر بیکار رہے - ۳۰ اپریل کو بروز جمعہ حقی پاشا نے ولسٹینو پر ناکام حملہ کیا وہ مشیر کی خلاف مرضی [illegible]
میں آیا تھا - مشیر کا مدعا صرف یہ تھا کہ یونانی پوزیشن کی دیکھ بھال اور راستہ صاف کیا جائے - مگر یہ دیکھ بھال خونریز جنگ اور
معرکہ آرائی تک طول پکڑ گئی - یہ درست ہے کہ ترکوں کا گولہ بارود بہت کچھ خرچ ہو گیا تھا - اور دیگر ذخائر کے جمع کرنے میں
بھی بہت دقتیں درپیش رہی تھیں لیکن ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد بھی پیری رنے میں وس دن کا توقف بہت ہی زیادہ تھا

تیسرا دور محاربہ کا باقیماندہ حصہ پر مشتمل ہے جو ۵ مئی سے شروع ہو کر ۱۲ مئی کو ختم ہوا - جس عرصہ میں ولسٹینو، فرسالوس اور
ڈوموکو کے معرکوں نے یونانی کل جنوبی تھسلی سے نکال دیئے گئے - سب سے زیادہ اور جانگداز لڑائیاں اسی دورہ میں ہوئیں - اور اسی میں
ترکوں کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا - ولسٹینو اور فرسالوس کی لڑائیوں میں اونکے اتنے شہید اور مجروح ہوئے کہ اسقدر
باقی کل محاربہ میں نہ ہوئے - ان معرکوں میں یونانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا

ترکوں کی پوزیشن

لڑائی شروع ہونیکے وقت چھ ترکی ڈویژن جن میں تخمیناً ۵۰ ہزار آدمی تھے سرحد پر یا سرحد
کے قریب موجود تھے - پہلا ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان ڈومینک میں - دوسرا

شاد پاشا کے زیر کمان سکو پیا میں سوم و چہارم مدیح و حمید پاشا کے زیر کمان الاصونا میں پانچواں نظمی پاشا تو یا تحت سکا میں پہلے
مغرب میں بمقام ڈسکا ٹہ اور چھٹا احمدی پاشا کے زیر کمان تشوقرہ میں تھا - علاوہ بریں فوج سواران کا ایک ڈویژن
سلیمان پاشا کے زیر کمان بمقام ہیرمانلی اور بارہ باتریوں کا ڈویژن تو پخانہ رضا پاشا کے زیر کمان اسلامبول سے پہنچا - ایک ڈویژن
ڈویژن بھی محاربہ کے ختم ہونے سے چند دن پہلے وہاں جمع کر دیا گیا تھا - ان علاوہ اور دس ہزار آدمیوں کا ایک دستہ
اسلام پاشا کے ماتحت ڈسکاٹا میں متعین کیا گیا تھا - دو ڈویژن حفظی پاشا اور مصطفےٰ پاشا کے زیر کمان [illegible]
ان میں تیس ہزار کے قریب فوج تھی -

تمام ترکی فوج پیدل ماتینی ماڈل کی رائفل اور نیجی سنگین سے جو نہایت ہی کارآمد ہتھیار ہے مسلح تھی - صرف شاد پاشا
کے (دوم) ڈویژن کا ایک بریگیڈ ہنری مارٹنی رائفل سے مسلح تھا - اس بریگیڈ کو ڈوموکوس کی لڑائی میں بہت نقصان پہنچا
[illegible] اور [illegible] ڈویژن بھی جو بعد میں فراہم ہونے کی وجہ سے شریک کارزار نہ ہوئے - مارٹنی رائفل رکھتے تھے - [illegible]
[illegible] کو [illegible] پتلون و سرخ تھے - پاؤں میں چمڑے کی بنی ہوئی جوتیاں تھیں - جو وردیاں میں نے دیکھیں
[illegible] سے اکثر بوسیدہ [illegible] پرانی تھیں چنانچہ محاربہ کے آخری دنوں میں سپاہی بالعموم یونانی وردیوں کو مختلف
[illegible] بطور اپنی وردیاں استعمال کرتے رہے - البانویوں کے سر پر سفید رنگ کی فیس تھی - جو سر پر خوب جم کر
[illegible] مگر ہر ایک سپاہی کے پاس نہ تھے - ہر ایک سپاہی کے پاس کندھے پر ڈالنے والی کارتوسوں کی
[illegible] تھیلے کے نیچے تھی - اسباب دوسرا سامان سپاہی حسب پسند وضع میں پیٹھ پر رکھتے تھے -

[illegible] نظام یعنے کارکن فوج باقاعدہ سے تعلق رکھتا تھا - تین چوتھائی ردیف یعنو ریزرو
[illegible] اور پچاس کے درمیان تھیں - زیادہ تر تیس اور پینتیس برس کے درمیان عمر رکھتے تھے -
[illegible] مضبوط - خوب تنا ور اور بکمال جفاکش دیہاتی لوگ تھے - جو جھکنے کا نام نہ جانتے تھے - اور بھاری
[illegible] تھی - البانوی آٹھ دس ہزار کے درمیان تھے - مجھے جس قدر ترکی پلٹنوں کے دیکھنے کا
[illegible] اصول پر بھرتی کی گئی ہوئی تھیں - اور جس حسب قصبہ یا ضلع سے آئی تھیں اوسی کا نام
[illegible] بہترین پلٹنیں نہایت شاندار دیکھیں - مگر طرابزون کی پلٹن خاص طور پر قابل یادگار ہے
[illegible] کو خالص فرحت ہوتی تھی - وہ بھاری گرینیڈیر گارڈ پلٹن کے سپاہیوں سے طویل
القامت اور مضبوط [illegible] - اور جفاکشی میں تو ان سے بدرجہا زیادہ فائق تھے

شاہنشاہی گھوڑ سوار فوج — [illegible] فوج تعداد میں بہت تھوڑی مگر اوصاف اور خوبیوں میں بے نظیر تھی - اوسکے تمام آدمی
طویل القامت - زبردست اور عمدہ شہسوار تھے - گھوڑے دیکھنے میں پست قامت اور لاغر اندام
مگر بلا کے جفاکش [illegible] مستقدم - اور مضبوط - اونکے قد چودہ سے پندرہ ہتھ کو درمیان تھے - ان میں عربی خون کی بکثرت آمیزش

بالخصوص سوار دستے اور رسالہ میں یہ لوگ خوب رہتے تھے۔ باقی تو بزدل محض تھے۔ ترک ابھی چھ سو گز کے فاصلہ پر ہی تھے
کہ یونانیوں کا حوصلہ شکستہ ہو گیا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا۔

یونانی توپخانہ تعداد میں کم مگر بہت اچھا بنایا جاتا تھا توپیں کروپ اور افسر خاصے تربیت یافتہ تھے۔ فوج کیولری
نہ ہونے کے برابر تھی۔ سپورٹ اور رسد رسانی کا انتظام بالکل ناقص اور سامان حرب پیچھے ذخیروں میں بالکل نا
کافی تھا۔ ملکی فوج کے علاوہ تقریباً پانچ سو اجنبی مجاہدین کا ایک دستہ تھا جس میں زیادہ تر اطالین اور انگریز تھے
اکثر اطالین کاربونری شریک جنگ ہیں تو نہایت بزدلانہ رہا۔ مگر مشق و مہارت سے اونکی حالت بعد میں بہت سنور گئی
انگریز مجاہدین نے معقول شجاعت و متانت دکھائی۔ بے قاعدہ افواج جنکو انجینکی ہتھیار یا ترتیب کیا تھا محض درد سر اور
الٹی شکستوں کا باعث تھیں وہ جسطرح ٹڈیاں کھا رہے اور نسل کے پیٹ میں جیسے آگے ہوتے تھے اسیطرح میدان مصاف
سے پیٹھ پھیرنے میں سب سے پہلے ہوتے تھے اونکی یہ خاصیت ایسی عام مشہور ہو گئی تھی۔ کہ جو جنگی نامہ نگار یونانی فوج کے
ساتھ تھے۔ وہ جس وقت ان بے قاعدہ سپاہیوں کو مصاف جنگ سے پیچھے ہٹتے دیکھتے اسی وقت سمجھ جاتے کہ لڑائی کا اختتام
اب قریب ہے۔ اعلیٰ یونانی افسروں میں سے صرف جنرل سمولنسکی نے نمایاں کارگذاری دکھائی۔ عام مطعون کرنیل مانوس کو
اگر افسر سے کافی کمک پہنچتی رہتی۔ تو غالباً وہ بھی اچھی کارگذاری دکھا سکتا۔

ترکی فوج کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار ہیں جو مسٹر کلارک کی قابل تعریف مختصر سی کتاب سے اخذ کئے ہیں۔ مسٹر موصوف
کے بیان کے مطابق ایک ترکی ڈویژن میں تخمیناً سات سے بارہ ہزار آدمی یا چھ ہزار آدمیوں کو دو دو بریگیڈ ہوتے ہیں
ہر بریگیڈ میں تین تین ہزار آدمیوں کی دو دو رجمنٹیں اور ہر رجمنٹ میں سات سات سو آدمیوں کی چار چار پلٹنیں اور
ہر پلٹن میں چار چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ مزید براں ہر ڈویژن میں ۱۲۰ سواروں کا ایک رسالہ۔ تین بیٹریاں (فی
بیٹری چھ توپیں و اسی آدمی) اور تخمیناً ایکسو چالیس غیر مصاف کنندہ ہوتے ہیں۔ کیولری رجمنٹ میں ایک ہزار
سوار یا دو دو سو سواروں کے پانچ رسالے ہوتے ہیں۔ اور ایک آرٹلری پلٹن میں تین بیٹریاں یا اٹھارہ توپیں۔

ترکوں کی صحت

ترکی فوج کا عجیب ترین خاصہ یہ ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کی صحت بالعموم نہایت اچھی رہتی ہے۔ وہ
ایسی آبادی سے لئے جاتے ہیں۔ جو جنگی کاموں کیلئے دنیا بھر میں بہترین ہے۔ وہ یورپ اور ایشیا
کے عثمانی دہقان ہیں جو جنگی اور ریاضت روی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ وہ بچپن سے سادہ
روٹی و صاف پانی پر پرورش پاتے ہیں مخدرات و منشیات کو کبھی چھونے تک نہیں۔ اور گوشت بھی کم کھاتے ہیں
اس سادگی غذا کے علاوہ وہ کھلے علاقوں اور عمدہ آب و ہوا میں رہتے ہیں۔ شہروں کی غلیظ اور مضر آب و ہوا
سے اونہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ان بواعث سے ترکی دہقان کی جسمانی ترکیب و بناوٹ ایسی مضبوط ہو جاتی ہے کہ
تکان یا بیماری اوسپر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور وہ قلیل ترین خوراک پر نمایاں کارنامے دکھا سکتا ہے۔ امراض متعدیہ

تھسلی اور اوسکے خطرناک نتائج بعد کا ترکوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا

ترکوں کی شجاعت و ثابت قدمی

شجاعت ترکوں کا قومی و موروثی خاصہ ہی نہیں بلکہ مذہبی شعار بھی ہے وہ نسلاً بعد نسل ان بہادر مردوں کی پشت سے چلے آتے ہیں جو خوف یا دشمن کے مقابلہ سے منہ پھیرنے کا نام تک بھی نہ جانتے تھے عثمانی ماں کے شکم سے ہی جدی حمیت و بسالت ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے جس مادرزاد شجاعت کو رشتے مذہب سے اور تقویت پہونچ جاتی ہے۔ اوسکا مذہب اوسے تعلیم دیتا ہے کہ جو عثمانی اپنے مذہب دین یا ملک کی حمایت میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں شہید ہو۔ دائمی آسائش و آرام اور خلد بریں اوسکے معاوضہ میں ملتا ہے ۔

محاربہ تھسلی کے دوران میں عساکر عثمانیہ کو معقول غذا ملتی رہی۔ بقول مسٹر بگیم اونہیں ہر روز چاول شوربا۔ گوشت اور پنیر ملا کرتا تھا۔ عدو کو جاتے ہوئے جو سپاہی بیماری سے ناقابل ہوئے۔ اونکی تعداد بلحاظ تعداد [illegible] صدی سے زیادہ نہ تھی [illegible] صرف ایک بیمار ہوا کل شفاخانے بالخصوص سالونیکا اور [illegible] کو سپتال نہایت پاکیزہ اور خوب آراستہ تھے۔ ڈاکٹر اور خدام بھی اعلے تربیت یافتہ اور بڑے محنتی آدمی تھے سر [illegible] کا [illegible] اور عثمانیہ بنک کا بنام شفاخانہ ہلال احمر جو شفاخانہ بھیجا تھا اوسنے نہایت عمدہ کام دیا۔ اور ترکی سپاہی بڑے شوق سے خود وہاں علاج کراتے رہے مختلف یورپین ممالک کی انجمن ہائے صلیب احمر کی طرف سے بھی دونوں فوجوں کے ساتھ شفاخانہ کھول دیے گئے تھے جس صبر و تحمل سے ترکی مجروحین زخم و جراحت کی نہایت سخت تکلیف اور درد کو برداشت کرتے تھے۔ اوسے دیکھ کر بلا مبالغہ حیرت ہوتی تھی اجنبی شفاخانوں کے ڈاکٹروں نے اس مضمون کی سینکڑوں روائتیں اور واقعات شائع کئے ہیں کہ ترکی مجروح تکلیف و تکلیف دہ جراحی عمل کی وقت بھی اف نہ کرتے تھے مسٹر بگیم عثمانیہ سپاہیوں کی شجاعت و بسالت پر بے تحاشا لکھتا ہے۔ مگر میری رائے میں اوسنے اس شجاعت کا باعث و موجب بتانے میں ٹھیک انصاف سے کام نہیں لیا۔ مسٹر [illegible] افسروں کو [illegible] یا تو کم ثروت ترک جنہیں [illegible] اگرچہ اپنے فن میں کوئی زیادہ قابل نہیں مگر نہایت خوش اخلاق اور نہایت شجاع ہیں اور زیادہ کہن سال پختہ کار۔ اور قوی البنیان لوگ ہیں جو تیس چالیس برس کی قومی خدمت کے بعد سپاہی یا سارجنٹی کے درجہ سے بتدریج کپتانی اور میجری کے رتبہ پر فائز ہوتے ہیں آخر الذکر گو خیالات اور تعلیم اور طریقے [illegible] ایسے ہیں۔ مگر اونکا اپنے سپاہیوں پر بڑا اقتدار حاصل ہے اور شجاع اور جفاکش تو ایسے ہیں کہ ہم اسکا کچھ درست اندازہ کر ہی نہیں سکتے بلکہ حق الامر یہ ہے کہ لفظ شجاعت کو ترکوں کی طرف منسوب ہی نہیں کیا جاسکتا ہے جہانتک میں غور و فکر کرتے [illegible] سکا ہوں میری رائے میں ذہنی طور پر ترکوں میں خوف کو محسوس کرنے کی حس ہی مفقود ہے اور وہ خطرہ کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ برعکس اسکے یونانی اخبارات میں بہت مبالغہ [illegible] بحد الامکان گولی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پناہ ڈھونڈھنے کو خوب سمجھتا ہے ۔

اعلان جنگ

تا ۱۸ ۔ ۱۷ اپریل ۱۸۹۷ء سلطان المعظم نے منعقدہ مجلس [illegible] یونانی یورشوں کی وجہ سے یونان سلطنت پر باقاعدہ جنگ کا اعلان کر دیا۔ پرنس ماوروکورداتو یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو راہداری لیکے پہنچا دی گئی اور ترکی سفیر [illegible] بلا لیا گیا۔ یونانی رعایا مقیمہ ترکی کو ممالک سرزمین سے چلے جانے کیلئے چودہ دنوں کی مہلت دی گئی۔ اعلان جنگ کا فوری اثر [illegible] باعث یہ یورش ہوئی تھی جو ۱۶ اپریل کو یونانی باقاعدہ فوج نے ترکی [illegible] تھا قریب [illegible] یہ موقع وادی [illegible] کے شمال میں جھیل نزیروس کے قریب [illegible] تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۸ اپریل کو فریقین میں یہاں باقاعدہ لڑائی ہوئی جس میں حمدی پاشا کے ڈویژن کی بارہ پلٹنیں شریک ہوئیں اور بالآخر یونانی پسپا کر دئے گئے۔ درحقیقت ۱۸ اپریل کی یونانی یورش کے وقت سے ہی کل سرحد پر لڑائی جاری تھی۔

معرکہ ملونا

اس لڑائی کے ختم ہوتے ہی تمام سرحد پر نائرہ حرب پیکار کی مشتعل ہو گیا۔ اور مشرق کیطرف مریروس سے لیکر جنوب مغرب میں قریباً اسی سے پچاس میل کی مسافت میں دونوں فوجوں کے درمیان جا بجا معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تقریباً ہر جگہ یونانیوں نے پیشدستی کی۔ اور شروع شروع میں اونکو جزوی کامیابی بھی ہوئی۔ درہ ملونا میں جہاں لڑائی کا سب سے زیادہ زور تھا انہوں نے ترکی گڑھی کا احاطہ کر کے کل درہ پر قبضہ کر لیا تھا کہ اسی وقت [illegible] یہاں ان [illegible] آ پہنچیں اور خود الاسونا کیطرف بڑھنے لگیں مگر ان کی پیشقدمی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی چوتھے ڈویژن کے کمانڈر حیدر پاشا نے ادہم پاشا کے حسب ہدایت ان پر تیز حملہ کر کے انہیں پیچھے پہاڑی چوٹیوں کیطرف بھگا دیا۔ یہاں درہ کی چوٹی پر نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ ترکی فوج نے ترکی گڑھی سے جس کے پاس [illegible] شروع ہے [illegible] دشمن کا کمال مردانگی سے مقابلہ کرتے تھے۔ دشمن کا حلقہ اٹھا دیا۔ اور [illegible] مقابل جو یونانی گڑھی تھی اوسکا قبضہ چار روز فریقین میں منتقل ہوتا رہا بالآخر قطعی طور پر ترکوں کے تصرف میں آیا۔ ملونا میں یونانی اچھے لڑے۔ وہاں [illegible] (کوہستانی) ترکوں کے مقابل تھے۔ جو باقی یونانی سپاہ سے قد و قامت اور شجاعت میں بہت فائق ہیں۔ ملونا میں یونانیوں پر فیصلہ کن حملہ ممدوح پاشا کے (سوم) ڈویژن نے درہ کی بائیں جانب کرارہ کو برابر آگے بڑھ کر کیا۔ [illegible] پاشا کی زیر کمان بریگیڈ نے قبضہ کر لیا جو خاص ملونا کی گڑھی سے بجانب جنوب مغرب [illegible] سنگین فتح کیں

درہ ملونا کے معرکوں میں فریقین کا نقصان کثیر ہوا ترکی دو سو سے زیادہ شہید و مجروح اور یونانی کم از کم پانسو قتل و زخمی ہوئے [illegible] ملونا کے مقتول و مجروح یونانیوں کی تعداد کا اندازہ ایک ہزار کا کیا گیا تھا۔ مگر اسی کے ساتھ ہی ترکوں کا نقصان اس سے بھی زیادہ بتاتے تھے۔ شجاع و دلاور و نبرد آزما حافظ پاشا اس موقعہ پر اپنے بریگیڈ کے آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا۔ رائٹر کے نامہ نگار نے اس جوانمرد کی مردانہ موت کے حالات حسب ذیل تحریر کئے۔ اس لڑائی کے مقتولین میں جنگ روم و روس کا ایک بہادر حافظ پاشا بھی شامل ہے۔ اسی برس کا پیر مرد ہونے کے باوجود اوسکا جوش

جوانوں سے پڑا ہوا تھا۔ وہ برہنہ سر اپنے سپاہیوں کے آگے آگے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ جب گولیاں سپاہیوں کے سروں سے گذرنے لگیں تو اردلی نے عرض کیا "آپ گھوڑے سے نیچے اتر آئیں"۔ شیر دل حافظ نے جواب دیا "میں روسی محاربہ میں گھوڑے سے نہ اترا۔ اب کیوں اتروں؟ بیشتر بچو بڑھے چلو"۔ ایک منٹ بعد گولی اُسکے بائیں بازو پر لگی۔ ہر چند مخلصوں کے لئے اُس کا دم اکھڑ گیا۔ اُسکے رفقاء نے پھر گھوڑے سے اتر کر واپس چلے جانیکے لئے عرض کیا۔ مگر بے سود۔ چند منٹوں کے بعد ایک دوسری گولی نے دائیں بازو کو پارہ پارہ کر دیا۔ تیسری گولی پیام اجل تھی۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے حوصلہ افزا فقرے کہہ رہا تھا کہ گولی عین حلق پر آ لگی۔ اور ریڑھ کی نس کو توڑ دیا جس سے طائر روح فی الفور قفس عنصری سے پرواز کر گیا"۔

ڈیلی نیوز ایسا متعصب اخبار بھی اس بیاسی سالہ شجاع و جوانمرد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُسکے الفاظ حسب ذیل تھے "ہم کو شجاعت و بسالت کی کوئی کہانی اُس داستان سے بھی زیادہ موثر اور رقت انگیز ہو سکتی ہے۔ جو آج صبح موصول ہوئی ہے۔ اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ پاشا کس طرح شہید ہوا۔ یہ شیر دل اسی سالہ پیر مرد تھا۔ اکثر جوانمردوں اور بہادروں کے حالات مظہر ہیں کہ میدان جنگ میں اُنکی پرجوشی اور دلاوری اور جہاں معرکہ کارزار ہو وہیں پہنچ جانیکے باوجود اُنہیں کوئی صدمہ و آسیب نہیں پہنچتا رہا۔ اس بہادر کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ گذرا جو بدرجہ غایت موثر اور تاسف خیز ہے۔ آخری گولی اس مجروح و خستہ جانباز کیلئے پیام رحمت تھی اُسنے اُسکی تکالیف کا فی الفور خاتمہ کر دیا۔ اور اُسے ایسی شاندار شہادت کا مرتبہ بخش دیا جسکا وہ شائق تھا۔ اور جسکی ہی خاطر اُسنے کمان کو چھوڑنا منظور نہ کیا تھا۔

حمدی پاشا و معرکہ قریہ } انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا نے بتدریج اُن یونانیوں کو جنہوں نے ترکی قلمرو میں داخل ہو کر قریہ پر حملہ کیا تھا۔ پسپا کر دیا۔ الاسونا سے اُسے دو پلٹن فوج پیدل اور توپخانہ کی کمک بھیجی گئی۔ ۲۲ اپریل تک یونانی نیزروس اور ضلع ریپانی سے یکسر پیچھے ہٹ گئے تھے اس مراجعت کنندہ یونانی فوج کا ایک حصہ دریائے پینی اسکے اُس پل سے جو وادی ٹمپ کے پائیں تھا عبور کر کے جنوب مشرق کی طرح ساحل کے برابر برابر ولوکو ہٹا۔ اور گذرنے کے بعد پل کو توڑتا گیا۔ سرعی گرفتاری اور مشکلات ابتدا ہی سے بے شکستگی ہوئی تھی۔ یونانی میمنہ کا حصہ کثیر درہ ریپانی کے راستہ قلب لشکر کو جو ٹرناوس کے سامنے دلیلہ۔ باقی کے درمیان سمت آرا تھا ہٹ گیا۔

اُن بلندیوں پر جو جنوب مغرب میں الاسونا سے دواسی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ تین دن تک متفرق لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں فشاط پاشا کا ڈویژن مقیم سکادمپا اور خیری پاشا کا ڈویژن مقیم دواسی پہلے تو یونانی حملوں کو روکنے میں مصروف رہا۔ پھر اُنہوں نے یونانی حملہ آوروں کو سکادمپا اور ریوینی دروں کے راستہ تھسلی کے میدان کو پیچھے ہٹا دیا۔

کوہی سلسلہ جو حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ الاسونا سے تخمیناً پندرہ میل تک بنیارگی جنوب کی طرف کو جھک گیا ہے

اور قلعہ ٹرناووس اُس ہموار میدان میں واقع ہے جو اس عظیم کوہی چکاؤ کے جنوب مغربی دامن سے شروع ہوتا ہے
پس جس وقت سے خیری پاشا درہ ریوینی سے میدان میں داخل ہونیکے قابل ہوگیا - یونانی قلب لشکر کی حالت جو ٹرناووس
سے دس میل بجانب شمال ماتی سے ولیاتک پھیلا ہوا تھا نازک اور مراجعت اشد ضروری ہوگئی تھی - پہلے شروع شروع
میں خیری پاشا کو ہومنسکی کے پرزور حملے کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو ہی سنبھالے رہنا کسی قدر مشکل ہوگیا تھا مگر دوسرے بازو
کی ناکامی سے سمولنسکی کی کامیابی بھی خاک میں مل گئی - اور ۲۳ اپریل کو اُسے مجبوراً اپنا دستہ درہ ریوینی کے راستہ اٹھا
ہٹا لینا پڑا - ادھم پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکوپیا - داسی لو و لونا کے درمیان کی گھاٹیوں اور کڑاروں سے یونانیوں
کو نکالنے میں مشغول رہا جس سے وہ ۱۸ کو فارغ ہوا - اس تاریخ صرف ایک مقام بیچ ہیری کی سرنیاک اور تقریباً
صعب الحصول چوٹی جسکے پائیں میں ٹرناووس واقع ہے - یونانیوں کے قبضہ میں رہ گئی - ۱۷ - اور ۲۳ کے درمیان
ترکوں نے اسپر کئی دھاوے کئے - مگر بے سود - ۲۰ - اور ۲۱ - کو اسپر لگاتار آتشبازی کیجاتی رہی - اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا پہاڑ
کی طرفیں عمودی ہی نہ تھیں - یونانیوں نے اسپر خوب مستحکم مورچے بھی تیار کر لئے ہوئے تھے - چنانچہ ترکوں کے ان فضول حملوں میں
دو سو سے زیادہ شہید و مجروح ہوئے - گر تیری کو فتح کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ترک اسے محصور کرکے بلاخوف
آگے بڑھ سکتے تھے - کیونکہ گو وہ درہ سکوپیہ کے ناکہ پر واقع تھی - مگر ٹرناووس کے شاہراہ کی اُس مقام سے کوئی حفاظت نہ
ہو سکتی تھی - نہ وہ وہاں سے کسی طرح نزدیک تھی - بالآخر یونانی اس موقعہ کو ۲۳ اپریل کی رات کو جس رات کہ وہ بے تحاشا
و سراسیمہ وار لاریسا کو بھاگے تھے خالی کر گئے -

یونانی فوج متعینہ تھیسلی

محاربہ کے شروع میں یونانی فوج متعینہ تھیسلی جو تعداد میں ساٹھ ہزار سے متجاوز تھی جیوش میں منقسم تھی جنکے ہیڈ کوارٹر لاریسا اور تریکالہ میں تھے - جنرل مقربیس اور
مادروسیکالیس انکے کمانڈر تھے - یونانی گو تعداد میں ترکوں سے کم تھے - مگر ایک تو وہ پہاڑی سرحد کے اندرونی جانب پہنچے
دوم اُنکے پاس ترکوں کی نسبت عمدہ وسائل نقل وحرکت و آمد ورفت موجود تھے - اُنکے سمندری قاعدۃ الجیش وولو سے
دو فوجی قواعد الجیش تک ریلوے جاتی تھی - چنانچہ اگر یونانیوں میں اسقدر لیاقت یا شجاعت ہوتی کہ وہ ترکوں کے طول اور
متفرق خطوط مدافعت کے کسی ایک موقعہ پر کل طاقت مجتمع کرکے پرزور حملہ کر دیتے تو باغلب وجوہ ترکوں کے حق میں اسکا نتیجہ
اچھا نہ ہوتا - مگر یونانی افسر نالائق محض تھے - اور یونانی جنرل اسٹاف کی یہ حالت تھی کہ اُسنے سبقدستی چھوڑ محافظت کے
پہلو کیلئے بھی کوئی نقشہ یا پلین تجویز نہ کی ہوئی تھی - بقول مسٹر ہنٹ بری جنرل مقربیس کے زیر کمان بمقام لاریسا و
اُس سے شمالی علاقہ میں ۲۵ ہزار فوج تھی - نامہ نگار مذکور اس جنرل کی بہت تعریف کرتا ہے - اور لکھتا ہے کہ وہ خوش طبع
ہونہار اور مستقل مزاج افسر تھا - اُسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز - اور قد لمبا تھا - شاہزادہ ولیعہد کے سپہ سالار اعلے ہونے
پر وہ شامت کا امر اعلے بنا یا گیا - جنرل مادروسیکالیس بھی طویل القامت اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے - بقول مسٹر

برعکس وہ انتظامی معاملات میں بڑا سخت گیر ہے۔ مگر علمی لیاقت حربیہ میں مقریس سے کم ہے۔

ولیعہد و جنرل سمولنسکی

مسٹر مذکور شاہزادہ قسطنطین کی کم لیاقتی کا ذکر کرکے یونانی کمانڈروں اور جنرل سٹاف کو سخت مطعون کرتا ہے کہ وہ لاریسا کو محفوظ و مورچہ بند یا اُسکی سڑکوں کی ناکہ بندی کرنے سے سخت مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے۔ ولیعہد پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُسنے کسی لڑائی میں عملی حصہ نہ لیا۔ مگر میرے خیال میں ایسا کرنا سپہ سالاری کے فرائض میں داخل نہیں۔ مسٹر برے جنرل سمولنسکی کی جو یونانی الاصل اور روسم ہے۔ الہ بھی بہت تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اُسنے صرف سات کمزور بٹالینوں سے ایک ہفتہ تک ایک سالم ترکی ڈویزن کو درہ ریوینی میں داخل نہونے دیا۔ اور صرف اُس وقت اپنی جگہ سے ہٹا۔ جبکہ دوسری یونانی فوج ۲۳ اپریل کو دہشت زدہ و سراسیمہ ٹرناووس سے فرار ہوئی۔ جنرل مذکور کی قابلیت اور کامیابی کی نسبت میری اتفاقی راے بھی یہی ہے

مسٹر برے کی رائے

مسٹر برے مراجعت کی ایک نامعلوم کے متعلق بھی جو ولیعہد نے ۱۹ اپریل کی دوپہر کو صادر کیا تھا عجیب داستان سناتے ہیں۔ بظاہر یہ بمشکل اعتبار کیا جا سکتا ہے مگر یونانی افسروں بالخصوص ہیڈکوارٹری سٹاف سے ایسی عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی رہی تھیں کہ اگر یہ داستان بھی درست ہو تو کچھ عجیب نہیں۔ مسٹر موصوف کا بیان ہے کہ تین گھنٹوں کے ہی بعد اُس حکم کو منسوخ کرکے پھر آگے بڑھنے کا حکم نافذ کیا گیا مگر ریمولا فوج کر قسو والی کی پہاڑی کو چھوڑ چکی تھی۔ اور دوسرے دن ترکوں سے اُسے پھر فتح کرنے کی کوشش میں جنرل ماورو میکالیس کے دو ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ مسٹر برے نے اپنی تحریروں میں دلیلا کے عوض موضع درولی لکھا ہے جو صریح غلط ہے۔ درولی موضع بابا کے قریب وادی ٹمپے کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور دلیلا ماتی سے تخمیناً تین میل بجانب شرق اور ٹرناووس سے نو میل بجانب شمال مشرق واقع ہے۔

۲۳ [illegible] کی شام کو حمدی پاشا کی فوج کے دلیلا پر قابض ہونے سے ہی یونانی میمنہ شکست یاب ہوا تھا۔ اور لاریسا کی طرف مراجعت کرنا لازمی ہو گیا تھا۔ مراجعت یونانی فوج کو کمال تباہی سے بچانے کے لئے بیشک ضروری تھی۔ مگر اُسکے اندھا دھند بھاگڑ میں مبتدل ہو جانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔

مسٹر موصوف جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں یونانی فوج کے نظام اور اُسکے افسروں کے متعلق حسب ذیل راے تحریر کرتے ہیں۔ "جنرل کریس نے اپنی ۳۰ ہزار فوج کو لاریسا اور ٹرناووس کے درمیان منقسم رکھا حالانکہ وہ اس ضخیم پر جو ایک دوسرے سے میلوں دور دروں کے دہانوں پر مقیم تھا۔ حملہ کرنے کا کام نہایت آسانی سے لے سکتا تھا۔ یہی نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا تھا۔ وہ ادہم پاشا کے الاصونا سے روانہ ہونے سے بہت پیشتر اپنی فوج وادی ٹمپے میں سے گذار کر کوہ اولمپس کی مشرقی ڈھالوں کے دامن دامن ترکی قلمرو میں داخل ہو سکتا اور یونانی بیڑہ کی مدد سے ترکوں کے میسرہ پر مؤثر حملہ کر سکتا تھا۔ یونانی دریا پینی اسکے خرد شاں دہانے کو جا بجا چٹانوں اور دلدلوں

ممکن کرلا دیا اور تھسلی کے حصہ کثیر کی حفاظت کا عارضی انتظام کر سکتے تھے۔ ایسا کرنے سے لاریسہ کے کچھ حصہ پر دریا کا پانی پھیل جاتا جو ترکوں کی پیشقدمی میں بہت کچھ مانع ہوتا۔ اگر پل توڑ دیے گئے ہوتے تو ترک دریا سے بآسانی عبور نہ کر سکتے۔ اسی طرح اور سیکڑوں انتظام کیے جا سکتے اور کیے جانے چاہییں تھے۔ مگر نہ کیے گئے۔ جنرل اورونپالیس بھی اپنی پوزیشن سے ترکوں پر جو دریاسی سے کانا پاکا تک دہانوں یا دروں کی ترکی جانب پر مقیم تھے۔ حملہ کرتا تھا جو اس نے نہ کیا۔ حالانکہ جتنا ترکوں سے لڑائی کا وہ مشتاق تھا۔ ایسا کوئی اور یونانی نہ تھا۔ یونانیوں میں لڑائی کیلئے جو جوش پھیلا ہوا تھا۔ اسکی کیفیت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ مگر باینہمہ اشتیاق محاربہ کیلئے جسے خود انہوں نے برپا کیا۔ ان جوانمردوں نے کوئی معقول تیاری نہ کی اور ایسے ملیا امن شہید ہارین کو دے کہ انکے پاس نہ کوئی خبر رسانی کا صیغہ تھا۔ نہ نقشے اور دوربینیں تھیں اور نہ سگنلنگ (آئینوں پر آفتابی شعاعیں ڈالکر مقررہ علامتوں کے ذریعہ باہم گفتگو کرنا) کے لئے کافی سامان تھا۔ اور افسر ایسے نالائق کہ ان سے بدتر کبھی کسی فوج کو نصیب نہیں ہوئے۔ کل کالیشی (سفید رنگ) اقوام میں سپاہی جہاں تک مجھے تجربہ ہوا تقریباً یکساں اوصاف رکھتے ہیں۔ فوجوں کی باہمی قدر و منزلت اور کارزاری قابلیت میں جو کچھ فرق ہے وہ صرف افسروں اور تربیت کی وجہ سے ہے۔ جس ملک کی فوج کے افسر اچھے اور تربیت عمدہ ہوئی۔ وہ قابل ہوگئی۔ اور جس کے ویسے نہ ہوئے وہ بری اور نالایق بنگئی۔ یونانی افسر جبتک ترکی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع نہ ہوتی بظاہر خوب جوانمرد دکھائی دیتے مگر اسوقت ترکی تمام ہو جاتی اور فی الفور محفوظ جگہ جا چھپتے۔ بیشک بعض ان میں ایسے بھی تھے جو اسوقت ثابت قدم رہتے۔ اور بہادری سے اپنا فرض ادا کرتے۔ مگر ایسے بہت ہی تھوڑے تھے اور وہ بھی جب کوئی گولہ انکے قریب جاکر پھٹتا تو نہایت عجز و خلوص سے اپنے جسموں پر صلیب کا نشان بناتے اور اپنے خطرہ سے متردد سے معلوم ہوتے تھے۔

مسٹر ڈلن کی رائے

مسٹر ای جے ڈلن یونانیوں کا مشہور خیرخواہ اور دوست جولائی ۱۸۹۷ء کو رسالہ کنٹمپوریری ریویو میں یونانی فوج پر بالفاظ ذیل سخت لعن طعن کی ہے۔

"یونانی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یونانی فوج کو کارزار کیلئے مطلقاً کبھی تربیت نہیں دی۔ اکثر اعلیٰ افسر ایسے اوصاف کی وجہ سے مقرر اور ترقی یاب ہوئے ہیں جو میدان کارزار اور کیمپ کی بجائے درباروں اور ایوانوں یا تفریحی جلسوں کے زیادہ حسب حال ہیں۔ اور کہ چند شائستہ مستثنیات کے علاوہ ایسے افسر شاذ ترقی کر سکتے ہیں اور اعلیٰ کارگذاری کی ان سے قطعاً امید نہیں ہو سکتی۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وقتاً فوقتاً تکمیل تعلیم کے لیے جو نوجوان افسر ممالک غیر کو بھیجے جاتے رہے ہیں۔ وہ بلا استثنا سفارشی تھے جنکے زبردست اور بارسوخ دوست اور لواحق ملک میں موجود ہوتے تھے اور ذاتی لیاقت یا دماغی و ذہنی یا جنگی اوصاف کی بجائے زیادہ تر انہی لوگوں کی سفارش پر بھیجے جاتے تھے اور یہ وہ ممالک غیر کی تعلیم و اقامت سے کوئی فائدہ اٹھانے کی قابلیت ہی نہ رکھتے تھے۔ وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھے کہ یونان میں جنگی تمرینات کا کوئی نام و نشان نہیں جانتا۔ اور کہ فوج کے کسی حصہ کو بھی ان فرائض کے ایک شمہ تک کا سرانجام

کر سکتا نہیں سکھایا گیا۔ یہ اُسے بوقت جنگ بکیبارگی بہت بڑے پیمانہ پر سرانجام دینے پڑینگے۔ یونانی فوج کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ اُس میں نظام و اطاعت کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا جو ادنے افسر سیکھنے کے شائق اور امتیاز حاصل کرنیکے موقعہ ملنے کے خواہاں ہوتے۔ اُن سے اُنکے اعلے افسر بطور قاعدہ کلیہ بزمانہ امن کمال کج خلقی سے پیش آتے۔ اور یہ اعلے افسر بجائے خود ہر وقت اپنے اعلے افسروں پر نکتہ چینی ہی نہ کرتے رہتے۔ بلکہ یہ یقین رکھتے کہ جو بدتر سے بدتر الزام بھی اُنپر لگائے جا رہے ہیں۔ وہ بالکل درست ہیں۔ ایسے یقین کا عام چلن پر جیسا بُرا اثر پڑ سکتا اور پڑتا ہے اُسے بیان کرنیکی احتیاج نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بری و بحری فوج کو ہمیشہ انتخابی مشین کا اہم جزو سمجھا جاتا رہا ہے۔ اور وزراء اُسکے افسروں وغیرہ کی رایوں کی مدد سے اپنا اپنا فریق کو برسر حکومت رکھتے رہے ہیں۔ قوم روپیہ ادا کرتی ہے۔ اور وزیر اعظم اُسکو خرچ کرنیکے لئے آدمی منتخب کرتا رہا ہے اور پھر یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ وہ اُسے کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس اصول پر چلتا کہ خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھانے دو۔ ان لوگوں میں سے بعض شاہی خاندان کی سفارشوں پر مقرر اور ترقی یاب ہوتے ہیں اور بعض راسخ اشخاص کی دھمکیوں یا درخواستوں پر قابلیت اور لیاقت کے لحاظ سے کہ اعلیٰ اوصاف کا افسر فائق ہو سکتا ہے بہت کم منتخب کئے جاتے ہیں

تمام سرحدی کراروں اور کوہی دروں پر ترکوں کے قابض ہو جانے سے لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا۔

محاربہ کا دوسرا دور

محاربہ کا دوسرا دور ۲۳ اپریل سے شروع ہو کر ۴ مئی کو ختم ہوا۔ ماتی دلیلہ کی لڑائیاں بتاریخ ۲۳ اپریل یونانی فوج کی بھاگڑ، مراجعت ٹرناووس لاریسہ۔ ترکالہ اور تمام شمالی تھسلی پر ترکوں کا قابض ہو جانا اس دور میں شامل ہے۔

معرکہ ماتی دلیلہ

۲۳ اپریل بروز جمعہ۔ ادہم پاشا صبح سات بجے کے ساڑھے نو بجے درہ ملونا پہنچے اور وہ نقشے دیکھتے اور کارروائیات مستقبلہ کی تجویز کرتے رہے۔ تمام نامہ نگاروں کو عام حکم مل چکا تھا کہ اُس دن کوئی تار نہیں بھیجا جا سکیگا جس سے اُنہوں نے قیاس کر لیا کہ آج کوئی اہم کارروائی ہونیوالی ہے اُنکا یہ قیاس درست ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع پہنچی کہ انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا ریپانی سے میدان تھسلی میں داخل ہونیوالا ہے اور انتہائی میمنہ پر خیری پاشا دوبوچی میں زرکوس یا ٹرناووس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ ۲۱ اپریل کو حمدی پاشا تیسرا ڈویژن ایک مستقل بریگیڈ زیر کمان محمد پاشا اور کیولری ڈویژن لیکر درہ ملونا میدان میں اتر گیا تھا۔ وہاں اُسنے چشمہ قمرہ درہ سے چار میل بجانب غرب اپنی افواج کو صف آرا کیا اور ۲۲، ۲۳ کو غنیم کے توپخانے بے اثر سے گولہ باری کرتے رہے حقی پاشا ۲۱ اپریل کو ایک بریگیڈ لیکر ڈسکاٹا سے ملونا پہنچ گیا۔ حیدر پاشا اپنے پیچھے ڈویژن سے درہ ملونا کی سڑک کو درست اور توپخانہ کے گزرنے کے قابل بناتا رہا۔ مستقل بریگیڈ انتہائی میسرہ پر تھا۔ وہ اُسی دن چھٹے ڈویژن زیر کمان حمدی پاشا سے ملحق ہو گیا۔

۱۱ بجے سے شروع ہو کر چار بجے تک شدت کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کے پاس چھ اور یونانیوں کے پاس پانچ بیٹریاں تھیں

مخالف توپخانوں میں تین ہزار گز کا فاصلہ تھا۔ ترکی توپیں قرہ درہ کے آب و خشک کے بین آگے کھلے میدان میں صف آرا تھیں۔ یونانی باٹریاں اُس شاخ کوہ کے کنارہ سے شروع ہو کر جو کہ تیری کے جنوبی دامن سے میدان کو چلی گئی ہے۔ دائیں ہاتھ دلیلر کے قریب پھیلی ہوئی تھیں۔ وسط میں ایک مستطیل سی بلندی موجود تھی جس سے اُن یونانی توپوں کو جو وہاں نصب تھیں عمدہ پناہ ملگئی ہوئی تھی۔ آتشبازی برابر ہوا اور گولوں کا تو بہت خرچ ہوا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ترکوں نے چار گھنٹوں کی گولہ باری سے حالانکہ انکی توپیں بے پناہ تھیں۔ اپنے صرف تین آدمی مجروح ہوئے تسلیم کئے۔ دوپہر کے وقت انتہائی میسرہ پر بھی گولہ باری شروع ہوگئی۔ جبکہ ساتھ تفنگ رائفلی آتشبازی بھی شامل تھی۔ یہ آتشبازی دیہات قرہ چالی اور دلیلر میں اور ان کے اردگرد ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دلیلر میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور آدھا موضع جلگیا۔ باقی اور دلیلر دونو جگہ آتشبازی ۴ بجے کے بعد بند ہوگئی۔ مگر اُسوقت یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آیا کسی فریق کو کچھ غلبہ حاصل ہوا ہے کہ اتنے میں ساڑھے چھ بجے کے قریب رائفلی بازیں پہلے سے زیادہ تیزی اور شدت کے ساتھ شروع ہوگئیں۔ اس آتشبازی کا کل زور چند متفرقی مکانات پر جو دلیلر کے جنوب اور مغرب میں تھے مجتمع تھا۔ چند منٹوں کے بعد میں نے پیدل آدمیوں کو گھروں اور باغوں سے جلد جلد نکلکر دریا کی طرف جو دلیلر کے جنوب میں بہتا ہے۔ اور کچھ سواروں کو جنوب مغرب کی طرف ہٹتے جاتے دیکھا۔ یہ یونانی انفنٹری اور کیولری کی مراجعت تھی۔ ادہم کی افواج کی اس فتح نے یونانی میمنہ کو الٹ دیا اور اُن کے لئے عام شکست کو لازمی بنا دیا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ میں نے اس کل معرکہ کو درہ ملونا کی چوٹی سے ایسی صفائی کے ساتھ دیکھا کہ گویا ہمارے سامنے نقشہ بچھا ہوا تھا۔ رویٹر کا نامہ نگار ۲۲ اپریل کی سہ پہر کو یونانیوں کے ساتھ تھا۔ اُسنے معرکہ ماٹی و دلیلر کی جو کیفیت تحریر کی ہے وہ متذکرہ صدر کیفیت کے بالکل مشابہ ہے۔ جسے میں نامہ نگار مذکور کے مراسلہ کو پڑھنے سے پہلے لکھا تھا۔ بقول اُسکے یونانیوں کے میمنہ میں بمقام دلیلر آٹھ پلٹنیں (۱۰ ہزار آدمی) جنرل ماورومیکالیس کے زیر کمان میسرہ میں بمقام ماٹی پانچ پلٹنیں (پانچہزار سپاہی) اور توپخانہ میں چھ باٹریاں (۳۶ توپیں) تھیں۔ مزید براں پانچ رسالوں کا ایک کیولری بریگیڈ تھا جسمیں غالباً پانچسو آدمی تھے۔ اویردتیوں کی ایک پلٹن قلب میں ایک پست سی پہاڑی پر موجود تھی ترکوں کی جمعیت کا اندازہ وہ نو ہزار کرتا ہے۔ اور توپوں کی تعداد ۱۲ بتاتا ہے۔ ساری دوپہر ماٹی کے سامنے فریقین میں سخت توپ بمبارزت ہوتی رہی۔ ایک بجے تین ترکی پلٹنوں نے قرہ چالی سے حرکت کرکے دلیلر کے قریب موضع کوتاری پر جو یونانی میمنہ پر تھا حملہ کیا۔ یونانی فوج زیر کمان میکالیس نے دیہہ مذکور کی جوانمردانہ محافظت کی۔ یونانیوں کو کمک پہنچگئی۔ اور وہ گو ترک تقریباً اڑھائی ہزار گز آگے بڑھ آئے۔ کوتاری پر برابر قابض رہے۔ چار بجے ترکوں نے یونانی میسرہ پر پھر گولہ باری کی مگر یونانیوں کا دعوی ہے کہ انہوں نے ترکی باٹری کو خاموش کرا دیا۔ کوتاری کا نام موسلر بھی ہے۔

فیصلہ کن کارروائی

دوسرے مراسلہ میں یہی نامہ نگار توضیح مزید کے لکھتا ہے کہ چار بجے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے۔ ترکوں نے دو باٹریوں سے کوتاری اور دلیلر پر پھٹنے والے گولے چلائے

اور اُنکی پیدل فوج نے دو پلٹنوں کی کمک پہنچ جانے پر کوتادی اور ولیلر پر پھر حملہ کر دیا۔ یونانی سپاہ کو اور شہر کو بھی خیال تھا کہ ترک پسپا کر دیے گئے ہیں کہ اتنے میں ترکی سواروں کی ایک جماعت کوتادی کی پشت پر کے جنگلوں میں سے برآمد ہو کر اُن ترکی سواروں سے آملے جو ریپانی اور درہ ملی سے آئے تھے بالفاظ دیگر حمدی اور خیری کے ڈویژنوں کا باہمی مصافحہ ہو گیا۔ اسی وقت ولیلر اور کوتادی کو گولوں سے آگ لگ گئی۔ اُسوقت شام ہو گئی تھی۔ نامہ نگار نے سوچا کہ باقی لڑائی کل صبح ہوگی۔ وہ واپس چلا گیا۔ مگر یونانی رات کو ہی پیچھے ہٹ گئے اور اُن میں وہ بھاگڑ پڑ گئی جسکا حال بچہ بچہ کو معلوم ہے۔

صرف اس لڑائی کی کیفیت درست درست یونانی فوج کے ہمراہی نامہ نگار بھیج سکے۔ اور کسی لڑائی کے ویسے درست حالات انہوں نے تحریر نہ کیے۔ یا نہ کر سکے۔ اس بیان میں صرف ایک غلطی ہے جو آخری ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق ہے۔ ولیلر کو فی الحقیقت ترکوں نے سات بجے ہی فتح کر لیا تھا۔ اور اسی فتح اور حمدی کے ڈویژن کی آمد نے لڑائی اور نیز شمالی تھسلی کی قسمت کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اسکے بعد یونانیوں کے لیے اپنی فوج کو سلامت رکھنے کے واسطے مراجعت ضروری ہو گئی تھی۔ اس دن کی لڑائی میں ترکوں کی طرف تخمیناً اڑھائی سو شہید و مجروح ہوئے۔ اور یونانیوں کی طرف تین اور چار سو کے درمیان۔

اُس دن ہم بہت رات گئے شیر کے ساتھ الاصونا واپس گئے۔ جہاں اُس طوفان بے تمیزی سے بالکل بیخبر ہو یونانی فوج میں برپا ہو رہا تھا آرام سے سو گئے ہیں۔ میرے خیال میں یونانیوں کے لیے مراجعت کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔ پانچ ترکی ڈویژن مع کیولری و آرٹلری جنکی جمعیت کسی طرح ستر ہزار سے کم نہ تھی۔ لاریسا پر حملہ کرنے یا کھلے میدان میں جنگ کرنے کے لیے بآسانی یکجا فراہم ہو سکتے تھے۔ ترکی توپخانہ تعداد اور مہارت میں بہت فائق تھا۔ کیولری گو تھوڑی مگر خوب مضبوط اور یونانیوں کے معدودے چند سواروں سے بدرجہا زیادہ طاقتور تھی۔ مزید براں ایک چھٹا ڈویژن بالکل قریب تھا۔ اور بشرط ضرورت بلا تردد موقعہ پر پہنچ سکتا تھا۔ انکے مقابلہ پر یونانی لاریسا کی حفاظت کے لیے کسی طرح پچاس ہزار سے زیادہ فوج جمع کر سکتے تھے۔ اور اُن کے لیے شکست یقینی تھی جس شکست کا انجام یونانی فوج کی کامل بربادی یا گرفتاری کے سوا اور کوئی مطلب نہ ہوتا۔ البتہ دو باتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔ ایک یہ کہ ۲۳ اپریل کی رات کو یونانی فوج میں وہ حیرت انگیز بھاگڑ کیونکر پڑی۔ اور دوم یہ کہ ترک فراری یونانیوں کے پیچھے پیچھے کیوں نہ رہے۔ اور اُنکی بھاگڑ سے کیوں اُنہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

لاریسا سے یونانیوں کی بھاگڑ

مسٹر پرسلم ۲۳ اپریل کے رسالہ فورٹنائٹلی میں یونانی بھاگڑ کی کیفیت بالفاظ ذیل تحریر کرتے ہیں۔ "کل فوج کوچ پر تھی اور میدان جنگ سے پانچ چھ میل آگے بڑھ گئی تھی یعنی ترناوس کے قریب پہنچ گئی تھی کہ یکایک اُس پر لا وجہ متوحشانہ ہیبت مستولی ہو گئی۔ کوئی تو اسکی وجہ کچھ بتاتے ہیں اور کوئی کچھ۔

یونانی کیولری اور آرٹلری خیالی خطرہ سے بچنے کے لیے بے تحاشا اپنی فوج پیدل کی صفوں کو چیرتی ہوئی اندھا دھند لاریسا کو اُلٹے دوڑی۔ تاریکی میں کمال گڑبڑ پڑ گئی۔ رائفلیں سر ہو گئیں۔ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ آدمی [illegible]

رہ گئے اور گاڑیاں اُلٹ دی گئیں جو تھوڑی دیر پیچھے پانچ ۔ ہو گئیں تمام فوج مختلف دستوں میں منقسم ہو کر بالکل ایک مجمع بے تمیز ہی ہو گئی ۔ اور سب کے سب جہاں تک اُنکی ٹانگوں میں بل تھا سڑکوں اور کھیتوں پر سے پاؤں سر پر رکھکر اُٹھ دوڑے ۔ ہتھیار کارتوس اور سامان از سرتا پا پھینک دیا گیا ۔ افسر بطور قاعدہ کلیہ سپاہیوں سے زیادہ حواس باختہ ہو رہے تھے ۔ وہ گھوڑوں پہ ہوکے آگے جا رہے تھے ۔ اور جبتک فرسالہ یا دولونہ پہنچے دم نہ لیا ۔ ہر ایک افسر حیرت انگیز بیشرمی کے ساتھ یہ کہتا جاتا تھا کہ لاریسا پہنچکر سپاہ بخوبی روکا جاسکے گا ۔ مگر وہاں پہنچکر بھی کوئی معقول کوشش نکی گئی ۔ اور بھگوڑے پچھلی رات شہر میں سے ہوتے ہوئے اندھا دھند فرسالہ کی طرف بھاگے جاتے رہے ۔ بیشک کسی یونانی کو جنگی قانون کے مطابق اس بیشرمانہ بزدلی یا کسی اور نہایت ہی صریح بزدلی اور فراری کی پاداش میں گولی سے ہلاک کیا جاتا نہ دیکھا تاکہ دوسروں کو کسیقدر عبرت ہوتی ۔ جو کچھ عرصہ پہلے یونانی فوج تھی ۔ وہ ایک نالایق بھگوڑوں کا ایک مجمع رہگئی تھی جسے ترکی کیولری کے تعاقب کے چلے آنیکا پختہ یقین ہو رہا تھا ۔ حالانکہ یہاں تک کسی کمک کا نام و نشان موجود نہ تھا ۔ اس یقین نے اُن میں وہ طاقت پیدا کردی تھی ۔ جسے صرف مایوسی اور سراسیمگی ہی پیدا کرسکتی ہے ۔ وہ چوبیس گھنٹوں میں پچاس ساٹھ میل سفر پیدل طے کر گئے ۔ لاریسا اور علاقہ متصلہ کے باشندے اس بلا ناگہانی سے ہی مبہوت و ششدر ہو گئے تھے کہ فوجیوں کی حکام نے اُنکی ہی بھی ہوش گم کردی ۔ وہ اُنکو کسیطرح کی اطلاع یا نصیحت کرنیکے بغیر خود چلتے ہوئے اور اُنہیں اُنکے حال پر چھوڑ گئے کہ جو مناسب سمجھیں کریں

یونانی فوج کسطرح بچگئی

ادہم پاشا نے ۲۳ اپریل (جمعہ) کو یونانی فوج کی مراجعت کو منقطع اور اُسکا تعاقب نہ کرنیکی یہ وجہ مسٹر سٹیونس ڈیلی میل کے نامہ نگار کو بتائی ۔ اگرچہ تشفی بخش نہیں مگر دلچسپ ضرور ہے "میں حیران ہوں کہ یونانی کیوں اپنی پوزیشن چھوڑ گئے ۔ وہ قدرتاً نہایت مضبوط تھی اور اُسکو اور زیادہ مستحکم کرنے کے لیے انہوں نے کئی ہفتے اور لاکھوں روپیہ خرچ کئے تھے ۔ اُن کا بیان تھا کہ وہ لڑائی کے بڑے خواہاں ہیں اور ہم سے ساتھ لڑنے کو تیار تھے ۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا وہ کیوں بھاگ گئے ۔ مجھے اُن کی فراری کا سبب رنج ہے ۔ اگر وہ صرف چھ گھنٹے اور ٹھیر جاتے تو میں اُنکو بالکل پامال کردیتا"

ادہم ایسے کم سخن کے لیے جو باتیں کرنے والا نہیں بلکہ کام کرنے والا آدمی ہے یہ تقریر بہت ہی طویل تھی ۔ اُنکا کمال سادگی کے ساتھ یہ تعجب ظاہر کرنا کہ یونانی اُنکے حلقہ میں گرفتار ہونے سے پیشتر بکمال رہوار ہی کیوں نہ وہ بچگئے ۔ مجھے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوا ۔ اگر اُن کے چہرہ پر کچھ بھی مسکراہٹ کے آثار پائے جاتے ۔ یا وہ آنکھوں کو ایسا کہتے وقت کچھ بھی جھپکتے تو میں سمجھتا ۔ کہ وہ از راہ ظرافت یہ کلمہ کہہ رہے ہیں ۔ برعکس ازیں مسٹر میڈوقس نے نہایت متانت کے ساتھ آہستگی تمام ارشاد فرمایا ۔ "ہمارے البانوی رجمنٹوں کی ایک بہت بُری عادت ہے ۔ وہ گانے کے بڑے مشتاق ہیں ۔ اور کوچ کے وقت برابر گاتے جاتے ہیں ۔ اُن کی چھ پلٹنیں یونانیوں کے خط مراجعت کو منقطع کرنے کے لیے ایک گاؤں کی طرف بڑھ رہی اور حسب معمول گاتی جا رہی تھیں کہ ایک ۔ پادری نے اُن کی آواز سُن لی ۔ اور یونانی افسر کو عین بروقت متنبہ کردیا ۔ ورنہ اس وقت وہ یہیں ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے"

ادہم پاشا اور اون کا کشاف ابھی آہستہ آہستہ ٹرنا سے تھسلی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہراول سواروں نے تھسلی کے شہر کو کوٹرناووس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے شہر کو یونانی فوج اور باشندوں دونوں سے خالی پایا۔ صرف چند خاندان باقی تھے جن کو کوئی اذیت نہ پہنچائی۔ ادہم پاشا کوٹرناروس جانے پر رضامند کر لئے گئے۔ اور وہاں وہ ۲۴ کو دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ رات وہاں بسر کرنا مناسب سمجھکر شام کو قرہ درہ واپس کر چلے گئے۔ جہاں اُنکے خیمے نصب کر دئے گئے تھے۔ اور تار کا سلسلہ بھی وہاں تک بڑھا دیا گیا تھا۔ وہاں سے لیکر ٹرناووس اور لاریسہ تک یونانی تار کا سلسلہ صحیح سالم موجود تھا۔ یونانیوں نے واپسی کے وقت سرکوں یا سلسلہ تار کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔

۲۴ کی شام کو گرمبکوف پاشا نے جو ایک نہایت قابل جرمن افسر اور ترکی توپخانہ کا انسپکٹر جنرل ہے۔ ایک رسالہ سواران ساتھ لیکر بغرض اکتشاف پیش قدمی کی۔ اور اُسے اس کے دوران میں معلوم ہو گیا کہ یونانی لاریسا سے بھاگ گئے ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ اور سیف اللہ پاشا ایک بانڈی اپنی توپخانہ کی اور کئی رسالے لیکر لاریسا کو روانہ ہو گئے۔ شہر کے قریب پہنچکر اُنہوں نے شہر میں آتشبازی کی آواز سنی جسپر گرمبکوف نے چند گولے شہر پر چلائے جانے کا حکم دیا۔ اور پھر وہ توں افسر دریا پینیاس کے کلاں سنگی پل سے گذر گئے۔ پل کے نیچے یونانی ڈائنامیٹ کی گئی تھی۔ ایک نیکبخت باشندے نے اُن کو اس کی اطلاع کر دی۔ اور گرمبکوف کے حکم سے ثابت بک نے اُسے وہاں سے ہٹا کر پانی میں پھینکوا دیا۔

دنیا بھر میں بہترین سپاہی باقی دیلر لڑائی کے موقعہ پر تھا۔ اور گرمبکوف چند ترکی پلٹنوں کے پاس سے جو میدان تھسلی میں داخل ہو رہی تھیں گذرے۔ اسوقت اُس نے مجھے مخاطب کرکے کہا۔ "تم ان کوفتہ و ماندہ۔ غبار آلودہ بوسیدہ پاپوش اور رفتہ رفتہ پار گذارہ کرنیوالے اور بیحد قانع رہنیوالے سپاہیوں کو دیکھتے ہو۔ صاحب میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ دنیا بھر میں بہترین سپاہی ہیں"۔

لاریسا کے مسلمان اور یہودی باشندوں نے نہایت گرمجوشی سے ترکوں کی آؤ بھگت کی اور بتایا کہ جمعہ کے دن سے جبکہ ملکی گورنر نے تمام قیدیوں کو رہا کر کے اُنہیں بندوقیں دیدیں۔ شہر میں عجب لوٹ مار برپا رہی ہے۔

ادہم پاشا کو کامل قبضہ ہو جانے کے بعد اُسکی خبر ہوئی ہم بیٹھے ہیں۔ وان ہوتن برگ الیس اور ہمارا اسکوٹ اتوار کو دوپہر کے ایک بجے گرمبکوف سے چار گھنٹے بعد لاریسا پہنچے اور عین اوسیوقت سلطان المعظم کا یاور تیجب بک اور مشیر کا ایک یاور بھی گھوڑے دوڑاتے پہنچے۔ لاریسا ینی اس رکو سنم کے دائیں کنارہ پر آباد ہے۔ دریا نہایت تیزی کے ساتھ شہر کی مغربی اور شمالی جانبوں سے ٹکراتا ہوا بہتا ہے۔ شہر کے متصل اسکا پانی عمیق اور دھارا بہت تیز ہے اور دونوں طرف خوبصورت درختوں کی قطاریں اور سبزہ زار موجود ہیں۔ سنہر جامع مسجد ہے جو لب دریا ایستادہ ہے۔ پل۔ دریا اور سنہری طرف سکندر خیر میدالنوال کا نظارہ حسن کو بیقدیم دریا سیراب کرتا ہے کل یونان میں تھسلی بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ شہر کی عمارت بھی نہایت خوبصورت ہے کچھ مکان پرانی طرز کے اور کچھ نئی طرز کے ہیں جو اول الذکر

ایسے دلچسپ نہیں۔ محلسرا۔ قدیم حرمسرا شاہی (اسکی سرا)۔ قوناق (گورنر کا محل) جو بڑے چوک میں واقع ہے۔ بنک اور پولیس
یہ سب بڑے بڑے عالیشان مکانات ہیں۔ فرنچ طرز کے مطابق مربع شکل کے بڑے بڑے بنگلے بھی بیشمار ہیں جنمیں
سے بعض میں ترکی خاندان رہتے ہیں۔ تھیسلی کے زمین کے حصہ کثیر پر ابھی تک مسلمانوں کا ہی قبضہ و تصرف ہے۔ مسجدوں
سے بھی ابھی تک کئی مینار ایستادہ ہیں جو تھیسلی پر صدیوں تک ترکوں کا قبضہ رہنے کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان میناروں
سے جہاں کہیں وہ ہوں منظر کی دلفریبی میں جو اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ سیاحان مشرق سے پوشیدہ نہیں۔ اکثر مینار
یونانیوں نے گرا دئے ہیں جب سارے مینار کھڑے تھے اسوقت شہر کی خوبصورتی ایسے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی

لاریسا کی کیا حالت تھی

ہمنے لاریسا کو شہر خموشاں پایا۔ تمام مکان بلا مکین تھے۔ اکثر کے مالک
انکو باحتیاط تمام مقفل کر گئے تھے اور دروازوں کے آگے کوئی نہ کوئی
روک رکھ گئے تھے۔ ان مکانوں کے کل دریچے بھی بند تھے۔ بعض کے دروازے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور اندر تمام اسباب
بکھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ شمال مشرقی جانب کا محلہ بالکل تاراج اور منہدم پایا گیا۔ یہ کل یونانی قیدیوں اور بیقاعدہ سپاہیوں
کی کارروائی تھی۔ جن بدذاتوں نے یوم و شب گذشتہ اپنے ہمقوم مردوں اور عورتوں کو بھی ستانے اور بیحرمت
کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرکے جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لوٹ لیا تھا۔ سٹیشن پر ہر قسم کا اسباب بکھرا پڑا تھا۔

ملہ ترکی سپاہ کی خوش اطواری، فوجی جنگی اور بینظیر تیاری اور یونانیوں کی بداطواری کے متعلق ٹائمز ایسے متعصب اخبار
کے نامہ نگار کو بھی شروع اپریل میں حسب ذیل اعتراف کرنا پڑا۔
"ترکی مورچے نہایت مضبوط اور ناقابل فتح ہیں۔ فوج کا سامان پوشاک سب طرح سے مکمل ہے اور سپاہی نہایت تربیت یافتہ
اور منجھے ہوئے ہیں۔ انکو ہر روز قواعد کرائی جاتی ہے وہ نہایت بشاش و خوش اور لڑائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ کئی پلٹنوں نے
کہدیا ہے کہ ہم تنخواہ نہیں لینگے۔ اور جبتک ضرورت ہو ملک و مذہب کی خدمت میں جنگ کرینگے۔ یونانی ضلع آرٹا کے مقابل ۲ ہزار
ترکی فوج جمع ہے تمام سرحد پر پہاڑوں کی چوکیاں مضبوط اور کارآمد ناکوں کی حفاظت کیلئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر زبردست باتریاں
نصب کی گئی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدونیہ کے دہقان بغاوت کر دینگے۔ وہ لوگ بالکل خاموش اور بڑی خوشی سے ترکی
افواج رسد رسانی میں مصروف ہیں۔ ترکی سپاہ بخوبی جانتی ہے کہ اگر اُسے اجازت دیجائے تو وہ ۱۵ دن کے اندر یونانیوں کے
ایک ایک سپاہی کو تھسلی سے باہر نکالدیگی۔ سرحد مقدونیہ و یونان پر کوئی بچے جمع نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک لاکھ جرار و نبرد آزما اور
تجربہ کار بہادروں کا مجموعہ ہے۔ اکثر افسر نوجوان ترکی جماعت سے ہیں جو جانثاری میں دوسرے افسروں سے کم نہیں۔ ادہم پاشا
سپہ سالار کو فیلڈ مارشل کا اعلی ترین فوجی عہدہ رکھنے میں ابھی عمر میں صرف ۵۲ برس کے ہیں گذشتہ جنگ روم و روس
میں پلیونا کے محاصرہ کے وقت شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے ماتحت پہلے وہ ایک پلٹن کے کرنیل اور پھر ایک
دستہ کے قائم مقام بریگیڈیر ہوگئے۔ اور بینظیر شجاعت اور کمال استقلال و تحمل کی وجہ سے بڑے نامور ہوگئے۔ ترکی نظام

وحشت زدہ باشندے ۔ شفیہ کو جبکہ ہراساں و خوفزدہ سپاہ کا سیلاب شہر میں اُمنڈ آیا تھا ۔ ہزاروں کی تعداد میں
وہاں جمع ہو گئے تھے ۔ خود سٹیشن اور اُسکا متصلہ میدان بیشمار صندوقوں ۔ قولوں ۔ ٹوکریوں اور ہر قسم کے
(تتمہ صفحہ سابقہ) رسد رسانی کو ترکی فوج ایسا معقول ہے کہ باوجودیکہ بذریعہ سمندر و ریل و سڑک طویل مسافت طے کرنی پڑتی ہے ہیں
(۲۰ اپریل) صرف الاصونا میں ایک لاکھ سپاہیوں کے لئے پندرہ دن کی خوراک و سامان جمع ہو گئے ہیں ۔ عبدالکریم پاشا
والی مناسطر اپنے صوبہ میں امن قائم رکھنے میں بڑی مستعدی دکھا رہے ہیں ۔ بمقام سورووچ اُنھوں نے کئی اہلکاروں کو فوجی
رسد رسانی کے متعلق نا معقول سختگیری کرنے پر قید کر دیا ۔ اور اکثر قزاقوں کو گرفتار کر لیا ہے +

؏ یونان میں یونانی ترکوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں ۔ اور اُنکی بےحرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں
کرتے وہ لوگ ترکی ٹوپی کو دیکھکر ایسے جل بھن جاتے ہیں کہ کسی ترک راہ گذر کے سر پر اسے دیکھتے ہی اُسے فوراً اُتار کر پاؤں کے
نیچے کچلنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اسکے برخلاف ترک اپنے علاقہ میں اپنی جبلی شرافت اور سچی تہذیب کا پورا ثبوت دے رہے ہیں ۔ ایک
فوجی صدر مقام الاصونا میں یونانی عیسائی بکثرت آباد ہیں ۔ جنکے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے ۔ وہ اور اُنکی عورتیں بلا خطر گلی کوچوں
میں پھرتی ہیں ۔ کوئی اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا ۔ حتیٰ کہ وہاں خود یونانی قونصل تک ابھی موجود ہے ۔ اور یونانی جھنڈا
اُس کے مکان پر لہرا رہا ہے اور ترک اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے "

کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی عالی حوصلگی دکھا سکتی ہے ۔ ترکوں کی یہ عالی ظرفی کچھ یونانی رعایا تک ہی محدود
نہیں رہی بلکہ جیسا کہ ناظرین کو تاروں کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا ۔ اُنہوں نے یونانی شہروں میں بحیثیت فاتح داخل ہونے
پر بھی حیوانی مادہ کو اپنی طبعی انسانیت پر غالب نہیں ہونے دیا ۔ مگر اس امر کا اُنکو کافی موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ ہمارے نکو اندیش
اخبارات کے بہادر ۔ متحمل اور فرشتہ سیرت یونانی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا ۔ اپنے مسلمان ہموطنوں پر جور و ستم کرنیکا خمیازہ بھگتنے
کے خوف سے ترکی افواج قاہرہ کے تھسلی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو خالی کر کے جنوب کی طرف
بھاگ گئے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ بزدل ہمکر ملک کو چھوڑ کر نہ بھی فرار ہوتے تو بھی اُنکو کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچتی ۔

ایک دوسرا انگریزی اخبار کا نامہ نگار ایلاسونا سے ترکی فوج کے چشم دید حالات ۲۰ اپریل کو اس طرح لکھتا ہے ۔ "میں نے کاسدیریا سے
جو ایلاسونا سے قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے اُتر کر ۲۰ میل تک سڑک پر سفر کیا جو نہایت عمدہ حالت میں ہے ۔ ساری اراضی اچھی طرح خرم و تر ہے
اور موسم کھلا ہے برف بہت کچھ پگھل گئی ہے ۔ صرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر باقی ہے ۔ راستہ میں ٹٹو یا یابوؤں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھیں جن سے
ترکی فوج کی باربرداری کا کام لیا جاتا ہے ۔ یہ جانور نہایت سخت تعجب خیز طور پر جفاکش ۔ بڑے بڑے بوجھ اُٹھا کر بعض اوقات
چالیس چالیس میل ایک دن میں طے کر جاتے ہیں ۔ پیدل سپاہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر ہر طرح قابل اور جفاکش ثابت کیا ہے
کیونکہ ترکی جوان نہایت باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے دو دن کا لگاتار سفر کے بندوقوں اور کارتوسوں کے ۵۰ گھنٹے میں لے کر ہوئے مقام مقصود
پر تازہ دم پہنچے ہیں ۔ جس جس دستہ سپاہ کو میں گذرتا ہوا ہر ایک جوان نہایت تحمل اور پھرتیلا پورا سپاہی ہو سر سے پیر تک نظر آتا تھا ۔ جو بہت ہی دانا

پولنڈوں اور ٹرنکوں کے ملبہ سے پٹا ہوا تھا۔ بدبخت شہری اپنا کل منقولہ اسباب ساتھ لیکر گئے تھے۔ مگر حکام نے بھر پور ڈیوں میں اسباب ساتھ نہیں رکھنے دیا تھا۔ اور شہریوں کو سب سامان پیچھے چھوڑ جانا پڑا تھا جسے رہا شدہ قیدیوں اور بھگوڑے سپاہ کے نفر سے جو نیز شہر کی لوٹ میں شامل ہو گئے تھے۔ لوٹ لیا۔ بلکہ میں ایک بڑے ٹرنک پر مشہور (انگریز خاتون)[1] مسٹر اور مسٹس جانٹ کا نام موٹے موٹے حرفوں میں نقش تھا۔ ایک انگریز نامہ نگار نے خاتون مذکور کی اس دلچسپ یادگار کا بمسرت تمام فوٹو اتار لیا

لاریسا میں ہر جگہ یونانیوں کی دہشت زدہ بھاگڑ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ بدمعاشوں نے صرف مذکورہ صدر محلہ کو ہی لوٹ کر از سرتا پا خالی نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ دیگر محلوں کے اکثر مکان بھی لوٹ لئے تھے۔ بارکوں کا کچھ حصہ بھی جلا ہوا تھا۔ ڈاکٹر و خدام تک یونانی مجروحین کو ہسپتالوں میں لاوارث چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ترکوں کو دس قلعہ شکن توپیں صحیح سالم قلعہ سے پانچ ہزار سے زیادہ گراس رائفلیں اور سامان حرب کی کثیر مقدار غنیمت میں ملی۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ادہم پاشا نے اپنی فوج کو یونانیوں کی تقلید اور پیروی سے روکنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا۔ البتہ البانویوں نے جو ہمیشہ سے شورہ پشت اور سرکش چلے آتے ہیں پہلی رات کسیقدر لوٹ کھسوٹ کرنیکی کوشش کی مگر ہیڈ کوارٹری سٹاف نے انکو فی الفور روک لیا۔ کئی اردلیوں کو بید کی سزا دیگئی اور دو کے لئے گولیوں سے مار دیے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔ مگر اس نہایت ہی سنگین سزا کو بعد میں معاف کر دیا گیا۔ اسوقت لاریسا میں جس قدر یورپین موجود تھے۔ وہ بلا استثنا اس امر کی شہادت دینگے اور تصدیق کرینگے کہ مشیر اور اُن کے سٹاف نے نظام و امن قائم رکھنے کیلئے نہایت

[1] یہ خاتون انگلستان سے یونانی مجروحین کی تیمارداری کے لئے یونان گئی تھی۔

بقیہ صفحہ سابقہ۔ سپاہیوں کی فاقہ کشی اور بے لباس ہونے کی اڑی تھیں وہ بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انکی وردیاں اعلےٰ درجہ کی مکمل تھیں اور رفاہ کا سامان بے نقص اور بکفایت۔ سب سے بڑھکر تعجب ناک سپاہیوں کا پرلے درجہ کا جوش اور سرگرمی تھی بجائے اسکے کہ لوگ مضطرب آزردہ یا لاپرواہ ہوتے۔ لڑائی کے واسطے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیہات اور ملکی قدامت پرا مور لوگوں کی بیشمار ٹولیاں دن بدن چلی آرہی ہیں۔ بدیں درخواست کہ ہمکو بطور والنٹیروں کے فوج کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت دیجئے کل ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے میرا گذر ہوا جہاں پچاس تنومند جوانوں نے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کے واسطے درخواست کی۔ کرا دیرا اور ایلاسونا کے درمیان سرفجی سے آدھے راستہ پر میں گورنر کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے ٹھیرا یہاں ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا تھا۔ یہاں کئی ایک کرپ توپیں بمعہ سامان گولہ بارود کے موجود تھیں۔ یہاں پہنچکر میں فوجی صدر مقام میں لیجایا گیا۔ جہاں ادہم پاشا کمانڈر انچیف غایت درجہ کی خوش خلقی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پیاس۔ صفح میں ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہیں۔ داڑھی رکھتے ہیں۔ میانہ قد اور عمر کوئی ۵۵ سال کی ہوگی۔ چہرہ سے متانت بھرا غالب خوش نما یا ہے اور بھوری آنکھوں سے فہم و فراست ٹپکا کرتی ہے۔ تھوڑی فرانسیسی بول لیتے ہیں۔ اور اپنا مطلب اچھی طرح سمجھا سکتے ہیں

قابلِ تعریف اور بےحد کوشش کی ہیں اس امر کی حلفاً شہادت دیسکتا ہوں کہ جبتک میں تھسلی میں رہا۔ ترکی فوج ہر قسم کی تاخت وتاراج سے قطعاً محترز رہی۔ اور رعایا پر خفیف سا تشدد بھی نکیا گیا۔ اکثر علاقوں میں دشلاً تہیل قرلہ کے کناروں پر کثیر التعداد دیہات موجود تھے جو ہر قسم کے مویشی۔ بھیڑ بکری۔ اور مرغیوں وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے پچھلے دنوں فوج کی سپاہیوں کو رسد کیطرف سے بہت دقت رہی۔ اور انہیں بہت کم غذا دستیاب ہوتی رہی۔ مگر حالانکہ انکی آنکھوں کے سامنے بیحساب اور انذا موجود تھی۔ ان میں سے ایک شخص نے بھی کبھی رعایا کی کسی چھوٹی سی چیز تک کو ہاتھ نہ لگایا

ولیعہد یونان شاہزادہ ولیعہد بہادر کی نسبت ہمنے لاریسا میں عجیب وغریب داستانیں سنی تھیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ انسے بہت بڑا مشورہ یا میرے خیال میں غالباً خود شہزادہ ہی شتابکارانہ اور احمقانہ مراجعت کا اس قدر ذمہ وار نہیں جس قدر کہ انکا کوئی منظور نظر نیز وطار یا ور۔ مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی فراموش کرنا زیبا نہیں کہ ہزیمت فاش اور متوحشانہ بھاگڑ کے وقت تمام نظام وانتظام اور ادب واحترام مفقود ہو جاتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ یونانی سپاہیوں میں کئی سرپاختہ اور ناراض آدمی موجود تھے۔ یونانیوں کا بھی فرانسیسوں کیطرح یہ ہما عادہ اور کاصہ ہے کہ خواہ انہیں اپنی ذاتی بزدلی اور نالائقی کی بدولت شکست ملی ہو۔ وہ کل الزام افسروں پر تھوپتے ہیں۔ اور یہ پکارنا شروع کردیتے ہیں۔ "ہمیں ان لوگوں نے برباد کیا"۔ الغرض خودسری اور واجب یا ناواجب خفگی یہانتک بڑھ گئی تھی کہ بقول مسٹر پرے کئی سپاہیوں نے ولیعہد اور اسکے سٹاف کی طرف بندوقیں سیدھی کر دیں۔ اور بیشتر قبل اسکے کہ امن وانتظام قائم ہو سکے بھگوڑے سپاہیوں کے کینہ حصہ کے غیظ وغضب سے تاج وتخت یونان کے ولیعہد اور سپہ سالار کو بچانا ضروری ہو گیا۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے ولیعہد بتاریخ ۲۴ اپریل اپنی فوج کو چھوڑ چھاڑ کر چنپت ہو گیا۔ گو یہ ضرورت ایسی نہ تھی کہ اس نامردانہ کارروائی کے لئے وجہ ہو سکے۔

شنبہ کو علی الصبح جو ٹرین سب سے پہلے سٹیشن سے چھوٹی۔ اس پر شہزادہ اور اسکا سٹاف سوار ہو گیا۔ اور بدنصیب شہر ہی جتنے تمام گاڑیاں کھچاکھچ بھری ہوئی تھیں باہر نکالدیئے گئے۔ فقط شہزادہ اور سٹاف ہی اس ٹرین پر سوار نہ ہوئے بلکہ انکے گھوڑے بھی اس ٹرین پر سوار کرادیئے گئے۔ اور کل جماعت براہ ولیسٹنو فرسالہ کو روانہ ہو گئی جو ریل کے راستہ لاریسا سے پچاس میل سے زیادہ ہی۔ گر خشکی کی سڑک کے راستہ جو بالکل سیدھی جاتی ہے اور نہایت عمدہ حالت میں تھی۔ صرف ۲۴ میل ہے جس مسافت کو گھوڑوں پر باسانی تمام چار گھنٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔ فوج کے خوف وہراس کو کم اور بھگوڑوں کو پھر مرتب کرنیکی کچھ کوشش کرنا۔ شاہزادہ بہادر کے فرض منصبی میں ہی داخل نہ تھا۔ بلکہ اسکے مرتبہ اور شان کا بھی یہی اقتضا تھا۔ اگر اس سے یہ نہ ہو سکا تھا تو کم از کم اتنا تو کرتے کہ وہ اور اسکا سٹاف سڑک سڑک بھگوڑوں کے ہمراہ فرسالہ کو جاتا۔ جہاں ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہزادہ کے مشیروں نے یونانی سپاہیوں کی خفگی سرپاختگی اور بیچارگی دیکھکر رعب

ا۔ دیکھو

ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور بحالات موجودہ یہ مشورہ عین دانائی پر مبنی تھا۔ مگر اُسے بہادرانہ کوئی نہیں کہیگا۔ یونانیوں کی
نالائقی اور بدذاتی میں مطلقاً کلام نہیں۔ ایلیرس کی ہزیمتوں کے بعد قوم و سپاہ نے کرنل ہانوس سے جو وحشیانہ سلوک کیا اُس سے
اسی واقعہ اور دیگر معاملات حرب کے متعلق ایک نامہ نگار نے اپنے خیالات حسب ذیل ظاہر کئے تھے۔

"ترکی جرنیلوں کے مقابلہ میں یونانی جرنیلوں کی ناقابلیت } پہلے خط میں تحریر کرچکا ہوں کہ میدان جنگ سے مزید خبریں
جنکی بڑی امید ہے سو ایسا ہی ہوا ہے کیونکہ جس وقت میں خط روانہ کرچکا۔ اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد یتنے اخباروں میں بڑے بڑے حروف میں
"ادہم پاشا کی واپسی" چھپا ہوا دیکھا۔ چونکہ تمام نامہ نگار کو جو کہ ترکی فوج کے ہمراہ ہیں ادہم پاشا کی قابلیت حسن تدبیر کی تعریف میں ایک ساتھ
رطب اللسان ہیں۔ اسلیئے انکے اچانک واپس بلائے جانے سے اسکے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ترک تباہ کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے
واپس کرنے کی دیوانگی ایسے وقت میں جبکہ فتح و شکست میں شک ہوا اور پھر ایسے جرنیل کو واپس طلب کرنا جس نے اپنی فوج کے
ذریعہ سے تمام معترضین سے تعریف لی ہو کسی بڑی مصیبت کے آثار معلوم دیتے ہیں۔ یورپ کا مرد بیمار جو اپنی اس آخری کوشش
میں اپنی زائل شدہ طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے پھر ایک دفعہ سلطانی محل کی بدکرداری اور سازش سے اپنی سعی میں ناکام رہیگا
ادہم پاشا کی جگہ لینا اسکے بہادر غازی عثمان پاشا کی تقرری نے عین طوفان میں گھوڑے بدلنے کے خوفناک خطرہ کو کم
نہیں کیا۔ تاہم مشیران سلطنت نے قسطنطنیہ میں ادہم پاشا کے تنزل کا بیڑا اٹھا لیا ہوا تھا۔ جس توقف کی وجہ سے ادہم پاشا
کے دشمنوں نے اسے ناقابلیت اور بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ وہ صرف اسلئے تھا کہ یہ زبردست آدمی ترکی فوج کی قوت کو ایک
مرکز میں لاکر اپنے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ادہم پاشا کو طلبی کا پیغام پہنچا۔ لیکن وہ پیغام فتح کی خوشخبری سنکر منسوخ کردیا گیا
جس وقت اس کام کا انتظام مکمل ہوگیا تو یونانیوں کو جو چوکیوں کی فتح کو بڑی رنگین عبارتوں میں تحریر کررہے تھے معلوم ہوگیا
کہ جنگ ایک سائنٹیفک اصول پر بنایا گیا ہے۔ انکے جرنیل ترکی فوج کے جرنیل کے مقابلہ میں ہیچ۔ اور انکی فوج ترکی کے سامنے
ناکارہ۔ جیسا کہ وہ درہ ملونا پہ توپوں کے گولوں سے تباہ ہوکے بھاگے ویسا ہی وہ میدان ٹرناؤس سے پیٹھ دکھا گئے۔ وہ لاریسا کی
حفاظت نہ کرسکے اور اس بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں سر و پاؤں کی خبر نہ رہی اور تھسلی کے زرخیز علاقہ پر ادہم پاشا
قابض ہوگیا۔ اس بے سروسامانی اور پراگندگی نے رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا۔ درہ ریولی میں جس طرح یونانیوں کی فوج میسرہ نے
ترکوں کی فوج کو روکے رکھا۔ اگر ان کا قلب بھی اسیطرح ادہم پاشا کے قلب کا مقابلہ کرتا رہتا جو پہاڑ کے سانپ جیسے درون دیوارو
میں پیچ کھاتے ہوئے تھا تو اُسکا واقعات جنگ پر بڑا ضروری اثر پڑتا۔ اگر یونانی اُس درہ میں ادہم پاشا سے لڑتے اور اس درہ
کی سلسلہ رسل و رسائل کو جسکا ہیڈکوارٹر الاسونا ہے توڑ دیتے تو ادہم پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہوجاتی نہیں۔ اگر وہ صرف اڑے
ہی رہتے تو اس صورت میں بھی اسکا سلسلہ رسل و رسائل کبھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ لیکن جب یونانی فوج کا قلب پیچھے ہٹا دیا گیا
تو یونانی فوج میسرہ کے سلسلہ رسل و رسائل کو توڑ دینے کا خطرہ جاتا رہا۔ کرنیل سماؤلنکی جو درہ ریولی میں یونانی فوج کا کمانڈر تھا ایک
بہادر اور ہنرمند جرنیل ثابت ہوا۔ جسنے بھاگ جانے کے بیہودہ حکم کی کچھ پروا نہ کی۔ ایک اور حکم ہوا جس کی اسنے تعمیل کی اور اپنی فوج کو

بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ یونانیوں کی بدمعاشانہ سیہ کاری اور خباثت کیا کچھ کر سکتی ہے۔ انگریز و دیگر تمام اقوام کے اجنبی نامہ نگاروں اور نیز اطالین و انگریز مجاہدین کی متفقہ شہادت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یونانی ہزیمت یابی پر بالخصوص سخت بزدل مجنون ظالم اور معقول ہو جاتے ہیں

بقیہ صفحہ گذشتہ) باقاعدہ واپس یونانی فوج میسرہ کی مدد کے لئے آ حاضر ہوا۔

”منقول“ دلیمد کونسل۔ گورنمنٹ۔ ایتھنز۔ یونانی افسر۔ باقاعدہ یا بے قاعدہ فوج والنٹیر انہیں سے کوئی ایک یونانی فوج کے لاریسا بھاگ جانیکا ذمہ دار ہو۔ تاہم یہ ایک نہایت ہی شرمناک اور افسوسناک واقعہ تھا جس سے تاریخ یونان کے صفحے ہمیشہ کیلئے سیاہ رہینگے۔ اس بھاگ جانے کو یا شکست کو مراجعت کے لفظ سے پکارنا اسے ایک ایسے نام سے نامزد کرنا ہے جس سے اسکا کچھ تعلق نہیں۔ تمام دنیا کی فوجوں کی موقعوں پر اس اندھی اور دیوانہ گھبراہٹ سے تکلیف اٹھائی ہو۔ جنگ فرانس و پروشیا میں ایک موقعہ پر جرمن فوج اس گھبراہٹ سے بھاگ اٹھی کہ اسنے دیکھے منہ اڑا کے جانا قبول کیا۔ لیکن مقابلے کیلئے اپنے قدم نہ جمائے۔ نیز انگریزی افواج میں بھی کئی بار ایسی ہل چل پڑ چکی ہے۔ ایک کارسپانڈنٹ جو ان پناہ گزینوں اور انکے حیوانوں میں جنکو سوڈانی عرب لوگ جب چاہتے کوڑے لگاتے اور ہانکتے ہوئے جا رہے ہوں چارپایوں کی طرح ہانکتے ہوئے انگریزی جرنیل ہیک جل کے ہمراہ سے مواکر کی طرف لے جا رہے تھے شامل تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ان کی حالت ایسی متوحش اور سہمی ہوئی نہ تھی جیسی کہ ان باقاعدہ اور بے قاعدہ فوج و والنٹیرز کا م ملکی۔ مرد عورت اور بچوں کی تھی۔ جبکہ وہ ایک دوسرے پر گرتے اور گرے ہوؤں کو پاؤں سے روندتے۔ گروہ در گروہ لاریسا سے فرسالہ کی طرف بے سروسامانی سے بد حواس ہو کر بھاگ رہے تھے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ نہ ہی تو کوئی دشمن انکا تعاقب کر رہا تھا اور نہ ہی کوئی دشمن سپاہی کسی کی نظر میں پڑتا تھا۔ ترکوں کے خون کی پیاسی یونانی فوج جنہوں نے سلاطین یورپ کی نصائح کی کچھ پرواہ نہ کی تھی۔ لاریسا میں سر کے بل گری۔ یہ اپنی سب سے مضبوط مورچوں کی حفاظت نہ کر سکی۔ اور ترکوں کے مقابلہ سے صرف اسیواسطے خوف زدہ ہو گئی کہ چند آدمیوں نے رات کے وقت باواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا تھا ”ترک لوٹ بھیس آلیا“ یہ امر ہے جسکو مراجعت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

”اس جنگ روم و یونان کی ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ ہے کہ لڑائی کے حالات قریبًا مفقود الخبر رہیں۔ جس وقت واقعی جنگ ہو رہی تھی۔ اس وقت فوج جانبین میں کوئی نامہ نگار موجود نہیں تھا۔ گو پہاڑی ٹٹوؤں پر سوار ہو کر دروں کے مشکل گذار رستوں پر چڑھنے کے نقشے محب وطن و رضاکاروں کے جنگی جوش کے بیشمار بیانات اور طرفین سے زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھ طرز سلوک کی بیحساب تفصیلیں شائع کی جا چکی ہیں۔ مگر جہانتک جنگ کے حالات جو ہمیں تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ صرف سرکاری رپورٹوں اخبارات سے اخذ کر کے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔ جنگ اکثر توپ سے شروع اور سنگینوں کے حملے پر ختم ہوتا رہا ہے۔ اور عمومًا بندوقوں سے لیکن کسی حالت میں معلوم نہیں ہوتا کہ نامہ نگار بوقت جنگ کسی طرف موجود ہوں۔ انہوں نے اپنے اپنے اخبار میں کوئی ایسا مضمون نہیں بھیجا جس سے وہ اپنا عندیہ خاطر خواہ ظاہر کر سکتے ہوں۔ ڈیلی نیوز نے جسے آمچی بلڈ فورڈ کے زمانہ سے لیکر آجتک اس کام پر ناز کیا ہے۔ شاید اوروں کی نسبت کچھ زیادہ لکھا ہو۔ گو ریوا در ٹائمز کے نامہ نگاروں نے جو لاریسا میں بلبلا گئے تھے۔ اس تباہ کن ہیبت خوفناک تصویر کھینچی ہے تاہم اس مختصر سی لڑائی میں یونانیوں کی شکست ہے۔ سقدر حیران کن شیوا نہیں۔ جس قدر جنگ کے نامہ نگاروں کی فرار ہی ہے۔ اسکا باعث غالبًا یہی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جنگ سرحد پر بہت سے مقامات پر چھڑی ہوئی تھی۔ اور نامہ نگار اکثر اس مقام پر جاتے تھے جہاں کہ لڑائی کا زور ہوتا تھا (بقیہ

محبان یونان کی حسد و غصبی

جب لاریسا کی فتح کی خبر انگلستان میں موصول ہوئی تو محبان یونان انگریزوں کے گھروں میں ماتم برپا ہو گیا۔ انکے دماغ مختل ہو گئے اور عجیب و غریب ہذیان بکنے لگ گئے ذیل میں بطور مثال ۲۴ اپریل ۱۸۹۷ء کی اخبار ڈیلی کرانیکل کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہندوستان کے اکثر اینگلو انڈین اخبارات کو خفقان و اندوہ کا بھی اُسوقت کوئی حد و حساب نہ رہ گیا تھا۔ انکو بہادر یونانیوں سے جنکو سمجھنے کے پہلوان تصور کیا گیا تھا بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر جب ایک ہفتہ میں ہی یہ کل اُمیدیں خاک میں ملگئیں تو ولایتی اخبارات کیطرح وہ عجیب مضحکہ انگیز ہذیان بکنے لگ گئے جس میں کچھ تو یونانیوں پر طیش ظاہر کیا جاتا اور کچھ پیچ و تاب کھا کھا کر کبھی ترکوں کو سخت دئے جاتے اور انہیں بلقانی عیسائی ریاستوں کے اتحاد کی دھمکیاں دیجاتیں۔ بطور نظیر اس موقعہ پر متذکرہ صدر اخبارات کے چند مضامین مع اُن ایڈیٹوریل ریمارکس کے جو خادم قوم و ملت وکیل امرتسر نے اُن پر تحریر کئے بجنسہٖ ذیل میں درج کر دئے جاتے ہیں

یونان کے شکست اور رائسبرابلٹ (انگریزی اخبار کا نوحہ)

جنگ روم و یونان کے چھڑنے سے پہلے ہی جیسا کہ ہم ترکوں کے مفصل اور سچے حالات ہدیہ ناظرین کر چکے تھے۔ اُن سے بخوبی واضح تھا کہ یونان ترکوں کے سامنے مطلق کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور جو ایسی ہیبت اس شجاع قوم عثمانی کی ظاہر کی تھی اس سے بھی ثابت تھا کہ حضرت امیر المومنین اپنی طاقت سے بہت کچھ دبائے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی باعث انہوں نے متواتر یونان کی حمایت پر دول یورپ کو لکھا کہ اس کو سمجھا دو۔ مگر حماقت کی گرمی نے عاقبت کو لات مارنے کی جرأت کرہی دی۔ اور باوجود اسکے کہ ترکوں نے دول یورپ کی درخواست پر اس شوریدہ سر قوم کی پہلی خطا معاف کر دی تھی اور اسوقت تک عام حملہ کا حکم نہ دیا تھا جبتک کہ یونان کی باقاعدہ سپاہ باغیوں کے ساتھ ملکر ترکی کی سرحد عبور نہ کر آئی تھی۔ اور صرف اسی پر اکتفا کیا تھا کہ عثمانی جوانوں نے انکو ایک جنگل میں گھیر کر انکے ہتھیار چھین لئے۔ اور انکو مار بھگایا تھا مگر آخر کار ترکوں کو مجبوراً خود ہی اس نکمی سی بے حقیقت قوم کو سزا دینے کیواسطے جنبش کرنی پڑی۔ مگر وہ بھی اس طرح کہ جب یونانی اپنے سفاہت کے جوش سے اُبل کر سرحد عبور کر آئے تو ترکی سپاہ پہلے خود بخود پیچھے ہٹ آئی صرف اس غرض سے کہ دول یورپ کو بعد میں کوئی عذر نہ باقی رہے کہ پہل ترکوں کی طرف سے ہوئی تھی لیکن آخر کار وہی شکل ہوئی۔ مگر شوریدہ کا غصہ زیادہ دار کھلانے کی نشانی "ترکوں کو حرکت کرنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج ترک مقام فرولو کے قریب موجود ہیں جہاں سے ایتھنز دار السلطنت یونان صرف ستر میل کے قریب رہ گیا ہے۔

یورپین پریس اور خبر ایجنسیوں نے اس موقع پر بھی معمولی اور عادی طرفداری تعصب اور غلط بیانی سے کام لیا۔ مگر صداقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ لاہور کا روزانہ سول ملٹری گزٹ بھی یونانیوں کی اس زک پر بہت کچھ جھنجلایا اور کھسیانا ہو کر خود ہی یونانیوں پر لعن طعن کر رہا ہے۔ اور ان پر ہنسی اُڑا رہا ہے۔ مگر در اصل یہ اس نے ایک مرثیہ لکھا ہے جس میں برابر سخت درد دل اور قلق کے ساتھ ساتھ (بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وہ کسی مقام کی طرف اسوقت تک کوچ نہ کرتے تھے جبتک انہیں معلوم نہ ہوتا کہ جنگ کا دلچسپ کرشمہ دکھلا کر اور جوش ہی کیا ادہم پاشا نے کسطرف حملہ کیا وہ چڑھا ہوا یونانیوں کے قلب جا پہنچا اور لڑائی ختم ہوئی جو کچھ باقی بچ رہا تھا وہ نامہ نگاروں کے حصہ آتا تھا۔ یعنی ایک مقام پر تو وہ شکست کے خطرات بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر جنگ کے باقیماندہ مہیب آثاروں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔

ناظرین معاف رکھیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ مترجم) جیسے تمام اچھے آدمی کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو زن و بچہ صغیر و کبیر مرد و عورت سب کو یکسر قتل عام کرانیوالا ثابت ہو چکا ہو جس کی ناگفتنی وحشی روز روشن کی طرح ہویدا ہو چکی ہے۔ جو انسان

حاشیہ صفحہ سابقہ۔ اب ہم بحری لڑائی کو لیتے ہیں۔ اور ہمارے خیالات پر یکایک تغیر لاحق ہو جاتا ہو۔ یونانی بیڑہ نے سرحد کی ہر ایک حد پر ہیبت کی سکے یا اپنی طاقت جمع کر دی اور اپنے حیطہ زد میں یونان ہر مقام پر کامیاب ہوتے رہے۔ یہ ہم سنتے ہیں کہ ترکی بیڑہ اتک ڈارڈ نیلز (دردانیال) میں کھڑا ہے۔ کیونکہ کپتان اُسکو سمندر میں چلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اسبارہ میں بھی آغاز جنگ سے پہلے ہی ہم کہہ چکے ہیں کہ ترکی جہازوں کو گولڈن ہارن میں پچھلے ۱۱ برسوں سے کیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر ہمکو یہ امید نہ تھی کہ یہ جہاز اس قدر ناقابل ثابت ہونگے۔ نتیجہ یہ کہ یونانی بیڑہ کی مطلق مزاحمت نہ ہوئی۔ اور مشرقی ساحل پر اس بیڑہ نے جو سر بہرا کام لیکر روانہ ہوا تھا۔ پلاتاموا اور لنوجوس کے شہروں پر قبضہ کیا۔ اور ترکوں کے انتظامات کسر یٹ کو برباد کر دیا۔ اگر یونانیوں نے اپنی طاقت کا تمام تر حد سے بڑھکر اندازہ نہ کیا ہوتا تو اتک نہ وہ صرف اسی قابل ہو گئے ہوتے کہ ترکی سلسلہ رسل و رسائل ہی کو منقطع کر دیتے بلکہ اس قدر کافی فوج خشکی پر اُتار دیتے جو اُن کے مقصد میں بہت مفید ثابت ہوتی۔ کسی بیڑہ کا سلسلہ حد واقعہ ساحل پر ایک فوج کے ساتھ متحد ہو کر کام کرنا حملہ کرنے کا ایک نہایت ہی خوفناک طریق ہے جس کا تصور میں آنا ممکن ہو سکتا ہے۔ خشکی پر ترکوں کی برتری بدرجہ اتم اس سے بڑھکر کسی اور امر سے ثابت نہیں ہو سکتی کہ وہ نہایت جرات سے اتنی گنجایش دیکھ سکتے تھے کہ اُنہوں نے اپنا سلسلہ رسل و رسائل تمام تر غنیم کے بیڑہ کی زد میں کھلا چھوڑ دیا۔ اور ادہر خشکی پر یونانی فوج کا یہ حشر ہوا کہ جدہر ترکوں نے رخ کیا۔ اس کے پیر اُکھڑ گئے۔ اور حواس باختہ ہو گئی۔ یہ بھی قابل یقین ہے کہ ایک ایسی فوج کو جس کے انتظامات کسر یٹ ایسے خفیف ہوں جیسی کہ ترکی فوج کے اور جس کا گذارہ اُس لوٹ مار پر ہو جو اس کے سامنے آجائے بجز کسر یٹ کے تباہ ہونے سے بھی چنداں وقت نہیں لاحق ہو سکتی۔

اب ہم مغربی ساحل کی طرف پھرتے ہیں اور ادہر بھی یونانیوں کا طریق جنگ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ یونانی فوج نے ترکی قلعہ پریویسا کو خاموش کر دیا۔ اور سمندر کے کنارے کنارے جزیرہ کارفو کے مقابل بڑھی اور یونانی خشکی کی فوج کے ایک پہلو کی بھی پشت پناہ تھی جو جنینا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مگر یہاں پھر ثابت ہوا کہ ترکی سپاہ کا دل و گردہ تمام مجموعہ اُستادی فن جنگ سے برتر و اعلیٰ ہے۔ یونانیوں کا نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور ابھی آدہا سفر ہی طے کیا تھا کہ اُنھوں نے شکست فاش کھائی۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ اپنے بیڑہ کی مدد یونانیوں کو سرحد کے ہر ایک کنارہ پر بلحاظ فن جنگ کے فائدہ رہا ہے۔ مگر اس فائدہ سے ترکوں کی جنگی قوت کی برتری کے مقابلہ میں کچھ ہاتھ نہ آیا۔ ہمارے مشفق رپورٹر کئی موقعوں پر ہمکو بتا چکے ہیں کہ ترک بلحاظ توپ خانہ۔ رسالہ اور پیدل کے یونانیوں سے بدرجہا بڑھکر ہیں مگر یونانیوں کو ہر طرح معذور رکھنے کی تمام خواہش کو مدنظر رکھکر بھی اس میں کچھ کلام نہیں کہ ساٹھ ہزار فوج سے جو خود اپنے ہی پہاڑوں اور پہاڑی قلعوں اور کمینگاہوں میں جمع ہو۔ اور جس کے پہلو پر ایک خوفناک بیڑہ ہو جس کے سامنے غنیم کا عقب تمام تر اس سرے سے اُس سرے تک زد میں کھلا ہوا ہو یہ توقع ہونی چاہیے کہ وہ اچھی طرح لڑتی نہ یہ کہ سیدھی گھر کو بھاگتی۔

اگر یونانیوں نے ذرا خفیف سا بھی کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا ہوتا تو ریاستہائے بلقان میں شورش و فساد کے آثار صاف ظاہر تھے۔ اور سر ظنی

صورت سخت وحشی و درندہ حیوان ہی جسکے نام کو ہی سنکر بدن پر لرزہ پڑجاتا ہے جس پر ابھی ناگہے دل انگلستان کے وزیر اعظم[1] نے سخت غضب الٰہی وارد ہونیکی پیشگوئی کی تھی جس کی ظالمانہ سرشت کو لگام دینے کیلئے عین اسوقت بھی کل یورپ نہایت جا ست

[1] لارڈ سالسبری کی اُس تقریر کی طرف اشارہ ہے جو اس نے نومبر ۱۸۹۵ء کو لارڈ میئر کے سالانہ دعوتی جلسہ میں بمقام گلڈ ہال کی تھی - تقریر مذکور بسالہ [illegible] حکومت میں درج ہے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵) اغلب تھا کہ ترکی فوج کے عقب کی آبادی اس موقعہ پر اپنے ظلم کرنے والوں (ترک) کی برخلاف علم بغاوت بلند کرتی - بلگیریا کا اپنی فوجیں جمع کرنے کی دھمکی دینا اور سرویا اور البانین ٹالین کا بغاوت کرنا - ایک ایسے طوفان پر دال ہیں جو ترکوں کے پسپا ہونے کی پہلے ہی آثار یران کے سر پر چھوٹ پڑتا - جس طرح بزدل یونان سرنگون ہوا ہے - اس سے کوئی موقعہ اس امر کی پختگی کا نہ ملا اور اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ بلگیریا فوجیں نہیں جمع کرے گی - طاقتوں نے مداخلت کی ضرورت پر غور کرنا شروع کر دیا ہے پہلے یہ قرار داد تھی کہ یورپ کی تمام طاقتیں اس وقت تک بے لوث اور علیحدہ رہیں - جبتک کہ کوئی فریق خود درخواست نہ کرے - انگلستان واقعات کا رخ پلٹنے کا خیال کرکے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال کرکے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال ہے کہ یونان کو ابھی اور سبق سیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آئندہ نصیحت و تربیت کو بآسانی قبول کرنا سیکھ جائے - طاقتوں کی مداخلت اتنی ظاہر ہے کہ اب اس دلچسپ سوال کی گنجائش ہی نہیں باقی رہی کہ وہ مداخلت کب ہوگی - اب ہم سب جو کچھ جاننا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اب ترک بھی اپنے مظفر و منصور کوچ میں رک جائیں گے یا نہیں - ممکن ہے کہ کامیابی سے نہال ہوکر یہ اس سے انکار کر دیں اور اس انکار کا یہ مطلب ہوگا کہ ترکی کے مقابلہ پر ایک متحدہ عام جنگ ہوگی - اور حیرت یہ تر یہ ہوگا کہ طاقتوں میں نفاق اور پھوٹ پڑ جائے گی - اور تمام یورپ تہ و بالا ہو جائے گا - بہرحال ہم اب انجام کے آغاز پر پہنچ گئے ہیں - اور امید ہے کہ یہ انجام یورپ میں جنگ کی صورت نہیں اختیار کرے گا - ہر شخص چند روز آئندہ تک کے واقعات کا انتظار کرے گا تا دیکھے پانسہ کس کی طرف پلٹتا ہے - مگر خواہ کسی طرف پڑے - یونانی اب اس معاملہ سے ہٹ گئے - اور انکی جنگی شہرت ایک مرتبہ پھر تمام یورپ کے واسطے باعث ہنسی اور تمسخر بنگئی ہے -

ہمعصر روزانہ اخبار رسول مورخہ ۲۰ مئی میں ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جس کے دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار مذکور یونان کی شکست اور ترکوں کی فتح سے اس قدر کھسیانا ہو رہا ہے کہ اس کے حواس بجا نہیں رہے اپنا زہر اگلتا اور ترکوں کو کوستا ہے اور وہ غصے کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ سمرنزم کے معمول کی طرح وہ اپنا اور اپنی ہم مذہب سلطنتوں کا عندیہ اور ارادہ نہ چھپا سکا اور بہادر اور باکمال عامل ترکی نے اسکے اپنے ہی منہ سے وہ باتیں دریافت کرلیں جن کو پہلے (گو وہ عام طور پر کل مسلمانوں کو معلوم تھیں) وہ ظاہر کرنا پسند نہ کرتا تھا اور ان کا مقام اور ٹھکانہ طور پر ظاہر کر دینا بعید از مصلحت خیال کرتا تھا لیکن جو بات دل میں ہوتی ہے وہی اس میں سے نکلتی ہے ہزاروں دل الحمد چھپائے آخر یہ بھید خود انہی حضرات کے منہ سے افشا ہونا تھا اور ہوگیا خدا کا ستر و سبب الاسباب ہے جس قوم اور سلطنت پر اپنا قہر نازل کرنا چاہتا ہے وہ خود ہی ان میں سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ بظاہر تو وہ بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن انجام کار اسکا نتیجہ سوا سخت تباہی اور نیست و نابود ہونے کے اور کچھ نہیں ہوتا - یہ ہمارا نشانہ ہے ان

اور قطعی فیصلہ کن تجاویز و تدابیر کے سوچنے میں مصروف بتایا جاتا ہے ۔ یہ شخص فرحان و خنداں اپنی ڈکیتیوں اور موذی چالوں کو
ایک چھوٹی سی عیسائی قوم کو پامال و معدوم کرنیکے لئے لگاتار بھیج رہا ہے اور دو طاقتور عیسائی بادشاہ ایک طرح سے علانیہ
(بقیہ صفحہ گزشتہ) گوسول نے دیگر اقوام کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کی ہیں لیکن اس اندھے متعصب کو یہ سوجھا کہ جس وقت اُن
خلیفۃ المسلمین کے حکم پر چلنے والے بندے اس بھید سے (جس سے وہ قریباً پہلے ہی آگاہ ہیں) واقف ہو جائیں گے تو وہ اپنی
تقویت اور دین متین کی حفاظت کے لئے کیا کیا کچھ نہ کرینگے ۔ لیکن جب اُلٹے دن آتے ہیں ایسی ایسی افتاد ہو ہی جایا کرتی ہیں بقول
حضرت داغ ؎ تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی + بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی + دیگر آپ نے جہاد کا راگ الاپنا شروع
کر دیا ہے ۔ لیکن ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریاستیں جنکا نام لے لیکر غلط جہاد وہ اپنی قلم سے نکال رہا ہے اور بیان کرتا
ہے کہ وہ محض کسی پولیسی کی وجہ سے اس مسیحی جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے ۔ لیکن اس بے تعلقی کا اندازہ حضور نے غلط قیاس کیا ہے
وہ ریاستیں جانتی ہیں کہ پرانے جہادوں کے کیا نتائج ہوئے تھے اور کس طرح اُنکے رچرڈ شیر دل شاہ انگلستان جیکل دول یورپ
کی فوجیں جمع کر کے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے صلاح الدین پر حملہ آور ہوا تھا (صلاح الدین کی فوج
ظفر موج کے سامنے لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ کھڑے ہوئے تھے

ہم سول سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آیندہ جہاد کے مسئلہ کو نہ چھیڑیں ۔ غالباً آپکو یہ تو معلوم ہی گیا ہوگا کہ ۱۳ لاکھ
ہندوں نے جہاد کیلئے حضرت سلطان المعظم امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی ہے اور نیز ایران کی ۱۹ ہزار فوج خادم الحرمین
الشریفین کی خدمت کیلئے سرحد آرمینیا پر منتظر احکام کھڑی ہے ۔ کہیں ایسا نہو کہ دول نصاریٰ کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں ۔ اور بجائے نازنین
لیڈیاں ہارپ (سارنگی) کی تاریں خوشی کی راگ بجانے کی بجائے اپنے سروں کے بالوں کی تاریں بنائیں اور جیسا کہ نازڈلن کی شکست
سے تمام سکاٹ لینڈ ماتم کدہ ہو رہا تھا ۔ تمام یورپ ان پری پیکروں کے بینوں اور زمزموں سے مرثیہ خانہ بنجائے ۔

ہم اپنے معزز ہمعصر سے التجا کرتے ہیں کہ اُن کی یہ آہ و زاری اور شیون بکا کسی کام نہ آئیں گے ۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ بجائے
ایسے مضامین شایع کرنے کی اس معاملہ کے سلجھانے کی تدابیر پبلک کے سامنے پیش کریں ۔ چونکہ دوسرے شخص کا بانی الضمیر وہ اسی
طرز کلام سے ادا ہو سکتا ہے لہذا ہم سول کا ترجمہ بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں ۔

"خمیازہ فتح" ۔ دو ڈومکوس سے (یونانی افواج کا) مراجعت کرنا اور سلطان کا بہ کمک ولکینا سے ہفتہ جنگ کا اختتام خیال
کیا جا سکتا ہے ۔ اگر تمام طاقتیں بالاتفاق کارروائی کریں تو اب صرف غنیمت کی تقسیم باقی ہے ۔ اگر کوئی واقعہ جنگ کو اسکی موجودہ حد
سے جیتا نیوالا پیش نہ آگیا تو شاید یہ سارا مدبرانہ ہفتہ جنگ کے نام سے یاد کیا جاویگا ۔ کیونکہ جیسا کہ جتنے لاریسا سے یکایک مراجعت
کے وقت کیا تھا یونانیوں کی شکست عام تسلیم کر لی گئی تھی اور ترکوں کی فضیلت تسلیم ہو چکی تھی اور جو کچھ کہ اس کے بعد واقع ہوا محض
تباہی کا تسلسل ہوتا تھا ۔ اور دو دفعہ جنگ سے غرضیکہ کوئی چیز سوائے اسکے کہ یہ معلوم نہیں ہوئی اور شاید یونانیوں کی
نیم جنگی کی وجہ سے کہ سلطنت کا کوئی مستقل فائدہ نہیں دلا سکے اپنی مقبوضوں کی حفاظت کا ایک بڑا حصہ دو سرکی کی خوشی

اُسکی امداد کررہی ہیں بلکہ اُن میں سے ایک نے تو اپنے افسر اولین صف جنگ میں لڑنے کیلئے بھیج رکھے ہیں۔ خدا کی شان اور نیرنگی قسمت سے آج یہ صورت پیش نظر ہے جبکہ کوئی عیسائی مشکل سے اعتبار کرسکتا ہے۔ مسلم وحشی حبشیوں کی بہادرانہ مساعی اور جد و جہد یقینیہ صفحۂ گذشتہ کا کثیر التعداد ہوتا ہے سلطنت عثمانیہ ایک لاکھ ستر ہزار یونانی فوج کے مقابلے میں جس میں کل قابل جنگ آدمی شامل ہیں سات لاکھ فوج میدان جنگ میں لاسکتی ہے۔ البتہ ٹرکی تھسلی کی دور دراز سرحد پر اپنی تمام فوج اکٹھی نہیں کرسکتی تاہم یہ ظاہر ہے کہ اپنی جگہ یہ فوج نسبتاً یونانیوں سے بہت زیادہ ہے یعنی اسی ہزار کے مقابلے میں دو لاکھ یعنی ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ۔ اور ہم پاشا نے اپنی اس زیادتی کو ہر موقع پر پورے پورے طور سے استعمال کیا ہے۔ بار بار دہ بلو تا ٹربنو۔ لاریسا۔ ولیسٹرینو۔ فرسالہ۔ اور اب آخر میں ڈوموکوس پر فوج کے اس طرح پر پھیلا دینے سے کہ یونانی فوج اس میں گھر جائے اور اُن کا عقب خوف زدہ ہو جائے کی حکمت پر عمل در آمد کیا ہے اور ہر ایک موقع پر صرف خوف ہی کافی ہوتا رہا ہے۔

اب ذرا اتھنز کے یونانی پہلو پر چلئے۔ ظاہر ہے کہ محض ایک جنونی ہونے کے باوجود بھی اُنہوں نے پیشتر اسکے کہ وہ لڑائی کرتے ضرور اس فوج کے اندازہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی خیال کر لیا ہوگا۔ انکا طریقہ دیوانگی با خاطر تجسس سے بہت دور نہیں ہے ترک سرحد تھسلی پر اپنے موروثی دشمنوں سے جو کسی وقت یونان کی طرح ترکوں کے غلام اور انکی رعایا تھے۔ اور اب یونانیوں ہی کی طرح اُن کی ہر ایک مشکلات سے فائدہ اُٹھانے اور گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے اور اپنے ذہن نشین فوائد کے حاصل کرنے کے لئے مشتاق رہتے ہیں گھرے ہوئے ہیں۔ سرویا۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو بھی ٹرکی پر حملہ کرنے کے وہی بواعث رکھتے ہیں جو یونانی رکھتے تھے۔ ہر ایک جگہ اپنی حدود کے پرے یونانی اپنے ہزارہا ہم مذہب اور ہم ملک آدمیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک اجنبی کافر اور ظالم گورنمنٹ کا جوا پھینکنے کیلئے بڑی بے صبری سے تلملا رہے ہیں اور اُن کا ایک ہی وقت اس نئے جہاد میں شریک ہونا اس امر پر محمول ہے کہ قومی جذبات کو اُنکے سرداروں اور وزراء کی ڈپلومیٹک دور اندیشی نے روک رکھا ہو کیونکہ اپنے مربیوں کے باقاعدہ احکام کے جو یورپ کے بادشاہوں ہی میں سے ہیں فرماں پذیر ہیں۔ سرویا جرمنی کے احکام کا پابند ہے۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو روس کے۔ اور سرویا روس اور آسٹریا کی سرپرستی میں ہے۔ لیکن آغاز جنگ کے وقت یونانی یہ امید کرنے کے ہر طرح سے حقدار تھے کہ لوگوں کے جذبات اور سچے دین کا جوش اور صدیوں کی موروثی نفرت بادشاہوں کی ڈپلومیسی یا دور اندیشی کے مقابلہ میں بہت زبردست ثابت ہوگی۔ اگر ریاستہائے بلقان ایک ہی وقت اپنی قسمت یونان کے ساتھ وابستہ کردیتیں تو جنگ کسی اور صورت میں واقع ہوتا۔

رومانیا کی فوج بوقت امن ۵۰۰۰ ہزار ہے اور ضرورت کے وقت ۵۰۰۰۰۰ تک فوج میدان میں لا سکتا ہے۔ بلگیریا کی فوج بحالت امن ۴۰۰۰۰ اور جنگ کے وقت ۲۱۰۰۰۰ ہوسکتی ہے۔ سرویا بھی اسی طرح ۲۰۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰۰ فوج تیار رکھ سکتا ہے۔ مانٹی نیگرو کے پاس جو ریاستہائے بلقان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے کوئی باقاعدہ فوج نہیں۔ لیکن وہ ضرورت کے وقت ۴۰۰۰۰ ہزار سپاہ فوج مہیا کرسکتا ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ پانچ ریاستیں بلکہ ٹرکی کی فوج سے جو وہ میدان میں لاسکتی ہے کہیں زیادہ ہوسکتی ہیں۔ مزید براں ترکوں کو دشمنوں کے ملک میں جنگ کرنا پڑے گا دیگر تمام صوبجات ان کے پیچھے بغاوت کردیتے ہونگے۔

دیکر بشارت دی تھی کہ" اس نشان کی بدولت ہر وقت فتح و نصرت تیرے ہمرکاب رہیگی" آج یونانیوں کیلئے جیساکہ تمام یورپ مشاہدہ کر رہا ہے۔ عیسےٰ مسیح کی صلیب یہ معنے رکھتی ہے ۔ اس کی بدولت تو شکست یاب ہوگا قتل کیا جائیگا (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جو ایک جنگی دین ہو قدرتاً دشمن ہیں ۔ دس ہزار عیسائی خاص قسطنطنیہ میں سفیروں کی آنکھوں کے سامنے قتل کردیئے گئے اور کوئی شخص سزایاب نہ ہوا ۔ یہ بعد پروس پالیسی ... ہی اور دوسری جگہ پر اس کی کامیابی نے صرف اسکو اپنی ہی ایک مسلمانوں کی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تعریف کو اپنی جانب کھینچ لیا ہو۔ نیز ہم نے ہندوستان ہی میں ابھی قدرے اس تعریف کی بڑبڑاہٹ کو جس سے اس فتحمند ٹرکی کو مبارکباد دیگئی ہو سنا ہے ۔

قصہ کوتاہ سلطان نے ایک دینی جوش کی پالیسی اختیار کی ہو اور طاقتیں اس کے مقبوضات کو کاٹ کاٹ کر علیحدہ کرنے سی بے نقص رکھکر اس بات کے دیکھنے میں مصروف رہی ہیں کہ اس پالیسی نے مشرق کے مرد بیمار کی رگوں میں نئی زندگی پھونکدی ہو لڑائی کے چھڑ جانے سے پیشتر مصر کے اخبار نے تحریر کیا تھا کہ ٹرکی کبھی ایسی مسلح نہ تھی اور نہ میدان میں ایسی مہم کیساتھ ڈالی گئی تھی اور نہ ہی اس طرح پر اس مہم پہنچایا گیا تھا ۔ جیساکہ گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ میں ڈارڈنیلز کی مورچہ بندیاں گذشتہ دو سال کی نسبت اب کتنی مضبوط ہیں اور دیگر سرحدی قلعجات کرپ توپوں سے مسلح کئے گئے ہیں ۔ اسیطرح قسطنطنیہ کی چٹلجا لائن کی مورچہ بندیاں جو بحیرہ اسود سے لیکر مارمورا تک پھیلی ہوئی ہی بمضبوطی مسلح ہیں ۔ سلطان کا یہ مدعا ہے کہ جنگ کو روکے رکھے اور اپنی تمام تجاویز ڈپلومیٹک ہنرمندی سے بناہی چلا جاے ۔ لیکن وہ جنگ کی ضرورت کیلئے تیار ہی اور اس نے یقین دلادیا ہو کہ جنگ کی تیاری کرنا امن کی ایک ضمانت تھی" سلطان کبھی ایسا مضبوط نہیں ہوا ۔ جیساکہ وہ اس وقت ہے گذشتہ تین ہفتوں کے واقعات سی اس اندازہ کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہو ۔ اور اگر سلطان گذشتہ تین ہفتوں سے پیشتر مضبوط تھا تو وہ اب کیا ہو جبکہ یونان تین ہفتوں میں فتح کر لیا گیا ہو ۔ اور اس کی فوج کی جنگی شہرت پھر اعلےٰ درجہ پر قائم ہوگئی ہو؟

اب یہ سوال پوچھنا باقی ہو کہ ان دو شہنشاہوں میں سے ہر ایک کو اس نئی اور مشرق میں خوفناک سلطنت کو دلیری دیکر اور کیا حاصل کرنا ہو ۔ وہ بیچارے فوجوں سے کھلائے گئے ہیں جو کہ بالکل ان کے دائرہ قدرت سی باہر ثابت ہوگئی ہیں ۔ اور اب وہ دونوں ایک ہی وقت اس نتیجہ پر پہنچے معلوم ہوتے ہیں کہ اب انہیں زیادہ زبردست ٹرکی سے کچھ حاصل کرنیکی امید نہیں ہے جونہی کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے یہ خیال کیا جاتا ہو کہ لارڈ سالسبری بھی ان کی تائید کریگا ۔ اور جونہی کہ یہ تینوں سلطنتیں متفق ہوگئیں تو پھر یہ ناممکن ہو کہ سلطان کسیطرح سی سواے اس ڈپلومیسی کے جس سے وہ آجتک اپنا کام لیتا رہاہے انکی مخالفت کرے ۔ یہ صرف اسیوقت تھا کہ وہ کسی ایک یا دوسری سلطنت کو مداخلت کرنے کے مخالف کر سکتا تھا ۔ اور اسی وجہ سی وہ سلامتی میں تھا ۔ ایک طرح اس کی کامیابی اتحاد کیواسطے نجات ہو ۔ تین مطالبوں میں سے جو اسنے کئے ہیں ایک بین الاقوام کی منسوخی صرف یونان سے تعلق رکھتی ہے ۔ اور اسلئے وہ غالباً قبول بھی کر لیجاے گی ۔ تاوان جنگ ایک کروڑ پونڈ یا سوا کروڑ روپیہ کی رقم سے ٹرکش فوج کو زیادہ مضبوط بنانا ہوگا ۔ اور اسلئے غالباً طاقتیں اس کی مخالفت کرینگی ۔ ایم ریلی کا یہ اظہار کہ وہ کوئی تاوان جنگ ادا نہیں کرینگے

انیا پہنچایا جائیگا۔ اور تاخت و تاراج کیا جائے گا " انگلستان بھی ان طاقتوں میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے کھڑے تماشا
دیکھ رہے ہیں شامل ہے پس ہم انگریز لوگ بھی اس جرم کبیرہ میں شریک ہیں "

(بقیہ صفحہ سابق) محض فضول ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ادا کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور واقعی نہیں ایک کروڑ پونڈ ادا
کرنے میں تاوان جنگ کی ادائگی کے واسطے بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ اسلئے اس کا غالبًا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک قلیل سی رقم
کیواسطے طرفین میں مصالحت ہو جائے گی۔ باقی رہا قضیہ سو تھسلی تو سوال ہی میں نہیں لیکن تا حال پہاڑیوں کے قبضے کے بارے میں سوچ
و فکر کیجاتی ہے - اور کیونکہ الاسونا پہلے ہی ٹرکی کو دیدیا گیا تھا۔ اور وہ ہی فی الحقیقت سرحد کی کنجی ہے اسلئے اسطرف سے تھوڑی سی
پر کوئی خاص اعتراض نہیں۔ اب جبکہ تمام طاقتیں متفق ہیں یہ ناممکن ہے کہ وہ اس سے زیادہ منظور کرینگی جبتک ٹرکی اپنی غنائم ختم کر
حاصل کرنے کیلئے لڑائی کرنے پر تیار نہ ہو لیکن یہ بھی اسطرح ناممکن ہے تاہم غنیمت کی اس طرح تقسیم کے پیچدار موقعے جھگڑے کیواسطے
بعض حالات میں پھر ابھر آتے ہیں اور جبتک کوئی ایک امر بغیر فیصلہ باقی رہ گیا اسوقت یہ یورپ کے لئے ایک مخدوش مادہ رہیگا

برائٹر ایجنسی حسب معمول جیسا کہ اسلامی ممالک کے متعلق اسکا خاصہ ہے۔ اس لڑائی میں بھی عجیب بے تکے پن کے ساتھ خبریں
بھیجتی رہی ہے جس پر انگریزی اخباروں کو بھی سخت زجر و توبیخ کرنی پڑی۔ بطور نمونہ ایک اینگلو انڈین اخبار کی تحریر درج کردیجاتی
ہے بزم اغیار میں ہم نے اسے اوج + ور دل لاکھ چھپایا نہ چھپا۔ ریوٹر نے ترکوں کو کوسنے اور برا بھلا کہنے پر ادھار کھایا
ہوا ہے جنگ یونان و ٹرکی کے متعلق ایسی بے سروپا اور لغو خبریں ارسال کرتا رہا ہے اور ابھی تک کر رہا ہے کہ خود انگریزی اخباروں نے بھی
اسے لعن طعن کرنا اور ڈانٹ بتانا شروع کردیا ہے۔ چنانچہ ۱۳ مئی کے روزانہ ہمعصر سول میں ایک فٹ شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ہم
بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں :-

" اتھرس کے پہاڑ جہاں یونانی پسپا ہوکر آخرکار ہٹ آئے۔ ڈوموکوس کے جنوب جبل زبرو کے ٹھیک دوسری جانب تھرموپلی
کے کسی قدر شمال مغرب میں واقع ہیں۔ اس طرح تین ہفتوں کے عرصہ میں جس میں کہ لڑائی ختم ہوئی ہے۔ یونانی تمام طول و عرض تھسلی
یعنی ملنپ کی گھاٹی سے لیکر تھرموپلی کی گھاٹی تک عملًا اور قطعًا نکال دیئے گئے ہیں۔ افسوس یہ دونوں تاریخی نام ناپاک کئے گئے ہیں

اب چونکہ جنگ اختتام پر ہے اور جنگ ملتوی بھی کردی گئی ہے۔ اسلئے یہ لکھنا یہاں نامناسب ہوگا کہ کس طرح ریوٹر نے جنگ
کے بارے میں ہر ایک تار خبر بھیجنے میں یونانی طرفداری کو مد نظر رکھا ہے ہر ایک موقع پر جنگ کی ٹھیک تہ پر پہنچنے کیلئے ہر ایک
تار کی جو اس ملک میں آتی رہی ہیں کم از کم تین دن تک چھان بین کرنی پڑی ہے پہلے روز یونانیوں کا بے انتہا دلیری اور شجاعت
سے لڑنا اور ترکوں کا پسپا ہونا بیان کیا گیا ہے دوسرے روز ترکوں کے کثیر التعداد ہونے اور یونانیوں کے گھر جانے کے باوجود بھی
ظاہر کیا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دن بھر اپنے قدم مضبوطی سے جمائے رکھے۔ اور آخر کسی مصلحت فن جنگ کی غرض سے
مراجعت کرگئے لیکن تیسرے روز طوعًا و کرہًا یہ لکھنا پڑا ہے کہ یونانی شکست فاش کھاکر بے سروسامانی کی حالت میں بھاگ
کھڑے ہوئے اور ترکوں نے بڑی سرگرمی سے انکا تعاقب کیا۔

ہم نے لاریسا اور اس کے قرب و جوار میں ایک ہفتہ بسر کیا۔ دونراتیں میں موضع غزلی میں جو دلستینو سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے سویا۔ میدان مقصد اور ارد گرد کی کوہستانی گھاٹیوں کی کئی دفعہ سیر کی۔ وادی مذکور کی سیر میں ہمارے ساتھ مسٹر مانٹگمری اور مسٹر جین ڈی سپنڈر گنگیلسٹن بھی تھے۔ اوّل الذکر جو اخبار اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار تھا نہایت ہی قابل اور محنتی محقق ہے۔ وہ ترکی نہایت وضاحت سے اور یونانی ایسی بول سکتا ہے جو سمجھی جاسکے۔ بنابریں وہ عثمانیہ سپاہیوں اور یونانی دہقانوں سے بلاتکلف گفتگو کرسکتا تھا۔ غیر زبانوں کا علم سیاح بالخصوص نامہ نگار کیلئے جیسا کچھ مفید ہو سکے اُسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسٹر مذکور نہایت دلیر آدمی ہے۔ وہ ہر طرف بیباکانہ چلا جاتا۔ آخر ایکدفعہ یونانیوں نے اُسے اسیر کرلیا۔ اور اُسکے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ شروع شروع میں ترک اُسے بہت بے اعتباری کی نظروں سے دیکھتے رہے کیونکہ وہ ایشیاء کوچک میں پیدا ہوا تھا۔ اور ترکی ایسے لہجے سے بولتا تھا جو ارمنی لہجہ کہلاتا ہے۔ مگر در اصل وہ پُرانا اناطولی لہجہ و تلفظ تھا۔ اسوجہ سے ترکوں کو اُسکے ارمنی نژاد ہونیکا شک ہوگیا تھا اور قسطنطنیہ سے مشیر کو اس اشتباہ کی اطلاع دیگئی تھی۔ مگر میں نے مشیر اور اُسکے سٹاف کی غلط فہمی اور شبہ کو دور کردیا۔

آسٹرین نامہ نگار { بیرن سپنڈر گنگیلسٹن جو آسٹرین اخبار فریم ڈن بلاٹ کا نامہ نگار تھا۔ کمال خوش طبع۔ رونق محفل۔ نہایت آزاد منش۔ ظریف مزاج۔ بیحد مستعد اور حد مناسب سے زیادہ تندرا اور بیباک تھا وہ ہمیشہ لڑائی کے موقعہ پر جنگی صفت میں اور تا بمقدور سخت خطرہ کے موقعہ پر رہتا۔ کریٹ میں اُسے باغی عیسائیوں نے دو مرتبہ گرفتار کرلیا تھا۔ اور ایک دفعہ اُس کے گولی سے ہلاک کردیئے جانے میں کوئی شبہ نہ رہگیا تھا وہ تھسلی میں نہایت مختصر

بقیہ صفحہ سابقہ } ہم یہ کہسکتے ہیں کہ یونان کیساتھ دوستانہ ہمدردی ہو تو ہو لیکن یہ ہموار کی بات نہیں ہے۔ یہ اس عجیب ترکیب کی ایک جزو ہے جسے برٹش کیرکٹر یا مقتضائے طبیعت انگریزان کہا جاتا ہے جو بعض بعض صورتوں میں تو بہت ہی پیچیدہ ہے اور بعض صورتوں میں بودی اور قیاسی باتوں کیطرف اس حد تک مائل ہو جاتا ہے کہ صحیح اور بدیہی باتوں کو تسلیم کرنے میں بھی عار کرتا ہے وہ ہنر کی قدردانی میں کتب کی چوکریوں کی بھونڈی بھینڈی گڑیوں کی لعبت چین پر ترجیح دیتا ہے جو اس قدر اصل معلوم ہوتی ہے کہ گویا اب بولی۔ اور گاہ اخلاقی معاملات میں اس قدر نابلد بنجاتا ہے کہ سیدھے سادے قانونی امر کو صاف طور پر سمجھنے سے بھی کنارہ کشی کرجاتا ہے چونکہ ریوٹر کو اس امر سے بخوبی آگاہی ہے کہ انگریزوں میں بہت ایسے لوگ ہیں جو یونان کی فتح کو پسند کرتے ہیں اسلئے اُن کو خوش کرنے کیلئے جہاں تک اس سے ہوسکا یہی تحریر کرتا رہا کہ یونانی فتح پا رہے ہیں اور خواہ مخواہ زرا در وقت دونو کے سر پر چڑھ رہا ہے۔ ریوٹر کی خبروں کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی زہرہ جبین لوگوں کو پھسلانے کیلئے دام فریب بچھاتی ہے اور کوئی شخص اسکے دھوکے میں نہیں آتا کیوں صاف صاف بلکہ نہایت ہی اقرار کرلیا کہ یونانی سرکردہ نالائق بدمعاشوں کا ایک گروہ ہیں اور اُنکے سپاہی زیادہ تر نہایت ہی بُرے آوارہ گرد بزدلوں جیسے ہیں کم نہیں اور نیز یہ کہ اُنکی خاطر خواہ گوشمالی ہوگئی ہے اور وہ بہت بُری طرح کچلے گئے ہیں ہ۔ مومنتی کرنیاسل پرنٹ ریوٹر کے جنبو کی خودی قلعی کھلتی ہے کہ یونانی کسی مصلحت فن جنگ سے دومو کوس سے نہیں ہٹے بلکہ تمام یونانی فوج کو شکست فاش ہوئی

سامان کے ساتھ آیا۔ اُسکے پاس گھوڑا زین۔ یا ہتھیار کچھ نہ تھا۔ جرمن نامہ نگار نکو انگریزی نامہ نگاروں کیطرح بیش قرار تنخواہیں نہیں ملتیں اور وہ اپنے انگریزی رفقاء کے لوازمات عیش و راحت کو سخت تعجب حیرت اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن بیرن رشک و حسد سے اعلےٰ وارفع تھا۔ اُس کی طبیعت ہر وقت مسرور و مبتہج اور پیشانی خندہ رہتی۔ اُسنے محاربہ کے آخری واقعات کو بھی اچھی طرح سے دیکھا۔ مگر آخر مسٹر مانٹگمری کیساتھ ملیورس کے قریب یونانیوں کے پنجے میں پھنس گیا۔

لاریسا سے وادی ٹمپہ بہت مسافت پر ہے۔ جب ہم گئے اُس وقت دھوپ بھی بہت تیز ہو گئی تھی۔ رؤوف بک اور چار سوار ہمارے ہمراہ تھے۔ اُسوقت وادی مذکور میں کوئی ترکی دستہ متعین نہ تھا۔ وہ ترکی بعیدی چوکیوں سے بہت بعید تھی اور بدوران محاربہ ہم سے پہلے صرف ایک مرتبہ ترکی فیس اس دلفریب خوشگوار وادی میں دکھائی دی تھی۔ بے نظیر مستعد و چالاک اور ہر جا حاضر و ناظر سیف اللہ بک ہم سے پیشتر لاریسا سے سافیبی (چاکراس) تک جا کر واپس لوٹا تھا یا ثانی دفعہ میں راستہ میں کئی یونانی دہقان بسرعت تمام لاریسا کو جاتے ملے۔ وہ اُن سطح مرتفع سے جو وادی ٹمپہ کے پرے نزدیک دس کے قریب ہیں آ رہے تھے۔ اور یہ شکایت کرتے جا رہے تھے کہ ولاک (والیشی) اور گیگ (ارنوط) پہاڑوں سے اُتر کر انکے دیہات میں گھس گئے ہیں۔ اور مویشی و پارچات لوٹ رہے ہیں۔ اُنھوں نے کسی کو کوئی جسمانی اذیت نہیں پہنچائی۔ مگر جو کچھ پسند آتا ہو اُسے نہیں چھوڑتے۔

میری رائے میں تاراج کنندگان میں والیشی کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ خالص البانویوں کا ہی کوئی دستہ تھا جو بطور خود کچھ لوٹ کھسوٹ کرنے کیلئے فوج سے جدا ہو گئے۔ یہ دہقان ادہم پاشا کے پاس یہ درخواست کرنے جا رہے تھے کہ دیہات کی حفاظت کیلئے ترکی سپاہیوں کا پہرہ بٹھا دیا جائے۔ موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ایک کلاں بستی ہے ہمنے صرف مرد باشندوں کو پایا۔ پادری کو ہمنے لیکر وہ ہمارے استقبال کو آگے آئے اور بڑے تپاک سے ہماری آؤ بھگت کر کے باین خیال کہ ہم ترک افسر ہیں باضابطہ طور پر اطاعت کا اقرار کیا اور پھر محافظت کی درخواست کی۔ ان دیہاتیوں پر ابتک کسی نے یورش نہ کی تھی۔ مگر وہ دیہات ملحقہ پر ارنوطوں کی تاخت و تاراج کی خبروں سے بہت سہم رہے تھے۔ اور اُن کے خوف سے اپنی تمام عورتوں اور بچوں کو قصبہ امبیلاکیا میں جو اوسا کی بلند چوٹی پر واقع ہے بھیج دیا تھا۔ ارنوط دریا کے شمالی کنارہ پر چند میلوں کے فاصلے پر سے جاتے تھے پھر واپس آکر اسی رات ہم نے ادہم پاشا کو کل ماجرا سنایا۔ مگر مشیر ممدوح نے ہمارے کہنے سے پہلے ہی دیہاتیوں کی درخواست پر نظام سپاہیوں کی ایک کمپنی وہاں روانہ کر دی ہوئی تھی۔ ایک ہفتہ بعد جب دوسری مرتبہ ہمارا گذر وادی میں سے ہوا تو یہ سپاہی وہاں مصروف تھے اور باشندے اُنکے برتاؤ سے بے حد خوش و مطمئن تھے۔ ہم وادی ٹمپہ کے بیچوں بیچ وہاں تک جہاں کہ وہ سکڑ کر ایک نہایت خوبصورت مرغزار میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے بڑھتے گئے۔ مگر چونکہ بہت دیر ہو گئی تھی پینیاس کے پل تک نجا سکے اور بنا بریں تحقیق نہ کر سکے کہ آیا پل کے توڑ دیئے جانے کی خبر درست ہے۔ دامن وادی سے ہم سات گھنٹوں میں لاریسا واپس پہنچے۔ اسوقت آدھی رات ہو چکی تھی۔ اسپ سوار و مرکب دونوں سخت تکان زدہ ہو رہے تھے۔

ترکی و یونانی نقصان

مسٹر کلاؤ بگھم ٹائمز کے نامہ نگار کی روایت کے مطابق جنہے ترکی ہیڈکوارٹر سٹاف میں بہت ہر دلعزیزی پیدا کر لی تھی۔ اور بسا اوقات اُسے نہایت اہم خبریں اور خفیہ حالات بتا دیئے جاتے تھے۔ ۲۵ اپریل یعنے لاریسا کے قبضہ تک ترکوں کے صرف چار سو شہید اور مجروح ہوئے یونانیوں کے نقصان کا بھی مسٹر مذکور تقریباً اسی قدر اندازہ کرتا ہے لیکن اگر چار سو سے صرف مقتولین ہی مراد ہوں اور مجروحین ان میں شامل نہ ہوں۔ پھر بھی یہ تعداد قابل اعتبار نہیں عقل کبھی باور نہیں کر سکتی کہ پچاس پچاس میل لمبی سرحد پر ملونا۔ گریبری۔ ریونی اور ولیلر وغیرہ کی جو جا بجا گھمسان اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اُن میں ترکوں کے صرف چار سو آدمی ضائع ہوئے۔ اگر یہ تعداد درست ہے تو ان لڑائیوں کے نہایت ہی سخت ہونے کے متعلق جو حالات دونوں قوموں کے نامہ نگار اخبارات میں شائع کرتے رہے تھے اُن کی صداقت پر سخت حرف آتا ہے میرے خیال میں لڑائی کے پہلے دور میں فریقین کا نقصان دو ہزار سے کم نہ ہوا جن میں تخمیناً پانچ پانچ سو آدمی دونوں طرف سے قتل ہوئے۔ اور باقی زخمی۔

ادہم کی ہشیاری

ادہم پاشا کو جب فتح لاریسا کی خبر پہنچی تو انہوں نے فوج کی ترتیب جدید کیلئے ۲۵ اپریل کو احکام نافذ کر دیئے۔ خیری پاشا اور اول ڈویژن کو دو کوس پر جو لاریسا سے بجانب جنوب غرب اور ترکیالہ کی نصف راہ میں واقع ہے بڑھنے کا حکم ملا نشاط پاشا اور دوسرے کو خیری پاشا کے پیچھے پیشقدمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ممدوح پاشا اور تیسرے ڈویژن کو لاریسا جانے کی ہدایت کر دی گئی۔ اور پانچویں اور چھٹے ڈویژن کو (جو حقی و حمدی کے زیر کمان تھے) لاریسا کے بائیں ہاتھ کی طرف سے چکر کاٹ کر شہر سے پانچ میل بجانب جنوب کھلے میدان میں ڈیرہ ڈالنے کا حکم ملا۔ حیدر پاشا اور چوتھی ڈویژن کو جس نے ملونا کی لڑائی میں سب سے زیادہ کام دیا تھا۔ درہ میں ہی راستے کے اندر رہنے دیا گیا۔ کیولری ڈویژن کو بھی بجانب جنوب پانچویں اور چھٹی ڈویژن سے آگے کھلے میدان میں قیام کرنیکا حکم دیا گیا۔ مگر افسوس جو کارروائی سب سے مقدم اور ضروری تھی۔ وہ نہ کی گئی یعنی ولسٹینو پر جو یونانیوں کے نئے خط دفاع کے سرے پر نہایت اہم مقام تھا فی الفور بجمعیت کثیر پیشقدمی کرنی چاہئے تھی جو نہ کی گئی۔ وہاں دومو، فرسالو اور لاریسا کی رکاوٹیں نہیں۔

پہاڑی دروں اور لاریسا کی تسخیر کی خبر پہنچنے پر جلالتمآب نے بتاریخ ۲۶ اپریل ۱۸۹۷ء الاصونیہ لشکر ہمایوں کے کمانڈر انچیف مارشل ادہم پاشا کو بوجہ اُن کی بہادری اور غیرت اور عاقلانہ خدمات اور صداقت کے نشان امتیاز اور بوجہ غیرت و شجاعت اور عاقلانہ خدمات کے الاصونیہ لشکر ہمایوں کے پہلے ڈویژن کے کمانڈر جنرل خیری پاشا اور دوسری ڈویژن کے کمانڈر جنرل نشاط پاشا اور تیسرے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حیدر پاشا اور پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جنرل حقی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمدی پاشا کو مرصع نشان عثمانی عطا فرمائے گئے۔ اسی تاریخ سے ایک دن پہلے عثمانیہ بنک کے جنرل منیجر ویدکار وسنٹ کی درخواست پر عثمانیہ بنک کو پچاس مجروحین کی تیمارداری کا سامان کھولنے اور افواجی ہسپتال میدان جنگ میں بھیجنے کی اجازت بھیجی گئی ہے۔ بنک کو اس شفاخانہ کو بہت بڑھایا چنانچہ اکیلے دومو کوس کے محاربہ میں ہی کئی سو مجروحوں کی تیمارداری کا انتظام کیا گیا۔

ملتی ہیں۔ ولسٹینو کے فتح ہوتے ہی دولو تقریباً اور فرسالوس قطعاً بے پناہ ہو جاتا۔ اور یونانی کبھی ان کو بچا نہ سکتے اور
اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر ترک فی الفور ہماری جمعیت کیساتھ ولسٹینو پر حملہ کر دیتے تو بغالب وجوہ بلا مزاحمت اس کمال
اہم موقعہ پر قابض ہو جاتے۔ دس دن بعد حملہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہم پاشا کو ولسٹینو سے ہمولنسکی کو نکال لینے پر کئی سو بہادر
آدمی ضائع کرنے پڑے۔ میں مشیر کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے نہ چوکا کہ وہ اپنی فوج میسرہ کو بلا توقف ولسٹینو اور دولو
پر بڑھا دیں۔ مشیر ممدوح نے فرمایا "میں تمہاری صلاح سے اختلاف نہیں کرتا۔ مگر میری تجویز یہ ہی کہ بظاہر ڈرپوک بنکر
اور جلد جلد پیشقدمی نہ کرکے یونانیوں کو کھلے میدان میں جمکر لڑائی کرنے کا حوصلہ دلاؤں" میرا قول ہی کہ یہ تجویز
بالکل خود بیہودہ تھی۔ یونانی شجاعت اور اوصاف سپاہیانہ میں ناقص اور ان سے معرا ہیں۔ مگر عیاری اور
مکاری میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ایسی بیوقوفی کب کر سکتے تھے کہ اپنے محفوظ پہاڑی موقعوں اور مورچوں
کو چھوڑ کر کف دست ہموار میدان میں ادہم پاشا کے مقابلہ پر آ جاتے اور اُسے یہ موقعہ دیتے کہ وہ انہیں بالکل معدوم
کر دے۔ ادہم پاشا کا یہ خیال عجب مضحکہ خیز تھا کہ وہ بیکاری سے یونانیوں کو دام فریب میں پھنسا سکیگا۔ کیا وہ اندھے تھے
اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ پاشائے موصوف کے پاس نوّے ہزار شاندار عثمانی موجود ہیں۔ اور نیز کیا وہ میدان تھسالی
دامن پر ترکوں کے جوہر بہت ہی اچھی طرح سے نہ دیکھ چکے تھے کہ پھر کھلے میدان میں انکے سامنے آنیکی جرأت کرتے ایلیس
جیسے کم عمر لڑکے کو بھی یہ خیال نہایت عجیب معلوم ہوا۔ اور ہم سب بھی جبکہ ایک استاد ازحد متین اور کم گو شخص نے خلاف معمول
بڑے جوش میں آکر اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کی مشکل تبسم کو روک سکے۔ اُسوقت میرے اور ایلیس کے سوا، دو نامہ نگار بھی
مشیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیال میں مشیر کے توقف کی دراصل یہ وجہ نہ تھی۔ اور نہ یہی اسوجہ کو وہ خود بھی درست
وجہ سمجھ کر کہہ رہا تھا۔ بلکہ ہمارے تقاضا پر جو دلیل معذرت کی انہیں سب سے پہلے سوجھ گئی وہی بتا دی۔ فی الحقیقت
اس کا سبب کچھ اور ہی اور اس عذر سے بدرجہا زیادہ اہم تھا۔ ممکن ہی واقعی باعث سامان حرب اور گولہ بارود کی
قلت تھی۔ ادہم ایسا خوش اخلاق اور فراخ دل آدمی ہی کہ میری رائیں وہ جواب دینے سے انکار کر کے دوسرے کی دلشکنی
کرنا کبھی پسند نہ کریگا۔ کسی نہ کسی حجت سے اُسے خوش کر دینا ضروری سمجھتا ہی

اس موقعہ پر یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ادہم پاشا سے بڑھکر شریف اور کامل جنٹلمین کبھی عالم خیال میں
بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ عثمانی شرفا کا بہترین و کامل نمونہ۔ باوقار۔ رحمدل۔ کم گو۔ رہنما اور ساتھ ہی کمال
خوش طبع و ظریف مزاج ہی۔ ہر شخص ادہم کا ثنا خواں اور اسپر فریفتہ تھا۔ وہ ایک ایسا آدمی ہی جس کے وعدہ پر
تم کامل بھروسہ کر سکتے ہو۔ اور جو اپنے عزت و ناموس پر ذرا سے الزام یا بہتان کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے
اُسے نہایت ہی انتھک کام کرنیوالا دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کبھی سوتے ہی نہیں۔ وہ دو بجے رات تک
اور پانچ پانچ بجے صبح کے سویرے کے وقت میں نے اسے بیدار اور کام میں نہایت مصروف پایا۔ بعد میں انکو آرام کرتے ہو پایا

پنچ۔ اے گرین نامہ نگار راشٹر اکجیشی بمبئی ... سٹیٹسمین نامہ نگار ڈیلی میل ہیملٹن ویلٹن نامہ نگار مارننگ پوسٹ

بقیہ صفحہ گذشتہ کی تحریر مع ایک معصری روایت کے حسب ذیل ہے۔

درویشوں کو انکے پہلے حملہ میں شکست دیکر جب ہماری فوج امدرمان کی طرف بڑھی تو میں بھی کرنل لیوس کے دیسی بریگیڈ کے ہمراہ
تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ بائیں طرف جبل قرغام کے نشیب میں انگریزی کیمپ کے شاگرد پیشہ اور دیسی ملازم سفید پوش بھرے ہوئے
جنگ میں جنکو ہماری توپ والی مشقور بندوقوں کی گولیوں نے زخمی کر دیا تھا پھر رہے تھے ہو نظر پڑی یہ لٹیرے رائفلوں
بھالوں اور سونٹوں سے مسلح تھے جو خدا جانے انکو کسطرح ملگئے تھے۔ بدقسمت زخمی جو نزع کی حالت میں جسطرح ہو سکا رینگ کر اپنے
جسم کو موسم گرما کی سخت دھوپ سے بچانے کیلئے چٹانوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں لیگئے تھے ان دیسی ملازموں نے بڑی بیرحمی سے
ان کو سونٹوں اور گولیوں سے روانہ عدم کیا۔ یہ بزدل ملازم درویشوں سے اس قدر ڈرتے تھے کہ زمین پر پڑی ہوئی لاش کے
قریب پہنچنے سے پہلے اسپر چند گولیاں سر کر لیتے تھے اور جب اس طرح اطمینان ہوجاتا کہ وہ بالکل بیجان ہے تو اسکے قریب جاکر اسلحہ اور
کپڑے اسکے جسم سے اتار لیتے چونکہ یہ شاگرد پیشہ کی احتیاط کے بغیر بے پروائی سے زخمیوں پر گولیاں چلاتے تھے اسلئے اکثر گولیاں
ادھر ادھر نکل کر خود ہمارے سپاہیوں کیلئے باعث خطر ثابت ہو رہی تھیں۔ چنانچہ وارک رجمنٹ کے چار آدمی ان بے پناہ
گولیوں سے مجروح ہوئے۔ واقعی بے لگام شاگرد پیشہ کا انگریزی سپاہ سالار کی آنکھوں کے سامنے اسطرح قتل و غارت کا بازار
گرم کرنا نہایت شرمناک تھا۔

یہ قتل عام صرف عربی زخمیوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ مجروحوں کے قتل کرنے کا حکم عام دیدیا گیا تھا۔
خواہ ایسا حکم دیا گیا تھا یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ سوڈانی شاگرد پیشہ نے اپنے دار میں بیسیوں زخمیوں میں سے ایک کو بھی زندہ
نہیں چھوڑا۔ درویش چند گزوں کے فاصلہ پر چت پڑے تھے۔ ان پر بیدردی سے گولیاں چلائیں سنگینوں کے وار کئے گئے انکو نیزوں
کے بھالوں سے روانہ عدم کر دیا گیا۔ ایک حبشی نے ایک نوکدار بھالا اٹھایا اور یہ دیکھ کر کہ ابھی اسکے ... میں کوئی دم باقی ہے وہ
آلہ زور سے اسکے چہرے میں جھونک دیا اور پھر اپنا بوٹ اسکے سر پر رکھ کر زور سے اس خون آلود آلہ کو نکالکر آگے بڑھا۔ وہ عرب
کسقدر بہادر تھا حالانکہ پرچم توڑ رہے تھے تو ہوا گولیوں کے چھد کر روانہ عدم ہوئے بعض اوقات اس قدر قریب سے گولیاں چلائی جاتی تھیں کہ
زخمیوں کے گوشت کی جلنے کی بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا سوڈانی ملازم ایسی لاشوں پر سنگینیں آزماتے تھے جنکا مرغ روح
بہت عرصہ پہلے پرواز کر چکی تھی۔

اس کشت و خون کے عمل میں آنے سے کسی کو مجال انکار نہیں لیکن اسکے متعلق تین سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے
کہ کیا زخمیوں کو ہلاک کرنا ذاتی بچاؤ کیلئے تھا؟ اسپر مسٹر بینیٹ حسب ذیل ریمارک کرتے ہیں

محاربات سوڈان کے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلم زخمی درویش کے قریب پہنچنا خطرے سے خالی نہیں۔ ایسی
مثالیں بھی مل سکتی ہیں جنمیں زخمی دشمنوں نے انگریزی سپاہیوں کو نشانہ اجل بنایا لیکن خود ایک گارا کو جو زمین پر زخمی پڑا تھا۔

دمن شکلف وستر جہاں جرمن مصنف حسن شاف ٹفسر نے لڑائی کا پہلا دور جنوب لاریسا پر ختم کیا ہے اور اشمیلڈ بارٹلٹ فتح لاریسا کو دوسرے دور میں شامل کرتے ہیں۔ مگر میں نے جرمن نویسندہ کی تقسیم کو صحیح سمجھکر موصوف کی تقسیم کا خیال نہیں کیا۔ اور انکی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کہ اُٹھتے اور انگریزی دستہ پر گولی چلاتے دیکھا لیکن گولی نقصان پہنچانے کے بغیر ہمارے سروں کے اوپر سے گذر گئی۔ ایک اور موقعہ پر ایک درویش نے دفعتاً اُٹھکر پے در پے کئی مصری سواروں پر وار رسید کئے قبل اسکے کہ اسے [illegible] معدوم کیا جاتا تھا۔ وہ سات آدمیوں کو مجروح کر چکا تھا۔

بہرکیف ایسی مثالیں جنمیں زخمی درویشوں سے ہماری فوج کو گزند پہنچی۔ نہایت کم ہیں۔ پس ان شاذ و نادر وقوعات پر زخمیوں کے قتل عام کا حکم دیدینا کسی طرح بھی جائز متصور نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شخص جو سوڈان کے محاربات کا کسیقدر بھی تجربہ رکھتا ہوگا۔ وہ تسلیم کریگا کہ اگر کوئی زخمی کسی سپاہی کو نشانہ اجل بنانے کیلئے بندوق اُٹھائے یا بھالا مارنے کا ارادہ کرے تو سپاہی پر اسکا خون مباح ہو جاتا ہے لیکن غیر مسلح نہتے اور بیکس و بیبس حبشیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارنے کے جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ افسوس ہے کہ ام درمان میں بعد جنگ ایسی ہی خوفناک حالت دیکھنے میں آئی۔ اور مجروح درویشوں کو جو میدان میں غیر مسلح بحالت زار پڑے تھے۔ ان پر نہایت بیدردی سے سنگین آزمائی گئی اور انہیں نشانہ بندوق بنایا گیا۔

دوسری دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ درویش ہمیشہ قابو پاتے ہی ہمارے زخمیوں کو قتل اور مقتولوں کے اعضاء جدا کر دیتے تھے۔ بلا شبہ انگریزی فوج کا یہ دعویٰ صحیح ہے لیکن کیا تل الکبیر کے سامنے ہماری اس [illegible] شکست کی خبر درویشوں کو نہ پہنچی ہوگی کہ گو انہوں نے زخمیوں کے اعضا تو جدا نہیں کئے مگر ان کو قتل ضرور کر ڈالا اور وہی الزام انگریزی فوج پر بھی لگا سکتے ہیں۔ مزید برآں ایک مہذب شائستہ فوج جو ایک یورپین سپہ سالار کی ماتحتی میں ہے اس سے ایسی حرکات کا وقوع میں آنا اسکی شان سے بہت مستبعد ہے۔ نیز اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مہدی اور اسکے خلیفہ نے کسی یورپین یا گورے چمڑے کے قیدی کو حالانکہ انہوں نے خود اسکے برخلاف ہتھیار اُٹھائے تھے قتل کرنا پسند نہیں کیا۔

ایک زخمی درویش اسوجہ سے کہ دشمن کے ہاتھ سے بچنے کی موت مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ نہایت خوفناک ہو جاتا ہے اور قبل اسکے کہ بیرحم سنگین اسکے جسم میں داخل ہو کر اسکی زندگی کا خاتمہ کرے وہ ایک آدھ کافر کو قتل کرکے ثواب حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مجھے اس خیال کی صحت تسلیم کرنے میں کلام ہے۔ اگر جنگ تل الکبیر اور سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہم زخمیوں سے ایسی بدسلوکی نہ کرتے تو زخمی ہم سے ہمدردانہ سلوک کی توقع رکھکر کبھی ہمارے سپاہی کی بندوق یا بھالے سے جان لینے کی کوشش نہ کرتے۔ ایک افسر جسے میں جانتا ہوں بڑا ہر مقتول درویشوں کی قطاروں کے قریب گھوڑا دوڑاتے ہوئے گذر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک درویش نے بڑی تکلیف اور مشکل سے اپنے آپکو اُٹھا کر افسر مذکور کی طرف بندوق [illegible] جب افسر نے چلا کر اُسے بندوق کو ہاتھ سے رکھدینے کیلئے کہا اور زخمی کو بھی یقین آگیا کہ وہ اسکی جان لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے فوراً بندوق پھینکدی اور عبا کا دامن اُٹھا کر اسنے موت کی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے جسم کا صرف نچلا حصہ دکھلایا۔

کتاب کا ترجمہ بھی فتح لاربیا تک حصہ اول میں شامل کر لیا ہے آغاز بہار سے لیکر ۲ اپریل تک کے واقعات کا جو دلچسپ
خلاصہ ٹکیل نے متعدد آرٹیکلوں میں شایع کر کے ساتھ ہی ساتھ اکثر تمام غلط فہمیوں اور نادرست روایتوں کی بھی اصلاح کر دی تھی
بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ جسے ترکی پیچھے ہٹنے والے گورے نے تقریباً دو حصوں میں کاٹ دیا تھا۔

مسٹر بینٹ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ لڑائی میں کچھ فاش حملوں کا اتفاق پڑا تھا تقسیم ہم ہے تاہم اور قتل و خونریزی سے کچھ چارہ
نہیں فی الواقع جبتک انسانی نیچر موجودہ حالت پر رہیگی۔ اسوقت تک فتح کے نشہ یا دشمن کی پرزور مدافعت کیوجہ سے قواعد جنگ
کو ملحوظ رکھنا نہایت مشکل ہے کیونکہ انسان کے خون میں گرمی اور حدت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور انسان قتل و خونریزی پر بالطبع
راغب ہوجاتا ہے۔ اور یہاں اپنی زخمی درویشوں کے قتل کو بارہ میں دشمن کے اعلیٰ درجہ کی جنگی جوش و خروش یا سخت مدافعت سے کوئی
دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

ایک ایسی لڑائی میں جسمیں انگریزی فوج کا دو فیصدی اور درویشوں کا ساٹھ فیصدی نقصان ہوا ہو۔ انگریزی فوج کو
اس قسم کے وحشیانہ جوش کے اظہار کیلئے کوئی وجہ ترشے کی گنجایش نہیں ہوسکتی۔ نہایت سخت اور طول طویل خونریز لڑائی
کے بعد کسی مہذب سپاہ کا خوفناک دشمنوں کے خون کا پیاسا ہوجانا ممکن ہے لیکن یہاں تو حالت ہی مختلف ہے۔ نہ تو سخت
لڑائی ہی ہوئی اور نہ انگریزی فوج کا کچھ زیادہ نقصان ہوا۔ اگر کسی شخص کی انگریزی سپاہ کے صرف پانچ سو آدمیوں کے
نقصان پر درویشوں کے چھبیس ہزار سپاہیوں اور افسروں کے مقتول و مجروح کرنے سے بھی تسلی نہ ہو تو ایسے انسان کو بھیڑیا
خونخوار شیر کہنا چاہیے۔ دوئم یہ کہ کیا قاتل سوڈانی تھے؟ اسپر مسٹر موصوف لکھتے ہیں کہ اس بزدلانہ کام کا حصہ صرف کالے
سپاہیوں پر بس نہ تھا۔ بلکہ خاص ہمارے انگلستان کے سولجروں نے بھی اس غیر سپاہیانہ کام میں حصہ لیا۔ میں نے ایک ضعیف
العمر اور سفید ریش بوڑھے ترک کو دیکھا جو اپنی ٹانگ میں زخم کھا کر چت پڑا ہوا تھا۔ اسنے بظاہر خلیفہ کی بقیہ سپاہ کیساتھ امدرمان
کیطرف بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ مگر زخم نے اسے چلنے نہ دیا۔ اسکے ٹھیک پیچھے اسکا لڑکا جسکی عمر سترہ سال کی ہوگی اسی قسم
کے زخم سے زمین پر پڑا تھا۔ باپ بیٹا دونوں نہتے تھے۔ باوجود اسکے ایک ہائلینڈر گورے سپاہی نے اپنی صف سے آگے بڑھکر پیرمرد کے
سینہ میں اپنی سنگین بھونک دی۔ مظلوم درویش کے بیٹے نے رحم کیلئے گڑگڑا کر التجا کی اور دوبارہ ضرب سے بچنے کیلئے
جوش دیوانگی میں دونوں ہاتھوں سے سپاہی کا خنجر پکڑ لیا۔ اسطرح اسکے اپنے جسم کے خون سے اسکے دونوں ہاتھ رنگین ہوگئے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ قتل عام سپہ سالار کے حکم سے وقوع میں آیا تھا؟ اگر یہ بات نہ تھی تو کیا افسروں نے اس افسوسناک قتل
کے انسداد کے بارہ میں ذرا بھی اشارہ نہیں کیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے اگر سپہ سالار کے حکم سے اس سفاکی کا ارتکاب کیا گیا
تھا تو پھر اسکے روکنے کے متعلق افسروں کی کوشش فضول اور غیر موثر ہوتی بخلاف اسکے مجھے یقین ہے کہ افسر زخمیوں کے بیدردانہ قتل
کو دل سے ناپسند کرتے تھے۔ اگر انہیں اپنے منشا کے مطابق کارروائی کرنے کی آزادی ہوتی تو فوراً اس قتل کو روکدیتے۔

مسٹر بینٹ دو انگلش افسروں کی انسانی ہمدردی کی مثال دیکر رقمطراز ہیں۔

جنگ روم و یونان

یونان کی خود سری اور دول یورپ کی باہمی نا اتفاقی آخر اپنا رنگ لائے بغیر نہ رہی اور بعد از اپریل ۱۸۹۷ء سلطنت روم اور یونان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی ترکی کو حق قانون بین الاقوام کے رو سے اسیوقت یونان پر حملہ کر دینے کا حق حاصل ہو گیا تھا جبکہ فروری گذشتہ میں یونان کے جہازات مخالفانہ نیت سے کریٹ کی سمندر میں اور اسکی کچھ فوج خود جزیرہ میں داخل ہو گئی تھی لیکن سلطان المعظم نے ایک وقت معین و مناسب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جن میں بیس عورتوں کے سوا معصوم بچوں کی بھی لاشیں تھیں دو عورتیں اور ایک آدمی دریا کے کنارے کھڑے تھے۔ ایک توپچی انہیں دیکھ کر بولا کہ میں ابھی اس مرد کو ان عورتوں سے جدا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یکسر توپ سے ٹاٹا کی آواز آئی۔ دھواں صاف ہونے کے بعد ہم نے دیکھا تو وہ تینوں مرے پڑے تھے۔

وہ عورتیں ایک درویش کی لاش پر رنج و اندوہ کے آنسو بہا رہی تھیں کہ ایک غیر کمیشن یافتہ افسر نے دیدہ و دانستہ ان میں سے ایک عورت کو ریوالور سے ہلاک کر ڈالا۔

ان امور کے تذکرہ کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ دریائے نیل کی بائیں طرف لانسر دستوں نے پیشقدمی کے وقت فاقہ کش دہقانوں سے بلا قیمت سامان رسد حاصل کیا۔

یہ سنکر غالباً کوئی شخص متحیر نہ ہوگا کہ امدرمان پر قبضہ کرنیکے بعد تمام شب سوڈانی سپاہ آزادی سے شہر میں گشت کرتی رہی رات بھر گولیاں چلنے کی آواز آتی رہی جب کوئی سوڈانی سپاہی رائفل ہاتھ لیکر لوٹنے کے ارادہ سے نکلتا ہے تو اسے کسی کے ننگ و ناموس۔ جان و مال کا ذرا بھی پاس نہیں ہوتا۔ تین روز تک مفتوحہ شہر لٹتا رہا شہر میں داخل ہونے والے دیکھتے تھے کہ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں لوٹ کے مال و اسباب سے لدی ہوئی جا رہی تھیں (؟) ممبر کو جسے دو یورپین سپاہیوں کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا جو زبردستی (؟) کا ایک تھیلہ چھین کر اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ ایک دیسی ملازم اپنے آقا کے واسطے کچھ قیمتی کپڑوں کے تھان چند مصحف بجواہر (؟) اور ایک ہاتھی دانت لایا اسکے آقا نے کہا کہ اگر اسے ہاتھی دانت کی قیمت معلوم ہوتی تو وہ نصف درجن سے کم نہ لاتا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے بیت المال (خزانہ) میں اسے داخل ہونیکا موقعہ مل گیا تھا (؟) کی موجودگی یا اسکے اتفاق سے دیسی اور یورپین سپاہیوں نے ایک ایسے شہر کو خوب ہی جی بھر کر لوٹا جسکی حوالگی کو انکے سپہ سالار نے باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا تھا۔ ایکدن دھوپ کی گرمی ایسی تیز تھی کہ میں چند لمحوں کے لئے سایہ دار جگہ میں ٹھہرنے پر مجبور ہوا ایسے (؟) ایک مکان میں داخل ہو کر میں نے ایک بوڑھے آدمی سے نصف گھنٹہ کے آرام کیلئے بچھونے کی درخواست کی۔ یہ بستر اور بکرے کی کھال اس گھر کی کل کائنات تھی۔ جسے غارتگر پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

امدرمان میں لوٹ کھسوٹ کے علاوہ بہت سی (؟) حرکات ظہور میں آئیں۔ ۵ ستمبر کو ایک (؟) سپاہی نے خیمہ میں آ کر شکایت کی کہ

تک جنگ آزمودہ رہنے کی اپنی قدیمی اور نہایت ہی ضروری پالیسی پر کاربند رہ کر دول یورپ کو اگلی صلاح و مشورہ بعد مجوزہ
اصلاحات کا انکار دہ پانے جانبے کیلئے خاموشی اختیار رکھی لیکن ساتھ ہی یونان کی اس اندرونی کے جواب میں اپنی اپنی طاقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وہی سپاہی میری بیوی کو مع چھوٹے بچے کے زبردستی لے اپنے کیمپ میں لے گئے ہیں جو تین میل کے فاصلے پر
لب دریا واقع ہی میرا نکاس معاملہ آگاہ تھا اس نے عرب کے بیان کی تائید کی اور عرب کو کچھ چاول اور بسکٹ دئیے اور اسے
سلاطین پاشا کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ اگر اس سے ہو سکے تو وہ اس کی داد خواہی کرے اور عورت اور اسکا بچہ عرب کو
واپس دلائے نیز میرے ملازم نے بتایا کہ گزشتہ شب اسکے ایک دوست کو اس جرم میں ایک ٹالی سپاہی نے مار ڈالا کہ اس نے روپیوں کی
تھیلی دینے سے انکار کیا تھا۔

جہاں تک ایک چشم دید بیان دوسرے بیان کی بالکل تردید کرتا ہے۔ وہاں تو ناظرین مجبور ہیں کہ ان میں سے ایک کو جھوٹا
سمجھیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ مسٹر بینیٹ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد داستان لکھتا کہ جس میں اسکی
اپنی قوم کے سپاہیوں اور افسروں پر بے رحمی اور سفاکی کا الزام عائد ہوتا تھا۔ نہ اس کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی داستان
کے بیان کرنے میں مبالغہ اور جوش سے کام لے رہا ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ لڑائی میں حلوا نہیں بٹتا۔ اور علاوہ اسکے ہر سپاہی کا
حق ہوتا ہے کہ اگر فریق ثانی کا سپاہی اسپر حملہ کرے تو وہ اسکو مار ڈالے۔ چنانچہ مجروح سپاہی حملہ کرے اور اسکو وہ سزا نہ دے
لیکن اسکو اعتراض اس بات پر ہے کہ نہ صرف سوڈانی شاگرد پیشہ ہی کو کھلم کھلا بندوقوں اور نیزوں سے مجروح و مقتول
درویشوں کو برملا مار دیا گیا۔ بلکہ خود گورے سپاہی مجروحوں کو قتل کرتے رہے جس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فوجی افسروں کی
مرضی کے سوا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اتنی بات تو کپتان ہیڈ لیٹن نے بھی مانی ہے کہ میدان جنگ کے مجروحوں کو مار دینے کے سوا چارہ نہ تھا
پھر اسنے جنرل کچنر کی تائید کیسے کی۔

مسٹر بینیٹ کی یہ رائے نہایت معقول ہے کہ جب مفتوح درویشوں کو یقین تھا کہ وہ بہر نوع دشمن کے ہاتھ پڑ کر کٹنے کی موت
مارے جائینگے تو ایسی حالت میں اگر کھسیانے ہو کر انہوں نے مرنے سے پہلے اپنے خیال کے مطابق ایک آدھ کافر کو مار کر مرنے
.... کا ارادہ ٹھان لیا تو بالکل قدرتی بات تھی البتہ اگر انہیں یقین ہوتا کہ وہ شمر
کی قید میں پڑ کر وہ مارے نہیں جائینگے۔ تو انکے مجروح گولیاں نہ چلاتے۔ اسنے یہ بھی لکھا ہے کہ فاتح فوج کے کھسیانے ہونے کی کوئی وجہ
نہ تھی کیونکہ انہیں سے فیصدی دو سے زیادہ جان کا نقصان نہیں ہوا تھا۔ بخلاف مفتوح کے ساٹھ فیصدی نقصان جان۔

....

...... سے عہدہ میں فاتح فوج کو وحشی سوڈانیوں سے ضرور زیادہ شائستگی رحمدلی اور انسانیت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ مسٹر ایڈیٹر کا
کرٹ اسواتھ کی طویل سچائی کرتا ہے جو شخص ہو خود الزام (مسٹر بینیٹ) کا انگلی پر ہے واضح ہوتا ہے کہ اسنے ایک جوشیلی
آمیز کیفیت سے ان معاملات کی نسبت پیدا کی۔ جو جنگ کے پیش آنے سے بہت سی شائستگی کی بھی تھیں۔ وہ اس کی

سے ثابت کر دیا ہو کہ ان سلطنتوں کی اغراض اسبارے میں ایک دوسرے سے بالکل متضاد اور متغائر ہو گئی ہیں کہ وہ کوئی کام یکدلی
اور متفق الرائے ہو کر نہیں کرسکتیں اسلئے کامل یقین سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہی دول عظام ہیں جو بظاہر سبب بلکہ یونان کو بھڑکاتی
اسپر باوجود الٹی رہی تھیں چنانچہ ایک ضرور در پردہ یونان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے اسوقت تک ایسی سلطنت کا نام انگلستان
بتایا جاتا ہے اور دوسری سلطنتوں کے افعال بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں تاہم دول یورپ کی پائداری اور وقتی
پر کلیۃً تکیہ کر لینا سخت غلطی ہو گا ہمیں کوئی کلام نہیں کہ ... ثابت کیا اور یہاں تک انسانی عقل
قیاس کر سکتی ہو یا انسانی فطرت سے بعید ہو سکتا ہو۔ یہ سلطنت ... سلطنت عثمانیہ ... انہیں کی خیر خواہی پر کمر کسی گئی
کی ہمیں اس بات کا سخت افسوس ہو کہ کل مسلمانوں کو ہونا چاہئے کہ یونانی مفسدین کی شورہ پشتی اور کریٹ میں مسلمانوں کے گلے کاٹنے کی سرگذشت
دونوں نے سلطان المعظم کو آخر اپنی پالیسی چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور جب انکو یقین ہو گیا کہ زیادہ دیر تک خاموش رہنا دیگر
صوبجات ممالک محروسہ میں بھی جہاں یونانی رعایا کی آبادی کچھ کم نہیں ہے شورش برپا کرنے کا موجب بنے گا۔ اور یونانی حملہ آوروں کی
کو شمالی تھسلی میں سخت سخت خطرات پیدا ہونیکا قوی احتمال ہے تو حضرت امیر المومنین نے افواج قاہرہ کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کا حکم دیدیا میدان
جنگ سے جو خبریں اس ہفتہ موصول ہوئی ہیں تاروں کے کالم میں درج ہیں میدان جنگ سے صحیح خبروں کا پہنچنا مشکل ہے ہر ایک فریق اپنے حق میں مفید خبر
مشہور کرتا ہے لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ترکی افواج بہت جلد یونان کی فوج کا جو اسوقت سب کی سب سرحد پر جمع ہے قلع قمع کر کے صوبہ
تھسلی پر قابض ہو جائیگی اور اسپر قبضہ ہوتے ہی ظن غالب ہے کہ اول تو خود یونان یورپ سے صلح کرا دینے کا ملتجی ہو گا ورنہ یورپ کی
کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور بیچ بچاؤ کر کے ترکوں کو خاص ایتھنز تک پیشقدمی کرنے سے روک دیگی۔ یورپ کیطرف سے ایسا ہونا کوئی نئی بات
نہیں سنہ ۱۸۷۶ء میں سرویا نے جب بغاوت کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کیا تھا اور ترکی افواج نے بہت جلد اسکو ہزیمت پر ہزیمت دیکر
اسکے دار الخلافہ بلگریڈ پر پیشقدمی شروع کر دی تھی تو حضرت روس نے بیچ میں کود کر عارضی صلح کرا دی تھی ہاں اسوقت اتنا فرق ضرور ہے کہ
یورپ کی بعض دول عظام ایک دوسرے کیساتھ جنگ کے لئے پر تولے ہوئے بظاہر نظر آتی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اس چھیڑ چھاڑ کی آڑ میں آپس میں گتھ
جانے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈھ لیں۔ اکثر لوگ تعجب سے نظر آتے ہیں کہ ترکی کی سرحد پر کئی لاکھ فوج جمع ہے اور یونان کی کل
فوج کا تخمینہ صرف ستر اسی ہزار ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود اتنے دن گذر جانیکے ترکی فوج کل یونانی لشکر کا کام
تمام نہیں کر سکی اسکا سہل جواب یہ ہے کہ یونانی فوج مضبوط پہاڑی مقامات میں قابض ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مضبوط
مقامات سے حملہ آور نیچے اسکی تعداد خواہ کسیقدر زیادہ ہو گھنٹوں یا دنوں میں بچاؤ کرنیوالی فوج کو نہیں نکال سکتی۔ اسکے واسطے کچھ مہلت
درکار ہوتی ہے ... الاختتام ... سرحدی مقامات کے فتح کرنے اور یونانی فوج کا ستیاناس
کرنے میں ابھی اور پانچ سات روز صرف کرنے پڑینگے۔ اسکے بعد ... تک کل علاقہ صاف اور یونان ترکی
حملے کے سیلاب کو روک سکنے سے بالکل عاجز و بیبس ہو گا۔ تاروں میں اکثر کئی خبریں اس مضمون کی بھی پائینگے کہ یونانی بیڑے
نے فلاں ترکی بندرگاہوں کو برباد کر دیا ہے۔ ان خبروں کے غلط ہونے کی وجہ بابت ان خبروں کیساتھ ہی تاروں کے کالم میں یا

درج کردی گئی ہیں۔ آجکی تاروں میں رپورٹر ایجنسی نے ایک اور شوشہ چھوڑا ہی کہ ترکی بیڑہ جہازات جو ۲ مارچ کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا ابھی تک ڈارڈنیلیز میں پڑا ہوا ہو اور اسکے کپتان نے رپورٹ کی ہو کہ ہمارے جہازات سمندر میں جانیکے قابل نہیں لیکن ناظرین اسلامی خبروں میں پڑھ لینگے کہ عرصہ ہوا بیڑہ مذکور کا نصف حصہ سالونیکا اور دوسرا بیچ میں پہنچ چکا ہو اور خبروں میں ترکی آہن پوش جہازات جو کچھ کر رہے ہیں اسکی کیفیت درج کر دی گئی ہو۔ اگر ترکی جہاز سمندر میں جانے کے قابل نہیں تو وہ کسی طرح بیٹھے ہوئے کریٹ میں کسطرح پہنچ گئے۔ اور کیونکر وہاں یونانی جہازوں کو گرفتار اور کریٹی باغیوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ برخلاف ان رپورٹوں کے جنگی خبر رسید سے پتا لگتا ہو آہن پوش جہاز کے کپتان نے باعالی پر رپورٹ کی ہو کہ میرا جہاز جنگی جہازوں کی اوسط رفتار سے نصف میل تیز چلتا ہو یہ اسی جہاز کی کیفیت ہے جو ۱۸۸۵ء میں تیار ہونے کے بعد اب پہلی مرتبہ سمندر کو گیا ہو تو جو جہاز قبل ازیں سمندر میں سینکڑوں مرتبہ گشت کر چکے ہیں۔ انکی نسبت یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد ہو سکتا ہو اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔

آج ہی کی تاروں میں ناظرین شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے سپہ سالار مقرر ہونے کی خبر دیکھینگے۔ اس تار کا یہ مطلب نہیں کہ مارشل ادہم پاشا اس منصب جلیلہ کے قابل نہیں پائے گئے یا یونان کی طاقت ایسی زبردست ہے کہ اسکے زیر کرنے کیلئے غازی عثمان پاشا جیسے کمانڈر کی ضرورت پائی گئی ہو۔ غازی عثمان پاشا کا نام ہی دشمنوں کا دل دہلانے کیلئے کافی ہو اب ان کی ذات خاص موجودگی کا جو اثر پڑیگا وہ محتاج بیان نہیں لیکن جہانتک قیاس ہو سکتا ہو اس نامور ہیرو کی تقرری ان وجوہات سے نہیں ہوئی۔ بلکہ غالباً اسلئے کہ سرحد یونان پر اسوقت تقریباً کئی لاکھ فوج جرار جمع ہو چکی یا ہو جانیوالی ہے اور اس قدر جرار فوج کی اعلیٰ کمان جو ہماری ہندوستان کی تمام فوج سے تعداد میں زیادہ ہو صرف ایک مارشل پر چھوڑ دینی کبھی مناسب نہیں۔ اسکے واسطے نہایت تجربہ کار معتبر اور بلند مرتبہ افسر چاہیے جو عثمان پاشا سے بڑھکر اور کون ہو سکتا تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جنگ صرف ترکی اور یونان تک محدود رہتا ہو یا کہ اس عالمگیر جنگ کا جس کا کل دنیا کو کھٹکا ہے پیش خیمہ ثابت ہوتا ہو۔ اسکے متعلق پیش از وقت کوئی رائے زنی کرنے کی نسبت واقعات کا منتظر رہنا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہو اور بصورت موجودہ اس امر پر کوئی پختہ رائے قائم کر سکنا بھی قریباً محال ہو (انڈکیل ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء)

مصر میں سلطان المعظم کی مالی امداد کے لئے بڑے جوش کے ساتھ چندہ جمع ہو رہا ہو بقول مخبر جامع العلوم ایک بیمار ملک کے بروے اپنا ہی پیٹ پالنے والے مسلمان ہیں کہ کروٹ تک نہیں لیتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ بالکل نادار ہیں لیکن جب کبھی روپیہ صرف کرکے دنیا کے کمانے کی امید ہوتی ہے۔ تو پھر انہی مفلسوں کے پاس کہاں سے دولت ابل پڑتی ہو کوئی نہیں عیاشی کا نیا طریقہ بتا دے تو بیوی کا پاجامہ بھی بیچ ڈالیں لیکن اب دین کی جڑ پر تیشہ رکھا ہو تب تو ان کی جوتی سے اس غفلت جرم میں بنیادی نتیجہ تو کچھ عرصہ بعد انکو خود ہی معلوم ہو جائیگا لیکن عاقبت کی بات معلوم کرنا بھی کوئی دشوار بات نہیں بہرحال آخر مصری بھی تو مسلمان ہی ہیں یا کوئی فرشتہ ہیں؟ اسکندریہ کے ایک تاجر نے اپنی کل نقدی و اسباب امدادی چندہ

میں دیدیا۔ یہاں کوئی چندہ دینا بھی گوارا نہیں کرتا۔ وہاں ہر جگہ صندوق رکھدیئے گئے۔ اگر یہاں بھی رکھدیئے جائیں تو کیا کوئی آفت آتی ہی مگر یہ کام تو جب ہو کہ خدا نے اپنی توفیق دی ہو۔

ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار ۱۳ اپریل کو لنڈن سے جنگ روم و یونان کے متعلق ایک خط لکھتا ہی جو وہ تصدیق کرتا ہی کہ آخری مرتبہ یونانی سرحد روم و یونان کو جب عبور کر آئے اور انمیں سے جس قدر زخمی اور قیدی ترکوں کے ہاتھ آئے انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہمارے کمانیر یونانی باقاعدہ فوج کے افسر تھے۔ ترکوں کو اس سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوشی ہوگئی معقول دلیل ملگئی جس قابل تعریف تحمل سے ترک ان شورش انگیز اور سفلہ پن اور چھچھورا پن سے ابلتے ہوئے یونانیوں کے مقابلہ پر خود اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔ اس میں کچھ کلام نہ تھا۔ انہوں نے صرف ایک شرط کی تھی کہ یونان کی باقاعدہ فوج ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک نہ ہو۔ چونکہ یہ شرط ٹوٹ گئی اسلئے انجام کار لڑائی کی نوبت آئی۔ یہاں اکثروں کا خیال ہو کہ [illegible] کی تحریک پر ترکوں نے لڑائی شروع کی۔ یونانی باقاعدہ فوج کے افسروں کی موجودگی نے جو حملہ آوروں میں شریک تھے معقول عذر ترکوں کیلئے پیدا کردیا اور ترکی فوج آگے بڑھی۔ ابھی چند سال ہوئے اکثر سنتے ہیں کہ یہ کہنا ایک عام رواج تھا کہ ترکی فوج بالکل ٹوٹی پھوٹی اور نکمی ہو رہی ہی۔ تو کبھی کسی کو خیال نہیں ہوا کہ ترکوں میں سپاہ گری کے قابل تعریف اور بے نظیر جوہر موجود ہیں۔ مگر کسی شخص کو بھی یہ امید نہ تھی۔ اور نہ کوئی اسکے واسطے تیار کیا تھا۔ سب سے پہلے جو نامہ نگاران جنگ ادہم پاشا کے کیمپ میں پہنچے انکی تحریروں سے معلوم ہوگا کہ وہ ترکی فوج در اصل حقیقتاً ایسی نہ تھی جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ اسکے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ اسکے سپاہی بھوکے مر رہے ہیں اور انکو تنخواہ تک نہیں ملتی۔ اب انہوں نے جو حالات بھیجے ہیں انکو پڑھکر معلوم ہوتا ہی کہ ترکوں نے جس لیاقت اور جوانمردی کا میدان کارزار میں اظہار کیا ہی بعض سپاہ بھی اس سے بڑھکر ثابت نہ ہوگی۔ وہ توپخانہ ترکوں کا جس کو سمجھا جاتا تھا کہ اسمیں زنگ لگ گیا ہو توپیں ہیں گھوڑے بالکل نادار اور گولہ بارود نام کو نہیں۔ اب وہ کیا بن گیا؟ کوہی باتریاں میدانی توپخانہ بن گئیں۔ گھوڑے زبردست۔ سپاہی اور عمدہ اور سب کے سب نہایت اعلے درجہ کی حالت میں اور اعلے سے اعلے بارود اور نشانہ بازی اور بہت بے نظیر رہی پیدل فوج۔ اسکی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں جس دلاوری سے اسنے یونانیوں کے مورچے پیچھے بعد دیگرے سنگینوں کی نوک پر رکھکر فتح کر لئے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ ایک اسمیں وہ جرات و حوصلہ و دلاوری۔ اور بہت دور نہیں ہوتی ہی جسکے لئے عثمان پاشا کو بے نظیر عالیشان [illegible] روسیوں پر حاصل ہوئی تھی۔ دوسرے ملونا کی لڑائی میں جو جنگ کی کامیاب ابتدا ترکوں کیلئے ہوئی اور جس سے ان کی نمایاں فتح کا آغاز ہوا۔ زمین کی حالت کے باعث صرف توپخانہ اور پیدل فوج سے ہی کام لے سکے مگر یونانیوں کی خوب ہی درگت بنی۔ اور بری طرح پٹے جنکے پاس توپخانہ ہی سرے سے نہ تھا۔

وہ بیان کافی ترکوں کے ہاتھ میں آنا تھا کہ یونانیوں کے صدر مقام لاریسا اور وولو تک اور اگر ادہم پاشا کو پسند ہو تو خود ایتھنز تک جسکا جواب افسر فوج ترکوں کیلئے سڑک صاف ہوگئی۔ ترک پہلوں جوں آگے بڑھتے گئے ایتھنز صدر مقام ہی

دور ہونے لگے۔ برخلاف یونانیوں کے جو اپنے صدر مقام سے قریب ہوتے گئے۔ مگر اس سے بھی یونانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے
اور آگے بڑھکر بھی ترکوں کا ہی پلہ بھاری رہا۔ ادہم پاشا کیساتھ جو نامہ نگاران جنگ تھے کل تمام دن انکی طرف سے کوئی خبر موصول
نہیں ہوئی۔ گو پرائیویٹ تاریں دیر بدیر آتی رہیں۔ مگر اسکے برخلاف یونانیوں کو کبھی ناگوار نہیں کہ اپنی خبریں خوب رنگ آمیز
اور چکنی چپڑی عبارت میں سپید و سیاہ ملا کر بھیجیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کیطرف سے اس خاموشی کا مطلب یہ سمجھا گیا کہ انکو
زک ملی۔ اور وہ اپنی شکست کی مصیبت بھری خبریں چھپانا چاہتے تھے۔ نہیں بلکہ ادہم پاشا کی یہ عین دانائی تھی کہ اسنے قبل از
اختتام جنگ خبروں کا بھیجا جانا روک دیا تھا اور نیز یہ خیال بھی تھا کہ ترکی فوج کا نقشہ عمل حرب عام طور پر معلوم نہ ہو جائے
سارا دن برابر لڑائی جاری رہنے کی خبر موصول ہوئی ہے اور یورپ نہایت اضطراب سے جنگ ٹرنادوس کے نتیجہ کا منتظر ہے جس پر
اسکی قسمت کا بہت کچھ دارومدار ہے۔

ٹرنادوس کی لڑائی تو ایک طرف ایک یونانی بیڑہ سربمہر احکام لیکر روانہ ہوا ہے۔ ان احکام میں یہ نہ لکھا ہو کہ ڈارڈنیلز
میں گھس جاؤ اور قسطنطنیہ پر گولہ باری کرو۔ اخیر یہ تو باتیں بہت دور کی ہیں۔ مگر اکثروں کا خیال تھا کہ جنگی بیڑہ کا لحاظ رکھکر
چین و جاپان والی نظیر پیش آئیگی۔ مگر افسوس ترکی بیڑہ یونانیوں کیلئے آسان لقمہ ثابت ہوا۔ ریاستہائے بلقان کیطرف سے
بہت کچھ خوف تھا۔ لیکن ابھی تک انہوں نے کوئی خلاف امن حرکت نہیں کی۔ البتہ عام افواہ ہے کہ بلغاریہ نے اس موقع پر ٹرکش
گورنمنٹ سے [illegible] پیش کی ہیں [illegible] لیکن باب عالی اسکا جواب نہایت
ہوشیاری اور دانائی سے دیا ہو [illegible] کوئی وقت ہو یہ باتیں طے
کی ہیں۔ خدا یونان کیساتھ لڑائی ختم ہو نیدو پھر اسکا فیصلہ بھی کر لینگے۔ اب اگر ریاستہائے بلقان کیطرف سے بھی [illegible]
[illegible]۔ آخر [illegible] کوئی [illegible] اور یہی یورپ کی عالمگیر جنگ کی کلید ہو۔

پیغام ہمدردی آپ نے سنا ہوگا کہ فسادوں اور جنگ یونان میں سینکڑوں مسلمان مظلوم ہزاروں مستورات
بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ باغیوں نے قصبے کے قصبے اور قریے کے قریے جن میں مسلمان رہتے تھے پھونک کر خاک سیاہ کر دیا
مسلمان خاتونان عفت مآب مسلمانوں کے معصوم بچے بے خانمان ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جن کی دستگیری اور امداد ہر
ایک مسلمان پر واجب ہے۔ عیسائی اپنے عیسائی بھائیوں کیلئے تمام دنیا میں چندے جمع کر رہے ہیں۔ گرجوں میں فتح یونان کیلئے
دعائیں مانگ رہے ہیں۔ مگر افسوس! اب ہمارے ملک کے مسلمان [illegible] امداد کریں [illegible] رحمۃ للعالمین [illegible] مظلوم بھائیوں
کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا [illegible] اگر ہندوستان کی مسجدوں میں مسلمان مصیبت زدگان سلطنت
عثمانیہ کیلئے [illegible] تو ایک معقول رقم فراہم ہو سکتی ہے اور اگر عید الضحیٰ کو اسوقت قربانی کی کھالیں
مظلومین [illegible] سلطنت [illegible] ہزاروں روپے کی رقم جمع ہو جاتی ہے۔ علاوہ [illegible]
[illegible] مسلمانوں کے معصوم بچوں اور [illegible] کا کام [illegible]

مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر انمیں کچھ جوش اخوت ہی اور وہ حصول ثواب کے طالب ہیں تو قربانی کی سب کھالیں اس کارِ خیر میں دیدیں جو صاحب اس کارِ خیر میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ قربانی کی کھالیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں انکو باضابطہ رسید دفتر ہذا سے دیجائیگی اور مجموعی رقم رسید باضابطہ ٹرکش قونصل جنرل متعینہ بمبئی سے منگوا کر شتہر کیجائیگی جو صاحب کھالیں دفتر ہذا میں ارسال فرمائینگے انکی تحریر پر بذر ہ کلو حق الخدمت بھی دیا جائیگا بیرونجات میں جو صاحب اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ کھالوں کو فروخت کرکے نقد روپیہ دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ بارسوخ اصحاب بالخصوص خریداران اخبار وکیل کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی کھالیں جمع کرنے سے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

ہمنے تجویز کی ہی کہ اب کے عید الضحیٰ کی نماز کے موقعہ پر امرتسر کی عیدگاہ میں مسلمانان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کے امدادی چندہ کیلئے صندوق رکھا جائے۔ اُمید ہی کہ اور شہروں کے مسلمان بھی اسکی تقلید کر کے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہمعصر ہندوستانی فدوی بمبئی لکھتا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں میں زیادہ دلچسپی سے اسبات کا مشورہ ہو رہا ہی کہ اعلیٰحضرت سلطان المعظم کو حال کی فتح کی مبارکباد کا تار ایشیا کی ہندو پارٹی کیطرف سے وزیر خارجہ کے نام روانہ کیا جائے۔ اور ہمعصر جامع العلوم مراد آباد جسکے ایڈیٹر ماسٹر انا پرشاد صاحب ہیں بہت زور سے ترکوں کے امدادی چندہ کی تحریک کر رہا ہی۔ اور نہایت پر جوش الفاظ میں مسلمانوں کو غیرت و حمیت دلا رہا ہی۔ مگر افسوس! مسلمان نام کو مسلمان ہیں چندہ دینا اور مبارکباد کے تار بھیجنا تو درکنار خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں البتہ چند ماہر اور بیدار اشخاص کی منظوم دعا اس ہفتہ ہمارے دفتر میں پہنچی ہیں اور جس دلی جوش اور خلوص صداقت سے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیلئے وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں اُس سے پایا جاتا ہی کہ وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں ابھی بہت کچھ نور ایمان باقی ہی۔ ایک منظوم دعا جو مسٹر محمد مصطفیٰ خاں خفی تہراسی کے نتیجہ افکار ہیں ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور استقامت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنو تم اب بدرگاہ خدا	ہاتھ اُٹھا کر سب ملکر دعا	ساتھ میرے تم بھی اب شامل ہو	میں دعا کرتا ہوں تم آمیں کہو
اپنے دل کو جانب حق توجہ	التجا کیجو خدا سے باخضوع	یا الٰہی یا الٰہ العالمین	مہر ختم انبیا شمس سلیمین
کرو سلطان عالیشان کی	حضرت سلطان بن سلطان کی	یعنی سلطان الزمان عبد الحمید	ابن شاہ نامور عبد المجید
جو کہ ہے خادم تیرے در کا خدا	اور ہے خادم مسجد الوری	اسکا ہو حامی و ناصر خدا	واسطے شافع اُمم محمد مصطفیٰ
واسطے صدیق و صادق ابو بکر	روم کے سلطان کو دے فتح و ظفر	واسطے عادل عمر کے یا الٰہ	کر شہنشاہ روم کے دشمن تباہ
واسطے عثمان بن عفان کے	شادماں خاقان بن خاقان رہے	واسطے حیدر امام المتقین	باظفر ہووے امیر المومنین
آمین	واسطے خاتون جنت فاطمہ	سلطنت ترکی رہے دائم قائمہ	اور وکیل ہو رہنما و مصطفیٰ رسول

مٹھ بھیڑ ہوگئی ۔ البانوی افسر نے اپنے جوانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ ان لوگوں کیلئے کارتوس خراب کرو صرف تلواروں کی خبر لو ۔ پانچ
البانویوں نے ۷ سو یونانی معہ اٹالین والنٹیروں کے کاٹ رکھدیئے ۔ اور بمشکل ۳ سو جان بچا کر بھاگ سکے !

یہ ذکر بھی کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شاہ یونان نے حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار کے نامہ نگار سے ملاقات کی ہے شاہ نے
بہت کچھ کسیانا ہوکر سوالوں کے جواب دیئے ہیں اور اپنی فوج کی نامردی پر بہت واویلا کی ہے ۔ مگر ایک بات خاص طور پر یہ
بیان کی ہے کہ جو کچھ بعض یورپین سلطنتوں نے میرے ساتھ کیا اسکی قلعی کھولنے کا ابھی موقع نہیں ہے ۔ اور جب وقت آئیگا راز ظاہر ہو
تمام دنیا کو وہ چالبازیاں اور فریب معلوم ہوجائینگے جنکا میں شکار بنا ہوں !

غرض جب ترکی فوجیں جمع تھیں اور یونانی بزدلانہ حملوں سے ناک میں دم کر رہے تھے ۔ مگر ترکوں کا تحمل تھا کہ سوا حد سے اپنے
بچاؤ کے انہوں نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا ۔ صرف اسلئے کہ قسطنطنیہ سے لڑائی کا حکم ابھی تک موصول نہ ہوا تھا ۔ اور ہر پاشا متواتر
بابعالی کو اطلاع دے چکے تھے کہ سپاہ کا روکنا دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے ۔ مگر حضرت سلطان المعظم اپنی حسب عادت تحمل اور بردباری کو
حتی الامکان ہاتھ سے نہ دینا چاہتے تھے ۔ آخرکار ۱۷ ماہ [illegible] کی سفیر متعینہ ایتھنز نے وزارت صیغہ خارجیہ فرانس کو ذیل کا نوٹ پیش کیا
یونان کی زیادتی اور چھیڑ کے باعث دونوں سلطنتوں میں سفارتی تعلقات قطع ہوگئے ہیں ۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ و دیگر
قونصلوں کو سلطنت عثمانی سے چلے جانیکا حکم ملا ہے ۔ اور اسیطرح ترکی سفیر متعینہ یونان کو قسطنطنیہ واپس آنیکا حکم موصول ہوا ہے ۔
اس اعلان کے بعد تمام رعایا یونانی کو لازم ہے کہ وہ ۱۵ دن کے اندر ترکی عملداری سے چلی جائے ۔ عثمانی رعایا کو بھی جو سرزمین یونان میں
سکونت پذیر ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے اندر عملداری مذکور چھوڑ دے ۔

۱۸ اپریل کو سفیران عثمانی کو جو یورپ کی اور سلطنتوں کے دربار میں متعین تھے ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا جسمیں مفصل کیفیت واقعات
تازہ کی مندرج تھی ۔ اور یونانیوں نے جو گرانبار پرورش کی تھی اسکا ذکر تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ یونانی باقاعدہ سپاہ ان حملہ آوروں
کے ساتھ شریک تھی ۔

اس گشتی مراسلہ میں اس امید کا اظہار کیا گیا تھا کہ دول عظام یورپ انصاف کو مدنظر رکھکر اس بارہ میں متفق ہونگی کہ
جنگ کی تمام ذمہ داری یونان کے سر ہے ۔ اور آخر میں یہ درج تھا کہ ترکی کو فتح کی مطلق خواہش نہیں بلکہ ایک تازہ ثبوت اسکی
امن پسندی کا یہ ہو کہ وہ اپنی فوجیں سرحد سے ہٹانے پر رضامند تھی ۔ اگر یونان اپنی فوجیں سرحد اور کریٹ سے بلا لے ۔

۱۸ اپریل کو سرحد پر جو حالت تھی وہ اس ونشام کی ایک تار سے واضح ہوجاتا ہے ایلاسونا سے جو وردالونا کے دامن میں واقع ہے
ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار نے بھیجا تھا ۔ اور جو ذیل میں درج ہے ۔ میں ابھی کاریا سے آیا ہوں جہاں تمام دن کشت و خون ہوتا رہا
صبح کو میں یہاں سے چلا تھا اور تین گھنٹہ سفر کرکے کاریا پہنچا ۔ لڑائی جاری تھی ۔ اور میں حمدی پاشا کے خیمہ کے پاس اچھی طرح دیکھ
سکتا تھا ۔ پاشا [illegible] فوج کے کماندار آپ بنفس نفیس وہ پہاڑیوں پر جمع ہو گئے تھے جو ایک سرکی بالمقابل ہیں و جنگل کے درمیان
[illegible] انہوں کی حیثیت جسمیں یونان کی باقاعدہ فوج شامل ہے برابر آگے کو بڑھ رہی تھی ۔ اور وہ [illegible]

بڑھتی چلی گئی۔ مگر آج علی الصباح ہم ترکی بٹالین نے انکی خوب خبر لی اور انکو سرحد پار بھگا دیا۔ مگر یونانی ادھر سے نکلکر ایک دوسرے پہاڑ پر پھر جم گئے۔ اور دس بجے پھر لڑائی شروع ہوئی۔ حملہ آوروں میں ایک معقول تعداد وسلی کے والینٹروں کی بھی ہے۔ دو دفعہ انہوں نے بڑے زور سے ترکوں پر حملہ کیا۔ مگر ترک سپاہی نہایت تحمل سے اور برقرار بلا کسی قسم کے اظہار جوش کے اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ اور صرف اپنا بچاؤ کرتے رہے۔ اور اسطرح انکا کثیر نقصان ہوا میرے سامنے تھوڑی ہی دیر میں ۵ زخمی افسر اور ۱۵ افسروں کی لاشیں فوج سے باہر نکالی گئیں ابتک مفصل تعداد مقتولوں کی معلوم نہیں کیونکہ ہسپتال میں صرف زخمی لائے جاتے ہیں۔ سات سو چار زخمی ہیں کل سے زیادہ نہیں ہونگے۔ راستہ میں اور بھی زخمی تھے جو ہسپتال میں لائے جا رہے تھے میں ابھی کاروائی میں تھا کہ محمدی پاشا کے پاس ادہم پاشا کا ایک تار پہنچا۔ بدیں مضمون کہ جنگ کا اعلان ہو گیا ہے اور کل صبح حملہ کیا جائیگا۔ اس خبر پر ترکوں کا جوش قابل دید تھا۔ اور جنگ عظیم تک ہی پاک کے نعروں سے تمام پہاڑ گونج رہے تھے۔

رپوٹر کا خاص نامہ نگار اپنے ایک تار میں جو اسنے اسی دن سہ پہر کو درہ ملونا کے دامن سے روانہ کیا تھا۔ ۱۰ تاریخ کی جنگ کی کیفیت اسطرح بیان کرتا ہے۔ اسوقت درہ ملونا پر قبضہ کرنے کیلئے میدان کارزار گرم ہو اور سخت کشت و خون ہو رہا ہے ترک نہایت استقلال سے قدم بڑھا رہے ہیں۔ اب تمام لب کوہ پر یونانیوں کے پاس صرف دو مورچے رہ گئے ہیں ساڑھے دس بجے ادہم پاشا نے ریزرو دلا اور انکو درہ کے دہن میں چوکیاں لگا دی گئیں۔ دو مرتبہ توپخانہ لانے کیواسطے ترکوں نے کوشش کی مگر زمین کی ناموافقت کا نتیجہ نفی نکلا دوسری طرف یونانی البانیا اور سالونیکا کی جنگیں اسوقت لڑ رہی ہیں۔ ترک نہایت برقراری بلند ہمتی اور قائم المزاجی سے لڑ رہے ہیں ان میں بیہودہ جوش یا غضب کا بالکل نشان تک نہیں از سرتا پا متانت ٹپک رہی ہے۔ اور قدم قدم پر بے نظیر شجاعت اور مردانگی ظاہر ہو رہی ہے ۱۱ گھنٹے گذر گئے ہیں اور لڑائی برابر جاری ہے۔ ترکی توپخانہ سے اعلیٰ درجہ کی مشاقی اور تجربہ کاری ظاہر ہو رہی ہے ترکی توپوں سے تین میل اور ۲۰۰ گز پر نشانہ بیٹھنا تعجب ناک ہے نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ترکوں کے قابل لوگوں نے یونانیوں کے پیر اکھاڑ دیے۔ ۱۲ گھنٹے ہوتے ہیں کہ میدان کارزار گرم ہے۔ شام سر پر آ گئی۔ اور ابھی تک کشت و خون جاری ہے۔ ترکوں کا نقصان بہت ہی خفیف ہے۔ ۳۰ جوان مرے ہیں اور کوئی ۵۰ زخمی ہوئے ہیں حالانکہ غنیم کیطرف صرف ایک ہی پہاڑی پر ۱۰۰ لاشیں پڑی گئی ہیں۔ ہسپتال کا انتظام قابل تعریف ہے۔ ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ یونانی شراب پی پی کر متوالے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد انکو شراب پلائی جاتی ہے جو یہاں سے صاف نظر آ رہا ہے۔ فریقین جان ہار کر کوشش کر رہے ہیں کہ سب سے بہتری کیواسطے عمدہ جگہ لیجائے۔

یہی نامہ نگار ۹ بجے رات کو لکھتا ہے۔ ۸ بجے ترک عملی طور پر تمام درہ پر متصرف ہو گئے۔ ادھر ادھر کی پہاڑیاں بھی انہوں نے تسخیر کر لی ہیں۔ جنگ میں جو بہادری اور استقلال ترکوں نے دکھلایا ہے اسکی تعریف کا حق نہیں ادا ہو سکتا ہے ترکوں کی مستقل مزاجی اور شجاعت کا انداز دیکھکر حیرت سے تصویر بنا ہوا تھا۔ لڑائی کے عین زور شور کے موقعہ پر بھی انکا استقلال اور متانت اور نیز دلاوری قابل تعریف تھی بطور مثال کے میں اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں ۱۸ ترک سپاہی حملہ آوری کا کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی فوج سے جدا ہو گئے تھے۔ سامنے سے یونانی گولوں اور گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اولوں کیطرح گولے پڑ رہے تھے مگر تاکہ جو بڑے سکے

صفت ضائع ہوگیا کیونکہ ترکی سپاہی جو دو دو کر کے حملہ پر جا رہے تھے اپنے آپ کو فوجی قاعدہ کے مطابق بچائے جاتے تھے برخلاف اسکے یونانی جو پرا باندھے ہوئے سامنے کھڑے تھے ترکوں کے توپخانہ کی زد سے بالکل نہ بچ سکے اور ترکوں کی ایک گولی بھی ضائع نہ گئی۔ ترکی افسر کی اس ہوشیاری اور یونانیوں کی حماقت کا یہ نتیجہ ہوا کہ انکی صفیں بالکل ٹوٹ گئیں اور اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور بہت سراسیمگی اور بدحواسی میں اُنہیں میدان جنگ سے بھاگنا پڑا اور ترکوں نے بڑی پھرتی اور سرعت سے یکے بعد دیگرے اُنکے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اتنی بڑی لڑائی میں ترکوں کے فقط دس جوان کام آئے اور ۸۰ زخمی ہوئے اور یونانیوں کے مقتولین و مجروحین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ میسرہ کا یہ انتظام کر کے ترکی کمانڈر نے دو دستے پیادہ فوج کے قلب پر بھیج دئے جنہوں نے جا کر انکو نہایت کشت و خون کے ساتھ پسپا کیا۔ جب قلب اور میسرہ پر یونانیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں تو ترکوں نے آسانی کے ساتھ پاس کے دو قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کی یہاں تو یہ گت ہوئی اب اُس فوج کا حال سنیے جو مقام ندیرو سے بڑھی تھیں۔ اُنہوں نے اوّل مقام ڈاسی میں سخت شکست کھائی جب وہاں سے پسپا ہوئی تو چاہا کہ ویکلا پر قبضہ کریں مگر وہاں سے بھی ترکوں نے مار کر بھگا دیا۔ حمدی پاشا جس نے یہ پچھلی دو شکستیں دی تھیں۔ ان بھگوڑوں کا تعاقب کرتا ہوا اپنے صدر مقام کاریا سے مارشل ادہم پاشا کی فوج میں جا ملا اور دونو جنرلوں نے بالاتفاق ہمدگر سنیچر کے روز صبح کے وقت ٹرنوس پر قبضہ کر لیا۔ جسے یونانیوں نے ایک دن پہلے بوقت شب بلا کسی حملہ کے ڈر کے مارے خالی کیا ہوا تھا۔ اُسی روز یعنی سنیچر کو جو تار ادہم پاشا نے قسطنطنیہ کو بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں سیڈاکی کا پہاڑ جو بڑا اکاراآمد مقام شمال میں واقع ہے۔ ہمارے سپاہیوں نے سر راہ حاصل کر لیا ہے۔ حمدی پاشا کی فوج کل مقام کاریا سے آکر مقام بلاری میں ہماری فوج سے آملی ہے اور ہماری فوج نے قصبہ ٹرینو پر جو لاریسا سے ۷ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ آج کے روز قبضہ کر لیا ہے۔

ادہم پاشا نے جو دوسرے روز یعنی اتوار کو سرکاری طور پر قسطنطنیہ کو مراسلہ بھیجا تھا اُسکے الفاظ یہ ہیں۔ "لاریسا حضرت اقدس کے قدموں کے تلے ہے۔ ہمارے دستہ سواران نے اُس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی مارے خوف کے چھوڑ بھاگے ہیں اور ہمکو بہت سا سامان جنگ اور بارود یہاں ہاتھ لگا ہے"۔ ادہم پاشا خود تعجب ظاہر کرتے تھے کہ یونانیوں نے ایسا مضبوط مقام کیونکر اس طرح چھوڑ دیا۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ اُس حکمت عملی کا ثمرہ ہے جو ترکی کمانڈر نے بعد فتح دلیلر کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مارشل ادہم پاشا نے بعد فتح دلیلر یہ حکم دیا تھا کہ ترکی میسرہ اپنے آپکو ایک مثلث کی صورت میں قائم کر کے یونانیوں کے عقب کو روکے۔ تاکہ انہیں واپس جانا سہل نہ رہے مگر البانیا کے سپاہی جو شبخون کرنا اور خاموشی کیساتھ حملہ آور ہونا خلاف وضع اور موجب عار سمجھتے ہیں انہوں نے بجائے اسکے کہ اس حکم کی تعمیل اندھیری رات میں چپ چاپ کریں یہ کیا کہ کوچ کے وقت پر آواز بلند گانا شروع کیا جسکی آواز سے یونانی خبردار ہوگئے۔ اور چونکہ آپکو نرغہ میں پھنستا دیکھکر محض اس آواز سے ایسے ڈرے کہ سر پر پاؤں رکھ کے بھاگے کہ صبح کے وقت انکی [illegible] موجود نہ تھا۔ مارشل ادہم پاشا نے بطریق استہزاء و تمسخر دلنا اپنی زبان سے یہ بھی کہا۔ "کہ ان البانیا کے سپاہیوں کی [illegible] نے ٹیا ڈیوڈی اور یونانیوں کو بھاگنے کا موقعہ ملگیا ورنہ میں آج شب کو ضرور کرئون پرنس کو اپنے خیمہ میں

مقابلہ کرتا اور انہیں ناچار میرے ساتھ ڈیرکھانا پڑتا" بعد فتح لاریسا اگرچہ یونانیوں کے پاس تنہا یا شیا کی چوٹی تھی۔ لیکن جب انہوں نے لاریسا کا حال سنا تو وہ ایسے بیدل ہوئے کہ بھاگتے ہی بن آئی۔ اس مقام پر بھی ترکوں کو بہت سامان غنیمت اور اسباب حرب اور خوراک ہاتھ آیا۔

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ جو یونانی فوج کے ساتھ ہے۔ وہ لاریسا کی فتح کی نسبت اس طرح پر رقمطراز ہے جو سراسیمگی اور بے ترتیبی لاریسا سے واپسی کے وقت یونانی فوج میں واقع ہوئی ہے۔ وہ غلط فہمی کے سبب سے وقوع میں آئی کمانڈر انچیف اور اُن کے سٹاف نے جب دیکھا کہ ترکی رسالہ ہمارے میمنہ کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اور ہم متواتر حملوں کی تاب نہیں لا سکے بلکہ ہمارے پاؤں اکھڑنے والے ہیں۔ تو انہوں نے حکم دیا کہ شام ہوتے ہی فوجیں لاریسا میں واپس آجائیں یہ حکم بذریعہ برقی روشنی کے اس یونانی فوج کو بھی پہنچایا گیا۔ جو پہاڑوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب کے یہ حکم پہنچا اور فوج نے اُسی وقت حرکت شروع کی سپاہیوں کا یہ حال تھا۔ کہ سارے دن کے تھکے ماندے بھوک اور تشنگی سے عاجز ہو رہے تھے۔ علاوہ ان سب باتوں کے ترکوں کے توپخانہ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی بدحواسی کی حالت میں وہ اس برقی روشنی کے حکم کو یہ سمجھے کہ ترکوں نے کل پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھنا ہی ان کی بدحواسی کے لئے کافی تھا۔ کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ترکی رسالے پیچھے چلے آتے ہیں۔ اس آواز سے ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ اور سراسیمگی اور بے ترتیبی اور بدحواسی کمال کے درجہ کو پہنچ گئی زیادہ غضب یہ تھا کہ اندھیری رات میں جب دوست و دشمن کو تمیز کرنا ناممکن تھا۔ اپنے سایہ سے بھی ڈر لگتا تھا۔

اس یاس کے عالم میں ایک دستہ سپاہیوں کا لاریسا میں ایک بجے رات کے پہنچا۔ اُن کے پہنچنے کی خبر لاریسا میں دفعتاً پھیل گئی اور شہر کے باشندے اسیوقت اپنا اپنا زیور باندھ باندھ کر بھاگ گئے تو تمام ہوتے ہوتے صبح کیوقت کراؤن پرنس بھی بسواری ٹرین لاریسا سے روانہ ہو گئے (کیوں نہ ہو) از صدف گوہر شاہوار نیاید بیروں ۔ بے صدا تیکہ نواز خانہ بدبستہ آید

اُسی روز یعنی اتوار کو صبح کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے لاریسا پر قبضہ کر لیا یہاں ترکان کو چھ بڑی توپیں اور بہت سا اسباب حرب اور خوراک علاوہ ایک پہاڑی توپخانہ اور بہت سے قیدیوں کے ہاتھ لگا۔ ترکی کمانڈر نے داخل ہوتے ہی مختلف حصہ جات میں سواروں کے دستے یہ حکم دیکر روانہ کئے کہ اگر یونانیوں میں سے کوئی بقیۃ السیف رہ گیا ہو تو ان کو تعاقب میں پکڑ لیں کر و مارشل ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی سخت احکام جاری کر دیئے کہ کوئی سپاہی کسی کا مال وغیرہ نہ لوٹے۔ اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے اس حکم کی یہاں تک تعمیل ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی جسے ایک قمیص ایک کھلی ہوئی دکان سے ہاتھ لگی تھی خود قید کیا گیا۔ اور قمیص مالک کو واپس کی گئی۔ یونانی زخمیوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ ریڈ کراس ہاسپیٹل کے سپرد کئے جائیں۔ اور ان سے ترکوں نے نہایت انسانیت اور رحمدلی کے ساتھ سلوک کیا

یہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب چار سو قیدی ترکوں کے پاس ہیں۔ اور قریب پانچ سو شہر کے باشندے بھی لاریسا میں اتیہ ہیں ان کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ نہایت قابل تعریف ہے۔

کولنسوالی سے دریالیاس کے رستہ بڑی جمعیت کیساتھ گھوڑے مارتے ہوئے آ رہے ہیں اس لئے اس مقام سے فوراً بھاگ جانا چاہئے
چنانچہ تعمیل اس حکم کے کل یونانی فوج بھاگ گئی ہے میسرہ کے چند بقیۃ السیف رجمنٹیں تو پہلے ہی فرار ہوگئی تھیں۔ رہا قلب اور میمنہ سو وہ
لاریسا کیطرف فرسکار کی سڑک کے رستہ سے نوک دم بھاگے ہیں اور کراؤن پرنس اور جنرل اسمولنسکس وہاں پہلے ہی سے پہنچ کر اپنے ڈیرے
ڈال چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آٹھ بجے شب کے ہوا ہوگا کیونکہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے یہ حکم ہوا تھا کہ تمام لشکر کے
والنٹیر لاریسا کیطرف بھاگ جائیں۔ چنانچہ وہ فوجی آئین کے مطابق نصف شب کو وہاں پہنچے۔

اس بھاگڑ کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یونانیوں کے میمنہ کو جو تحت کمان کرنیل سپوتی تھا ترکوں نے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا تھا۔ اور انکو ترکوں کے بڑھ جانے سے واقعی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور میسرہ کو جو کولنسوالی کے پہاڑوں پر تھا ترکوں نے پہلے ہی
شکست دی تھی۔ چونکہ میری گاڑی خط و خبر لیکر پہلے ہی لاریسا کو روانہ ہو چکی تھی اس لئے میں نے اور لفٹننٹ ویسٹرن نے عزم
کرلیا کہ ہم پیادہ ہی جائینگے ابھی ہم کوئی میل بھر چلے ہونگے کہ اسٹنڈرڈ لندن نیوز کے کارسپانڈنٹ گاڑی میں سوار ہمیں ملے۔
اُس نے ہمیں اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور ہم نے اُسکی دعوت کو قبول کیا۔ کوئی میل یا ڈیڑھ گئے ہونگے کہ ہمیں اسی راستہ میں یونانی
سپاہی بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے انکی حالت ناگفتہ بہ تھی پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے چار دن کی فاقہ زدگی و محنت شاقہ اور ترکوں
کی سخت آتشباری نے انہیں بالکل بیکار کر رکھا تھا۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں اور ہوش و حواس بالکل مفقود تھے۔ وہ
ایسے دبک کر چپ چاپ جا رہے تھے گویا انکے منہ میں زبان نہیں۔ حالانکہ یہ انکی عادت کے خلاف ہے۔ رات سخت اندھیری تھی
اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ فقط جنوب و مشرق کیطرف موضع کوٹادی اور دلیلر میں جو آگ لگ رہی تھی۔ وہ ہمارے لئے
روشنی کا سہارا تھا۔ رستہ میں کہیں یونانیوں کے توپخانے اور اسکے متعلق گاڑیاں اور خچروں کی قطاریں اور ہزاروں اسباب
کے صندوق دکھائی دیتے جو ترکوں کی زبردست آتشباری سے جو ایک بہادر سے بہادر فوج کو عاجز کر دینے کی قدرت رکھتی ہیں
بے ترتیب پڑے تھے ان کے ساتھ ہی بہت سی گاڑیاں دکھائی دیں جن میں یہاں کے باشندے کھچا کھچ بھرے تھے۔ انکے شور
واویلا سے کلیجہ دہلتا تھا بیکس عورتوں اور معصوم بچوں کی حالت نہایت درد انگیز تھی۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں فوجی اور غیر
فوجیوں میں کوئی تمیز نہ تھی۔ سب کے سب یکجا کمال بیقاعدگی اور پریشانی کے ساتھ بھاگنے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے۔ اس
مصیبت میں اونٹو فی رنگروٹوں کی مایوسانہ چیخیں زخموں پر نمک کا کام دیتی تھیں۔ جس مقام پر قزل کار اور ٹرنوو کی سڑکیں ملتی
ہیں وہاں بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ اور بباعث قلت مکان آس پاس کے مزروعہ کھیتوں کا سخت نقصان ہوا۔

اب یہ نگوڑے اپنی جانکاہ مصیبتوں کو بھول گئے اور بجائے اپنے حال پر نوحہ کرنیکے افسروں کو ان کی نالائقی کے
واسطے گالیاں دینے اور ملامت کرنے لگے اور وہ وہ لعنتیں اور پھٹکاریں دیں کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں

اسوقت ہماری گاڑی نہایت آہستگی کیساتھ ہزاروں ناکردہ گناہ اور مسکین عورتوں اور بچوں میں سے گذر رہی تھی جنکے سر پر
اسباب کی گٹھڑیاں لدی ہوئی تھیں۔ اور جو کمال بے ترتیبی اور سراسیمگی سے اپنی جانیں بچانیکے لئے نکلے تھے ان میں سے بعض

تو وحشت زدہ ہو کر بھاگتے جاتے تھے اور بعض مارے خوف اور ہراس کے قدم تک نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں پر ہمیں ٹائمز کا کارسپانڈنٹ ملا اور ہم نے اُسے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔ کیونکہ اُسکا اپنا گھوڑا اور سارا اسباب کھو گیا تھا۔ اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک پہنچا تھا۔ میں نے اُسے اشارہ سے دکھایا کہ یونانی درہ یوغازی پر برقی روشنی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو واپسی کا حکم دے رہے ہیں میں ابھی یہ دکھا نہ چکا تھا کہ اتنے میں ایک سخت شور ہوا جیسے فوج کے رہے سہے اوسان بگاڑ دیئے یہ آواز اُس سڑک کیطرف سے اور آس پاس کے کھیتوں سے آ رہی تھی جہاں تمام فراری قافلے مفلوک یونانیوں کے جا رہے تھے پہلے تو کوئی مفہوم اُس آواز کا معلوم نہ ہوا۔ مگر بعد میں جب آواز قریب تر ہو گئی تو یہ سنائی دیا کہ "ترک آ پہنچے" ابھی اس وحشتناک خبر کے حق و باطل قرار دینے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی دس بارہ گھوڑے بے سوار و کچھ بگٹٹ دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو بائیں طرف سے سر توڑ آ رہے تھے اور اُن کے ساتھ بہت سے سپاہی بھی تھے جو کمال بدحواسی میں باواز بلند کہتے جاتے تھے کہ "بھاگو بھاگو ترک آ پہنچے" ایسے وقت میں جبکہ تاریکی اپنے پورے جوبن پر تھی اور بھاگنے والوں کے دل پہلے ہی سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے اور ہوش و حواس غائب ہو رہے تھے۔ اور عقب میں کوئی دستہ سوار کا بھی نظر نہ آتا تھا جسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہ سکیں اس ہولناک آواز نے صور اسرافیل کا کام کیا جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب یکبارگی آگے کو ٹوٹ پڑے اور وہ بے ترتیبی عمل میں آئی جسکا معرض بیان میں آنا ناممکن ہے لوگ کمال بیرحمی سے جانوروں کو تیز چلنے یا آگے سے ہٹ جانے کیلئے مار رہے تھے۔ عورتیں اور بچے اور جوان و سپاہی ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور ہر ایک دوسرے پر بھاگنے میں سبقت کرتا جاتا تھا۔ سینکڑوں اس چپقلش میں زمین پر گر پڑے اور گاڑیوں گھوڑوں اور آدمیوں کے تلے آ کر کچلے گئے۔ بیسیوں چھکڑے جن میں فوجی سامان اور دیگر خانہ داری کے اسباب بھرے تھے الٹ گئے اور اُنکے ساتھ ہی گھوڑے بیل خچریں گدھے کسی کسائے طعمۂ اجل ہو گئے۔ ہماری گاڑی پر بھی دو سپاہیوں نے سوار ہونیکا ارادہ کیا جب ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے چاہا کہ اپنی بندوقوں سے ہمیں مار ڈالیں چنانچہ جب وہ کسی دیگر سوار ہو گئے تو اُن کے بوجھ سے ہماری گاڑی جسپر آگے ہی فوق الطاقت بوجھ لدا ہوا تھا اُلٹا ہو گئی اور ہم سب کے سب گر گئے اور گاڑی بالکل چکنا چور ہو گئی میری ٹانگ میں ضرب آئی مگر اُسی حال سے افتاں و خیزاں چل پڑا۔ یہاں میرے سب ساتھی اندھیرے میں مجھسے جدا ہو گئے۔ فقط ایک ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مجھے مل گیا باقی نہ معلوم کہاں رہے اسوقت یہ جگہ میدان محشر کا نمونہ تھا۔ جسے قیامت صغرے کہنا مبالغہ میں داخل نہیں۔ بدحواس سپاہی جا بجا آس پاس کے زمینداروں جیسے بھایا اپنے ہموطنوں پر گولیاں چلانے لگے۔ چاروں طرف سے بندوقیں چل رہی تھیں اور مظلوم عورتوں اور بے زبان حیوانوں کے سینے اُن کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے درہ شپکل اور پلونا کے مشہور و معروف کشت و خون دیکھے ہیں۔ لیکن یہ خونریز نظارہ بے نظیر جو یہاں آ کر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عمر بھر یاد رہیگا۔ تمام میدان میں ان بزدلوں کی بندوقوں سے چراغاں ہو گیا تھا۔ میں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا ایسے وقت میں ساتھ قائم رکھنا ضروری سمجھکر اُسے ایک کھائی کیطرف سڑک کے ایک کنارے پر لے گیا۔ مگر وہاں بھی دم لینے کی مہلت نہ ہوئی اور لوگ پھر آ پڑے اور ایسا ریلا کیا کہ ہم دونوں خندق کے اندر گر پڑے اور دس بارہ آدمی مجھ پر آ پڑے۔ جب میں نے مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اُٹھ کھڑا ہوا تو یکایک ایک سپاہی نے بلا وجہ مجھ پر اپنی

بعض خوش نصیبوں کو اسباب اور بچوں کے لئے گاڑیاں اور چھکڑے مل گئے تھے مگر اکثر عورتیں اور ننھے ننھے بچے یا پیادہ اسباب کی گٹھریاں
سر پر لاد کر روتے پیٹتے اور دھاڑیں مارتے جارہے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ ہائے بیچارے یونان تیرا کیا حال
ہوا جس سے یہ مراد تھی کہ وہ فقط اپنی تباہی نہ سمجھتے تھے ۔ بلکہ قوم کی غارت خیال کر رہے تھے ۔

اسکے بعد ایک اور سپیشل ٹرین وولو کیطرف روانہ ہوئی جسمیں فقط چھکڑے لگے ہوئے تھے ۔ اس گاڑی میں قریب تین ہزار
باشندے سوار ہوئے جنمیں اعلیٰ ادنیٰ کی کچھ تمیز نہ تھی باہر کے والنٹیروں نے اپنے ذمہ اُن لوگوں کی حراست لی جو بباعث ضعف یا ناتوانی اس
ٹرین میں سوار نہ ہو سکتے تھے ۔ اسوقت ان بیکسوں کی مایوسانہ نگاہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں ۔ جو بار بار پھر کر وحشت زدہ نگاہوں سے دیکھ
رہے تھے کہ کہیں سرکیشیا کے سوار نہ آپڑیں بہت سے لوگ بلا انتظار کسی ریل کے اوّل وقت پا پیادہ چلے گئے انہیں سے جہانتک ممکن
ہوا راستے میں ایک گاڑی پر سوار کئے گئے جو مقام وولو سے محض اسی غرض سے روانہ کیگئی تھی ۔ ڈیڑھ ہی دن کے لاریسا بالکل خالی ہو گیا
چونکہ لاریسا میں انتظام رسل رسایل مفقود تھا اسلئے میں وہاں سے وولو چلا گیا جو چالیس میل کی مسافت پر واقعہ ہے جہاں میں سنیچر کے روز
قریب سہ پہر پہنچا ۔ وہاں جا کر میں نے ویسی ہی وحشت اور اضطراب کا معاینہ کیا جو لاریسا میں تھا ۔ ہزاروں آدمی جانیں بچانے کیخاطر بحالت
اختلال جمع ہوتے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بات شہرت پذیر تھی کہ ترک تھوڑی دیر میں یہاں پہنچا چاہتے ہیں ۔ بندر میں سوائے ایک
سرکاری جہاز کے اور کوئی سٹیمر نہ تھا ۔ اور یہ جہاز بھی اُسی دن محض زخمیوں کو سوار کرکے ایتھنز لیجانیکے واسطے آیا ہوا تھا ۔ البتہ چھوٹی
چھوٹی بہت کشتیاں تھیں جن میں متموّل اور آسودہ آدمیوں کو اُنکے اسباب سمیت جگہ مل گئی جو جزیرہ یوبیا اور دیگر جزائر کیطرف بھاگ گئے
اُن لوگوں کو باوجود جدوجہد کے سرکاری جہاز کی ڈیک پر بھی جگہ نہ مل سکی ۔ میں نے چاہا کہ وولو سے تار بھیجوں ۔ مگر یہ نہ ہو سکا اسلئے
میں نے عزم کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر کسی ایسے مقام پر جاؤں جہاں سے خط و کتابت ممکن ہو ۔ چنانچہ ایک کشتی بھی مل گئی لیکن جب
میں اسکے اندر بیٹھ گیا ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے بڑے زور سے شور وغل کیا کہ باہر آجاؤ یہ کہتے ہی بہت سے آدمی حملہ کرکے میری
کشتی کے اندر آگئے اور مجھے زور سے باہر نکالا ۔ اُن کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب ہم جان بچا نہیں سکتے تو کسی اور کو بھی
ایسا موقع ملے چنانچہ انہوں نے زور سے آواز دی "ہم سب ایک ساتھ مرینگے"

اسوقت مسٹر مرلنی انگریزی وایس کونسل نے مسٹر ایجرٹن سفیر انگریزی متعینہ ایتھنز کو تار دیا کہ یہاں صورت بہت نازک
ہو گئی ہے اور اُن سے درخواست کی کہ ایک جنگی جہاز ہماری حفاظت کے لئے بھیجدو

اب زخمیوں کو دونوں ہسپتالوں یعنی فوجی ہسپتال اور مسٹر رالی اور مس رائیڈر اور رڈنبر کے ہسپتال سے کیا ٹ پر لیگئے اسمیں بھی خوف تھا
کہ کہیں ایسا نہ ہو جہاز پر بھی باشندے اسیطرح حملہ کریں اسلئے اُسے بندرگاہ میں لیگئے اور زخمیوں کو ڈاکٹروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں
میں سوار کرکے وہانتک پہنچایا [illegible] جس کا نام تھسلیا تھا تو پچھلے شب کے وولو سے روانہ ہوا جہاں فقط چھ زخمی سپاہی مس
رائیڈر اور ڈنبر کے چارج میں رہے ۔ مگر بعد میں یہ لوگ بھی انگریزی کونسلر کے پاس آگئے اور مسٹر مرلنی نے یہ حوصلہ دکھایا کہ
[illegible] ہسپتال سے [illegible] لوگوں کے وحشت و اضطراب کی [illegible] اور دوسرے روز [illegible]

یونانیوں کا البیشر تھا لیکن لوگوں نے کوئی خوشی کا اظہار نہ کیا جو اسدن کو ہمیشہ رہا ہوا کرتی تھی اس روز حالانکہ ایک توپ بھی دشمن
سے پہنچگئی۔ مگر لوگوں کی وحشت میں کچھ کمی نہ ہوئی

اس توپ کو کوئی گھوڑا یا کوئی اور جانور کھینچکر نہ لایا تھا بلکہ چند آدمی اور بہت سے لونڈے لئے آتے تھے اور ایک سپاہی
ان سب کا نگران تھا۔ بعد میں چند توپیں وولو سے جہاز میں روانہ کی گئیں اس سے لوگونکو کوئی اطمینان نہ ہوا۔

رات کیوقت بہت سی کشتیاں غایب ہوگئیں۔ چونکہ مجھے کوئی اطمینان نہ تھا کہ پیرس میں کس وقت پہنچ سکوں
اسلئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر لوس میں جو جزائر اوری میں واقع ہے چلا جاؤں جب میں وہاں
پہنچا تو بخط مستقیم ایڈی سوس میں چلا گیا۔ وہاں ایک اور کشتی لی جس پر سوار ہوکر مقام کالیکس میں پہنچا اسکے پہنچکر
ایکسا اور کشتی لی اور اس میں بیٹھکر او ریپسا میں پہنچا یہاں سے براہ خشکی میں اتھنز میں پہنچا اور حالت میری یہ تھی کہ کامل
چار روز اور پانچ شب میں میں نے اپنے کپڑے یا بوٹ نہیں اوتارا تھا۔

ایک انگریز والنٹیر کے مشاہدات

اخبار ٹائمز کا کاسپانڈنٹ متعینہ اتھنز حسب ذیل تحریر کرتا ہے: مجھ کو جنگ مالی کے دلچسپ حالات ایک ایسے شخص سے بہم پہنچے ہیں
جو خود لڑائی میں شریک تھا۔ یہ شخص ایک انگریز والنٹیر تھا جو اب اتھنز کے ہسپتال میں ایک زخم سے بیکار ہوکر پڑا ہوا ہے۔ اور یہ زخم اسی جنگ کا
تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میری والنٹیر پارٹی بیسا کی بارکوں میں بدھ کی شام تک ٹھیرے ہوئے تھے وہاں ایک ہفتہ تک ان کا [illegible]
اور وہ سب کے سب اس بیوجہ توقف سے اکتا گئے آخر الامر نصف شب کے وقت کوچ کا حکم آگیا اور لوگ خوش خوش روانہ ہوئے
مگر انہیں کیا خبر تھی کہ آگے کیا ہوگا۔ رستہ سخت ناہموار تھا اور جابجا پتھر اور سنگریزے پڑے تھے اور سب کے سب آبلہ پا ہوگئے
تھے بعضوں کا تو یہ حال ہوا کہ اس آبلہ پائی کے سبب سے وہ آگے جا نہ سکے اور مجبور ہوئے کہ وہیں رہجائیں طلوع آفتاب کے وقت ہم
ایک ایسے مقام پر پہنچگئے جو یونانیوں کے مورچہ منصوبہ مقام مالی کے مغرب میں واقع تھا ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ترکی توپخانہ
سے آتشباری کا آغاز ہوا۔ مگر چونکہ یہ والنٹیر پہاڑ کی آڑ میں تھے اسلئے وہ گولوں کے زور سے محفوظ رہے دونو طرف توپیں چلتی
رہیں مگر تعجب ہے کہ یونانی افسر بکثرت مارے گئے یہانتک کہ ہر پانچ یا چھ کشتوں میں ایک افسر ضرور ہوا کرتا تھا جمعرات کو فقط توپ
کی لڑائی رہی اور ایک بندوق بھی فریقین میں سے کسی نے نہیں چلائی شب کو یونانیوں نے اپنی پیادہ فوج کو چند مستحکم مقامات
پر نصب کردیا کیونکہ احتمال تھا کہ ترک شبخون کرینگے جب آتشباری بند ہوئی ہم نے چاہا کہ ذرا آرام کریں مگر خیموں کے نہونیکے سبب
اپنے کمبل لیکر زمین پر پڑ رہے جہاں سے بہت بری حالت میں اٹھے بدن پر لرزہ تھا اور سردی کی ماری انگلیاں ٹھٹھر گئی تھیں۔ دو دفعہ
میں شور ہوا کہ ترکی فوجیں ہماری پیادہ فوجوں پر حملہ کررہی ہیں پہلی لڑائی تو نہایت مختصر تھی فقط بیس ہزار گولیاں چلیں دونوں
ترکوں کو ہزیمت ہوئی۔ اور انہیں واپس جانا پڑا۔ صبح کیوقت یعنی جمعہ کی صبح کو حالات کی صورت میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا تھا۔
اور دونو فریق اپنے مقامات پر قائم تھے طلوع آفتاب کیوقت فریقین کے توپخانہ نے آتشباری شروع کی۔ مگر ترکوں

او رسامانِ جنگ بھی پاس نہ رہا تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ یونانیوں کے ڈیڑھ سو سپاہی کام آئے اور زخمی بھی بہت ہوئے آج صبح اسہفتہ کو یونانی دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک ایونزنی رجمنٹ او ر چھ توپیں پھر میدان میں لائے اور ترکوں نے خود بخود پھر یہ مقام چھوڑ دیا ہے۔ ترکوں نے سب یونانی قیدیوں کو مسخ اور قتل کر دیا ہے مگر قسطنطنیہ میں اس آخری خبر کی تکذیب نہایت حقارت سے کی جاتی ہے (العہدۃ علی الراوی)

افواج متعینہ جینیا کے کمانڈر نے قسطنطنیہ میں یہ تار دیا ہے کہ ہفتہ کے روز ساڑھے سات گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد ہماری فوج نے قلعہ مینٹ یونا پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں یونانیوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی اور جس جگہ پر وہ ہماری سرحد مقام لوروس سے عبور کر کے قلعہ نشین ہو گئے تھے۔ بعد اس فتح کے ہماری فوج نے مقام پینٹی پیگوڈا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ یونانیوں کے تین سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ۲۱۹ زخمی ہوئے اور ۲۶ زندہ گرفتار ہوئے اور ترکی سپاہیوں میں سے ۱۵ شہید اور تین زخمی ہوئے اور ہماری فوج کو بہت سی بندوقیں اور سامان حرب ہاتھ لگا۔

اب یونانیوں نے قریب جوار کی مقامات پر مورچہ بندی کی ہے ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں البانیہ کے سپاہی کسی بات پر بگڑ بیٹھے تھے اور شہریوں کو بھی دھمکایا تھا مسلمانوں نے نکل کر شہر چھوڑ دیا۔ ممالک غیر کے قونصلوں نے اطلاع دی کہ عیسائیوں کی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے اور یہیں بھی اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ والی شہر کے باشندوں کو بندوق اور بارود نہیں دیتا تاکہ ان البانیا کی مردوں کے نکال باہر کریں اس پر سفیران ممالک غیر نے بابعالی میں درخواست کی کہ بہت جلد شہریوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاوے۔ لیکن اب سپاہی سپاہی رستے پر آ گئے ہیں۔ اور ان کا آوریا حکام سے پڑا اور یہ ان کی درست ہے انصاف یہاں تو یہی نوع انسان کی ہمدردی نے فرشتہ طینت سفیروں کو بابعالی میں درخواست دینے کے لئے مجبور کیا کیونکہ عیسائیوں کو ہتھیار مل جاتے کہ وہ مسلمانوں کو قتل و غارت کریں اس وقت وہ صفات ملکی کہاں گئے تھے جب سرباز مسلمانوں کی ٹوپیوں کے پھندنے اکھاڑتے تھے اور انہیں برا گالیاں دیتے تھے سچ ہے ؎ تم وہ ظالم کہ خوشی کو فغاں کہتے ہو ہم یہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو

ایتھنز کی حالت

اگرچہ ایپرس کی طرف سے کچھ بری خبریں موصول نہیں ہوئیں مگر پھر بھی یہاں کی حالت سخت نازک ہے مجلس یونان نے شہر کے باشندوں کے پاس درخواست کی کہ سب مسلح ہو کر سرحدی فوج کی امداد کریں اور سنا ہے کہ فقط ایتھنز میں تیس ہزار بندوقیں جمع ہو گئیں وزیر جنگ و داخلیہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام قلعوں میں فوجی جماعتیں قائم کی جائیں سرحد پر نئی فوجیں بھیجنے کا اہتمام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے اور ایتھنز کی پولیس بھی اس کام کیلئے مسلح ہو رہی ہے شہری پولیس بھی بھیجی جاتی ہے۔ مگر چونکہ قیدیوں نے جیلخانوں کے قفل توڑنے کا آرادہ کر لیا تھا اس لئے یہ تجویز بالفعل موقوف رہی۔ مونیکا کلیس کے قید خانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ شاہ یونان نے جمعہ کے روز ایک فرمان جاری کیا ہے۔ کہ نیشنل گارڈ کے وہ دستہ جو سنہ ۱۸۸۳ء اور سنہ ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئے تھے مسلح ہو جائیں۔

۲۲ اپریل یونانیوں کا گڈ فرائیڈے تھا اس دن حسب معمول ہزار دو آدمی قسب کونسٹیٹیوشن چوک میں پادریوں کی سواری

کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجے میں نماز پڑھنے چلے گئے لسٹیفت کا سمان واقعی دیدنی تھا جب بسٹر جیولین کو فرقہ کے پادریوں نے .... وہاں آواز بلند بازار میں کھڑے ہوکر فوجونکی فتح و ظفر کیلئے دعا مانگی لوگ چپ چاپ اس دعا کو سنتی رہی مگر کبھی کبھی کوئی نوحہ و بکا کی آواز جو عزیزان رفتہ کی یاد میں بے اختیار نکل جاتی تھی ساری مجلس کو درہم برہم کر دیتی تھی مگر دوسرے دن یعنی ہفتہ کو جب مقام ماٹی کی تباہی کا حال معلوم ہوا۔ تو ساری خوشی جو یونانی جہازونکی کارروائیوں کی کہی جاتی تھی ملیامیٹ ہوگئی اور بجائے خوشی اور فرحت کے بیدلی اور یاس ہر ایک کے چہرے پر نظر آنے لگی اور ہر ایک متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس پیدا ہوگیا یونانی بھی عادات اور خصائل میں فرانسیسیوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں وہ اخبارات جو ابھی کل ہی بادشاہ کی تعریف اور شہزادوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی بدولت ہمیں یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ از سر نو تازہ کرنیکے قابل ہوگئے ہیں آج برملا اسی بادشاہ اور اسکے ولیعہد بلکہ کل خاندان شاہی کو برا بھلا کہنے سے عار نہیں کرتے اور بعض تو ولیعہد پر بیطرح دل کے بخار نکال رہے ہیں یم ریلی کا قول ہے کہ لاریسا اور ٹرینیو و یونانیوں نے محض ولیعہد کے سٹاف کی ناقابلیت کیوجہ سے چھوڑ دیا ہے

جنرل گبرانڈی بھی بہت سے اٹالین والنٹیر ساتھ لیکر ہفتہ کے دن پہنچگیا ہی لوگوں نے بڑی تپاک سے اس کا استقبال کیا ہے

دول عظام

عام خیال ہے کہ اگرچہ بعض سلطنتیں بیچ بچاؤ پر آمادہ ہیں اور دل سے چاہتی ہیں کہ یونان کا معاملہ صلح و صفائی سے انجام پذیر ہوا اور آنچ نہ لگی مگر انہیں تامل اسی میں ہے کہ جبتک یونان خود درخواست صلح نہ کرے اور اپنی فوجیں کریٹ سے واپس نہ بلائے تب تک اس بات کا صورت پذیر ہونا ناممکن ہے جرمنی کا ایک سرکاری اخبار لکھتا ہے اگر یورپ کی دول عظام صلح کرانے پر مائل ہو تو بلحاظ حالات حاضرہ ضرور ہے کہ یونانیوں سے ضمنی اقرار لیا جاوے کہ وہ دول عظام کی تجویز کے لفظ بلفظ کاربند ہونگے۔ رہا دار السلطنت اٹلی میں معتبر اور مستند آدمیوں سے سنا ہے کہ یونانی عمداً اس لڑائی کو اسغرض سے طول دینگے کہ شاید دول یورپ میں کچھ بدمزگی یا اختلاف پیدا ہو جاوے

کونٹ مراولیف وزیر خارجہ روس نے جو مراسلہ دول یورپ کے نام بھیجا ہے اسمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ دو باتونکا لحاظ رکھنا ضروری ہے اول کوئی سلطنت جنگ روم و یونان میں مداخلت نہ کرے۔ دوم جو فیصلہ دول یورپ نے کریٹ کا کیا ہے وہ منسوخ نہ ہو اور برقرار سمجھا جائے

پیرس میں بدھ کے روز ایک نیم سرکاری خبر حسب ذیل شایع ہوئی ہے۔ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ مصالحت کی کوشش بڑی سرگرمی سے جاری ہے اور پیرس لنڈن سینٹ پیٹرزبرگ اور روم (اٹلی) کے وزرا کسی اچھے موقع کے منتظر ہیں کہ معاملہ صفائی پذیر ہو جائے جرمنی کو ہر ایک معاملہ سے برابر اطلاع دیجاتی ہے اور وہ بھی دوستانہ معاملہ سے ناراض نہیں اور یہی حال سلطنت آسٹریا کا ہے

جنرل الفرڈ مور نے ابھی ایک تقریر میں جو اس نے مقام بولٹن ہفتہ گذشتہ میں کی تھی بیان کیا ہے کہ [illegible] مسٹر گلیڈسٹون کے پاس [illegible] مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم جہاں جاؤ لوگونکو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ یہ لڑائی فقط ان چھ اشخاص نے کرائی ہے یونانیونکو تھسلی میں لڑنیکا شوق تھا [illegible] سلطنتوں نے کریٹ سے وہی سلوک کیا ہے جو ترکی کیا کرتے تھے اور انہوں نے ہی یونانیونکو تھسلی سے نکال کر باہر کیا ان چھ سلطنتوں نے [illegible] شرافت کا احساس [illegible] قائم رکھنے کیلئے ایسا کیا مگر پھر بھی لڑائی ہوئی اور کوئی [illegible] اور [illegible] کمیشن [illegible] ترکوں کی طرح [illegible]

بیگناہ معصوم بچوں اور عاجز بیکسوں کو محض اس الزام پر کہ وہ کلمہ توحید پر ہیں بیدریغ قتل و غارت کرتے رہتے اور نمبر ۳ یہ کہ جو فلسفہ
سے ایک کلمہ خیر نکلا نیز استثنا شاید یہ تھا کہ ترکوں کے ہاتھ سے سارا ملک یکے بعد دیگرے اور نمبر ۳ بھائیوں کی گیدڑ بھبکیوں سے
نکل جاوے۔ مگر شاید تجھے معلوم نہیں ہے چراغے را کہ ایزد برفروزد کسے کو تف زند ریشش بسوزد

ہمیں ٹائمز کے انتخاب پر تعجب آتا ہے کہ اس نے اپنے اخبار میں دول عظام کا عنوان جما کر دو سلطنتوں کی رائے کا اظہار کر کے اسکی ذیل میں اس متعصب اور مطرود سٹیڈ صاحب کا ہوئے بڈھے کے ہزیان کو بھی جگہ دی ہے حالانکہ ایسی رائے کے اظہار کا زیادہ تر موزوں موقع وہ تھا جہاں لنڈن کے پاگل خانوں اور وہاں کے ساکنین کے حالات تفنن طبع کیلئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔

قسطنطنیہ رپوٹر کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ حسب ذیل لکھتا ہے اس ہفتہ میں عزت پاشا کا تنزل ایک ایسا واقعہ ہے جو فی الحال کسی قدر وقعت رکھتا ہو ظاہرا وجہ اسکی یہ ہے کہ عزت پاشا نے ادہم پاشا کی ذات کو سلطان کے سامنے ہر وقت گوشہ گمنامی کیا۔ ان ناموں ادہم پاشا نے بارگاہ عالی میں یہ عرض کیا تھا کہ یونانیوں نے ہماری قلمرو میں حملہ کیا ہے اسلئے میری حالت نازک ہوگئی ہے مجھے اجازت عطا ہو میں انکا مقابلہ کروں عزت پاشا نے ان ناموں کو محض اس غرض سے دبا رکھا کہ اس اثنا میں شاید مصالحت ہو جاوے۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عزت پاشا کے تنزل کا باعث وزیر صیغہ جنگ ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عزت بے نے وائس ایڈمرل حسن پاشا کو کہا کہ جسقدر تار ادہم پاشا کیطرف سے آیا کریں وہ بجائے وزیر صیغہ جنگ کے میرے پاس بھیجے جائیں۔ ہمارا یونانی کارسپانڈنٹ خبر دیتا ہے کہ ایڈمرل حسن پاشا نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ اگر جہازوں کو ڈارڈنلز سے عبور کرنے کا حکم ہوا تو میں اپنا استعفا داخل کرونگا۔ کیونکہ وہ جنگ کے قابل نہیں۔ اول تو یہ خبر یقیناً غلط ہے اور راوی بھی معتبر ہے۔ لفظ یونانی اسکی صداقت کی کافی شہادت ہے اور اگر ایسا بالفرض محال صحیح ہو تو اس عیسائی امیر البحر کی نامردی اور نمک حرامی قابل صد نفرین ہے۔ نامردی اسلئے کہ لڑائی کا نام سنتے ہی بھاگنے کو تیار ہو اور نمک حرامی اسلئے کہ اگر جہاز نکمے تھے تو آپ نے کونسا چھکڑا کا جہاز ترکوں کی نذر کیا تھا جسکے معاوضہ میں آجتک بیٹھے ہوئی تنخواہ کھاتے رہے بابعالی نے جمعہ کے دن ۲۳ اپریل یونانیوں کی طلب کی اسی دن دول عظام کے سفیروں نے جمع ہوکر یہ قرار دیا کہ بابعالی کی خدمت میں لکھا جاوے کہ یونانی رعایا جو صیغہ خارجیہ ہسپتالوں اور قونصلوں اور کلیساؤں کے پاس ملازم ہے انہیں سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت دیجاوے اور نیز یہ بھی قرار دیا کہ اگر انہیں اخراج ہی کرنا منظور ہو تو ہم کسیقدر نرمی برتی جاوے فقط قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور کل قلمرو عثمانیہ میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں جمعہ کے دن قسطنطنیہ کی تمام مساجد میں یہ نوٹس پڑھکر سنایا گیا تھا کہ امن پسند یونانیوں سے کوئی مسلمان مزاحم نہ ہو کیونکہ جنگ فقط فوجوں میں محدود ہے۔ جو سرحد پر کام کر رہی ہیں دیکھ اس شخص کا کام ہے جسے گلیڈسٹون نے دلصورت انسان کا خطاب دیا تھا محمد عربی علیہ السلام کی بھی تعلیم تھی اور انکے خلیفہ برحق کیلئے بھی علی الدوام موزوں تھا۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اگرچہ عثمانیہ سرکاری دفتروں میں سفارتوں کی بیجا دست اندازی یا سفارش ناگوار گذری۔ مگر بابعالی نے اتنا منظور فرمالیا ہے کہ جو یونانی قونصلوں کے پاس ملازم ہیں ہسپتالوں میں نوکر ہیں یا ڈاکخانوں میں ہیں وہ بلاد عثمانیہ میں رہ سکتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ مذہبی مقامات کے مجاور یا صیغہ خارجیہ کے متعینین موقوف اور بیکار و بیوطن ہو گئے ہیں اور واقعی ایسا ہونا اقتضائے حکمت اور حزم تھا۔)

ہمارا کارسپانڈنٹ متعینہ استامبول لکھتا ہے کہ ترکوں کے پاس اس وقت۔ ویسے کمی نہیں ان کا خزانہ معمور ہے پانچ لاکھ پونڈ قرضہ سے

انتظام انہوں نے نہایت عمدگی سے تحائف کی کفالت پر کیا ہے اور نیز بقایا کہ پونڈ ہی چندہ میں سے باقی خزانہ میں نقد
موجود ہے - اور یہ چندہ فقط فوج کی امداد کیلئے ہوا تھا ۔

٢٨ اپریل کو تیس یا چالیس انگریز انجینئر بطرف قسطنطنیہ روانہ ہوئے اور اس کمیٹی نے جو لنڈن میں اس کام کیلئے مقرر ہوئی تھی سفر خرچ
ادا کیا خاص لنڈن کے ایک شیخ والے نے پچاس اور آدمیوں کے سفر خرچ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہے بکنگھم کے لارڈ میئر کو سرکاری طور پر حکم آیا ہے کہ جتنے
آدمیوں کو تم یونان کیلئے بھرتی کرتے ہو یہ قانون انگلستان کے رو سے ناجائز ہے یہ سنکر سب والنٹیروں نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا ہے (جو چلے گئے
بلکہ میدان میں جاکر وہ وہ کارنمایاں کئے جنکا ادنی نمونہ اسی اخبار میں دیا گیا ہے اسکی معافی نہ معلوم اس ایکٹ کی کس دفعہ سے قیاس کیا)

بلگیریا اور سرویا

بلگیریا والوں نے درخواست کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ مقدونیہ میں پانچ اور برات عطا کرے اور نیز انکو سکونت
ادرنہ میں تجارتی ایجنسی مقرر کرنیکی اجازت دیجائے سلطان المعظم نے رضامندی ظاہر فرمائی - سرویا کے
سفیر نے بلگیریا والوں کو ڈانٹ بتائی کہ یہ وقت ایسی درخواستوں کا نہیں اور علاوہ برایں اگر اسکا نتیجہ کچھ برا ہوا تو اسکا خمیازہ بلگیریا کو اٹھانا پڑیگا
حضور اعلیٰ سلطان المعظم نے فرمایا کہ بجائے خود اختتام جنگ کے بعد یہ معاملہ پیش ہوگا - البتہ پانچ مقامات میں نہیں بلکہ تین میں برات دیجائے

سرویا کے [illegible] کے دن حضرت سلطان المعظم نے شاہی فرمان اس مضمون کا عطا کیا ہے کہ
[illegible] ایک [illegible] ہیں ۔

یوم جشن المسلمین

ایک [illegible] جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں کم
و بیش تو [illegible] کے مسلمانوں کو ٢٠ مئی ١٨٩٧؁ء کا [illegible] تک ہوگا
کیونکہ اس دن جو انہوں نے سلطانی فتح کی خوشی میں منائی ہے اسکی کیفیت مدت العمر انکے دماغ میں تازہ رہیگی ٢٧ مئی ١٨٩٧؁ء کو ہمارے
مشفق مسٹر شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل کیطرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کیا گیا کہ بمبئی کے مسلمانوں کی تقلید میں یہاں بھی مسلمان اس فتح
عظیم کے حصول پر بارگاہ الہی میں شکریہ ادا کریں اور حضرت سلطان المعظم کی خدمت اقدس میں مبارکباد کا تار روانہ کریں اس اشتہار کا شائع
ہونا تھا کہ لوگوں کی عقیدتمندی اور ارادت نے حقیقی جوش کی صورت اختیار کی اور ہزاروں ارادتمند غول کے غول اس ثواب آخرت میں
شامل ہونیکے لئے نہ فقط میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں (جہاں جمع ہونیکی دعوت تھی) جمع ہوئے بلکہ دیگر مساجد
میں بھی بکثرت جمع ہوئے - مگر میاں صاحب مرحوم کی مسجد کا نظارہ واقعی قابل دید تھا اس دو منزلہ عالیشان مسجد میں حسب منشا
فرش و فروش اور سائبان وغیرہ ضروریات لگائے گئے تھے جسکا اہتمام ہمارے مکرم مسٹر محمد امام الدین منیجر وکٹوریہ
میڈیکل ہال کے سپرد تھا اور جنہوں نے اپنے کار مفوضہ کو نہایت سلیقہ اور قابلیت سے انجام دیا اور اس مبارک کام کے انتظام
اور انصرام میں اپنے ضروری بیچ کے کاموں کو محض حمیت قومی کے لحاظ سے نظر انداز فرمایا جزاک اللہ -

ابھی بارہ بجنے کو تھے کہ لوگوں کی آمد شروع ہوئی لو بڑے زور سے چل رہی تھی اور آفتاب نصف النہار بھی [illegible]
کی افواج قاہرہ کیطرح پوری گرمیوں پر تھا مگر ارادتمندوں کی حقیقی ارادت اور عقیدتمندی کیلئے یہ کیا اس سے دوگنی حرارت

بھی مانع نہ ہو سکتی تھی چنانچہ لوگوں نے مطلق اس گرمی کا خیال نہ کیا اور شہر کے پرلے سرے اور مقامات بعیدہ سے آکر وقت پر بلکہ
وقت سے پہلے شامل ہوئے اُنکے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ ہمارے بھائی سی نمازت اور شدت حرارت میں بے آب و دانہ
تیس تیس گھنٹے دشمنوں کو مارتے اور اُن سے لڑتے اور توپوں بندوقوں کی زد اُٹھاتے پہاڑوں پر چڑھ رہے ہیں ہمیں
مسجد کے بیس بائیس زینے چڑھنے میں کہاں کی تکلیف ہوگی ابھی ایک بج میں کچھ عرصہ باقی تھا کہ مسجد میں باوجود بہت وسیع
ہونے کے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ اوّل مولوی غلام سید صاحب دہلوی نے وعظ فرمایا جس میں اخوت اسلامی کے حقوق نہایت
قابلیت اور متانت سے بتوضیح بیان کئے بعد ازاں خطبہ نماز سے فارغ ہو کر مولوی ولی محمد صاحب مشہور واعظ جالندھری
نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر سامعین کو اتحاد کی تحریص اور ترغیب نہایت موثر الفاظ میں کی۔ در آیۂ کریمہ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ کی
تفسیر بڑی معقولیت سے فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین و امیر المؤمنین کی بقاء سلطنت عمر و دولت
اور فتح و نصرت کیلئے نہایت عجز اور جوش سے دعا کی گئی۔ اس وقت کی رقّت اور خضوع اور خشوع دیکھنے سے تعلق رکھتا
تھا۔ بے ساختہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہے جاتے تھے مختصر یہ کہ اسکے بعد مولوی غلام سید صاحب نے پھر اُٹھکر
سامعین کو تار کا مضمون جسکا روانہ کرنا تجویز تھا سنایا۔ سب نے بالاتفاق اُس پر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ جمہور نے اُس وقت
یہ تجویز کیا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں یہ تار روانہ کیا جاوے۔

بعد ازاں مولوی عبد السبحان صاحب نے اپنی دلاویز وعظ سے حاضرین کو داخل حسنات کیا اتنے میں نماز عصر کا وقت آگیا
اور کل حاضرین نے مولانا و بالفضل اولانا مولوی غلام رسول صاحب مفتی اور امام مسجد کے پیچھے فریضہ عصر ادا کیا۔ اور بعد
از نماز عصر بھی دعا مانگی خضوع و خشوع کے ساتھ مانگی گئی۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے بقاء و دولت کیلئے دعا مانگی گئی جسکے
سایۂ عاطفت میں ہمیں یہ آزادی حاصل ہے کہ ہم خلیفۃ المسلمین کے ساتھ اسطرح علی الاعلان اظہار عقیدتمندی اور
خلوص کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ مبارک مجمع قریب چھ بجے شام کے رخصت ہوا۔ اگرچہ لوگوں کا جی ابھی سیر نہ ہوا تھا
اور بیٹھنے کو اور بہانہ چاہتے تھے۔ شام کے وقت شہر کی بہت مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے مکانوں پر روشنی کی گئی۔ اکثر
مساجد میں وعظ کی مجلسیں بھی زور شور سے ہوئیں۔

فہرست کتب

مفروضہ مظالم آرمینیا یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں عالیدماغ اور فاضل مؤلف نے سوالات متعلقہ ٹرکی او مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شائستہ و براہین بائستہ بحث کی ہے۔ تمام صاحبان جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت زور سے انکی جامع اور لسیط ہونیکی تعریف کی ہے اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق پولیٹیکل حالات سے کامل آگاہی دے سکے آجتک کوئی تالیف نہیں ہوئی ہے۔ عہدنامہ برلن عہدنامہ سین سٹیفانو خطوط نپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کردیا ہے ہر انصاف پسند کو علی العموم او مسلمانوں کو علی الخصوص یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہئے۔ (۱عہ)

واقعات روم یہ کتاب ایک نامدار امریکن انگریز کی تصنیف ہے جسکو مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں تمام ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئی ہیں۔ اس میں لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر کے نہیں چھوڑا دیوے کے حال سے شروع کیا ہے اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے سمجھائی ہے اس میں فاضل مترجم کے نوٹ اصل کتاب کے لطف کو دوبالا کئے دیتے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھنے کیوقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہوجاتا ہے کہ گویا وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کررہا ہے اس کتاب اور مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ کے دیکھنے کے بعد ٹرکی کے متعلق بہت ہی حالات کم معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے جو وہاں خود جاکر دیکھنے سے متعلق ہیں (۱۲/سا)

تجاربات پلیونا یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہو کر غازی عثمان پاشا شیر پلیونا کے ماتحت پلیونا کے قیامت تک یاد رہنے والے قیامت خیز معرکوں میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی اس کتاب کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنیکیلئے اردو زبان میں کیا ہے اور حسب ضرورت جابجا مفید حواشی بھی شامل کردیے گئے ہیں۔ مزید براں پلیونا کے چاروں محاربوں کے رنگین نقشے بھی دیدیے ہیں۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ قیمت فی حصہ (۸؍)

قسطنطنیہ اس کتاب میں اسلامی دار الخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی پبلک عمارات اور شاہی عمارات دلفریب سینری او منظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف دربار سلطانی و ارکین دربار کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آرمینیوں کی طبعی خباثت بھی واضح کردی گئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح او رمورخ مسٹر موریس کرافورڈ اور لیڈی میکیمور صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن ڈمنا ایڈورڈ کریسی اور دیگر مستند یورپین و ٹرکی مورخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت عہ

مفصل فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے۔

منیجر اخبار وکیل امرتسر

تمام شد

ہر قسم کی ترسیل زر
مشتہر کے
نام ہو

نمونہ کے پرچہ کے لیے
ایک آنہ کا ٹکٹ آنا
چاہیے

اخلاقی، تمدنی، مذہبی، سیاسی، معاشرتی، علاوہ فوجی، تجارتی، تعلیمی و صنعتی مسائل پر بحث کرنے والا

اخبار وطن لاہور

دفتر جمیلہ ایجنسی لاہور سے اس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے جنوری ۱۹۰۱ء سے شائع ہوتا ہے جس کے پر زور آرٹیکلون مفید مشورون اور ان تھور روی کی بیبائی نے ملک کے نامی گرامی قدر دانون اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبرون کے نہایت جلد اور سب سے پہلے ہم پہونچانے مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہے۔ اسکی طرز تحریر۔ آزادی۔ سچی ہمدردی۔ اعلیٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا مین لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے

اسکی اشاعت کے مقاصد یہ ہین :۔

جو امور ملک اور قوم کی تمدنی۔ اخلاقی حالت کی اصلاح اور اون کو ممتاز و معزز اقوام و ممالک کے ہم پلہ بنانے مین ممد ہون۔ اون کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔ اور حاکم و محکوم کے اُن تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی رعایا پروری کے اصل الاصول ہین۔ اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے۔ اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک سے متعلق ہے۔ اس سے رعایا کو آگاہ کرے اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین متانت شائستگی اور آزادی کے ساتھ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین فوجی۔ زرعی۔ تجارتی و صنعتی معلومات

مفیدہ و ضروریہ کا بہم پہونچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیئے اب تک کل ملک مین کسیطرح کا انتظام موجود نہین - اور بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق قایم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایکدوسرے کو پہونچتے ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے ٭

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۱۰ شلنگ	۶ شلنگ
امراء سے	عـہ ر	ـے ر
دیگر معاونین سے	للعہ ر	عہ ر
کم استطاعت طلبار سے بشرط تصدیق	سکہ	عا

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہو سکتا

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور